سندھ کے اکابرینِ قادریہ

کی

علمی و دینی خدمات

۱۱۹۸ھ تا ۱۴۱۳ھ

مقالہ برائے پی ایچ ڈی

تحقیق و تصنیف

ڈاکٹر صاحبزادہ فرید الدین قادری

سندھ کے اکابرینِ قادریہ

کی

علمی و دینی خدمات

۱۱۹۸ھ تا ۱۴۱۳ھ

مقالہ برائے پی ایچ ڈی

تحقیق و تصنیف

ڈاکٹر صاحبزادہ فریدالدین قادری

قادری پبلیکیشنز ــــ کراچی

marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تصنیف : سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات

مصنف : ڈاکٹر صاحبزادہ فرید الدین قادری

ناشر : قادری پبلی کیشنز قادری مسجد سولجر بازار کراچی

طابع : فضلی سنز اردو بازار کراچی

کمپوزنگ : ناصر علی

تعداد : ایک ہزار

سن اشاعت اول : ۱۹۹۸ء

ہدیہ : دو سو پچاس روپے

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آفتاب علم و عرفاں

شیخ طریقت عالم شریعت

والدی و مرشدی

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ

کی خدمت میں

"تری نظر سے ملی مجھ کو دولت بیدار"

خاک پائے بزرگاں

صاحبزادہ فرید الدین قادری عفی اللہ عنہ

marfat.com

مقالہ میں شامل مصنف کے خاندانی بزرگوں کے اسمائے گرامی

زیر نظر مقالہ "سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات" میں سلسلہ ء قادریہ سے نسبت رکھنے والے صوبہ ء سندھ کے علماء و صوفیا میں سے اکاون دینی و علمی شخصیات کے حالات و کارناموں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن میں سے سات شخصیات کا تعلق راقم الحروف کے خاندان علمیہ قادریہ (کراچی) سے ہے۔ ان حضرات کے اسمائے گرامی مقالہ میں ترتیب کے حوالہ سے درج ذیل ہیں۔

۱. حضرت مولانا منشی محمد بشیر القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۱۳ھ)
(راقم کے والد کے پڑنانا)

۲. حضرت مولانا حافظ قاری محمد علم الدین القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۲۵ھ)
(راقم کے پڑدادا)

۳. حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۵۷ھ)
(راقم کے والد کے نانا بزرگوار)

۴. حضرت صاحبزادہ محمد بشیر احمد محقی القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۸۱ھ)
(راقم کے تایا بزرگوار)

۵. حضرت مولانا حافظ قاری شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۹۱ھ)
(راقم کے دادا بزرگوار)

۶. حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ (م ۱۴۰۶ھ)
(راقم کے والد ماجد)

۷. حضرت مولانا حافظ عبدالحی ہاشمی القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۴۰۷ھ)
(راقم کے پھوپھا بزرگوار)

marfat.com

پیش نظر مقالہ سے قبل مصنف کے خاندانی بزرگوں کے تذکرہ پر مشتمل کتابوں کے نام مع مصنفین

۱. نام کتاب: سندھ میں اردو
(مصنفہ: ڈاکٹر شاہدہ بیگم)
مطبوعہ: اردو اکیڈمی سندھ کراچی، باب الاسلام پرنٹنگ پریس کراچی
اشاعت: جون ۱۹۸۰ء

۲. نام کتاب: تذکرہ خواجہ عزیز الاولیاء سلیمانی
(مصنف: حضرت قبلہ سید صداقت علی مدظلہ العالی)
مطبوعہ: شعبہ نشرواشاعت حضرت خواجہ عزیز الاولیاء سلیمانی ٹرسٹ،
۲-اے-۲۴۵ لانڈھی کراچی۔
اشاعت: ۳ اکتوبر ۱۹۹۶ء جمادی الاول ۱۴۱۷ھ

۳. نام کتاب: تاریخ رفتگاں
(مصنف: صابر براری)
مطبوعہ: ایجوکیشنل پریس کراچی، باہتمام ادارہ فکر نو کراچی
اشاعت: فروری ۱۹۸۶ء

marfat.com

۴. نام کتاب: تذکرہ اولیائے سندھ
(مصنف: حضرت علامہ مولانا محمد اقبال نعیمی)
مطبوعہ: شارق پبلیکیشنز اردو بازار کراچی
اشاعت: اگست ۱۹۸۷ء

۵. نام کتاب: صوفیائے سندھ اور اردو
(مصنف: پروفیسر معین الدین دردائی)
مطبوعہ: آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس
اشاعت: ۱۹۷۳ء کراچی

۶. نام کتاب: اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ
(مصنف: ڈاکٹر وفا راشدی)
مطبوعہ: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور
اشاعت: ۱۹۹۴ء لاہور

۷. نام کتاب: امام احمد رضا اور علمائے سندھ
(مصنف: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری)
مطبوعہ: المختار پبلی کیشنز کراچی
اشاعت: ۱۹۹۵ء

marfat.com

فہرست

۱	انتساب	
۲	مقالہ میں شامل مصنف کے خاندانی بزرگوں کے اسمائے گرامی	
۳	پیش نظر مقالہ سے قبل مصنف کے خاندانی بزرگوں کے تذکرے پر مشتمل کتابوں کے نام مع مصنفین	
۴	پیش لفظ	۱۹
۵	مقدمہ	۲۴

باب اول:
تصوف کی تعریف، تاریخ اور ماخذ

۶	تصوف کی تعریف	۳۳
۷	تصوف کی تاریخ	۳۵
۸	تصوف کا ماخذ	۳۶
۹	حوالہ جات باب اول	۴۰

باب دوم:
ادوار تصوف
تصوف و عہد رسالت ﷺ
تصوف اور عہد خلفائے راشدین

۱۰	ادوار تصوف	۴۳
۱۱	تصوف اور عہد رسالت	۴۴
۱۲	تصوف اور عہد خلفائے راشدین	۴۷

marfat.com

۱۳ خلیفہ ء اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۷
۱۴ خلیفہ ء دوم حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۸
۱۵ خلیفہ ء سوم حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۵۱
۱۶ خلیفہ ء چہارم حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ ۵۴
۱۷ حوالہ جات باب دوم ۵۵

باب سوم:

تصوف کی تعلیمات اور اصطلاحات

۱۸ تصوف کی تعلیمات ۵۸
۱۹ توکل ″
۲۰ مراقبہ ۶۱
۲۱ مراقبہ توحید افعالی ″
۲۲ مراقبہ فناء صفات ″
۲۳ مراقبہ فناء ذاتی ″
۲۴ مراقبہ نایافت ۶۲
۲۵ مراقبہ رویت ۶۳
۲۶ مراقبہ معیت ″
۲۷ مراقبہ اقربیت ۶۴
۲۸ مراقبہ ء وحدت ″
۲۹ مراقبہ ء فنا ″
۳۰ فقر ۶۵
۳۱ نیستی ۷۰
۳۲ تقوی ۷۴
۳۳ ذکر اللہ ۷۶

marfat.com

۳۴	تصوف کی اصطلاحات	۸۳
۳۵	اخلاص	۸۴
۳۶	حال	۸۵
۳۷	مقام	۸۶
۳۸	قبض	۸۷
۳۹	قبض محمود	"
۴۰	قبض مذموم	"
۴۱	بسط	۸۸
۴۲	غیبت	۸۹
۴۳	حضور	"
۴۴	صحو	۹۰
۴۵	سکر	"
۴۶	فنا و بقا	"
۴۷	فنائے افعالی	۹۱
۴۸	فنائے صفاتی	"
۴۹	فنائے ذاتی	"
۵۰	تجرید و تفرید	۹۳
۵۱	ابن الوقت	۹۴"
۵۲	ابو الوقت	۹۵
۵۳	کشف	"
۵۴	علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین	۹۷
۵۵	تزکیہ، تصفیہ، تجلیہ، تخلیہ	"
۵۶	توجہ	۹۸
۵۷	سلوک	۹۹

marfat.com

۵۸	مجذوب	〃
۵۹	سالک	۱۰۱
۶۰	قطب الارشاد	〃
۶۱	اوتاد	۱۰۳
۶۲	ابدال	〃
۶۳	غوث	۱۰۶
۶۴	حوالہ جات باب سوم	۱۰۷

باب چہارم:

صوفیاء کے سلاسل روحانی

۶۵	صوفیاء کے سلاسل روحانی	۱۱۵
۶۶	زیدیہ	۱۱۸
۶۷	عیاضیہ	۱۱۹
۶۸	ادھمیہ	〃
۶۹	ہبریہ	〃
۷۰	چشتیہ	۱۲۰
۷۱	عجمیہ	۱۲۱
۷۲	طیفوریہ	〃
۷۳	کرخیہ	۱۲۲
۷۴	سقطیہ	〃
۷۵	جنیدیہ	〃
۷۶	گازرونیہ	۱۲۳
۷۷	طوسیہ	〃
۷۸	سہروردیہ	〃

marfat.com

۷۹	فردوسیہ	۱۲۵
۸۰	سلسلہ ء قادریہ	۱۲۶
۸۱	سلسلہ ء نقشبندیہ	"
۸۲	سلسلہ ء شطاریہ	۱۲۷
۸۳	سلسلہ ء یسویہ	۱۲۸
۸۴	سلسلہ ء نوریہ	"
۸۵	سلسلہ ء خضرویہ	"
۸۶	سلسلہ ء زاہدیہ	"
۸۷	سلسلہ ء انصاریہ	۱۲۹
۸۸	سلسلہ ء صفویہ	"
۸۹	سلسلہ ء عیدروسیہ	"
۹۰	سلسلہ ء قلندریہ	"
۹۱	سلسلہ ء مداریہ	۱۳۲
۹۲	حوالہ جات باب چہارم	۱۳۳

باب پنجم:

معروف سلاسل کی تعلیمات و اشغال

۹۳	سلسلہ ء نقشبندیہ کی تعلیمات و اشغال	۱۳۸
۹۴	ہوش دردم	۱۳۹
۹۵	نظر بر قدم	"
۹۶	سفر در وطن	"
۹۷	خلوت در انجمن	"
۹۸	یاد کرد	"
۹۹	بازگشت	"

marfat.com

۱۰۰	نگاہداشت	〃
۱۰۱	یاد داشت	۱۴۰
۱۰۲	وقوف زمانی	〃
۱۰۳	وقوف عددی	〃
۱۰۴	وقوف قلبی	〃
۱۰۵	سلسلہ ء قادریہ کی تعلیمات و اشغال	۱۴۶
۱۰۶	سلسلہ ء چشتیہ کی تعلیمات و اشغال	۱۵۴
۱۰۷	سلسلہ ء سہروردیہ کی تعلیمات و اشغال	۱۵۷
۱۰۸	حوالہ جات باب پنجم	۱۵۹

باب ششم:

صوفیائے کرام کے ثقافتی و سماجی کردار پر ایک نظر،
تصوف پر تنقید اور جوابات کا جائزہ

۱۰۹	صوفیاء کے سماجی و ثقافتی کردار پر ایک نظر	۱۶۳
۱۱۰	تصوف پر تنقید اور جوابات کا جائزہ	۱۷۹
۱۱۱	حوالہ جات باب ششم	۱۹۴

باب ہفتم:

حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی کی سوانح و فضائل،

سلسلہ ء قادریہ کی وجہ تسمیہ

سلسلہ ء قادریہ کی ابتداء ، نشوونما اور وسعت و فضیلت

۱۱۲	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی ولادت	۱۹۶

marfat.com

۱۱۳	حضرت شیخ کا شجرہ ء طریقت	۱۹۹
۱۱۴	القابات و اسمائے مبارکہ	"
۱۱۵	تعلیم و تربیت	۲۰۰
۱۱۶	حضرت شیخ کی بغداد آمد	"
۱۱۷	حضرت شیخ کے اساتذہ کرام	"
۱۱۸	درس و تدریس	۲۰۱
۱۱۹	حضرت شیخ کی کرامات	۲۰۲
۱۲۰	حضرت شیخ کی فتاوی نویسی	۲۰۳
۱۲۱	حضرت شیخ کی عبادات و ریاضات	۲۰۴
۱۲۲	حضرت عبدالقادر گیلانی کی قدر و منزلت	۲۰۵
۱۲۳	شاہ بغداد کی بارگاہ میں اولیاء کا منظوم خراج عقیدت	۲۰۹
۱۲۴	حضرت شیخ کی تصنیفات	۲۱۳
۱۲۵	حضرت شیخ کی اولاد و ازدواج	"
۱۲۶	وصال مبارک	"
۱۲۷	سلسلہ ء قادریہ کی وجہ تسمیہ	۲۱۵
۱۲۸	سلسلہ ء قادریہ کی ابتداء	"
۱۲۹	سلسلہ ء قادریہ کی نشوونما اور وسعت و فضیلت	۲۱۸
۱۳۰	سلسلہ ء قادریہ کی فضیلت دیگر سلاسل پر	۲۲۳
۱۳۱	حوالہ جات باب ہفتم	۲۲۵

marfat.com

باب ہشتم:

سندھ میں سلسلہ ء قادریہ کی نشوونما

سندھ کے اکابرین قادریہ کی مختصر سوانح حیات اور انکی علمی و دینی خدمات

۱۳۲	سندھ میں سلسلہ ء قادریہ کی نشوونما	۲۳۲
۱۳۳	سندھ کے اکابرین قادریہ کی مختصر سوانح حیات اور	۲۳۶
۱۳۴	انکی علمی و دینی خدمات	
۱۳۵	پیر سید محمد بقا شہید لکعلوی	"
۱۳۶	حواشی وکتابیات	۲۳۸
۱۳۷	سید محمد راشد روضے دھنی	۲۳۹
۱۳۸	حواشی وکتابیات	۲۴۱
۱۳۹	سید صبغت اللہ شاہ اول	۲۴۳
۱۴۰	حواشی وکتابیات	۲۴۶
۱۴۱	پیر محمود خلیفہ نظامانی	۲۴۷
۱۴۲	حواشی وکتابیات	۲۴۸
۱۴۳	پیر سید علی گوہر شاہ راشدی	۲۴۹
۱۴۴	حواشی وکتابیات	۲۵۰
۱۴۵	پیر سید حزب اللہ شاہ راشدی	۲۵۱
۱۴۶	حواشی وکتابیات	۲۵۲
۱۴۷	حافظ محمد صدیق قادری	۲۵۳
۱۴۸	حواشی وکتابیات	۲۵۷
۱۴۹	بچل شاہ جیلانی	۲۵۹
۱۵۰	حواشی وکتابیات	۲۶۰

marfat.com

۱۵۱	مولانا منشی محمد بشیر القادری	۲۶۱
۱۵۲	حواشی و کتابیات	۲۶۷
۱۵۳	آخوند احمد ہالائی	۲۶۹
۱۵۴	حواشی و کتابیات	۲۷۰
۱۵۵	پیر رشید الدین صاحب العلم الثالث	۲۷۱
۱۵۶	حواشی و کتابیات	۲۷۳
۱۵۷	پیر مظہر الدین راشدیؒ	۲۷۴
۱۵۸	حواشی و کتابیات	۲۷۵
۱۵۹	سید غلام محمد شاہ گدا قادری	۲۷۶
۱۶۰	حواشی و کتابیات	۲۸۱
۱۶۱	حافظ قاری محمد علم الدین القادریؒ	۲۸۲
۱۶۲	حواشی و کتابیات	۲۸۷
۱۶۳	پیر حاجی ہدایت اللہ راشدی	۲۸۸
۱۶۴	حواشی و کتابیات	۲۸۹
۱۶۵	پیر سید رشد اللہ شاہ	۲۹۰
۱۶۶	حواشی و کتابیات	۲۹۲
۱۶۷	حاجی امام الدین راشدی	۲۹۳
۱۶۸	حواشی و کتابیات	۲۹۴
۱۶۹	مولانا سید سردار احمد شاہ قادری	۲۹۵
۱۷۰	حواشی و کتابیات	۲۹۷
۱۷۱	صوفی سائیں عبدالغنی القادری	۲۹۸
۱۷۲	حواشی و کتابیات	۳۳۵
۱۷۳	سید عبدالقادر جیلانی	۳۳۸
۱۷۴	حواشی و کتابیات	"

marfat.com

۱۷۵	پیر سید بھلن شاہ جیلانی	۳۳۹
۱۷۶	حواشی و کتابیات	"
۱۷۷	مولانا محمد قدیر بخش	۳۴۰
۱۷۸	حواشی و کتابیات	۳۴۳
۱۷۹	مولانا مشیت اللہ قادری	۳۴۳
۱۸۰	حواشی و کتابیات	۳۴۴
۱۸۱	پیر عبدالرحمن بھرچونڈی شریف	۳۴۵
۱۸۲	حواشی و کتابیات	۳۴۹
۱۸۳	مخدوم سید طاہر اشرف جیلانی	۳۵۰
۱۸۴	حواشی و کتابیات	۳۵۴
۱۸۵	صاحبزادہ محمد بشیر محقی القادری	۳۵۴
۱۸۶	حواشی و کتابیات	۳۶۶
۱۸۷	حاجی سید نور علی شاہ جیلانی	۳۶۸
۱۸۸	حواشی و کتابیات	۳۶۸
۱۸۹	مولانا عبدالصمد مقتدری	۳۶۹
۱۹۰	حواشی و کتابیات	۳۷۱
۱۹۱	مولانا مفتی محمد عمر نعیمی	۳۷۲
۱۹۲	حواشی و کتابیات	۳۷۵
۱۹۳	صوفی اکرم علی بنگالی	۳۷۶
۱۹۴	حواشی و کتابیات	۳۷۷
۱۹۵	حاجی کفایت علی شاہ قادری	۳۷۸
۱۹۶	حواشی و کتابیات	۳۷۹
۱۹۷	مولانا حافظ سید مغفور القادری	۳۸۰
۱۹۸	حواشی و کتابیات	۳۸۱

marfat.com

۱۹۹ مولانا عبدالحامد بدایونی قادری ۳۸۲
۲۰۰ حواشی و کتابیات ۳۸۶
۲۰۱ مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری ۳۸۷
۲۰۲ حواشی و کتابیات ۳۹۱
۲۰۳ مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری ۳۹۲
۲۰۴ حواشی و کتابیات ۴۱۴
۲۰۵ پیر عبدالرحیم بھرچونڈی ۴۱۷
۲۰۶ حواشی و کتابیات ۴۱۹
۲۰۷ سید زین العابدین قادری جیلانی ۴۲۰
۲۰۸ حواشی و کتابیات ۴۲۲
۲۰۹ علامہ محمد بخش جیلانی قادری ۴۲۳
۲۱۰ حواشی و کتابیات ۴۲۴
۲۱۱ مفتی سید مسعود علی قادری ۴۲۵
۲۱۲ حواشی و کتابیات ۴۲۷
۲۱۳ پیر سید عبدالقادر الگیلانی ۴۲۸
۲۱۴ حواشی و کتابیات ۴۳۲
۲۱۵ سید ظہور الحسنین شاہ ۴۳۳
۲۱۶ حواشی و کتابیات ۴۳۴
۲۱۷ مولانا عبداللہ نعیمی ۴۳۵
۲۱۸ حواشی و کتابیات ۴۳۷
۲۱۹ علامہ قاری مصلح الدین قادری ۴۳۸
۲۲۰ حواشی و کتابیات ۴۴۳
۲۲۱ مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی ۴۴۴
۲۲۲ حواشی و کتابیات ۴۸۱

marfat.com

۲۲۳	حافظ عبدالحی ہاشمی قادری	۴۸۴
۲۲۴	حواشی و کتابیات	۴۸۷
۲۲۵	مفتی تقدس علی خان قادری	۴۸۸
۲۲۶	حواشی و کتابیات	۴۹۰
۲۲۷	علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری	۴۹۱
۲۲۸	حواشی و کتابیات	۴۹۲
۲۲۹	عزیز اللہ شاہ تاجی	۴۹۳
۲۳۰	حواشی و کتابیات	۴۹۴
۲۳۱	پیر سید طاہر علاؤ الدین الگیلانی	۴۹۵
۲۳۲	حواشی و کتابیات	۴۹۹
۲۳۳	علامہ مفتی وقار الدین قادری رضوی	۵۰۰
۲۳۴	حواشی و کتابیات	۵۰۵
۲۳۵	مفتی سید شجاعت علی قادری	۵۰۶
۲۳۶	حواشی و کتابیات	۵۱۰
۲۳۷	کتابیات	۵۱۱
۲۳۸	اخبار و جرائد	۵۳۴

marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

صوفیائے عظام بلاشبہ انبیائے کرام علیہم السلام کے صحیح جانشین ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ایسے ہی پاک نفوس کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔

"جبکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم علوی میں انتقال فرمایا تو آپکے وارثوں میں بموجب انکی استعداد کے خدا تعالیٰ کی نگہبانی کے وعدے (**انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون**) نے ظہور فرمایا۔ پس ایک فرقہ تو موافق استعداد ازلی کے حفظ ظاہر کا مخزن ہوا اور وہ فقہا اور محدثین اور غزاۃ اور قراء ہیں کہ ہر زمانے میں ان لوگوں نے دین کی تحریف کے روکنے میں سعی بلیغ کی اور اہل اسلام کو دین کے حاصل کرنے کی رغبت دلا کر مستعد کیا اور ہر ایک صدی میں ایک مجدد پیدا ہوتا رہا جسکے بیان کرنے کا یہ موقع نہیں ہے اور ایک فرقہ موافق اپنی استعداد ازلی کے حفظ باطن کا مخزن ہوا جسکو "احسان" کہتے ہیں تاکہ یہ فرقہ ہر ایک زمانہ میں اہل زمانہ کا مرجع ہو اور انکو انوار طاعات اور حلاوت عبادات اور اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے میں راہنمائی کرے۔"

(قطرات ترجمہ ہمعات، ص ۷)

صوفیائے عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کا تعلق خواہ کسی خطہ سے ہو، کسی زبان، نسل یا کسی روحانی سلسلہ سے ہو لیکن تمام صوفیا میں ایک قدر مشترک ہے کہ

marfat.com

یہ تمام حضرات طالبان حق کو فی سبیل اللہ راہ ہدایت سے آشنا فرماتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صوفیائے عظام نے دین اسلام کی نشرواشاعت اور خلق خدا کی ہر ہر پہلو سے راہنمائی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور آج اسلامی معاشرہ کو انکی سچی اور حقانی و ربانی تعلیمات کی اشد ضرورت ہے اسی امر کو محسوس کرتے ہوئے اس خاکسار نے صوفیائے عظام کی علمی و دینی و روحانی تقریری و تحریری خدمات کی تحقیق کا ارادہ کیا۔

چونکہ اس گنہگار کی نسبت نسباً و حسباً اہل اللہ کے گھرانے سے ہے اور راقم کے خاندان میں سرزمین کراچی میں متعدد صوفیا و علماء گزرے ہیں جنھوں نے تصوف کے ایک مشہور روحانی سلسلہ "قادریہ" کی اشاعت و تبلیغ میں کراچی شہر میں بنیادی کردار ادا فرمایا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک یہ بات بلامبالغہ صحیح ہے کہ کراچی شہر میں تصوف کی تاریخ راقم کے خانوادہ کے ذکر کے بغیر نامکمل تصور ہوگی۔ لہذا اس فطری انس کی وجہ سے اس عاجز نے تحقیقی مقالہ مرتب کرنے کا عزم کیا جسکا عنوان "سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات" تجویز کیا گیا۔

(LITERARY AND RELIGIOUS SERVICES OF

QADRIA ULEMA AND SAINTS OF SINDH)

(A.H 1198 to 1413 A.H)

موضوع کے انتخاب کی ایک فطری وجہ یہ بھی تھی کہ مذکورہ تحقیقی مقالہ میں راقم کے خانوادہ قادریہ علمیہ کے جلیل القدر بزرگوں کا تحقیقی تذکرہ بھی ہوجائیگا جنھوں نے ہر قسم کی دنیاوی اغراض و مقاصد سے پاک ہوکر بے لوث دینی و روحانی خدمات انجام دی ہیں۔

چنانچہ موضوع کے حوالہ سے ذہنی و دلی طور پر متفق ہونے کے بعد اپنے مشفق اساتذہ کے مشورہ پر سندھ یونیورسٹی جام شورو میں پی ایچ ڈی کیلئے رجسٹریشن

marfat.com

کروا کر اس مشن کا آغاز کردیا گیا۔ عام طور پر تحقیقی مقالہ کیلئے مواد جمع کرنے کے سلسلہ میں جو مشکلات پیش آسکتی ہیں انکا سامنا مجھے بھی کرنا پڑتا لیکن الحمد للہ اس ضمن میں مجھے اپنے آباؤاجداد کے "کتب خانہ ء علمیہ قادریہ" سے کافی مدد حاصل ہوئی جس میں بعض ایسی نایاب کتابیں بھی ہیں جو اب دستیاب نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس عاجز کو تلاش کتب میں زیادہ دربدر بھٹکنا نہیں پڑا۔ تاہم چونکہ تحقیقی مقالہ کا دائرہ تقریباً سوا دو سو برس پر محیط تھا اسلئے کراچی کے علاوہ اندرون سندھ متعدد خانقاہوں اور درگاہوں پر حاضری کا اتفاق بھی ہوا لیکن ہر خانقاہ یا درگاہ پر اس سے متعلق مواد دستیاب نہ ہوسکا جسکی وجہ سے حتی الامکان جتنے ایسے صوفی بزرگ و علما و مشائخ جنکا تعلق سلسلہ ء قادریہ سے ہے اور جنکے علمی و روحانی و خاندانی بزرگ جو اگرچہ اپنی شخصیت کے حوالہ سے بہت معروف ہیں لیکن انکے بارے میں تحقیقی مواد زیادہ تر موجود نہیں انکے مختصر تذکرہ پر ہی اکتفا کیا گیا۔

زیر نظر مقالہ کی ترتیب و تحقیق میں تقریباً پانچ سال صرف ہوئے جسکی وجہ راقم کے کثیر دینی و روحانی معمولات کی مصروفیات اور شروع کے ایک دو سال طبعیت کی شدید ناسازگی بھی ہے جسکے باعث تحقیق و تصنیف طوالت کا شکار ہوگئی۔ بہرحال جولائی ۱۹۹۷ء میں یہ تحقیقی مقالہ سندھ یونیورسٹی نے معیاری قرار دیتے ہوئے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کیلئے منظور کرلیا۔

ڈاکٹریٹ کی سند کی منظوری سے قبل آخری مرحلہ امتحان کا ہوتا ہے جسکے لئے ممتحنین میں اسلام آباد سے محترم ڈاکٹر محمد طفیل قریشی (ڈائریکٹر اسلامائزیشن وزارت حج و مذہبی امور) اور محترمہ پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت (چیئرپرسن شعبہ اسلامک اسٹڈیز پنجاب یونیورسٹی لاہور) بطور خاص کراچی تشریف لائی تھیں جنہوں نے مقالہ کی کامیابی کی منظوری دیتے ہوئے اسے شائع کرنے اور اسکا نسخہ روانہ کرنے کی خواہش کا اظہار بھی فرمایا۔

marfat.com

اظہار تشکر:-

راقم عاجز ضروری سمجھتا ہے کہ اس تحقیقی مقالہ کے نگران محترم جناب پروفیسر سید محمد سعید (سابق چیئرمین شعبہ ء تقابل ادیان و اسلامک کلچر سندھ یونیورسٹی جام شورو) کی شفقت و محبت اور راہنمائی کا پرخلوص اعتراف کیا جائے جنہوں نے مسلسل اس مشن میں عاجز کی ہر طرح راہنمائی اور مکمل حوصلہ افزائی فرمائی جسکے باعث اس مقالہ کی تحقیق و ترتیب صحیح انداز میں مکمل ہو سکی۔

علاوہ ازیں جن لائق احترام اساتذہ کرام و علما و مشائخ و دانشور حضرات نے قلمے، سخنے جسطرح ناچیز کی مدد کی انکا ذکر اور انکی محبت و شفقت کا اعتراف ہر طرح مجھ پر واجب ہے۔ ان حضرات میں محترم پروفیسر ڈاکٹر اسلم فرخی، محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید (شعبہ ء معارف اسلامیہ جامعہ کراچی)، محترم ڈاکٹر وفا راشدی، محترم پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین نوری (شعبہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی)، محترم پروفیسر ڈاکٹر مجیداللہ قادری (شعبہ ارضیات جامعہ کراچی)، محترم پروفیسر ڈاکٹر عبداللہ قادری (شعبہ سیاسیات جامعہ کراچی)، محترم مولانا محمد اطہر نعیمی، محترم مولانا جمیل احمد نعیمی، محترم مرشد علی خان ایڈوکیٹ کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ ممتاز اہل قلم، دانشور محترم جناب کریم بخش خالد صاحب شامل ہیں جنہوں نے نہ صرف کراچی بلکہ اندرون سندھ بھی میری راہنمائی اور معاونت فرمائی۔ میں اللہ رب العزت کے حضور دست بدعا ہوں کہ مولائے کریم عزوجل مذکورہ بالا تمام قابل احترام حضرات کے علم و عمل میں مزید برکت و ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

اپنے خانوادہ کے بزرگوں کی نظر عنایت کا اعتراف:-

آخر میں راقم گنہگار اپنے مشائخ طریقت و خاندان علمیہ قادریہ کے جلیل القدر بزرگ ہستیوں کی روحانی امداد و توجہ کا صدق دل سے اعتراف کرتا ہے خصوصاً

marfat.com

اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۸۶ء) کا جنہوں نے اس ذرہ ء خاک کو پاک فرمایا اور اس منزل تک پہنچایا۔ اس خاک نشیں کی دینی و روحانی تعلیم و تربیت میں بچپن سے ہی حضرت والد ماجد علیہ الرحمۃ کا نمایاں کردار ہے اگر آپکی خواہش اور بھرپور توجہ اس گناہگار پر نہ ہوتی تو آج یہ کسی قابل نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ میرے خانوادہ کے تمام بزرگوں کے درجات بلند فرمائے اور انہیں دینی و علمی خدمات پر اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

اس رباعی پر اختتام کرتا ہوں:

یارب ز گناہِ زشتِ خود منفعِلَم
وز قولِ بدو فعلِ بد خود خجِلَم
فیضے بدلَم زعالم قدس بریز
تا محو شود خیالِ باطل زدِلَم

ترجمہ:

یارب! میں اپنے گناہوں سے خود شرمندہ ہوں اور اپنے برے قول و فعل سے خود نادم ہوں۔ تو اپنے فضل و کرم کو عالم قدس سے میرے دل پر عنایت فرما تاکہ میرے دل سے خیال باطل بالکل مٹ جائے۔

محتاج دعا:

صاحبزادہ فرید الدین قادری (عفی اللہ عنہ)
خطیب و سجادہ نشین قادری مسجد و خانقاہ قادریہ علمیہ
سولجر بازار بالمقابل ہولی فیملی اسپتال کراچی

marfat.com

مقدمہ

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ و نشرواشاعت میں صوفیائے عظام نے بڑا نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ رنگ و نسل اور زبان و وطن کی تفریق سے بالاتر ہوکر انہوں نے محض فی سبیل اللہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار و تشخص کو اجاگر کرنے کی بے مثال خدمات انجام دی ہیں۔ اگرچہ یہ کہنا بجا ہے کہ دین کی حفاظت تلوار سے ہوئی لیکن دین کی اشاعت برصغیر میں بہرحال صوفیائے کرام کی مجاہدانہ خدمات کا نتیجہ ہے۔ بزرگان دین دنیا کے کونے کونے میں پہنچ کر تصوف کی شمع روشن کرتے رہے ہیں۔ اگرچہ صوفیا نے طریقہ تعلیم اور اپنی شناخت کے حوالہ سے تصوف کے مختلف سلاسل قائم فرمائے لیکن اس امر پر تمام بزرگان دین کا اتفاق ہے کہ تمام سلاسل کی بنیاد اور مقصد ایک ہی ہے اور وہ یہی ہے کہ خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آشنا کیا جائے۔ صوفیائے عظام نے ہر ملک اور زبان کے لوگوں کے مزاج و نفسیات کو سمجھتے ہوئے انہیں دینی تعلیمات سے روشناس کیا صوفیا کے طرز عمل اور طرز تعلیم نے دنیا کو یہ تسلیم کرنے پر مجبور کردیا کہ صوفیائے کرام کا طریقہ ہی حق ہے اور صراط مستقیم اسی طریقہ میں پوشیدہ ہے۔

صوفیائے عظام کے طریقہ تبلیغ و تعلیم کی کامیابی کی بڑی وجوہات میں یہ بات شامل ہے کہ انکا ہر عمل چونکہ رضائے الٰہی کے حصول کی خاطر ہوتا ہے اسلئے وہ بے غرض، بے لوث طالبان حق کی خدمت کرتے ہیں اور جس بات کی لوگوں کو تلقین کرتے ہیں خود اس پر عمل کرکے دکھاتے ہیں۔ ملنساری، عاجزی اخلاق و محبت انکا دستور العمل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ عوام الناس پر صوفیاء کے بہترین طرز عمل نے گہرے اثرات مرتب کئے ہیں اور عوام نے ان کے خلق و محبت سے متاثر ہوکر انکے حلقہ ء اثر کو قبول کیا ہے۔

marfat.com

پاکستان میں تصوف کی تعلیمات دوسری صدی ہجری ہی میں پہنچ چکی تھی۔ برصغیر میں سب سے پہلے اسلام کا نور سندھ میں چمکا۔ اموی دور حکومت میں خلیفہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں محمد بن قاسم نے سنہ ۹۲ھ (۷۱۱ء) میں سندھ کو فتح کیا اور خطہ ء سندھ اسلام کی روشنی سے منور ہوگیا۔ (نگارشات سندھ، ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی، لاڑکانہ، سندھی ادبی اکیڈمی، ۱۹۹۲ء، ص ۵)

سنہ ۷۵۰ء میں خلافت بنو امیہ سے بنو عباس میں پہنچ گئی اور دارالخلافہ دمشق کے بجائے بغداد قرار پایا اسی زمانے میں عربوں کا نیا دارالسلطنت سندھ کے قریب ہوگیا۔ اسی سے سندھ کی زندگی میں گہما گہمی پیدا ہوگئی اور اسلامی علماء حکماء اور بزرگان دین مختلف علاقوں سے سمٹ کر یہاں جمع ہونے لگے۔ (تذکرہ صوفیائے سندھ، اعجاز الحق قدوسی، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۵۹ء، ص ۷)

پاکستان کے دیگر صوبوں کی طرح صوبہ ء سندھ بھی اس لحاظ سے نہایت خوش نصیب ہے کہ یہاں اکابر صوفیائے عظام نے اپنے علم و عمل سے اسلامی و روحانی تعلیمات کے علم کو بلند کیا اور لوگوں کے دلوں پر حکومت کی۔

عرب، عراق اور عجم سے جو صوفیائے کرام ہندوستان اور پاکستان کی طرف آئے ان میں سے زیادہ تر سندھ سے ہوتے ہوئے دوسرے گوشوں کی طرف عازم سفر ہوئے اور کتنے اہل اللہ ایسے ہیں جو یہاں آکر ہمیشہ کیلئے یہیں کے ہو رہے۔ ہندو پاک کا شاید ہی کوئی صوفی مرد خدا ایسا ہو جو سندھ میں نہ آیا ہو یا کسی نہ کسی طرح سندھ سے اسکا کوئی رشتہ ناطہ نہ ہو۔

تصوف و دینی تعلیمات کے حوالہ سے دیکھا جائے تو تمام صوبہ ء سندھ میں اسکے اثرات ملتے ہیں مگر خاص طور پر قدیم شہروں میں الور، سیوستان، ٹھٹھہ وغیرہ میں بزرگوں نے دین اسلام کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں انہوں نے سندھ کی سرزمین میں لوگوں کی اصلاح و تربیت کی خاطر اپنی خانقاہیں قائم کیں جہاں بندگان خدا حاضر ہوکر اپنی علمی دینی و روحانی پیاس بجھاتے رہے ہیں۔

پہلی صدی ہجری میں صحابہ کرام میں سے بعض حضرات سرزمین ہندوستان

marfat.com

پر تشریف فرما ہوئے انکے ساتھ تابعین اور تبع تابعین کی ایک بڑی جماعت عرب و عراق سے آکر سندھ میں آباد ہوئی۔

سندھ کو ہندو پاک میں اس لحاظ سے اہم مقام حاصل ہے کہ یہ خطہ قدیم ترین تہذیب اور تمدن کا حامل ہے اور جس زمانے میں عرب میں تصوف کو عروج حاصل ہوا عین اسی دور میں یہاں بھی اسکی نشوونما ہوئی بہت سے اکابر صوفیا اور علماء و مشائخ انہی ابتدائی صدیوں میں یہاں پیدا ہوئے۔

تذکرہ صوفیائے سندھ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے صوفی جو سندھ میں تشریف لائے وہ حاجی ترابی (م ۱۷۱ ھ) ہیں جو عہد بنو عباس میں تشریف لائے اور تبع تابعین میں سے تھے۔

تصوف کے تقریباً تمام روحانی سلاسل خصوصاً سلسلہ قادریہ ، نقشبندیہ ، سہروردیہ اور چشتیہ کے صوفی بزرگوں نے سندھ میں خانقاہیں قائم کرکے دینی و روحانی تبلیغی خدمات انجام دی ہیں۔ لیکن قادریہ سلسلہ کے مشائخ صوفیاء نے بڑی تعداد میں نہ صرف دینی تعلیمات بلکہ سلسلہ قادریہ کی نشرواشاعت میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی کی تحقیقی تصنیف "خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور انکے خلفاء" سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پاکستان میں سلسلہ قادریہ کی تاریخ کم از کم چار سو سال پرانی ہے جبکہ برصغیر پاک و بھارت کے باب الاسلام سندھ میں سلسلہ قادریہ کے اثرات چھٹی صدی ہجری یعنی بارہویں صدی عیسوی میں نظر آتے ہیں۔

صوبہ سندھ میں جن قدیم صوفی بزرگوں نے سلسلہ قادریہ کو پروان چڑھایا ان میں حضرت شیخ سلامت قریشی (چھٹی صدی ہجری) کے علاوہ حضرت محمد اسحاق اربعائی (م ۹۷۵ ھ) حضرت شیخ خضر سیوستانی (م ۹۹۴ ھ) حضرت شیخ عیسیٰ جند اللہ (م ۱۰۳۱ ھ) حضرت شاہ صدر اور حضرت سید عبداللہ شاہ اصحابی (م ۱۰۶۱) شامل ہیں۔

تذکرہ صوفیائے سندھ کے مطابق سرزمین سندھ میں "لکیاری سادات" کی خانقاہ "پیر جو گوٹھ" کی خانقاہیں، "پیر جھنڈا" کی خانقاہ، بالائی سندھ میں "خلیفہ جوہی" (ضلع دادو) کی خانقاہ، "خلیفہ دین پور" کی خانقاہ، "خلیفہ

marfat.com

بھرچونڈی" (سکھر) کی خانقاہ اور "خلیفہ امروٹ شریف (سکھر) کی خانقاہوں کے ذریعے سلسلہ قادریہ کی نشرواشاعت اور اس عظیم سلسلہ کی تعلیمات و اشغال کو فروغ حاصل ہوا۔ تاہم سندھ میں سلسلہ قادریہ کا سب سے قدیم مرکز "ٹھٹھہ" ہے جہاں سب سے زیادہ قادری بزرگوں نے سلسلہ قادریہ کے حوالہ سے دینی و روحانی و علمی خدمات انجام دیں۔

اگرچہ تصوف کے تمام معروف سلاسل کے صوفیا دنیا کے ہر خطے میں آباد رہے ہیں لیکن خصوصاً سلسلہ قادریہ کو ہر زمانہ میں جو عظیم الشان مقبولیت حاصل رہی ہے اور جس طرح اس سلسلہ کے مشائخ نے قادریہ سلسلہ کی نسبت سے طریقت کے اذکار و اشغال کو عام کیا ہے اسکی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ صوبہ سندھ میں قادریہ سلسلہ کے مشائخ کے ذریعہ جو دین اسلام اور طریقت کی نشرواشاعت کا عظیم کام ہوا ہے اس سے عوام کو روشناس کیا جائے۔

چونکہ راقم الحروف کے خاندان کے اکابر بھی سندھ کے دارالخلافہ کراچی کے مقامی صوفیاء و علماء میں شمار کئے جاتے ہیں اسلئے اس مقالہ میں خصوصیت کے ساتھ کراچی کے سلسلہ ء قادریہ کے ان مشائخ صوفیا کی دینی و علمی خدمات کا بھی تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے جو پاکستان کے وجود میں آنے سے قبل ہی اس خطہ میں دین اسلام اور سلسلہ قادریہ کی شمع روشن کئے ہوئے تھے۔

زیر نظر مقالہ کے ذریعے یہ ثابت ہوجائے گا کہ اکابرین صوفیا اور علماء و مشائخ نے فی سبیل اللہ دین اسلام اور خصوصاً سلسلہ قادریہ کی تبلیغ کا کتنا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے اور اگر آج بظاہر خالص صوفیانہ رنگ نمایاں نظر نہیں آتا تو یہ تغیر زمانے کے حالات کے لحاظ سے ہے ورنہ پیشرو صوفیائے کرام نے تو اپنے روحانی سلاسل کی بنیاد قرآن و سنت ہی کی روشنی میں اخلاص ، تقوی ، اور رضائے الٰہی پر رکھی تھی اور اپنی تمام عمر انہوں نے قرآن و حدیث کے مطابق علم و عمل میں بسر کی اور فی سبیل اللہ ہر تفرقہ سے بے نیاز ہو کر انہوں نے اپنی اپنی خانقاہوں سے رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دیا ہے۔

marfat.com

اس مقالہ سے بخوبی واضح ہوجائے گا کہ تمام روحانی پیشواؤں کی تعلیمات میں شریعت کی پابندی، طریقت کی پاسداری اور شرک و منافقت سے بیزاری پائی جاتی ہے لیکن اسکے برعکس اگر آج تصوف کے نام پر کچھ اور رسم و رواج کا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے تو یہ اکابرین صوفیا اور قرآن و سنت کی تعلیمات کے خلاف تصور کیا جائیگا۔ چنانچہ اس مقالہ سے عوام الناس معروف صوفی بزرگوں کے علم و عمل، انکی تقریری و تحریری خدمات سے آگہی حاصل کرسکیں گے اور انکی تعلیمات کی روشنی میں اپنی ذہنی و اخلاقی و روحانی تربیت و نشوونما کرسکیں گے۔

سندھ کی سرزمین پر جن بزرگ صوفیا نے رشدوہدایت کا فریضہ انجام دیا ہے ان میں سے متعدد صوفیا ایسے گزرے ہیں جنکی خدمات علم و عرفان کے حوالہ سے بڑی وسعت کی حامل ہیں لیکن انکے حالات و خدمات پر ہمیں کوئی جامع تذکرہ نہیں ملتا خصوصاً سلسلہ قادریہ کے حوالے سے سندھ میں ایسے ایسے جلیل القدر صوفیا ہوئے ہیں جنکی علمی و دینی خدمات سے عوام کو روشناس کرانے کی اشد ضرورت تھی اسی اہمیت کے پیش نظر ناچیز نے اس مقالہ کی تحریر کا ارادہ کیا ہے۔

اس مقالہ کے ذریعے خصوصیت کے ساتھ سندھ کے مختلف شہروں بشمول شہر کراچی کے قادری بزرگوں کی نشاندہی اور انکی علمی و دینی خدمات سے واقفیت حاصل ہوگی علاوہ ازیں تصوف کی تعریف و ماخذ اور تصوف کے معروف سلاسل اور انکی تعلیمات، تصوف کی اصطلاحات، سلسلہ قادریہ کی فضیلت و وجہ تسمیہ اور صوفیا کے سماجی و ثقافتی کردار کا جائزہ اور بالخصوص مستشرقین کی جانب سے تصوف پر کئے گئے متعدد اعتراضات اور انکے جوابات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ چنانچہ امید ہے کہ اس مقالہ کے ذریعے سندھ میں قادریہ سلسلہ سے وابستہ صوفیاء و مشائخ و علمائے حق کے حالات زندگی اور انکی علمی و دینی خدمات محفوظ ہوجائینگی جن سے ہماری آئندہ آنے والی نسلیں اپنے روحانی اکابر خصوصاً سندھ میں بسنے والے دین اسلام کے علمبرداروں کی خدمات سے بخوبی آگاہ ہونگی۔ اس تحقیقی مقالہ کا عنوان "سندھ کے اکابرین قادریہ کی علمی و دینی خدمات" ہے۔ اور یہ مقالہ آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔

marfat.com

جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

باب اول :-

تصوف کی تعریف، تاریخ اور ماٰخذ

مذکورہ بالا باب میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اکابرین صوفیا نے قرآن و حدیث کی روشنی میں تصوف کی تعریف کن الفاظ میں کی ہے اور کس انداز میں تصوف کو قرآن و سنت سے ثابت کیا ہے اور یہ کہ دراصل تصوف کا صحیح مفہوم و مقصد کیا ہے؟

باب دوم :-

ادوار تصوف

ا. تصوف و عہد رسالت ﷺ

ب. تصوف اور عہد خلفائے راشدین

مذکورہ بالا باب میں عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے حوالہ سے قرآن و سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اعمال حسنہ کی روشنی میں تصوف کے اذکار و اشغال کو ثابت کیا گیا ہے۔

باب سوم :-

تصوف کی تعلیمات اور اصطلاحات

صوفیائے کرام نے منازل سلوک کی تکمیل کیلئے جن بنیادی خصوصیات کا ہونا صوفی کیلئے لازم قرار دیا ہے مذکورہ بالا باب میں ان خصوصیات کی تشریح کی گئی ہے۔ نیز صوفیائے عظام نے مختلف حالتوں میں تصوف کی جن اصطلاحات کو رائج فرمایا ہے انکے معانی و مطالب اور تشریح بیان کی گئی ہے۔ مثلاً توکل، فقر، تقوی، نیستی وغیرہ۔

marfat.com

باب چہارم :-

صوفیا کے سلاسل روحانی

مذکورہ بالا باب میں صوفیا کی جانب سے انکی شناخت اور انکے ناموں سے منسوب روحانی سلاسل کا ذکر اور تعداد کو بیان کیا گیا ہے۔ تصوف کے چند بڑے اور معروف سلاسل اور انکی شاخوں کو بیان کیا گیا ہے۔

باب پنجم :-

معروف سلاسل کی تعلیمات و اشغال

سلسلہ نقشبندیہ ، قادریہ ، سہروردیہ اور چشتیہ کے بانی اکابرین نے اپنے اہل حلقہ کی تعلیم و تربیت کیلئے جو اذکار و اشغال اور انکے طریقے تجویز فرمائے مذکورہ بالا باب میں انکا تفصیلی بیان موجود ہے۔

باب ششم :-

سلسلہ قادریہ کی وجہ تسمیہ ، ابتداء ، نشوونما اور وسعت و فضیلت

مذکورہ باب میں تصوف کے عظیم و مقبول سلسلہ "قادریہ" کے نام کی وجہ ، تاریخ اور اس سلسلہ کی مقبولیت اور وسعت و فضیلت کو تفصیلی طور پر پیش کیا گیا ہے۔

باب ہفتم :-

صوفیائے کرام کے ثقافتی و سماجی کردار پر ایک نظر اور تصوف پر تنقید اور جوابات کا جائزہ

صوفیائے کرام نے عوام کے جذبات اور احساسات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انکے مزاج کے مطابق انسے سلوک فرمایا اور خدمت خلق کا بہترین نمونہ قرآن

marfat.com

و سنت کی روشنی میں اپنے اقوال و اعمال سے پیش فرمایا ہے مذکورہ بالا باب میں متعدد صوفیا کے حوالے سے اسکا جائزہ لیا گیا ہے نیز مستشرقین اور مخالفین تصوف نے تصوف پر جو الزامات و اعتراضات تصوف کے اشغال و طریقے کے حوالہ سے عائد کئے اور حاملان تصوف نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان اعتراضات کے جو جوابات پیش کئے ہیں اور تمام اذکار و اشغال کی اصل و بنیاد قرآن و سنت سے ثابت کر کے دکھائی ہے مذکورہ باب میں اسکا بھی ایک تفصیلی و تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب ہشتم :-

سندھ میں سلسلہ قادریہ کے اکابرین کی علمی و دینی خدمات

مذکورہ باب میں اس تحقیقی مقالہ کا اصل موضوع ہے۔ یعنی صوبہ ء سندھ میں تصوف کے دیگر بڑے بڑے سلاسل کی طرح عظیم الشان روحانی سلسلہ قادریہ کے نامور صوفیاء، علماء و مشائخ نے جو گرانقدر علمی و دینی خدمات ہر پہلو سے انجام دی ہیں۔ اس باب میں اکا جائزہ پیش کیا گیا ہے اس سلسلہ میں صوفیا کی ولادت و وفات، انکے حالات زندگی ، انکے خلفاء ، انکی تعلیم و تربیت، انکی تصانیف اور دینی و روحانی کارناموں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس طرح آج سے تقریباً سوا دو سو سال کے عرصے تک جن صوفی بزرگوں اور علماء و مشائخ کا حال دستیاب ہوسکا ہے اسے ان صفحات کی زینت بنایا گیا ہے۔

امید ہے کہ قارئین اور اہل علم حضرات ناچیز کی اس ادنیٰ کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں گے۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

محتاج دعا :-

صاحبزادہ فرید الدین قادری

marfat.com

باب اول

تصوف کی تعریف

تاریخ اور ماخذ

marfat.com

تصوف کی تعریف :-

تصوف کی تعریف مختلف صوفیائے عظام و بزرگان دین نے اپنے اپنے الفاظ میں بیان فرمائی ہے تاہم تصوف کے معانی و مقاصد تقریباً سب کے نزدیک یکساں ہیں۔ تصوف کی تعریف بعض بزرگوں کے مطابق "عمل" ہے یعنی اسکا تعلق قال سے نہیں بلکہ صوفی کے "حال" سے ہے۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی تصوف کی تعریف مختصراً بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں.....

"دل کے حال سے جو چیز بحث کرتی ہے اسکا نام تصوف ہے" (۱)

گویا دل کو ماسوا اللہ کی محبت اور وہ امور جو مانع عن اللہ ہوں سے پاک کرنا تصوف کی اصل ہے۔ سلسلہ ء قادریہ کے ایک معروف صوفی بزرگ و عالم دین حضرت مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ اپنے کلام میں ایک جگہ اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

رمز تصوف اے اخی تصفیہ ء خیال ہے
حق کے سوا خیال بھی صوفی کو اک وبال ہے (۲)

شیخ الاسلام حضرت زکریا انصاری علیہ الرحمۃ (م ۹۲۶ھ) نے بھی تصوف کی تعریف اسی طرح فرمائی ہے۔ آپ "رسالہ ء قشیریہ" کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"التصوف هو علم تعرف به احوال تزكية النفس و تصفية الاخلاق و تعمير الظاهر والباطن لنيل السعادة الابديه موضوعه التزكية والتصفية التعمير و غايتة لنيل السعادة الابدية" (۳)

ترجمہ :- تصوف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفوس ، تصفیہ اخلاق اور تعمیر ظاہر و باطن ہوتی ہے تاکہ سعادت ابدی حاصل کی جاسکے۔ اس کا

marfat.com

موضوع بھی تزکیہ و تصفیہ و تعمیر ہے اور اس کی غرض وغایت سعادت ابدی کا حصول ہے۔

تصوف کی مشہور و مستند کتاب "کتاب اللمع فی التصوف" کے مصنف حضرت شیخ ابو نصر سراج طوسی (م ۳۷۸ھ) اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں۔

"وكان الحسن قد ادرك جماعة من اصحاب رسول الله صلي الله عليه وسلم و رضي عنهم و قدروي عنه انه قال رايت صوفيا في الطواف فاعطيته شياءً فلم ياخذه وقال معي اربعه دوانيق فيكفني مامعي" (۴)

ترجمہ :- حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۰ھ) جنہوں نے بعض صحابہ کا دور پایا تھا کہتے ہیں کہ میں نے کعبۃ اللہ کے طواف کے دوران ایک صوفی کو دیکھا اور اسے کچھ دینا چاہا مگر اس نے لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ میرے پاس چار درھم ہیں جو میرے لئے کافی ہیں۔

تصوف کی تعریف میں نفس امارہ پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش ، اور ماسوا اللہ کی طرف سے دل کو ہٹانا لازم ہے جسکا ثبوت حجۃ الاسلام حضرت امام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ / ۱۱۱۱ء) کے ان الفاظ سے ملتا ہے۔

علمت لن طريقتهم انما تتم بعلم و عمل وكان حاصل علمهم قطع عقبات النفس والتنزه عن اخلاقها المذمومة وصفاتها الخبيثته حتي يتوسل بها الي تخلية القلب عن غير الله وتحلية بذكر الله (۵)

ترجمہ :- مجھے معلوم ہوا کہ صوفیاء کا طریقہ علم و عمل سے تکمیل کو پہنچتا ہے۔ اسکے علم کا حاصل نفس کی گھاٹیوں کا قطع کرنا، اخلاق ذمیمہ اور صفات خبیثہ سے پاک و منزہ ہونا ہے تاکہ اس کے ذریعہ قلب کو غیر اللہ سے خالی کیا جائے اور اسکو ذکر الٰہی سے آراستہ کیا جائے۔

marfat.com

تصوف کی تاریخ :-

تصوف کو اگر تزکیہء نفس ، تصفیہء قلب اور زہد و تقوی کے معنوں میں شمار کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تصوف اسلام کے آغاز سے ہی موجود ہے۔

صحابہ کرام دنیوی مال و متاع سے نفور اور زہد و تقشف کے دلدادہ تھے۔ وہ راتوں کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے۔ بعض روحانی تربیت کیلئے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے البتہ وہ صوفیا کے نام سے معروف نہیں ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد جس لقب سے اس زمانہ کے افاضل یاد کئے جاتے تھے وہ صحابہ تھا کسی دوسرے لقب کی انہیں ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ "صحابیت" سے بہتر انکے لئے کوئی فضیلت نہ تھی۔ جن بزرگوں نے صحابہ کی صحبت اختیار کی تھی وہ اپنے زمانہ میں تابعین کہلائے اور تابعین کے فیض یافتہ حضرات اپنے زمانے میں تبع تابعین کے ممتاز لقب سے یاد کئے جاتے تھے۔ اس کے بعد زمانے کا رنگ بدلا اور لوگوں کے احوال و مراتب میں نمایاں فرق پیدا ہونے لگا۔ جن خوش بختوں کی توجہ دینی امور کی جانب زیادہ تھی ان کو زہاد و عباد کے ناموں سے یاد کیا گیا کچھ ہی عرصہ بعد بدعات کا ظہور ہونے لگا اور ہر فریق نے اپنے زہد کا دعوی شروع کیا۔ زمانے کا یہ رنگ دیکھ کر خواص اہلسنت نے جو اپنے قلوب کو حق تعالٰی کی یاد سے غافل نہیں ہونے دیتے تھے اور جو اپنے نفوس کو خشیت الٰہی سے مغلوب رکھتے تھے ابنائے زمانہ سے علیحدگی اختیار کرلی اور ان ہی کو صوفیا کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔ (۶)

پہلے یہ عرض کیا جاچکا ہے کہ تصوف مخصوص صفات کا نام ہے اسی لئے اگرچہ قرآن وحدیث میں لفظ "صوفیہ" یا "تصوف" کا ذکر نہیں ہے مگر کچھ مخصوص لوگوں کی مخصوص صفات کا تذکرہ جابجا موجود ہے اور اسکے مصداق صرف صوفیا ہی ہوسکتے ہیں۔ شیخ ابو نصر سراج طوسی (م ۳۷۸ھ) کی تحقیق کے مطابق قرآن مجید کے الفاظ مقربون، مسارعین الی الخیرات، صادقین، قانتین، متوکلین، مخلصین، اولیاء ابرار شاہدین وغیرہ سے صوفیا ہی مراد ہیں۔ (۷)

marfat.com

امام قشیری (م ۴۶۵ھ / ۱۰۷۲ء) کی تحقیق کی رو سے لفظ "صوفی" دوسری صدی ہجری سے کچھ پہلے مشہور ہوا ہے۔ (۸)

الغرض تصوف اپنے نام کے ساتھ نہیں بلکہ معنی و مفہوم کے ساتھ تو عہد نبوی ﷺ ہی سے موجود ہے۔ عہد رسالت اور صحابہ کرام کے دور میں جس طرح دین کے دوسرے شعبوں تفسیر، اصول فقہ، کلام وغیرہ کے نام اور اصطلاحات وغیرہ وضع نہ ہوئی تھیں۔ ہر چند کہ انکے اصول و کلیات موجود تھے اور ان عنوانات کے تحت یہ شعبے بعد میں مدون ہوئے اسی طرح دین کا یہ اہم شعبہ (تصوف) بھی موجود تھا۔ کیونکہ تزکیہ باطن خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض میں شامل تھا۔ صحابہ کی زندگی بھی اسکا نمونہ تھی لیکن اسکی تدوین بھی دوسرے شعبوں کی طرح بعد میں ہوئی صحابیت کے شرف اور لقب کی موجودگی میں کسی علیٰحدہ اصطلاح کی ضرورت نہ تھی یہی وجہ ہے کہ صحابہ کیلئے متکلم، مفسر، محدث فقیہ اور صوفی کے القاب استعمال نہیں کئے گئے۔ (۹)

تصوف کا ماخذ:-

تحقیق کی رو سے یہ ثابت ہوچکا ہے کہ لفظ "تصوف" اشتقاق کی بجائے معنوی طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ عربی لغت کی رو سے "تصوف" کے معنی ہیں "اس نے لباس صوف پہنا" جیسے تقمص کے معنی "اس نے قمیص پہنی"۔ ابتدا میں صوفیا کو انکی صوف پوشی کی وجہ سے صوفی کہنے لگے یہ وجہ بھی ٹھیک ہے لیکن صوفیا صرف صوف پوشی ہی سے مختص نہیں تھے اور نہ صرف صوف پوشی ہی اہل معرفت کی پہچان ہوسکتی ہے۔ صاحب "کشف المحجوب" نے تو کہہ دیا کہ:

"الصفا من الله تعالي انعام و اکرام والصوف لباس الانعام" (۱۰)

چونکہ لفظ "تصوف" نام کی حیثیت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہ ہونے کے باوجود معنی و مقصد کے اعتبار سے موجود تھا اسلئے تصوف کا ماخذ بھی دراصل قرآن و حدیث یا سنت ہی ہے۔

marfat.com

سلسلہ چشتیہ کے معروف صوفی بزرگ حضرت شہید اللہ فریدی (مرید و خلیفہ حضرت شاہ سید محمد ذوقی علیہ الرحمۃ) تصوف کا تعلق قرآن و حدیث سے بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"جس طرح فقہا کے چار مسلک ہیں اور چاروں حق ہیں اسی طرح تصوف بھی ایک مسلک ہے۔ فقہ کی بنیاد بھی قرآن و حدیث ہے اور مسائل کا ماخذ گو کہ یہ دونوں ہی ہیں، تاہم قیاس سے بھی کام لیا جاتا ہے اس طرح تصوف میں احکام پر تو قرآن و حدیث کے مطابق ہی چلا جاتا ہے لیکن ساتھ میں مشاہدہ بھی ہوتا ہے جس سے عمل میں یقین بھی پیدا ہوتا ہے اور ظاہر و باطن ایک ہوجاتا ہے۔" (۱۱)

بعض لوگ اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ تصوف ایک جداگانہ شے ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں مگر یہ مغالطہ لاعلمی یا قلت معلومات یا کج فہمی کا نتیجہ ہے۔ تصوف کلیتہً اسلام ہے، اسلام کی روح ہے، اسلام کا حسن و جمال ہے، اسلام کا کمال ہے۔ (۱۲)

اگرچہ بعض مستشرقین یورپ نے تصوف کے اسرارورموز کو سمجھنے میں ناکامی پر اسے فلسفہ ہندی ویدانت سے تشبیہ دے دی، مستشرقین کا خیال ہے کہ دوسری صدی ہجری میں اسلامیوں کا تصوف اسلامی اثر سے نکل کر ایک ایسے عجیب و غریب راستہ پر جاپڑا ہے جس کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب و خیال تک نہ تھا اور یہ کہ جو تصوف توحید وجودی فلسفہ تھیوسافی اور علم الٰہیات پر مبنی ہے وہ پرانے اصول تصوف یعنی عزلت اور رہبانیت کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے۔ اس لئے انکی رائے ہے کہ تصوف اسلامی میں غیر محسوس طور پر غیر اسلامی اجزاء مل گئے ہیں اس آمیزش کی نسبت ذیل کے نظریات قائم کئے گئے ہیں۔

(ا) اسلامی تصوف فلسفہ ٔ ہندی بالخصوص ویدانت سے ماخوذ ہے۔

(ب) تصوف کے اہم خیالات پارسی آفرینش کے ہیں۔ یا

marfat.com

(ج) یہ خیالات افلاطون کے قائم کردہ اصولوں سے لئے گئے ہیں۔ (۱۳)

ان مستشرقین میں سرفہرست کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر نکلسن کا نام آتا ہے جو محتاج تعارف نہیں اور ان کا دعوٰی ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کے بہترین تیس سال مطالعہ ء تصوف پر صرف کئے اسی لئے تو باب تصوف میں اسکا ایک ایک حرف اہل مغرب کے ہاں انجیل مقدس کا حکم رکھتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں جو آرٹیکل تصوف پر زیب قرطاس ہے وہ پروفیسر موصوف کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ علاوہ ازیں پروفیسر موصوف نے انگریزی زبان میں تاریخ ادب عربی پر ایک عمدہ کتاب لکھی ہے جو بعض یونیورسٹیوں کے نصاب ایم - اے عربی میں داخل ہے۔ اس کتاب میں اسلامی تصوف کے اجزاء پر بہت کچھ جرح قدح کی گئی ہے۔ پروفیسر براؤن نے اس سے بھی زیادہ ایک مبسوط کتاب فارسی ادب پر لکھی ہے اس میں بھی اسلامی تصوف کے اجزاء کو زیر بحث لاکر مختلف نظریات قائم کئے گئے ہیں۔ (۱۴)

انگلستان کی آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سے شائع کردہ کتاب "دی لیگیسی آف اسلام" (مولفہ سر ٹامس آرنلڈ اور مسٹر الفریڈ گیلو) میں پروفیسر آر - اے نکلسن نے "تصوف" پر ایک باب لکھا ہے جس میں وہ رقمطراز ہیں "تصوف کا ماخذ اور اسکی ابتدائی نشوونما عیسائی رہبان اور یونانی باطنیوں کے اثرات سے متعلق ہے"

لیکن صورت حال اسکے برعکس ہے اور صحیح معنوں میں تصوف اسلامی قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مستشرقین و متعصبین کے تمام اعتراضات کی نفی کرتے ہوئے تصوف کا ماخذ قرآن و حدیث بتلایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ "ہم نے دلائل قاطعہ سے ان اعتراضات کے نقص کو ثابت کیا ہے اور بتلایا ہے کہ محققین صوفیا نے ظاہر و باطن میں انوار سنت ہی سے اقتباس کیا ہے اور کتاب و سنت سے جو چیز خارج یا انکی مخالف ہے وہ ان کے نزدیک بالاجماع مردود و باطل ہے" (۱۵)

اب جبکہ ہم تصوف کا اصل قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش

marfat.com

کرتے ہیں تو یہ بات شک و شبہ سے پاک ہے کہ قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو کچھ قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا آپ کی ذات و صفات اس کا پیکر تھی۔ قرآن اس پر ناطق و شاہد ہے۔

ترجمہ :- بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (۱۶)

حضور کی ذات عبادات، معتقدات، معاشرت و مدنیت اور اخلاقیات و روحانیات کا بہترین نمونہ ہے۔ اور ان تمام صفات کے بہترین وارث علمائے کرام و صوفیائے عظام ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "العلماء ورثۃ الانبیاء" یعنی علماء پیغمبروں کے وارث ہیں۔ پیغمبروں کا سرمایہ یا مِلک قرب الہی ہے وصول الی اللہ اولاً علم شریعت کے جانتے پر منحصر ہے اور علم شریعت ان ہئیات و حرکات و سکنات جسمانی معتدل کا جاننا ہے جو ادائے فرائض و آداب خدمت و عبادات و ادائے حقوق حق و خلق کے لئے ضروری ہیں "جو لوگ جان و تن سے انبیاء علیہ السلام کی شریعت کا حق ادا کرتے ہیں وہ اس سرمایہ کو ان سے بطور میراث پاتے ہیں اور اس میں تصرف مالکانہ کرتے ہیں اور یہ وارثان حقیقی اولیاء مشائخ و علماء راسخین کے علاوہ کوئی اور نہیں جو ظاہر و باطن قلب اور قالب سے فنا و بقا کے تمام مراتب و مقامات سے ہو گزرتے ہیں اور انکا حق ادا کرتے ہیں۔ (۱۷)

ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ تصوف کا ماخذ کتاب و سنت ہی ہے اور یہ کہ اگر تصوف کا کوئی مسئلہ صریحاً کتاب و سنت کے مخالف ہوگا تو وہ صحیح تصوف میں شمار نہ ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء) صوفیا کے بارے میں لکھتے ہیں جبکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم علوی میں انتقال فرمایا تو آپ کے وارثوں میں بموجب انکی استعداد کے خدا تعالیٰ کی نگہبانی کے وعدے (انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون) نے ظہور فرمایا پس ایک فرقہ تو موافق استعداد ازلی کے حفظ ظاہر کا مخزن ہوا اور وہ فقہا اور محدثین اور غزاۃ اور قراء ہیں کہ ہر زمانے میں ان لوگوں نے دین کی تحریف کے روکنے میں سعی بلیغ کی اور اہل اسلام

marfat.com

حاصل کرنے کی رغبت دلاکر مستعد کیا اور ہر ایک صدی میں ایک مجدد پیدا ہوتا رہا جسکے بیان کرنے کا یہ موقع نہیں ہے اور ایک فرقہ موافق اپنی استعداد ازلی کے حفظ باطن کا مخزن ہوا جسکو "احسان" کہتے ہیں تاکہ یہ فرقہ ہر ایک زمانے میں اہل زمانہ کا مرجع ہو، اور انکو انوار طاعات اور حلاوت عبادات اور اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے میں رہنمائی کرے۔ (۱۸)

حوالہ جات باب اول

(۱) تصوف اور تعمیر سیرت (مولانا مودودی کی تحریروں کی روشنی میں)، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز لمٹیڈ، ص ۲۷

(۲) کلیات قادری، مولانا غلام رسول القادری، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری پبلی کیشنز، ص ۱۳۱

(۳) الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف، قشیری عبدالکریم، مصر، دارالتالیف، ۱۳۹۴ھ، ص ۷

(۴) کتاب اللمع فی التصوف، طوسی، ابوالنصر سراج، شیخ، لیدن، مطبع بریل، ۱۹۱۴ء، ص ۲۲

(۵) المنقذ من الضلال، امام محمد غزالی، مترجم: مولانا محمد حنیف ندوی، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۵۹ ص ۳۲

(۶) قرآن و تصوف، ڈاکٹر میرولی الدین، حیدر آباد دکن، انتظامی پریس ۱۹۴۵ء، ص ۹

(۷) کتاب اللمع فی التصوف، محولہ بالا، ص ۱۶

(۸) الرسالۃ القشیریۃ فی علم التصوف، محولہ بالا، ص ۱۳۶

(۹) حجۃ القاطعہ، یعنی دلائل السلوک، مولانا احمد علی چجگوری، کراچی، مطبوعہ المکتبہ الحبیب، ص ۸۰

marfat.com

(۱۰) ترجمہ :- "صفائی بندہ پر حق کا انعام و اکرام ہے اور صوف چارپایوں کا لباس ہے"۔
(قرآن و تصوف ، ڈاکٹر میر ولی الدین ، ص ۷)
(۱۱) ملفوظات شہیدی ، شہید اللہ فریدی ، کراچی ، خادمان سلسلہ ۱۰۸ جناح سوسائٹی ،
۱۹۹۳ء ، ص ۱۱
(۱۲) سر دلبراں ، شاہ محمد ذوقی ، کراچی ، مطبوعہ محفل ذوقیہ ڈون ہاؤس للی روڈ ص ۱۲
(۱۳) صبغۃ اللہ ، شیخ غلام محمد احمد ، جالندھر ، ھانڈہ الیکٹرک ، ص ۸۹
(۱۴) ایضاً ، ص ۴
(۱۵) خواجہ بندہ نواز کا تصوف اور سلوک ، ڈاکٹر میر ولی الدین ، دہلی ، مطبوعہ ندوۃ المصنفین ، ص ۳
(۱۶) کنز الایمان ، اعلحضرت احمد رضا خان بریلوی ، س الاحزاب ، پ ۲۱ آیت ۲۱ ، لاہور ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز ، ص ۷۵۶
(۱۷) خواجہ بندہ نواز کا تصوف اور سلوک ، محولہ بالا ، ص ۴
(۱۸) حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور انکے خلفاء ، ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی لاہور ، اسلامک بک فاؤنڈیشن ، ۱۹۷۹ء ص ۳۰

marfat.com

باب دوم

ادوار تصوف

(ا). تصوف و عہد رسالت ﷺ

(ب). تصوف اور عہد خلفائے راشدین

marfat.com

ادوار تصوف

اسلامی تاریخ میں تصوف کی ابتدا اور تصوف کی بنیاد عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے نظر آتی ہے تصوف کی داغ بیل محسن انسانیت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی ڈال دی تھی۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی اپنی تصنیف "اقبال اور مسلک تصوف" میں تحریر فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ اور تابعین کی زندگی میں صفائے قلب سادگی نیکی، فقر و قناعت، استغنا و توکل، ایثار، عبادت و ریاضت، ذکر و فکر کے بعض آثار موجود ہیں جنہیں اسلامی تصوف کی بنیاد قرار دیا جاسکتا ہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق۔

"اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ تاریخی اعتبار سے تصوف کی جڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ گیری کے اس عمل میں پائی جاتی ہیں جو حضور اولین نزول وحی سے ماہ رمضان میں غار حرا میں فرمایا کرتے تھے۔ حقاء کا (سا) یہ عمل جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں اپنی زندگی کے آخری سالوں میں بھی متواتر کاربند رہے اور انکے بعض اصحاب بھی اسمیں انکی پیروی کرتے رہے گویا ابراہیمی تصوف اور اسلامی تصوف کے درمیان ایک رشتہ ء اتصال سمجھا جاسکتا ہے" (۱)

حقیقت میں "تصوف" کی اصطلاح مطلقاً نئی نہیں ہے بلکہ یہ سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین سے ماخوذ ہے تصوف کا تعلق باطن کی صفائی، اللہ کی عبادت اور یاد فنائے نفس رضائے الٰہی اور خدمت خلق سے ہے اور یہ تمام امور بدرجہ ء اتم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں بخوبی موجود تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارکہ میں تصوف نام کے لحاظ سے معروف نہیں تھا لیکن تصوف کی شرائط و خصوصیات عہد رسالت میں بخوبی

marfat.com

موجود تھیں۔

"صوفیوں کا دعویٰ ہے کہ تصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر منقطع سلسلے کی وساطت سے ان تک پہنچا ہے" (۲)

(ا) تصوف اور عہد رسالت ﷺ:-

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جن جن امور دینی اور فرائض اسلامی کے ادائیگی کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے وہی تصوف کی خصوصیات میں سے ہیں اور داعئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم خود سب سے پہلے ان امور کے عالم و عامل ہیں قرآن نے کئی جگہوں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف انداز میں اپنی عبادت کا حکم فرمایا ہے۔ سورہ مزمل میں ارشاد باری ہے کہ۔

"واذکر اسم ربك و تبتل الیه تبتیلا" (۳)

ترجمہ :- اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

انتیسویں پارہ سورہ المزمل میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو جن عبادات کی ادائیگی کے احکامات صادر فرمائے ہیں صوفیائے کرام نے "تصوف" کے بنیادی اصول و تعلیمات کا استدلال انہی احکامات قرآنی سے فرمایا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں سورہ المزمل کی آیات کی تفسیر کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ :- ان آیات میں صوفی کے مشاغل ہیں۔ (۴)

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر "تفسیر مظہری" میں مذکورہ بالا سورۃ کے فضائل میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ :- ہمارے شیخ اعظم امام برحق حضرت مولانا یعقوب کرخی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آغاز سورت سے اس آیت تک مختلف مقامات سلوک کی طرف اشارہ ہے۔ رات کی خلوت، تلاوت، ذکر، نفی ماسوا اور توکل۔ با اللہ سلوک کے مختلف

marfat.com

موجود تھیں۔

"صوفیوں کا دعویٰ ہے کہ تصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر منقطع سلسلے کی وساطت سے ان تک پہنچا ہے" (۲)

(ا) تصوف اور عہد رسالت ﷺ :-

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جن جن امور دینی اور فرائض اسلامی کے ادائیگی کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے وہی تصوف کی خصوصیات میں سے ہیں اور داعئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم خود سب سے پہلے ان امور کے عالم و عامل ہیں قرآن نے کئی جگھوں پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف انداز میں اپنی عبادت کا حکم فرمایا ہے۔ سورہ مزمل میں ارشاد باری ہے کہ۔

"واذکر اسم ربك و تبتل اليه تبتيلا" (۳)

ترجمہ :- اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو۔

انتیسویں پارہ سورہ المزمل میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو جن عبادات کی ادائیگی کے احکامات صادر فرمائے ہیں صوفیائے کرام نے "تصوف" کے بنیادی اصول و تعلیمات کا استدلال انہی احکامات قرآنی سے فرمایا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں سورہ المزمل کی آیات کی تفسیر کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ترجمہ :- ان آیات میں صوفی کے مشاغل ہیں۔ (۴)

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ اپنی تفسیر "تفسیر مظہری" میں مذکورہ بالا سورۃ کے فضائل میں فرماتے ہیں۔

ترجمہ :- ہمارے شیخ اعظم امام برحق حضرت مولانا یعقوب کرخی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آغاز سورت سے اس آیت تک مختلف مقامات سلوک کی طرف اشارہ ہے۔ رات کی خلوت، تلاوت، ذکر، نفی ماسوا اور توکل باللہ سلوک کے مختلف

marfat.com

مدارج ہیں۔ (۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی احکامات پر عمل کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کو بھی اپنے ساتھ ارکان اسلام کی ادائیگی میں شامل رکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی صحابہ کرام کے ساتھ اللہ کی یاد میں گزری آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت پر عمل پیرا رہے۔

"واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم باالغداوةِ والعشيّ يريدون وجهه" (۶)

ترجمہ :- اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسکی رضا چاہتے ہیں۔

دورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام کی ایک جماعت خالص عبادت و ریاضت اور حصول علم کیلئے وقف تھی جو تاریخ اسلام میں "اصحاب صفہ" کہلاتے ہیں۔

> "اہل صفہ حاملانِ تصوف کی وہ پہلی جماعت ہے جنکی حیات خالص عبودیت کی زندگی کا وہ اعلیٰ نمونہ ہے جسے اہل تصوف نے اپنا ہدف بنایا" (۷)

اصحاب صفہ وہ جماعت تھی جنکا مقصد حیات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ عبادت و ریاضت اور علم دینی کا حصول تھا ان اصحاب کو دنیاوی معاملات سے کوئی دلچسپی یا سروکار نہ تھا بقول حضرت شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ۔

> "خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کا ایک گروہ ایسا تھا کہ وہ عبادت الٰہی اور اتباع رسالت کی بجاآوری میں مسجد نبوی میں بیٹھے رہتے تھے اور تمام اشغال اور جھگڑوں سے الگ تھلگ ہوتے ہوئے ان حضرات نے ترک دنیا اختیار کرلی تھی انہیں اس بات کا یقین کامل تھا کہ رازق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس پر انکا توکل تھا۔" (۸)

marfat.com

چونکہ اسلامی تصوف رضائے الہیٰ فنائے نفس ،ذکرالہیٰ، عبادت و ریاضات پر مشتمل ہے اور یہ تمام خصوصیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں بدرجہ اتم موجود تھیں اسلئے بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمام اصحاب تصوف کے عامل تھے صوفیائے کرام نے تصوف کی ایک اور پہچان "ادب" بھی بتلائی ہے چنانچہ مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمتہ "عوارف المعارف" میں فرماتے ہیں۔

"التصوف کلہٗ ادبٌ ولکل وقت ادبٌ ولکل حالِ ادبٌ و لکل مقامِ ادبٌ و من یلزمُ الادبُ یبلغُ مبلغ الرّجال و من حرم الادب فھو بعیدٌ من اللہ و مردودٌ" (۹)

ترجمہ :- تصوف سارے کا سارا ادب ہی ہے ہر وقت کیلئے ادب ہے ہر حال اور ہر مقام کیلئے ادب ہے جس نے ادب کو لازم پکڑا وہ مردان خدا کے درجے پر پہنچا اور جو ادب سے محروم ہوا وہ خدا سے دور ہوا اور مردود ہوا۔

ادب کی تعلیم قرآنی حوالے سے بھی صحابہ کرام کیلئے لازمی قرار دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام آداب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

"حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک مجالس میں ایسے خاموش اور باادب بیٹھتے تھے کہ کانّ علیٰ رو سہم الطّیور۔ گویا کہ انکے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ " (۱۰)

تصوف سے مراد "رضائے الہیٰ اور قرب الہیٰ" بھی ہے اور صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین میں ایسی ہستیاں موجود ہیں جنکے بارے میں قرآن نے انکے مقام قرب پر فائز ہونے کی گواہی دی ہے۔

marfat.com

"والسابقون السابقون اولئك المقربون" (۱۱)

ترجمہ :- اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں ۔

(ب) تصوف اور عہد خلفائے راشدین:

خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں خلفائے راشدین کو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلامی تصوف کا فیضان خاص عطا ہوا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ کی برکت سے انہوں نے تصوف کی تمام خصوصیت کو باکمال حاصل کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مال اور جان سے اللہ و رسول کی راہ میں قربان تھے خلیفہ ء اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت اسلامی تصوف کی بہترین آئینہ دار ہے۔

"حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب صدقہ لیکر حاضر ہوئے تو اسکی مالیت کا اظہار کئے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ میرا صدقہ ہے واللہ مجھے اب اللہ ہی کافی ہے۔" (۱۲)

تصوف میں اللہ پر توکل کی یہ بہترین مثال ہے "تقوی" اور "احسان" اسلامی تصوف کی پہچان ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں قرآن مجید نے ان دو علامات تصوف کو انکی ذات شریفہ کا حصہ قرار دیا ہے۔

"ان اللہ مع الذین اتقو والذین ھم محسنون"

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ ساتھ ہے متقیوں کے اور محسنوں کے۔

تو نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور متقی اور محسن تھے۔ (۱۳)

صوفیائے عظام کے ہاں تصوف میں "مکاشفات" یعنی کشف کو بڑا دخل

marfat.com

ہے اور اسی طرح بعض اوقات کسی چیز کے بارے میں صوفیا کو "القا" بھی ہوتا ہے یعنی انکے دل میں منجانب اللہ کسی چیز کے وجود میں آنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا بوقت وصال یہ واقعہ مشہور ہے جس سے آپکے کشف کا اظہار ہوتا ہے۔

"امام مالک نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کی ہے کہ والد محترم نے کھجور کا ایک درخت جس سے ۲۰ وثق کھجوریں سالانہ اترتی تھیں مجھے ہبہ فرمادیا تھا انتقال سے قبل مجھ سے فرمایا کے اے بیٹی ! میں تم کو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ آسودہ حال دیکھنا پسند کرتا تھا اور مجھے کسی طرح پسند نہیں کہ میرے بعد تم تنگدست ہوجاؤ میں نے تم کو جو نخل دیا تھا اب تک تم نے اس سے نفع اٹھایا اور وہ تمہارا تھا اور میرے مرنے کے بعد وہ متروکہ ہوجائے گا اور وہ از روئے حکم قرآن تمہاری بہنوں اور بھائیوں پر تقسیم ہوگا میں نے عرض کیا بابا جان ایسا ہی ہوگا مگر آپ نے میری بہن تو صرف ایک اسماء ہی چھوڑی ہے اور تو کوئی بہن نہیں وہ دوسری بہن کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری سوتیلی والدہ حبیبہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ایک لڑکی ہے (مجھے یہ القا ہوا ہے)۔" (۱۴)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ (خلیفہ دوم)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دور شروع ہوا۔ اسلامی تصوف میں "ذکر الہی" کو بلند مرتبہ حاصل ہے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امیر کی حیثیت سے ذمہ داری قبول کرتے ہی خطاب میں اللہ کی بارگاہ میں دست دعا بلند فرماتے ہوئے عرض کی۔

marfat.com

"اے اللہ میں سخت دل ہوں مجھے اپنے فرمانبرداروں کیلئے اپنی رضا اور آخرت کے حصول کی خاطر نرم دل بنادے اور دشمنوں اور شرپسندوں منافقین کے لئے سخت دل رہنے دے۔ مجھے توفیق عطا فرما کہ تیری یاد کو ہر حال میں باقی رکھوں اور کسی وقت بھی موت کو نہ بھولوں" (۱۵)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانند صاحب کشف و کرامات تھے علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ "تاریخ الخلفاء" میں آپکے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

"ابن مردویہ نے میمون بن مہران کے حوالہ سے لکھا ہے کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک آپ نے خطبہ کے دوران فرمایا "اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ، جس شخص نے بھیڑیے کی حفاظت کی اس نے ظلم کیا" لوگ دوران خطبہ آپ کی یہ بات سن کر ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس وقت انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس کا پتہ لگ جائے گا چنانچہ آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے سوال کیا کہ آپ نے یہ کیا فرمایا؟ آپ نے فرمایا کہ اس وقت میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ ہمارے بھائی کافروں کے ہاتھ سے شکست کھاگئے ہیں اور اس وقت وہ پہاڑی کی طرف سے گزر رہے ہیں اگر وہ یہاں سے پلٹے تو ایک ایک مسلمان شہید ہوجائے گا اور اگر آگے بڑھے جب ہلاک ہوجائیں گے لہذا میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے" (۱۶)

سادگی و فقر تصوف کی علامت صوفیا کا خاصہ ہے خلفائے راشدین میں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باوجودیکہ امیرالمومنین اور خلیفۂ دوم کے

marfat.com

عظیم منصب پر فائز تھے لیکن آپکی سیرت پاک سادگی و فقر کا نمونہ تھی۔

" قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر صوف کا لباس پہنتے تھے جسمیں چمڑے کا پیوند لگا ہوتا حالانکہ آپ خلیفہ (امیر المومنین) تھے۔اور اسی لباس میں درہ لئے ہوئے بازار تشریف لے جاتے اور اہل بازار کو ادب و تنبیہ فرماتے تھے اگر آپکے راستہ میں کہیں ترکش کی رسی یا چھوہارے کی گھٹلی پڑی ہوتی تو آپ اسکو اٹھا کر لوگوں کے گھروں میں پھینک دیتے تھے تاکہ وہ اس سے دوبارہ فائدہ اٹھائیں۔ حضرت اُنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کرتے میں شانے کے قریب چار پیوند لگے دیکھے" (۱۷)

خوف خدا اور مذمت نفس دین اسلامی کی تعلیمات اور تصوف کی خصوصیات میں سے ہے صحابہ کرام "اتقواللہ" کے جذبہ ء ایمانی اور فرمانبرداری سے سرشار تھے۔

"عبداللہ بن عیسی کہتے ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر کثرتِ گریہ سے دو سیاہ لکیریں پڑگئی تھیں۔ حضرت عبیداللہ بن عمر بن حفص کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی پیٹھ پر پانی کی مشک لادے جارہے تھے لوگوں نے کہا یہ آپ نے کیا کیا! آپنے جواب دیا کہ میرے نفس میں غرور پیدا ہوگیا تھا پس میں اسکو اسطرح ذلیل کررہا ہوں۔" (۱۸)

" سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ کے زخم کو دھوتے جاتے تھے (جو اسکی پیٹھ پر تھا) اور فرماتے جاتے تھے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قیامت میں مجھ سے اس زخم کے بارے میں پرسش نہ ہو۔" (۱۹)

marfat.com

حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ (خلیفہ سوم)

حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلفائے راشدین میں تیسرے خلیفہ ہیں اور آپکو "ذوالنورین" کا لقب بھی ملا ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو پیاری صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آپکے نکاح میں آئیں عبادات و ریاضات میں حضرت عثمان بن عفان بے مثل تھے۔ " زبیر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان صائم الدھر تھے یعنی بارہ مہینے کے روزے رکھتے تھے اور تمام رات نماز پڑھتے تھے" (۲۰)

خشیت الٰہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں بے انتہا تھی احادیث میں بھی آپکی گریہ وزاری کا بیان موجود ہے۔

"روایت ہے کہ جب آپ کسی کی قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے تھے کہ آپ کی داڑھی مبارکہ تر ہوجاتی تھی۔" (۲۱)

خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی دس صفات ایسی بیان فرمائی ہیں جو اہل تصوف کی عبادات و خصائل میں سے ہیں فرماتے ہیں۔

"میری دس خصلیتں اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں۔

۱. میں اسلام قبول کرنے والا چوتھا شخص ہوں۔

۲. رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد دیگرے اپنی دو صاحبزادیوں کو میرے عقد میں دیا۔

۳. میں کبھی گانے بجانے میں شریک نہیں ہوا۔

۴. میں کبھی لہو و لعب میں مشغول نہیں ہوا۔

۵. میں نے کبھی کسی برائی اور بدی کی تمنا نہیں کی۔

۶. رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے بعد میں نے کبھی

marfat.com

اپنا سیدھا ہاتھ اپنی شرم گاہ کو نہیں لگایا۔

۷ ۔ اسلام لانے کے بعد میں نے ہر جمعہ کو اللہ کیلئے ایک غلام آزاد کیا اگر اس وقت ممکن نہ ہوا تو بعد میں آزاد کیا۔

۸ ۔ زمانہ جاہلیت یا عہد اسلام میں کبھی زنا کا مرتکب نہیں ہوا۔

۹ ۔ عہد جاہلیت اور زمانہ اسلام میں کبھی چوری نہیں کی۔

۱۰ ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مطابق میں نے قرآن شریف کو جمع کیا۔" (۲۲)

"حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ آپ جمعہ کی شب میں قرآن شریف دو رکعت میں ختم کرتے تھے اور بوقت شہادت بھی آپ مصلے پر روزے سے قرآن شریف کی تلاوت میں محو تھے۔" (۲۳)

حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ (خلیفہ چہارم)

حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہ روحانی سلسلوں کے پیشوا اور شاہ ولایت ہیں۔ حضرت علی ابن طالب میں تصوف کی جملہ صفات کمال درجہ میں موجود تھیں تقویٰ، فقر، عبادت و ریاضت، توکل جیسی اعلیٰ صوفیانہ خصوصیات آپکی شخصیت کا حصہ تھی آپکی ذات شریفہ سے کرامات کا ظہور بھی ہوا۔

"بیہقی نے سعید بن مسیّب سے روایت کی کہ ہم حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے قبرستان میں داخل ہوئے تو آپنے باآواز بلند قبر والوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرماتے ہوئے خطاب کیا کہ یا تو تم ہم کو اپنی خبریں بتاؤ یا ہم تم کو بتائیں؟ ہم نے یہ آواز سنی کہ اے امیرالمومنین وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ و برکاتہ آپ ہی ہم کو بتایئے کہ ہمارے بعد کیا کیا ہوا۔" (۲۴)

marfat.com

صوفیائے کرام "جہاد اکبر" یعنی نفس کو مارنے والے مجاہد ہوتے ہیں حضرت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہ نے اس ضمن میں صوفیائے عظام کیلئے میدان جہاد میں ایک بہترین مثال قائم کی جسمیں رضائے الٰہی اور نفس کی شکست کا شاندار مظاہرہ ہے۔ "تذکرہ محرم" (مصنفہ صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ) میں مذکور ہے کہ۔

"حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ نے مثنوی شریف میں اس یہودی کا واقعہ بیان فرمایا جس نے میدان جہاد میں مغلوب ہو کر اس حالت میں کہ مولا علی اسکے سینے پر سوار تھے چہرہ مرتضوی پر تھوک دیا آپ فوراً اسکی چھاتی سے اتر پڑے اور فرمایا کہ جا تجھے آزاد کیا وہ حیران ہوا کہ یہ کیا راز ہے حالانکہ میں شیر خدا کے پنجہ ء یداللٰہی کی گرفت میں تھا جب اس یہودی نے اس راز پر مطلع ہونے کیلئے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اے یہودی ہمارے مرشد و مولا آقائے دوجہاں علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں سب سے پہلے "جہاد النفس" کا مجاہد بنایا ہے" (۲۵)

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ تصوف کی ایک بنیادی اور اہم صفت "عاجزی و انکساری و خاکساری" کا عمدہ نمونہ تھے آپکے متعدد القابات میں سے ایک مشہور و معرف لقب "ابو تراب" (یعنی مٹی کے باپ) بھی ہے اور خود آپکو اپنے تمام القابات میں سے یہ مذکورہ بالا لقب بے حد پسند تھا جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس سے عطا ہوا تھا۔

"اس کنیت کے رکھنے کا موجب یہ ہوا کہ آپ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے کسی بات پر ناراض ہوکر مسجد میں آکر لیٹ گئے تھے اور آپکے بدن پر کچھ مٹی لگ گئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپکو بلانے بہ نفس نفیس مسجد میں تشریف لائے

marfat.com

آپ کے بدن سے مٹی جھاڑتے ہوئے حضور فرمانے لگے

"اے ابو تراب" اٹھ۔" (۲۶)

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ کے توکل کے بارے میں علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔

"ابو نعیم نے جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدمہ فیصلے کیلئے آیا آپ اسکی سماعت کے لئے ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے ایک شخص نے عرض کیا کہ جناب والا یہ دیوار گراہی چاہتی ہے (آپ یہاں سے اٹھ جایئے) آپ نے فرمایا تم اپنا کام کرو میری حفاظت کرنے والا خدا ہے چنانچہ آپ نے مقدمہ سنااور فیصلہ سنا کر جب آپ وہاں سے اٹھ گئے تو دیوار گر پڑی۔" (۲۷)

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی طرح حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہر امر میں اللہ تعالی کی خوشنودی و رضا کو مقدم رکھنے والے تھے جنگ صفین کے موقع پر آپکے دعائیہ الفاظ مبارکہ اسکا ثبوت ہیں آپ نے فرمایا۔

"اے اللہ ! میرے گناہ بخش دے میرے عمل کو پاک کردے میری خطاؤں کو دھودے کیونکہ جن چیزوں کو آپنے قوت عطا فرمائی ہے انکے مقابلے میں، میں کمزور ہوں مجھے ایسی بردباری عطا فرما جس سے میں جہالت کا دروازہ بند کرسکوں اور ایسی عقل عطا فرما جو مجھے ناتواں کرنے والے فتنوں سے نکال دے اور مجھے ایسا بنادے کہ صرف آپکی خوشنودی کیلئے عمل کرسکوں۔" (۲۸)

marfat.com

حوالہ جات باب دوم

(۱) اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۴ ، لاہور ، دانش گاہ پنجاب ، ۱۹۷۸ ، ص ۴۳۹

(۲) ایضاً ص ۴۳۵

(۳) کنزالایمان ، اعلیٰحضرت احمد رضا خان بریلوی ، س المزمل پ ۲۹ آیت ۸ ، لاہور ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز ، ص ۱۰۳۴

(۴) بیان القرآن ، جلد دوم ، مولوی اشرف علی تھانوی ، کراچی ، ایچ ایم سعید کمپنی ، ص ۵۰

(۵) تفسیر مظہری جلد دوازدہم ، علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی ، کراچی ، دارالاشاعت ، ۱۴۱۱ھ ص ۱۶۸

(۶) کنزالایمان ، س الکہف پ ۱۵ آیت ۲۸ ، محولہ بالا ص ۵۳۴

(۷) تصوف کے حقائق ، شیخ عبدالقادر عیسیٰ ، مترجم: محمد یوسف بندیالوی ، مکتبہ رضویہ ص ۱۹

(۸) تصوف ، اولیائے مانکی شریف اور تحریک پاکستان ، ڈاکٹر عبدالرشید ، کراچی ، اولیا اکیڈمی پاکستان ص ۱۰۱

(۹) حجۃ القاطعہ ، مولانا احمد علی ، کراچی ، المکتبۃ الحبیب ص ۷۰

(۱۰) ایضاً ص ۵۳

(۱۱) کنزالایمان ، س الواقعہ ، پ ۲۷ ، آیت ۱۰ ، محولہ بالا ، ص ۹۶۱

(۱۲) تاریخ الخلفاء ، علامہ جلال الدین سیوطی ، مترجم : شمس بریلوی ، کراچی ، مدینہ پبلشنگ کمپنی ص ۱۰۳

(۱۳) فردوس آسیہ ، مولانا عبدالرب دہلوی ، کراچی ، مکتبہ تھانوی ص ۴۳

(۱۴) تاریخ الخلفاء ، محولہ بالا ص ۱۵۰

(۱۵) تصوف ، اولیائے مانکی شریف اور تحریک پاکستان ، محولہ بالا ص ۱۰۴

(۱۶) تاریخ الخلفاء ، محولہ بالا ص ۱۵۰ ، ۲۰۱

(۱۷ - ۱۸ - ۱۹) ایضاً ۱۵۰ ، ۲۰۴ ، ۲۰۶ ، ۲۱۹

marfat.com

(۲۰ - ۲۱) فردوس آسیہ ، محولہ بالا ، ص ۱۱۹ ، ۱۲۰

(۲۲) تاریخ الخلفاء ، محولہ بالا ص ۱۵۰ ، ۲۴۷

(۲۳) تذکرہ ء محرم ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری ، کراچی ، ایجوکیشنل پریس ، ص ۸۰

(۲۴ - ۲۵) ایضاً ص ۹۴ ، ص ۹۸

(۲۶ - ۲۷) تاریخ الخلفاء ، محولہ بالا ص ۱۵۰ ، ۲۵۴ ، ۱۵۰ ، ۲۶۶

(۲۸) تصوف ، اولیائے مانکی شریف اور تحریک پاکستان ، محولہ بالا ، ص ۱۱۱

marfat.com

باب سوم

تصوف کی تعلیمات اور اصطلاحات

marfat.com

تصوف کی تعلیمات

چونکہ تحقیق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ تصوف شریعت کا علم اور اس پر عمل کا نام ہے اور شرعی احکام و مسائل کے ضمن میں عوام الناس میں علم و عمل کا ذوق و شوق پیدا کرنا اسلامی تصوف کا عین منشا و مقصد ہے یہی وجہ ہے کہ تمام اکابرین اولیائے کرام نے اپنی حیات مبارکہ میں درس و رشد و ہدایت کے ذریعے طالبانِ حق کی راہنمائی فرمائی اور اپنی توجہ کاملہ سے طالبوں کو مقامات سلوک طے کروائے اس سلسلے میں بیشتر صوفیاء نے نظم و نثر میں تصوف کی تعلیمات کو عام کرنے میں بھرپور کردار ادا کیا ہے اور انکے دنیائے فانی سے پردہ کرجانے کے بعد بھی متلاشیان حق انکی گرانقدر تصنیفات کے ذریعے تصوف کی تعلیمات حاصل کررہے ہیں جو دراصل کتاب و سنت ہی کی زریں تعلیمات اور اصول و ضوابط ہیں۔ تمام بزرگان دین خود بھی تصوف کی تعلیمات کے زبردست عالم و عامل رہے ہیں اور اپنے مریدین و معتقدین کو بھی قول و فعل کے ذریعے ان تعلیمات سے روشناس فرمایا ہے۔

توکل :-

تصوف کی جملہ تعلیمات میں توکل کو بنیادی حیثیت حاصل ہے بلکہ توکل تصوف کا ہی دوسرا نام ہے۔ توکل یہ ہے کہ اپنے تمام معاملات کو اللہ کے سپرد کردیا جائے اور تمام احوال میں اپنی قوت و طاقت کے بجائے اسی پر اعتماد کیا جائے تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور خصوصاً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے زبردست توکل کا ثبوت ملتا ہے اسیطرح صحابہ کرام و اکابر اولیاء نے تاریخ اسلام میں بڑے توکل کا مظاہرہ فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے۔

"فعلیه توکلوا ان کنتم مسلمین" (۱)

ترجمہ :- تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم اسلام رکھتے ہو۔

marfat.com

توکل کا صحیح مفہوم و مقصد قرآن و حدیث و صوفیائے عظام کے ارشادات کی روشنی میں سمجھنا نہایت ضروری ہے تصوف کی ایک تحقیقی گرانقدر تصنیف "بستان معرفت" (مطبوعہ ۱۹۱۷ء) میں توکل کی تعریف یوں درج ہے۔

"توکل کی تعریف شریعت میں ان اصول پر زیادہ ہے کہ تمام ضروریات کی کفالت خدائے تعالیٰ متوکل کی بہت اچھی طرح کرتا ہے اور مثل اوامر کے توکل کیلئے بھی احکام ہیں مگر مطلق توکل بغیر کسی دینوی سہارے کے شریعت میں نہیں" (۲)

لیکن تصوف کا یہ مفہوم ہر گز نہیں کہ انسان محتاج و معذور بنکر خود کو متوکل ظاہر کرے۔

"توکل اپاہج بنکر رہنے، معطل الاعضاء بن جانے، کام چوری، سستی، کاہلی، ہنگامہ ء کائنات سے فرار اور معاشرتی ذمہ داریوں سے پہلو تہی کا نام ہرگز نہیں بلکہ مختصر الفاظ میں توکل تمام ذرائع و وسائل کو استعمال میں لاکر اور معاشرت میں پوری دلچسپی لیکر کامل تندہی اور مکمل عرق ریزی سے کام کر کے نتائج کو اللہ کے سپرد کردینے کا نام توکل ہے" (۳)

عارف باللہ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ اسی ضمن میں ایک شعر میں اسطرف توجہ دلاتے ہیں ۔

اپاہج بن کے رہنا اے غنی کیا کچھ فقیری ہے
یہ اک عادت ہے بد جو پڑگئی ہے مفت خوری کی

شیخ عبدالقادر عیسیٰ اپنی تصنیف "تصوف کے حقائق" میں "توکل" کے بارے میں ترمذی شریف کے حوالے سے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں۔

"ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ ! میں اونٹنی کو کھلا چھوڑ کر اللہ پر توکل کروں ؟ آپ

marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے باندھ، پھر اللہ پر توکل کر" (۴)

تاہم صوفیائے عظام میں ایسے ایسے نفوس گزرے ہیں جنھوں نے مطلق "توکل" کو اپنایا ہے اور انہیں یہ طرز عمل صحابہ کرام سے وراثتاً پہنچا ہے "بستان معرفت" میں مرقوم ہے....

"حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ واقعہ جس میں وہ سب مال اپنے یہاں سے بیت المال کے واسطے لے آئے تھے متوکل محض بلاتدبیر ہونیکی کافی دلیل ہے۔ حاجی الحرمین حضرت قوام الدین قدس سرہ جو کہ مرشد تھے مخدوم شاہ مینا صاحب کے وہ بھی توکل محض کے عامل تھے یعنی ایک قطرہ پانی کا یا ایک دانہ غلہ کا اپنے پاس نہ رکھتے تھے ایک مرتبہ آپکی زوجہ حاملہ تھیں انکے وضع حمل کا زمانہ قریب تھا انھوں نے دھیلے کا گڑ لیکر اپنے پاس رکھ لیا تاکہ وقت وضع حمل کام آئے حضرت حاجی صاحب کو اس روز وہ کیفیت نہ پیدا ہوئی جو ہر روز ہوتی تھی آپ بہت پریشان اور گھبرائے ہوئے گھر میں آکے پوچھا کہ کیا تم نے مال دنیا میں سے کوئی چیز اپنے پاس جمع کر رکھی ہے آپکی بی بی نے جواب دیا کہ مال دنیا میرے پاس کہاں سے آیا جب بہت تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ دھیلے کا گڑ رکھا ہے آپنے فرمایا کہ کیا ضرورت کے وقت خدا کہیں چلا جاتا جو تم نے قبل از وقت ہوشیاری اور انتظام کر لیا اور جب وہ گڑ لیکر کسی کو دیدیا اسوقت قلب کو اطمینان ہوا" (۵)

اس سلسلے میں حضرت مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ اپنے ایک کلام کے مطلع میں "توکل" کی اہمیت واضح فرماتے ہیں۔

اللہ پر توکل سرمایہ ہے ہمارا
سر بندگی میں خم ہو یہ پایہ ہے ہمارا (۶)

marfat.com

مراقبہ :-

"مراقبہ" روحانی سلاسل کی تعلیمات میں سے اہم تعلیم ہے "مراقبہ کے لغوی معنی گردن نیچے کر کے بیٹھنا اصطلاح میں بھی قریب قریب یہی معنی ہیں کہ گردن نیچے کر کے اور آنکھ بند کر کے بیٹھنا اور دل میں تصور کرنا" (۷)

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب "مراقبہ" کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔

"حق تعالی کی ذات و صفات، یا کسی مضمون کا دل سے اکثر احوال میں یا ایک محدود وقت تک اس غرض سے کہ اسکے غلبہ سے اسکے مقتضاء پر عمل ہونے لگے، تدبر تام سے متوجہ ہونا اور اسکا تصور مواظبت کے ساتھ رکھنا مراقبہ کہلاتا ہے جو اعمال مقصودہ قلب میں سے ہے ان مراقبات سے تصور ناقص راسخ ہوجاتا ہے اور اسی رسوخ میں مشائخ عوام سے ممتاز ہیں" (۸)

"بستان معرفت" میں مراقبات کی اقسام اسطرح سے درج ہیں۔

۱ :- مراقبہ توحید افعالی :-

یہ مراقبہ اس تصور میں ہوتا ہے جبکہ تمام موجودات و مظاہر کو تجلی سے منور و معمور تصور کرے اور کسی شے کو اسکی ہیئت کذائی و ظاہری کی حیثیت سے نہ دیکھے۔

۲ :- مراقبہ فناء صفات :-

اسی کو مراقبہ توحید صفاتی بھی کہتے ہیں یعنی جملہ صفات حق کی نفی کر کے صرف تصور ذات رکھے۔

۳ :- مراقبہ فناء ذاتی :-

یہ اسطرح ہے کہ اپنے قلب میں صرف نور احدیت کو دیکھے اور ماسوا کا وہم و گمان بھی نہ رہے۔

marfat.com

۴ :- مراقبہ نایافت :-

لطیف سرّی پر نظرِباطن ڈال کے تصور ذات پر تنزیہ کرے۔ (۹)

تصوف میں صوفیاء نے مراقبہ کو اس وجہ سے اہمیت دی ہے کہ اس شغل سے سالک کے دل سے دوئی کا صفایا ہوجاتا ہے اور یکسوئی پیدا ہوتی ہے اور خصوصاً مبتدی سالک کیلئے یہ شغل نسبت کے قوی ہونے کیلئے مجرب حیثیت رکھتا ہے "ارشاد رحمانی" ملفوظات حضرت مولانا فضل رحمن (۱۰) گنج مرادآبادی میں "مراقبات" کی اقسام اور خصوصیات کے بارے میں درج ہے۔

"اصل مراقبہ یہ ہے کہ طالب اپنے آپ کو عاجز اور محتاج سمجھ کر اس فیاض سرکار کے فیض کا انتظار کرے اور کسی لطیفے پر اسے آتا ہوا خیال کرے اور نگاہ دل کی ٹکٹکی بھلا ایسی تو بندھ جائے جیسے بلی چوہے کے بل پر اسکے آنے کے انتظار میں بیٹھ جاتی ہے اور نظر ہٹانا کیا معنی اسکے بدن کو بھی جنبش نہیں ہوتی یہ عموماً مراقبے کی صفت ہے" (۱۱)

حضرت علامہ سید سعید احمد بلگرامی "بستان معرفت" میں مراقبہ کے ضمن میں فرماتے ہیں۔

"مراقبہ میں تمام مکاشفات اور تصفیہ ء قلب کی ابتدا ہے اور ہر ایک کا یہی طریقہ ہے مگر جس قدر ترقی ہوتی جاتی ہے اسی قدر کام بدلتے جاتے ہیں جو لوگ منتہی ہوتے ہیں انکو یہ ضروری نہیں کہ وہ گردن بھی نیچے کریں کبھی انکو اپنے قلب کی یا دوسرے کی حالت معلوم ہو بعض کو صرف آنکھ بند کرلینا اور بعض کو صرف خیال اسطرف لے جانا کافی ہے چونکہ گردن نیچی کرنے اور آنکھ بند کرنے سے چپ و راست اور سامنے کی اشیاء کی طرف دھیان نہیں بٹتا ہے اسلئے اسی طریقہ سے ابتدا میں مشق کرائی جاتی ہے" (۱۲)

marfat.com

سید الطائفہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف "ضیاء القلوب" میں مراقبہ کے طریقے کے ضمن میں فرمایا۔

"دو زانو (جس طرح نماز میں نشست ہوتی ہے) بیٹھ کر سر کو گھٹنے پر رکھ کر قلب کو غیر اللہ سے بالکل خالی کر کے خدا کی درگاہ میں حاضر کرے اور "تعوذ" یعنی (اعوذباللہ من الشیطن الرجیم) اور "تسمیہ" یعنی (بسم اللہ الرحمن الرحیم) کے بعد اللہ حاضری، اللہ ناظری اور اللہ معی کہہ کر مراقب ہوکر اسکے معنی کا تصور کرے اور خیال کرے کہ خدا حاضر و ناظر اور ہمیشہ میرے ساتھ ساتھ ہے اس خیال میں اس قدر منہمک ہوجائے کہ غیر خدا کا یہاں تک کہ اپنا بھی خیال دل سے نکل جائے اور اگر یہ خیال تھوڑی دیر میں زائل ہوجائے تو یقین کرنا چاہئیے کہ مراقبہ نہیں ہے۔ ابتدا میں مراقبہ میں زحمت ہوتی ہے لیکن عادت ہوجانے پر کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ اس سے رجوع مشکل ہوجاتا ہے لیکن اس مرتبہ تک رسائی تدریجاً ہوتی ہے اس وجہ سے ابتدا میں عاجز ہوکر چھوڑ نہ دینا چاہئیے" (۱۳)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکّی علیہ الرحمۃ "مراقبہ" کی اقسام میں فرماتے ہیں۔

"**مراقبہء رویت** :- خدا کی رویت کا تصور کرے **الم یعلم باان اللہ یری** (کیا نہیں جانتا ہے کہ خدا دیکھتا ہے) پر غور کرے اور اس پر یہاں تک مواظبت کرے کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہوجائے۔

مراقبہء معیت :- **وھو معکم اینما کنتم** (جہاں کہیں

marfat.com

تم ہو خدا تمہارے ساتھ ہے) معنیٰ کے ساتھ تصور کرے اور یقین کرے کہ خلوت و جلوت بیماری صحت غرض ہر حالت میں خدا میرے ساتھ ہے اور اس خیال میں مستغرق ہوجائے۔

مراقبہ ۶ اقربیت:- نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم انسان کے رگ گلو سے بھی زائد قریب ہیں) پر تصور معنی کے ساتھ غور کرے اور اس خیال میں محو ہوجائے کہ خدا مجھ سے قریب ہے۔

مراقبہ ۶ وحدت:- ہمہ اوست اور ھوالاول ھوالاخر (اسکا وجود ہر جگہ جلوہ فرما ہے اور ابتدا اور انتہا میں وہی ہے) زبان سے کہے اور تصور کرے کہ اسکے سوا کوئی نہیں ہے اور اسی خیال میں مستغرق ہوجائے۔

مراقبہ ۶ فنا:- کل من علیھا فان (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور بزرگ خدا باقی رہے گا) کے معنی کے تصور کے ساتھ خیال کرے کہ تمام چیزیں فنا ہوجائیں گی" (۱۴)

حضرت عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی "عوارف المعارف" میں "مراقبہ" کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

" تصورات سے قلب کے ارادہ کی تکمیل ہوتی ہے اور چونکہ قلب اعضاء وجوارح کا حاکم ہے اسلئے جب تک قلب کوئی ارادہ نہ کرے اسوقت تک اعضاء حرکت میں نہیں آتے لہذا "مراقبہ" ایسی چیز ہے جسکے ذریعے برے تصورات کے مواد کا قلع قمع ہوتا ہے مراقبہ کی تکمیل سے توبہ کی تکمیل ہوتی ہے اور جو تصورات کو ضبط کرے وہ اعضاء وجوارح کی ضروریات کو فراہم کرلیتا ہے بہرحال مراقبہ کے ذریعے قلب سے برے ارادوں کی جڑوں کا قلع قمع ہوجاتا ہے" (۱۵)

marfat.com

"تذکرہ ء غوثیہ" تصوف کی مشہور و معروف کتاب ہے جو سلسلہ ء قادریہ کے کامل بزرگ حضرت سید غوث علی شاہ علیہ الرحمۃ کے "ملفوظات" ہیں جن کو ان کے مرید و خلیفہ ء اعظم حضرت سید گل حسن شاہ قادری (موبف تعلیم غوثیہ) نے ترتیب دیا ہے۔ مذکورہ کتاب میں حضرت غوث علی شاہ پانی پتی "مراقبہ" کے بارے میں فرماتے ہیں۔

> "ایک مراقبہ یہ ہے کہ مرید سے فرماتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کو ہر حال و قال میں بصیر و خبیر سمجھو تاکہ ظاہر و باطن میں کوئی حرکت نازیبا سرزد نہ ہو"
>
> ایک مراقبہ یہ ہے کہ خدا کو اقرب و نزدیک سمجھو تاکہ نحن اقرب الیہ کے معنی ظاہر پر ہوجائیں۔
>
> ایک مراقبہ یہ ہے کہ اپنے تیئں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک تصور کرو تاکہ فنائیت اور نسبت آنحضرت کی حاصل ہو۔
>
> مراقبہ کے معنی یہ ہیں کہ خطرات و خیالات فاسدہ سے خاطر کی نگہداشت کرے۔ (۱۶)
>
> "مراقبہ" کے متعلق شاہ کلیم اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تین چیزوں سے دل میں مرض پیدا ہوتا ہے "اول حدیث نفس ہے جو خلاو ملا میں قصد و اختیار سے دل میں آتی ہے۔ دوسرا خطرہ ہے جو دل میں بلاقصد وارادہ کے آتا جاتا ہے تیسرا غیر کی طرف نظر ڈالنا ہے یعنی علم اشیاء و متکثرہ، ان امراض کا علاج مراقبہ سے ہوجاتا ہے" (۱۷)

فقر:-

لفظ "فقر" قرآنی ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان بے

marfat.com

نیازی اور بندوں کی محتاجی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ ....

"والله غني وانتم الفقراء" (۱۸)

ترجمہ :- اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب محتاج

چونکہ تصوف کلی طور پر خود کو سپرد خدا کرنے کا نام ہے اور رضائے الہیٰ اختیار کرنے کا نام ہے اور اس راہ میں صوفی کی بارگاہ خداوندی میں کمال محتاجی و نیازمندی ظاہر ہوتی ہے اسلئے صوفیاء نے "فقر" کو تصوف میں خاص اہمیت دی ہے یہی وجہ ہے کہ صوفیاء "فقیر" کہلاتے ہیں۔

"فقر" کی اہمیت خود ذات رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بخوبی واضح ہوجاتی ہے حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

> "رسول خدا نے (فقر) اختیار کیا اور فرمایا **اللهم احيبني مسكينا وامتني مسكينا واحشرني في زمرة المساكين**۔ یعنی اے اللہ مجھے فقیری کی حالت میں زندہ رکھ اور فقیری کی حالت میں مار اور فقیروں کے زمرہ میں میرا حشر فرما" (۱۹)

"فقر" کی اصطلاح صرف ظاہری معنوں میں استعمال نہیں کی جاتی اگرچہ بیشتر صوفیاء ظاہری طور پر بھی مال و دولت کی طرف سے فقیر ہوتے ہیں تاہم تصوف میں فقر سے مراد اکثر دل کا غنا ہے یعنی صوفی کا قلب دنیا سے مستغنی ہو۔

> "اللہ عزوجل نے فقر کا بلند درجہ کیا ہے اور فقراء ہی کو اسکے ساتھ مخصوص گردانا اسلئے کہ انہوں نے ظاہری اور باطنی اسباب کو چھوڑ کر بالکل مسبب یعنی خدا کی ذات کی طرف رجوع کیا یہانتک کہ انکا فقر انکے لئے باعث فخر ہوا اسلئے کہ اسکے آنے سے نہ تو وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ ہی جانے سے غمگین

marfat.com

ہوتے ہیں" (۲۰)

فقیر کی ذات میں تصوف کی خوبیاں یا لوازمات موجود ہوتے ہیں بانیء سلسلہ قادریہ سلطان الاولیا حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ نے لفظ "فقر" کے ایک حرف سے صوفی کی ذات میں پائی جانے والی خوبیوں کا ذکر نہایت خوبصورت انداز میں فرمایا ہے۔

"فاء الفقیر فناءُ في ذاته
وفراغهُ عن نعته وصفاته
والقاف قوة قلبه لحبيبه
وقيامهُ لللّٰه في مرضاته
والياءُ يرجوُ ربهُ ويخافهُ
ويقوم باالتقويٰ بحق تقاته
والراء رقة قلبهُ وصفاهُ
ورجوعه لللّٰه عن شهواته" (۲۱)

"فقر" اور "فقیر" کی تعریف میں حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مذکورہ بالا اشعار کا اردو منظوم ترجمہ حضرت مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے درج ذیل طور پر کیا ہے:

"یہ بیاں کرتے ہیں معنیء فقیر
اپنے ارشادات میں پیران پیر
ف سے فانی ہے وہ اپنی ذات سے
اور ہے فارغ اپنی جملہ صفات سے
ق سے پاتا ہے قوت کبریا
اور قائم رہتا ہے در اتقاء

marfat.com

ی سے یاد حق کے جذبے میں رہے
بے امید و خوف یاد حق رکھے
رکھے جنت اور نہ دوزخ کا خیال
عشق میں حق کے رہے فی کل حال
رہے راضی وہ ہے ہر دم در رضا
اور خدا بھی اس سے ہے راضی ہوا" (۲۲)

صوفیائے عظام کے نزدیک "فقر" صرف یہی نہیں ہے کہ آدمی بظاہر مال و اسباب سے خالی ہو بلکہ قلبی طور پر حب مال وجاہ و حب دنیا سے خالی ہونیکا نام بھی انہوں نے "فقر" ہی رکھا ہے۔ چنانچہ مخدوم علی ہجویری "کشف المحجوب" میں ایک شیخ کے ارشاد کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"لیس الفقیرُ من خلا من الزاد
انما الفقیر من خلا من المراد
یعنی فقیر وہ نہیں ہوتا کہ اسکا ہاتھ زادِ راہ اور اسباب سے خالی ہو بلکہ فقیر وہ ہوتا ہے کہ اسکی طبع مراد سے خالی ہو" (۲۳)

یہی وجہ ہے کہ صوفیائے عظام نے "فقر" کی بھی دو اقسام بیان فرمائی ہیں یعنی "فقر اختیاری" اور "فقر اضطراری"۔ فقر اضطراری میں انسان مال و اسباب سے خالی ہوتا ہے اور "فقر اختیاری" میں مال و اسباب رکھتے ہوئے ترک اختیار کرلیتا ہے۔ سید خورشید احمد گیلانی اپنی تصنیف "روح تصوف" میں اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

"فقر اختیاری کا مطلب یہ ہے کہ انسان تعیش و تکلیف اور آسائش و آرائش کے جملہ لوازمات حاصل ہونے کے باوجود درویشانہ زندگی بسر کرے دولت جمع کرنے پر ایثار کو ترجیح دے" (۲۴)

marfat.com

مذکورہ بالا تعریفوں سے ثابت ہوا کہ صوفیائے عظام صحیح معنوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان "الفقر فخری" کے امین ہوتے ہیں اور مقام فقر کو حاصل کر کے ہر شے یہاں تک کہ خوشی و غم سے بھی مستغنی ہوجاتے ہیں۔ حضرت مولانا غلام رسول القادری قدس سرہ نے "شان فقر" ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

"مرحبا اے فقر تجھکو مرحبا
دو جہاں سے تونے مستغنی کیا
جسپ تیری مہربانی ہوگئی
اسپ ہلکی سب گرانی ہوگئی
جسپ راہ فقر کھل جائے یقیں
بادشاہی کی اسے پرواہ نہیں
ہے مقام فقر وہ راز خدا
فقر اور حق میں نہیں کچھ تفرقہ
مصطفیٰ نے جس پہ فرمایا ہے فخر
اولیا نے جس پہ فرمایا ہے فخر
مل گیا جسکو ہے فقر محمدی
جنتی ہے جنتی ہے جنتی" (۲۵)

واضح ہوگیا کہ صوفیائے عظام نے "فقر" کو تصوف کیلئے لازم قرار دے دیا ہے اور ہر صوفی فقیر صفت ہوتا ہے اور "فقر" تصوف کی تعلیمات میں اولین حیثیت رکھتا ہے دوسرے لفظوں میں تصوف بغیر "فقر" کی تعلیم کے تصوف نہیں کہلاسکتا۔ بزرگان دین نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ "فقر" کشف و کرامت یا عملیات و تعویذات کا نام نہیں بلکہ یہ اور ہی نعمت ہے جو کسی کسی کو میسر آتی ہے حضرت غوث علی شاہ قلندر قادری پانی پتی علیہ الرحمۃ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں۔

"کروڑوں میں کسی ایک کو فقر حاصل ہوتا ہے اور جب حاصل ہوگیا تو پھر کسی طور سے زائل نہیں ہوسکتا۔" (۲۶)

marfat.com

بزرگان دین نے فقر اور فقیری کی پہچان کیلئے کچھ اصول مقرر فرمائے ہیں یعنی فقیر کے کچھ اوصاف ہوتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی سچا فقیر ہے یا نہیں؟ اسکے برعکس عملیات وغیرہ کو صوفیاء نے فقیری میں شمار نہیں کیا ہے۔

حضرت صوفی سائیں غنی القادری علیہ الرحمۃ سچے فقیر کی پہچان کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"فقیر یا ہو کوئی پیر یا ولی ہووے
جو علم ہوگا تو معلوم تم کروگے اسے
غلام نفس ہے یا ہے وہ بندہء مولا
تم اسکے دیکھ کر اوصاف کو لگالو پتہ
جو جل کے آگ سے نکلے کوئی سلامت گر
جو ڈوبے آب میں اور ہو کھڑا وہ خشکی پر
اڑے ہوا میں کوئی یا بتائے دل کا حال
گڑے زمیں میں نکل آئے وہ وہیں فی الحال
جہاں پہ چاہے پہنچنے کو پہنچے دم بھر میں
جنم بھی لیوے وہ ہو پرورش کسی گھر میں
یہ سب عمل کے ہیں کرتب نہ یہ فقیری ہے
یہ شعبدے ہیں یہ جادو ہے اور نہ پیری ہے" (۲۷)

نیستی :- (ہستی کی نفی)

تعلیمات تصوف میں "نیستی" یعنی اپنی ہستی یا خودی کی نفی کو بہت اہم مقام حاصل ہے۔ اکابرین صوفیاء کے اقوال و احوال سے اسکا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے بلند درجات و مقامات طے کرنے کے باوجود اپنی ہستی کو گم کیا اور منزل نیستی کو اپنایا۔ سلطان العارفین حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف "مثنوی معنوی" کے ایک شعر میں اس طرف توجہ دلاتے ہیں۔

marfat.com

چیست معراج فلک ایں نیستی
عاشقاں را مذہب و دیں نیستی (۲۸)

ترجمہ :- (پس تم خود سمجھ لو کہ) معراج فلک (یعنی قرب حق) کیا ہے ؟ یہی نیستی (ہے اسی لئے) نیستی عاشقوں کا دین و مذہب (ہے)۔

گویا عارف یا صوفی راہ تصوف میں جتنا خود کو مٹاتا ہے اور ہستی کی نفی کر کے نیستی میں قدم رکھتا ہے اللہ تعالی کے نزدیک اتنا ہی بلند درجہ حاصل کرتا ہے۔

مشہور صوفی بزرگ حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی علیہ الرحمۃ نے ایک قطعہ میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

نیستی ہستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں
بے خودی مستی ہے یارو اور ہستی کچھ نہیں
بندگی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیاز
کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں (۲۹)

بزرگان دین خود بھی اپنی ہستی کی نفی کرتے ہیں اور اپنے اہل حلقہ کو بھی منزل نیستی کا درس دیتے ہیں تاکہ مرید یا سالک نیستی کی تعلیم حاصل کر کے غرور و تکبر اور خودی کو ترک کر کے اپنی ہستی کو رضائے مولا میں فنا کردے کیونکہ انسان کی ہستی اسکے راہ تصوف میں بڑا حجاب بن جاتی ہے۔

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ اپنے ایک کلام کے مطلع میں یہی تعلیم دیتے ہیں۔

ہمارے حلقے میں سلسلے میں نہیں دیا جاتا درس ہستی
دیا ہے مرشد نے نیستی کا سبق ہمیں بس نہ رقص و مستی (۳۰)

نیستی سے مراد ہستی کی نفی اور خود پسندی کو ترک کرنا ہے یعنی صوفی خود کو دوسروں سے حقیر اور کمتر سمجھے اس طرح کے عمل سے صوفیاء علم، ہستی اور نفس کے حجاب میں گرفتار نہیں ہوتے۔ حضرت علامہ سعید احمد بلگرامی "بستان معرفت" میں خفی و جلی خود پسندی کو مثالوں سے واضح فرماتے ہیں۔

marfat.com

"اسکی اول دو حالتیں ہیں۔ اول جلی خود پسندی، دوم خفی خود پسندی۔ جلی تو سب جانتے ہیں کہ اپنے کو کچھ سمجھنا اور تعریف کا خواہشمند ہونا یا اپنی محنت کو قابل صلہ و جزا خیال کرنا یا اپنے آپ کو فقیر درویش یا نیک یا عاشق حقیقی یا عابد و زاہد یا حاکم و قابل جاننا یہ تو جلی خود پسندیوں کی صورتیں ہیں۔ خفی بیان کرنے سے سمجھ میں نہ آئیگا مثال سے واضح ہوگا۔ حضرت مخدوم مولانا شاہ صفی جو کہ حضرت مخدوم شاہ مینا قدس سرہ کے خلیفہ حضرت سعد کے خلیفہ تھے اکے پڑوس میں ایک امیر آدمی رہتا تھا اسکے خدمت گار کا نام بھی صفی تھا مگر تحقیر کی وجہ سے صفیا پکارا جاتا تھا تو اسکا مالک صفیا کہہ کہ اسے پکارتا تھا آپ کھڑے ہوجاتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ مجھ کو کسی نے پکارا ہے خود پسندی کا مادہ اس قدر آپ سے دور ہوگیا تھا کہ آپکو یہ خیال ذرہ برابر نہ ہوتا تھا کہ مجھ کو کوئی اس تحقیر سے نہ پکارے گا کیونکہ انکو یقین کامل تھا کہ وہ نہایت حقیر ہیں۔" (۳۱)

مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوا کہ صوفیائے عظام منزل سلوک میں ہستی کی نفی یا ترک خود پسندی پر کتنی توجہ دیتے ہیں۔ حضرت مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ اپنے کلام میں "نیستی" کی تعلیم کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نیستی اپنی راز ہستی ہے
سر ہستی سے سرفراز ہوں میں

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

فناؤ نیستی حاصل حضور پیرہن جب ہو
اسیدم آشنائے جرعہ ء جام بقا ہووے (۳۲)

marfat.com

سندھ کراچی کے مقامی صوفی بزرگ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی علیہ الرحمۃ بھی راہ تصوف کے شہباز ہونے کے ناطے تصوف کی تعلیمات کے عالم و عامل تھے۔ چنانچہ آپکی نظم و نثر کی تمام تر تعلیمات میں فقر و فنا اور ہستی کی نفی ہی کا درس نمایاں نظر آتا ہے ایک جگہ اپنے کلام میں فرماتے ہیں۔

مجھ کو گم ہونا ہے تیری راہ میں
قبر کا میری نشاں ہو یا نہ ہو (۳۳)

راہ تصوف میں صرف ایثار و قربانی کی قدر ہے اور منزل نیستی میں حسب و نسب اور شہرت کو پس پشت ڈال کر اپنی ہستی کو عشق الہٰی میں فنا کرنے کا نام تصوف ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے صوفیاء و مشائخین نے اپنے کلام سے "نیستی" کو واضح فرمایا ہے۔ "کلیات قادری" میں حضرت "رشک" اور "جامی" کے حوالہ سے یہ اشعار بھی منزل نیستی ہی کا پتہ دیتے ہیں۔

منزل عشق میں کیا نام و نسب پوچھتے ہو
ہے یہاں رسم کہ بے نام و نشاں ہوجانا
(رشک)

بندہ ء عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست (۳۴)

حضرت مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ بھی اپنے کلام میں مزید "نیستی" کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

محویت کہتے ہیں جسکو اے عزیز
اس ہدایت میں ہو حاصل اے عزیز
نیستی و بے نشانی اس میں ہے
اور تصفیہ لامکانی اس میں ہے
ہو ہمیں نہ اپنی ہستی کا پتہ
نیستی میں ہو رہیں ہم لاپتہ (۳۵)

marfat.com

چنانچہ ثابت ہوا کہ "نیستی" کی تعلیم بھی تصوف کی تعلیمات میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔

تقویٰ :-

"تقویٰ" اسلامی تصوف کا اصل اصول ہے اور یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ تصوف کا دوسرا نام "تقویٰ" ہی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اولیاء اللہ کی شان واضح کرتے ہوئے جس خصوصیت کو اولیاء اللہ کے غم و فکر سے آزاد ہونے کی علامت بیان کیا گیا ہے وہ "تقویٰ" ہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"الا ان اولیاء اللہ لاخوفٌ علیهم ولاهم یحزنون

الذین امنو وکانوا یتقون" (سورہ یونس پ ۱۱ آیت ۶۲)

ترجمہ :- خبردار! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے۔ (۳۶)

دین اسلام میں "تقویٰ" کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ جملہ ارکان اسلام کی ادائیگی کا سبب اللہ تبارک و تعالیٰ نے "تقویٰ" ہی کو ٹھہرایا ہے۔ یعنی تمام عبادتوں کا مقصد حصول "تقویٰ" ہی ہے اس سلسلہ میں چند مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ روزہ اسلام میں فرض ہے اور اسکی غرض اور اسکا مقصد حصول "تقویٰ" (۳۷) ہے۔ قربانی دین اسلام میں واجب ہے اور اسکا مقصد بھی "تقویٰ" بتایا گیا ہے۔ (۳۸) مناسک حج میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو "تقویٰ" کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ (۳۹)

الغرض اللہ تعالیٰ کا مقصد عبادت کے ذریعے ایمان والوں کو "تقویٰ" کا راستہ دکھانا ہے اور عبادت کا حاصل مقصود بھی "تقویٰ" ہی ہے۔ چنانچہ تمام صوفیائے کرام نے اپنی تعلیمات میں ہمیشہ قول و فعل کے ذریعہ عوام الناس کو "تقویٰ" کے حصول پر زور دیا ہے۔ خود صوفیائے کرام تقویٰ کے اعتبار سے مختلف درجوں پر فائز رہے ہیں۔ چند مشہور صوفیاء مشائخ کے تقویٰ کی مثالیں پیش کی جاتی

marfat.com

ہیں۔ رسالہ "قشیریہ" میں مذکور ہے۔

"متقی ہو تو ابن سیرین جیسا ہو انہوں نے گھی کے چالیس مٹکے خریدے انکے غلام نے کسی ایک مٹکے سے چوہا نکالا ابن سیرین نے پوچھا کس مٹکے سے چوہا نکالا تھا اس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں اس پر ابن سیرین نے تمام مٹکے انڈیل دیئے" (۴۰)

رسالہ "قشیریہ" ہی میں تقویٰ کی ایک اور مثال اس طرح مذکور ہے۔

"متقی ہو تو ابویزید جیسا ہو انہوں نے ہمزان میں حب القرطم (کسنبہ کا بیج) خریدا تو اس سے کچھ بچ گیا جب بسطام لوٹ کر آئے تو اس میں دو چیونٹیاں دیکھیں آپ ہمزان واپس گئے اور دونوں چیونٹیوں کو چھوڑ آئے" (۴۱)

امام اعظم نعمان ابن ثابت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ مسلک حنفی کے بانی کے متعلق رسالہ قشیریہ میں درج ہے۔

"امام ابو حنیفہ اپنے مقروض کے درخت کے سایہ کے نیچے نہیں بیٹھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ہر وہ قرض جس سے فائدہ ہو وہ فائدہ سود ہے" (۴۲)

تقویٰ کا استعمال شریعت میں دو معنی میں ہوتا ہے ایک "ڈرنا" دوسرے "بچنا" اور تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود تو (معاصی سے) بچنا ہی ہے مگر سبب اس کا ڈرنا ہے۔ کیونکہ جب کسی چیز کا خوف دل میں ہوتا ہے جب ہی اس سے بچا جاتا ہے۔ (۴۳)

دین اسلام میں چونکہ تمام اعمال کی قبولیت کا دارومدار "تقویٰ" پر ہے اس لئے صوفیائے کرام نے تصوف میں "تقویٰ" کی تعلیم پر ہمیشہ بڑا زور دیا ہے قرآن و سنت میں مختلف عبادات کی کاملیت و قبولیت تقویٰ ہی پر منحصر ہے۔ اسلامی شعائر و ارکان مثلاً نماز، روزہ، حج، زکات، قربانی، نظام عدل اور جہاد میں بھی تقویٰ کو مقدم رکھا گیا ہے دوسرے لفظوں میں بغیر اتقا کے مذکورہ عبادات میں حسن و پاکیزگی و

marfat.com

کاملیت کا عنصر پیدا نہیں ہوتا۔ گویا عبادات کی ادائیگی ہی دین اسلام میں کافی تصور نہیں کی گئی بلکہ تقویٰ و خشوع خضوع و صدق نیت کے ساتھ عبادات کی ادائیگی کو پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

" اعمال و اشغال کی کثرت سے تقویٰ پیدا نہیں ہوتا بلکہ یہ تو خالصتاً دل کا فعل ہے۔ دل کی یہی آمادگی و اخلاص معمولی عمل کو اللہ کے نزدیک غیر معمولی بنا دیتے ہیں" (۴۴)

تصوف کی تعلیمات میں "تقویٰ" کو جو بنیادی حیثیت حاصل ہے وہ قرآن مجید کی اس آیت سے واضح ہے جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

ترجمہ.. " تو کیا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی اللہ کے تقویٰ پر اور (اسکی) رضا جوئی پر بہتر ہے یا وہ جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی وادی کے کھوکھلے دہانے کے کنارے پر جو گرنے والا ہے" (۴۵)

(س توبہ پ ۱۱ آیت ۱۰۹)

ذکر اللہ :-

" تصوف " کے تمام سلاسل میں " ذکر اللہ " کو بڑی اہمیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور صوفیاء نے ذکر اللہ کا یہ شغل قرآن و سنت ہی سے اخذ کیا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر " ذکر اللہ " کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ کہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اذکرو اللہ ذکرا کثیرا (۴۶)

ترجمہ .. اللہ کو بہت یاد کرو

کہیں ارشاد ہوا ...

"ولذکر اللہ اکبر"

marfat.com

ترجمہ ... اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا۔ (۴۷)

قرآن و حدیث کی روشنی میں تمام سلاسل کے پیشواؤں نے اپنے مریدین و معتقدین کو "ذکر الٰہی" کی تلقین فرمائی۔ ذکر الٰہی سری یعنی خفی بھی ہے اور ذکر جہری یا ذکر جلی بھی ہے اول الذکر کا تعلق دل سے ہے اور موخرالذکر کا تعلق زبان سے بلند آواز کے ساتھ ہے صوفیاء عظام کے ہاں "ذکر" اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت اور رسائی کا ایک اہم اور لازم ذریعہ ہے۔ امام حافظ ابن قیم اپنی تصنیف "الوابل الصیّب من الکلم الطیّب" میں فرماتے ہیں...

"ذکر الٰہی، تقرب الٰہی کا موجب ہوتا ہے جس قدر ذکر الٰہی میں کوشش ہوگی اسی تناسب سے قرب زیادہ ہوگا اور جس قدر غفلت زیادہ ہوگی اسی قدر بُعد ہوگا" (۴۸)

گویا "ذکر اللہ" تصوف کے سالک کیلئے ایک علاج کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ ذکر اللہ، اللہ اور بندے کے درمیان دوری یعنی بُعد کو دور کر کے قرب الٰہی کی منزل تک پہنچاتا ہے۔ اسی لئے صوفیائے عظام نے اپنی خانقاہوں اور تصوف کی تعلیمات میں ذکر اللہ کو خاص درجہ و اہمیت دی ہے کیونکہ ذکر اگرچہ خود مقصود نہیں مگر ذکر الٰہی ایک ذریعہ ہے قرب الٰہی کا۔

مولوی اشرف علی تھانوی اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں...

"محققین صوفیہ نے اس راز کو سمجھا ہے کہ اللہ اللہ کرنا گو ذکر نہیں مگر مقصود کیلئے تیار ہونا ہے اس واسطے بحکم ذکر ہے" (۴۹)

ایک بندے کا اللہ رب العزت کو یاد کرنا اور یاد رکھنا فرائض میں سے ہے اور خود قرآن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر اللہ کا حکم دیا گیا ہے اسلئے ذکر اللہ کا ثبوت قرآن و سنت سے ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ صوفیاء نے "ذکر اللہ" کو تصوف کی تعلیمات میں مقدم رکھا ہے۔ البتہ عوام الناس کی طبعی خصوصیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے صوفیاء نے "ذکر اللہ" کے مختلف طریقے اور آداب رائج فرمائے ہیں۔ کیونکہ ذکر سے اطمینان قلب اور تصفیہ قلب کا حصول ہوتا ہے۔

marfat.com

صوفیائے عظام نے "ذکر اللہ" کی چند اقسام بیان فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱. ذکر اسم ذات ۲. ذکر پاس انفاس ۳. ذکر حدادی ۴. ذکر آرہ ۵. ذکر سلطان الاذکار ۶. ذکر نفی اثبات ۷. ذکر یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی، چہار ضربی، ہفت ضربی ۸. ذکر قلندر وغیرہ (۵۰)

جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے کہ تصوف کی تعلیمات میں ذکر اللہ کے مذکورہ بالا طریقے یا اقسام بذات خود مقصود نہیں بلکہ اصلاح کی خاطر مبتدی کے مزاج کے مطابق وضع کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر میر ولی الدین اپنی تصنیف "مدارج السلوک" میں اسکی وضاحت یوں فرماتے ہیں۔

"ذکر کے مختلف طریقے مثلاً" تکرار اسم ذات، یا کلمہ طیبہ بحبس نفس، یا ایک سانس میں ایک حد متعین تک اسکی تکرار یا دو زانو یا چار زانو جلسہ وغیرہ بدعت کی تعریف سے قطعاً خارج ہیں، کیونکہ ان خاص طرق و اوضاع کو نہ کسی نے دین و ملت قرار دیا ہے نہ اسکے تارک یا فاعل کو عند اللہ ملام یا مثاب سمجھا ہے، صوفیہ کے ہاں یہ چیزیں ویسی ہی ہیں جیسے صرف و نحو کے قواعد جو آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے سمجھنے کے لئے ضروری ہیں، یا اسکی مثال ان آلات حرب کی سی ہے جو مختلف زمانوں میں ایجاد ہوتے ہیں اور کفار سے جنگ کے لئے انہیں استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح حبس نفس یا دو زانو یا چار زانو بیٹھنا حرارت قلبی کے پیدا کرنے اور وساوس و خطرات کے دفع کرنے کے لئے مفید ہے انہیں عند اللہ قرب کا موجب کسی نے نہیں قرار دیا ... لیکن تجربہ اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ صوفیائے کرام کے بتلائے ہوئے آداب و قواعد کو اختیار کئے بغیر تاثیر کامل یا حضور قلب جو مقصود اصلی ہے حاصل

marfat.com

نہیں ہوتا خصوصاً مبتدی کیلئے تو یہ لازم و ضروری نظر آتے ہیں، اسی لئے مشائخین طریقت نے جو مجتہدین اور صحیح معنی میں حکمائے ربانی ہیں، امراض باطنی کے علاج کے طور پر انکو تجویز کیا ہے" (۵۱)

بزرگان دین نے تصوف کی تعلیمات کے طور پر "ذکر اللہ" کو اہمیت دیتے ہوئے خود بھی ذکر الٰہی کے مختلف طریقوں پر عمل فرمایا ہے اور طالبان حق کو انکی اپنی اپنی استعداد اور طبعی مزاج کے مطابق ذکر اللہ کے طریقے کی تلقین فرمائی ہے۔ معروف صوفی بزرگ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ اپنے ملفوظات میں ذکر اللہ کے متعلق اپنا معمول اس طور بیان فرماتے ہیں۔

"اس زمانہ میں لوگوں سے مشقت نہیں ہوسکتی طلب کمال کرتے ہیں اور میں باوجود ضعف کے ایک دم میں دو سو پچاس ضرب کرتا تھا" (۵۲)

آپ اکثر ذکر جہر با آواز بلند کرتے تھے۔ (۵۳)

روحانی سلسلہ ء نقشبندیہ کے پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ "مکتوبات" شریف کے مکتوب نمبر ترانوے میں ذکر اللہ میں مشغولیت کے ضمن میں اس طور تلقین فرماتے ہیں۔

"پانچوں نماز باجماعت ادا کرنے اور مستحب اوقات میں سنن موکدہ ادا کرنے کے بعد اپنے تمام اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہ میں مصروف رکھنا چاہئیے۔ کھانے، سونے، آنے اور جانے غرض تمام اوقات میں ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئیے۔ اگر ذکر اور جمعیت میں فتور اور خلل محسوس کریں تو اول اس فتور کا سبب معلوم کرنا چاہئیے پھر بارگاہ خداوندی میں التجا اور زاری کے ذریعے اس کوتاہی کی تلافی کرنی چاہئیے اور اس ظلمت اور تاریکی کو دور کرنے کی کوشش اور سعی کرنا چاہئیے اور اس میں

marfat.com

شیخ اور پیر و مرشد کو وسیلہ بنانا چاہئیے جس سے ذکر کی تعلیم حاصل کی ہو" (۵۴)

"ذکر اللہ" کی تعلیم ، اقسام اور فضائل کو کراچی کے قدیم صوفی بزرگ عارف سندھ صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے اپنی روحانی تصنیف "مثنوی عالم فیض" میں اس طرح منظوم فرمایا ہے۔

"جو اہل حق میں مروج ہیں ذکر اور اذکار
کئی طرح کے ہیں ہو قلب جس سے پر انوار
حدّادی اور ندائی، دو ضربی، سہ ضربی
کہ ذکر ارّہ و ذکر عظیم شش ضربی
اور اسم ذات ہے اور حبس دم نفی اثبات
تو ذکر پاس انفاس ہے یہ دائمون صلاۃ
کہ سلطان الاذکار ان میں ہے عجب پرنور
ہیں اور اسکے سوا بھی بہت ہی ذکر حضور
یہ ذکر شغل تو مرشد کے ہی عنایت سے
نصیب تجھکو ہو صادق تری ارادت سے
کتابیں دیکھے سے مقصد ترا نہ ہوگا حصول
ہزار سال پڑھے بھی رہے گا تو مجہول" (۵۵)

صوفیائے عظام نے طالبان حق اور مریدین و معتقدین کے اطمینان قلب اور روحانی رغبت و ذوق شوق کی خاطر مختلف انداز سے "ذکر اللہ" کی تعلیم دی ہے اور نظم و نثر میں عوام الناس کو ذکر کے ذریعے قرب الٰہی کا راستہ دکھایا ہے۔ ذکر سے انسان کی ذہنی و قلبی حالت میں جس طرح نمایاں فرق پیدا ہوتا ہے اسکو صوفیاء نے اپنے کلام کے ذریعے اجاگر کیا ہے تاکہ لوگوں میں "ذکر اللہ" سے دلجمعی اور رغبت پیدا ہو۔ کراچی کے ایک معروف صوفی بزرگ و عالم دین حضرت مولانا حافظ

marfat.com

قاری الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ طالبان حق کیلئے ذکر کی منظوم تعلیم اسطرح فرماتے ہیں۔

ذکر کی برکات کا کیا ہو بیاں
وصف میں جسکے ہے قاصر یہ زباں
ذکر اطمینان قلبی کیلئے
نسخہء قرآن ہے اے نیک پے
مژدہء قرآں ہے ذکر کبریا
مومنوں کے ہے یہی دل کی دوا
ذکر ہی سے قلب میں پیدا ہو نور
ذکر سے ہو روح کو حاصل سرور
ذکر ذاکر کو ہے اسباب حیات
ذکر میں ملتا ہے فیض نور ذات
ذکر ہی سے سب لطائف کھلتے ہیں
ذکر میں دربائے حکمت کھلتے ہیں
ذکر میں ملتا ہے وہ عرفاں کو نور
جس سے ذاکر کو ہو روحانی سرور
ذکر مولا میں ہے ذوق زندگی
ذکر ہی سے ملتی ہے زندہ دلی
آؤ تم مجلس میں ذکر اللہ کے
پاؤ گے انعام تم اللہ کے (۵٦)

قرآن و حدیث میں تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کی بڑی اہمیت ہے اور یہ امور ایمان کا حصہ تصور کئے جاتے ہیں اور تصوف کے حوالے سے صوفیائے کرام تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب ہی کی خاطر مریدین و طالبان حق کو مختلف اشغال و منازل کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ "ذکر اللہ" اور ذکر کے مختلف طریقے بھی

marfat.com

صوفیاء کی خانقاہوں اور درس تصوف میں اسی لئے رائج ہوئے کہ انکے ذریعے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کی منازل آسانی سے طے ہو سکیں چنانچہ ذکر خفی یا ذکر جلی (جہری) یا یک ضربی، دو ضربی، سہ ضربی کی حکمتیں بھی صوفیاء کے نزدیک مسلم ہیں۔

امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ تصوف میں شغل ذکر اللہ اور اسکے طریقوں کی اہمیت کے ضمن میں اپنی تصنیف "القول الجمیل" میں زور زور سے ذکر کرنے، دائیں بائیں زانو اور قلب کی رعایت کرنے کی حکمت واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

" قدرت کی طرف سے انسان کی تخلیق اس طرح ہوئی ہے کہ وہ ادھر ادھر توجہ کرنے اور نغموں اور سرور کے اتار چڑھاؤ کی طرف کان لگانے پر مجبور ہے اور نیز اسکے دل میں طرح طرح کی باتیں اور خیالات برابر چکر لگاتے رہتے ہیں مشائخ نے ذکر میں یہ طریقہ اس لئے وضع کیا ہے کہ اس سے ذاکر کی توجہ اپنے سوا کسی اور طرف نہیں جاتی اور باہر کے خیالات اسکے دل میں نہیں آپاتے۔ اسی طرح ذکر کرنے سے شروع میں ذاکر کی توجہ سب طرف سے ہٹ کر اپنے نفس پر مرکوز ہوتی ہے اور پھر بتدریج اپنے نفس سے ہٹ کر اسکی توجہ اللہ تعالی کی ذات کیلئے مخصوص ہوجاتی ہے۔ سالکوں کو چاہیئے کہ نماز فجر و عصر کے بعد حلقہ ء ذکر بنائیں اور مل کر ذکر کریں اس طرح مل کر ذکر کرنے میں بڑے فوائد ہیں" (۵۷)

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ صوفیائے کرام کے نزدیک تصوف کی تعلیمات میں " ذکر اللہ " کو بڑی اہمیت و فوقیت حاصل ہے اور تمام سلاسل روحانی کے پیشواؤں نے " ذکر اللہ " کو روحانی نشوونما کیلئے ضروری تسلیم کیا ہے اور قولی و فعلی طور سے اسکی تائید فرمائی ہے۔

تصوف کے ایک معروف سلسلہ رفاعیہ کے پیشوا حضرت سید احمد کبیر

marfat.com

رفاعی الحسینی علیہ الرحمۃ (م ۵۷۸ ھ) اپنی تصنیف " البرہان المؤید" میں ذکر کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"بزرگو! ذکر اللہ کی پابندی کرو کیونکہ ذکر وصال حق کا مقناطیس ہے قرب کا ذریعہ ہے"۔ (۵۸)

تصوف کی اصطلاحات:

صوفیائے کرام کے یہاں، صوفیانہ تعلیم کے سلسلہ میں کچھ الفاظ اور اصطلاحات مروج ہیں۔ (۵۹)

صوفیہ کی بعض اصطلاحات کی اصل تو خود قرآن و حدیث میں موجود ہے جیسے ابرار، اخیار اور نقبا وغیرہ۔ (۶۰)

معروف صوفی بزرگ مخدوم سید علی ہجویری علیہ الرحمۃ (م ۴۶۵ ھ) اپنی تصنیف "کشف المحجوب" میں تصوف کی اصطلاحات کی حقیقت واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"ہر قسم کے لوگوں کے ہاں خواہ وہ اہل صفت ہوں یا ارباب معاملت ہوں، اپنے اپنے مخصوص الفاظ ہوتے ہیں اور خاص خاص کلمات، عبارات اور اصطلاحات رائج ہوتے ہیں جنہیں وہ ایک دوسرے سے بات چیت کرتے وقت یا باہمی اسرار و رموز بیان کرتے وقت استعمال کیا کرتے ہیں....

ان اصطلاحات و عبارات کو وضع کرنے کے دو مقصد ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ بات کا مفہوم اس خوبی سے واضح ہوجائے اور مشکل معانی اتنے سہل ہوجائیں کہ مرید کا ذہن انکے زیادہ سے زیادہ قریب پہنچ جائے اور دوسرے یہ کہ ان اسرار و رموز کو ان نااہلوں سے پوشیدہ رکھا جاسکے جو اس علم سے آشنا نہیں ہوتے۔" (۶۱)

marfat.com

تصوف کے علاوہ دیگر علوم مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ و ریاضی میں بھی اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے تاکہ ان علوم کے سمجھنے میں آسانی ہو اسی طرح تصوف میں بزرگان دین کے ہاں صوفیانہ اصطلاحات رائج ہیں۔ علامہ عبدالکریم بن ہوازن قشیری

"رسالہ قشیریہ" میں ان اصطلاحات کے وضع کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"مخاطب کو سمجھانے میں آسانی ہو یا اسلئے کہ جب یہ الفاظ
بولے جائیں تو صوفیاء انکے معانی کو آسانی سے سمجھ لیں۔" (٦٣)

صوفیائے عظام کے ہاں اصطلاحات منازل سلوک کی نشاندہی بھی کرتی ہیں صوفیاء علم تصوف میں منازل سلوک طے کرتے ہوئے مختلف مقامات پر پہنچتے ہیں اکابر صوفیاء کے ہاں یہ اصطلاحات کثرت سے رائج تھیں تصوف کی اصطلاحات میں چند قابل ذکر اصطلاحات اور انکے مطالب و معانی کو ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

۱. اخلاص :-

کسی فعل کو صرف خدا کیلئے انجام دینا نہ کہ معاوضہ کی نیت ہے (٦٣) یعنی بندہ اپنے تمام تر افعال کو صرف اللہ تعالیٰ ہی کی خاطر انجام دے اور اسی کی طرف رجوع کرے۔

امام ابو بکر بن ابو اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب البخاری الکلاباذی (م ۳۸۵ ھ) اپنی تصنیف التعرف لمذہب اھل التصوف میں "اخلاص" کی تعریف میں تحریر فرماتے ہیں ...

"جنید فرماتے ہیں جو چیز محض اللہ کے لئے کی گئی ہو وہ
اخلاص ہے خواہ وہ کسی قسم کا عمل ہو"۔

"رویم فرماتے ہیں اخلاص یہ ہے کہ تو اپنے فعل کو دیکھنا
چھوڑ دے۔" (٦٤)

marfat.com

"اخلاص" کی ضد "ریا" ہے۔ اخلاص میں بندے کے ہر فعل و قول کی بنیاد محض رضائے الٰہی پر ہوتی ہے اور وہ اخلاص کے ساتھ کئے ہوئے کسی بھی فعل کی جزا کیلئے صرف اللہ ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اور مخلوق سے لاتعلق ہوجاتا ہے۔ امام قشیری "رسالہ قشیریہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے استاد ابو علی دقاق کو فرماتے سنا کہ اخلاص لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کا نام ہے اور صرف یہ ہے کہ تو اس بات سے پاک رہے کہ تمہارا نفس تمہارے اعمال کو نہ دیکھے لہذا جو مخلص ہوگا اس میں ریا نہیں پایا جائے گا۔" (۶۵)

۲. حال :-

صوفیاء کی اصطلاحات میں سے ایک "حال" بھی ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے کہ جو مشائخ پر بغیر اختیار کے طاری ہوتی ہے اور وہ اپنے احوال میں ترقی کرتے رہتے ہیں۔ امام قشیری فرماتے ہیں۔

"حال" ایک کیفیت ہے جو بلاارادہ اور بغیر کوشش کے انکے دل پر طاری ہوتی ہے۔" (۶۶)

علم تصوف بھی صوفیاء کے نزدیک قال سے نہیں بلکہ "حال" سے تعلق رکھتا ہے یعنی صوفیاء پر تصوف کے اشغال کیفیات ایک حال کی طرح طاری رہتی ہیں ۔ اور وہ "قال" یعنی زبانی جمع خرچ سے زیادہ "حال" یعنی عملی طور سے تصوف کی منازل کو طے کرتے رہتے ہیں۔ سندھ کے معروف صوفی بزرگ عارف باللہ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے سرائیکی زبان کی کافی کے مطلع میں فرماتے ہیں۔

"چھڈ "قال" نوں گھن توں "حال" وے لال
تینوں محب ملے حق جل جلال" (۶۷)

marfat.com

حضرت سید مخدوم علی ہجویری علیہ الرحمۃ "حال" کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

"حال وقت پر وارد ہونے والی ایک حالت ہے کہ اس پر وارد ہوکر اسے یوں آراستہ و پیراستہ کردیتی ہے جس طرح روح جسم کو....

وہ حق تعالی کی طرف سے بندہ پر وارد ہونے والی چیز ہے اور جب وارد ہوتی ہے تو ہر چیز کی نفی کردیتی ہے۔" (۶۸)

سلسلہ چشتیہ کے مشہور صوفی بزرگ محقق سید محمد ذوقی شاہ صاحب "سر دلبراں" میں اصطلاح "حال" کی کیفیت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

"حق تعالی کی طرف سے جو واردات سالک کے دل پر مثل قبض و بسط یا حزن و طرب یاہیبت وانس یامستی و بے خودی یا از اقسام دیگر اچانک وارد ہوں "حال" ہے۔ (۶۹)

حال کی کیفیت آتی جاتی ہے اور وہ زائل ہوجاتا ہے۔

۳. مقام :-

صوفیاء کی اصطلاح میں "مقام" وہ درجہ یا منزل ہے جسے ایک صوفی اللہ کی طرف سے حاصل کرتا ہے۔ بقول حضرت علی ہجویری علیہ الرحمۃ

مقام عبارت ہے اس اقامت سے جو طالب حق اپنے مطلوب کے حقوق ادا کرنے کیلئے اختیار کرتا ہے۔" (۷۰)

"مقام" کے حاصل کرنے کے لئے صوفیاء کو ریاضات و مجاہدات کے حصول کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور وہ روحانی ارتقا کی منازل طے کرتا ہے تب کہیں جاکر وہ کسی مقام کو حاصل کرسکتا ہے امام قشیری کے نزدیک "مقام" صوفیاء کی وہ منزل ہے جو اسے خدا کی طرف سے عطا ہوتی ہے یہ وہ منزل ہے کہ بندہ کسی قسم کے تصرف سے وہاں تک پہنچتا ہے یا تلاش اور تکلیف کرکے اسے حاصل کرتا ہے۔" (۷۱)

marfat.com

۴. قبض :-

صوفیاء کی منازل سلوک میں بعض اوقات ایسی کیفیت بھی درپیش آجاتی ہے کہ انکے قلوب پر ایک طرح کا حجاب یا پردہ آجاتا ہے اور وہ اپنے دل میں روحانی فرحت و کشادگی نہیں پاتے۔ انہی واردات قلبی کے موقوف ہوجانے کو تصوف کی اصطلاح میں "قبض" کا نام دیا گیا ہے۔ امام قشیری "قبض" کے اسباب میں تحریر فرماتے ہیں۔

> "قبض کا ادنیٰ ترین سبب یہ ہوتا ہے کہ صوفی کے دل پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے جسکی وجہ سے عتاب کا اشارہ یا اس بات کا رمز ہوتا ہے کہ وہ سزا کا مستحق ہے۔" (۷۲)

گویا روحانی ترقی کا رک جانا یا ایک جگہ سے آگے نہ بڑھنا "قبض" کہلاتا ہے۔ حضرت سید علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے مطابق نہ اسکا آنا کسی کوشش یا جدوجہد کا محتاج ہوتا ہے اور نہ ہی اسکا جانا کسی کسب و کوشش کے باعث ہوتا ہے۔ (۷۳)

سید محمد ذوقی شاہ نے "سر دلبراں" میں "قبض" کی دو اقسام تحریر فرمائی ہیں۔ ۱۔ قبض محمود ۲۔ قبض مذموم۔ اول الذکر کے بارے میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

> "وہ قبض ہے جس میں سالک کے دل میں اس بندش سے ملال پیدا ہو۔ یہ محمود اس لئے ہے کہ اس ملال کا پیدا ہونا بھی ایک کیفیت ہے جو مفید ثابت ہوتی ہے۔"

موخرالذکر کے بارے میں آپ وضاحت فرماتے ہیں۔

> "وہ قبض ہے جس سے کسی قسم کا ملال نہ پیدا ہو اور دل میں کچھ لاپرواہی سی پائی جائے۔ اس نوعیت کا قبض مضر ہے۔" (۷۴)

مولوی اشرف علی تھانوی "التکشف عن مہمات التصوف" میں حالت

marfat.com

قبض سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

"قبض میں سالک کو ناامید و دل شکستہ نہ ہونا چاہئیے کیونکہ اس میں ہزاروں حکمتیں اور مصلحتیں ہوتی ہیں۔ ایک ظاہر مصلحت جو ہر قبض میں مشترک ہے یہ ہے کہ قبض سے سالک کو ایک خاص انکسار اور شکستگی اور اپنے کو محض ہیچ اور ناچیز اور ذلیل اور حقیر سمجھنا اور عجب دیندار کمال کا قطعاً نظر اور التفات سے اٹھ جانا یہ امور بلا مجاہدہ حاصل ہوجاتے ہیں۔

اس حالت میں ناامید اور پریشان نہ ہو بلکہ اس پر صبر کرے اور راضی رہے ...

قبض میں مرشد کی طرف رجوع کرے ....

سالک قبض میں اپنی رائے پر ہرگز عمل نہ کرے ورنہ بہت سے اسمیں صورتاً یا معناً ہلاک ہوچکے ہیں۔" (۷۵)

۵. بسط :-

روحانی طور سے صوفی پر کشائش اور علوم و فیوض کا ہونا "بسط" کہلاتا ہے۔

حالت "قبض" میں جہاں صوفی پر واردات قلبی مفقود ہوجاتی ہے وہاں حالت "بسط" میں ان پر کشادگی کی کیفیت وارد ہوتی ہے۔ اور وہ امور جو ان پر حالت قبض میں حجاب میں رہے ہوں حالت بسط میں منکشف ہوجاتے ہیں۔
مشہور صوفی بزرگ حضرت شیخ ابو نصر سراج (م ۳۷۸ ھ) اپنی تصنیف "کتاب اللمع فی التصوف" میں "بسط" کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"بسط بھی عارف کامل کا حال ہوتا ہے جسے اللہ نے کشادگی عطا فرمائی ہوتی ہے اور اللہ تعالی ہی اسکی حفاظت فرماتا ہے۔" (۷۶)

حالت قبض کی طرح "بسط" کی بھی دو قسمیں ہیں حضرت شاہ سید محمد ذوقی علیہ الرحمۃ انکی تشریح حسب ذیل طور سے فرماتے ہیں۔

marfat.com

"بسط بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک مضر دوسرا مفید کسی درمیانی منزل کی دلچسپی سالک کی دل بستگی کا باعث ہو اور وہ اسے اسی درمیانی منزل میں روک لے اور آگے نہ بڑھنے دے تو یہ مضر قسم کا بسط ہے۔ مگر جب درمیانی منازل کی دلچسپیاں دیکھنے کا اشتیاق دل میں بھڑکائیں تو یہ مفید قسم کا بسط ہے۔" (۷۷)

۶. غیبت :-

صوفیاء کی اصطلاح میں کسی وارد غیبی کے غلبہ و ہجوم سے حواس بشریہ کا معطل ہونا "غیبت" کہلاتا ہے۔ (۷۸)

امام قشیری غیبت کی تعریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

"غیبت" یہ ہے کہ دل مخلوقات کے حالات سے بے خبر ہو کیونکہ اس کا حاسہ اس کیفیت کے ساتھ مشغول ہے جو اس پر وارد ہوتی ہے۔ (۷۹)

صوفیاء کے مطابق قلب انسانی کا خلق کے مشاہدے سے دور رہنا لیکن مشاہدہء حق میں مشغول رہنا "غیبت" ہے۔ (۸۰)

۷. حضور :-

انسانی قلب کا خلق سے غافل ہو کر حق تعالی کے ساتھ حاضر ہو جانا "حضور" کہلاتا ہے۔ (۸۱)

صوفی جب مخلوق سے غائب رہتا ہے تو حق کے حضور میں ہوتا ہے چنانچہ جس قدر وہ مخلوق سے غائب ہوتا ہے اسی قدر وہ حق کے آگے حاضر رہتا ہے۔

امام قشیری "حضور" سے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"کبھی لفظ "حضور" صوفی کے اپنے حواس میں لوٹ آنے کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔" (۸۲)

marfat.com

۸. صحو:-

امام قشیری فرماتے ہیں۔

"احساس سے غیبت کے بعد احساس کی طرف لوٹ آنے کا نام "صحو" ہے۔" (۸۳)

امام ابوبکر کلا بازی "صحو" کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

"صحو جو "سکر" کے بعد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اشیاء میں تمیز کر سکے اور درد انگیز اور لذت انگیز چیزوں میں فرق کر سکے" (۸۴)

۹. سکر:-

"سکر" سے مراد یہ ہے کہ انسان کو اشیاء کی خبر تو ہو مگر ان میں امتیاز کرنے سے غافل ہو یعنی فائدہ مند چیزوں کو غیر فائدہ مند چیزوں سے اور لذیذ چیزوں کو غیر لذیذ چیزوں سے امتیاز نہ کر سکے۔" (۸۵)

امام قشیری "سکر" کی کیفیت کو واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"بندہ "سکر" کی حالت میں حال کا مشاہدہ کرتا ہے وہ سکر کی حالت میں محفوظ ہوتا ہے مگر اسمیں اسکی اپنی کوشش کا دخل نہیں ہوتا" (۸۶)

شیخ ابو نصر سراج "سکر" کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔

"سکر انسانی طبعیت سے پیدا نہیں ہوتا اسکے طاری ہونے سے طبعیت یا حواس میں کوئی تغیر رونما نہیں ہوتا۔" (۸۷)

۱۰. فنا و بقا:-

بندے کا اپنے افعال کو افعال حق میں فنا کردینے اور خود اپنی ذات کو فنا کرکے ذات حق کے ساتھ قائم رہنے کو بھی فنا کہتے ہیں اور بقا اللہ کی ذات میں اپنی ذات کو گم کرکے اسی کے ساتھ قائم رہنے پر باقی رہنے کو کہتے ہیں۔ (۸۸)

marfat.com

سلسلہ ء چشتیہ کے صوفی بزرگ حضرت شاہ سید محمد ذوقی علیہ الرحمۃ "فنا" کی تعریف میں فرماتے ہیں ...

"فنائیت عدم شعور کو کہتے ہیں۔ ذات احد میں اس درجہ استغراق کہ اپنا بھی ہوش نہ رہے" (۸۹)

حضرت ذوقی شاہ نے "فنا" کی تین اقسام تحریر فرمائی ہیں یعنی۔

۱۔ فنائے افعالی :- اپنے افعال اور خلق کے افعال کو افعال حق میں فنا کردینا۔

۲۔ فنائے صفاتی :- اپنی صفات کو اور خلق کی صفات کو صفات حق میں فنا کردینا۔

۳۔ فنائے ذاتی :- اپنی ذات کو اور خلق کی ذات کو ذات حق میں فنا کردینا۔ (۹۰)

حضرت امام قشیری "فنا و بقا" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "فنا" سے مراد مذموم اوصاف کا ساقط ہونا ہے اور بقا سے اوصاف محمودہ کا بندہ سے ساتھ قائم ہونا ہے جس شخص نے ان افعال کو جو شریعت کے اندر مذموم قرار دیئے گئے ہیں، ترک کردیا اسکے متعلق یوں کہا جائے گا کہ وہ اپنی خواہشات سے فنا ہوچکا ہے۔ (۹۱)

محققین صوفیاء کے نزدیک فقیر کامل وہی ہوتا ہے جو اپنی ذات کو اللہ کی رضا میں گم کرکے خود کو اسکے عشق میں فنا کردیتا ہے اس طرح جب وہ خود سے فانی ہوجاتا ہے تو اللہ تعالی اسے اپنی ذات سے بقا کا درجہ عطا فرمادیتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ سلسلہ قادریہ کے بانی و پیشوا حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کا جن میں انہوں نے فقیر کی صفات بیان فرمائی ہیں، اردو منظوم ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ہے یہ ارشاد شہ پیران پیر
قول پاک غوث اعظم دستگیر
یہ بیاں کرتے ہیں معنی ء فقیر
اپنے ارشادات میں پیران پیر
ف سے فانی ہے وہ اپنی ذات سے
اور ہے فارغ اپنی جملہ صفات سے (۹۲)

marfat.com

حضرت سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ "فانی و باقی" کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

ہر وہ باقی جو فانی ہوجاتا ہے از خود فانی ہوتا ہے اور ہر وہ فانی جو بقا کا درجہ حاصل کرلیتا ہے دراصل ازخود باقی ہوتا ہے۔" (۹۳)

مولانا اشرف علی تھانوی نے تصوف کی اصطلاح "فنا" کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

۱. فنائے واقعی ۲. فنائے علمی

فرماتے ہیں ...

"فنائے واقعی یہ کہ افعال ذمیمہ، ملکات ردیہ زائل ہوجائیں مثلاً ظاہری معاصی چھوٹ جائیں قلب سے حب غیر اللہ، حرص، طول امل و کبرو عجب و ریاء وغیرہ سب نکل جائیں ... فنائے علمی یہ کہ غیر اللہ اسکے قلب سے مرتبہ علم میں نکل گیا یعنی اسکو غیر اللہ کے ساتھ تعلق علمی نہیں رہا" (۹۴)

صوفیاء جب بقا باللہ کے مرتبہ میں داخل ہوتے ہیں تو انکا قول و فعل اللہ کی رضا کے مکمل تابع ہوجاتا ہے اور کسی بھی پہلو سے احکامات الٰہی سے روگردانی باقی نہیں رہتی۔

حضرت امام کلاباذی علیہ الرحمۃ "باقی" کی تشریح اسطور فرماتے ہیں کہ "باقی یہ ہے کہ تمام اشیاء اسکے لئے ایک شے بن جائیں جس سے اسکی تمام حرکات اللہ کی موافقت میں ہوں، مخالفت میں نہ ہوں، اس طرح وہ مخالف امور سے فانی اور موافق امور میں باقی ہوگا .... اسکے معنی یہ ہیں کہ اس پر صرف وہ امور جاری ہوں جن کا اسکو حکم دیا گیا ہے اور جن کو اللہ پسند کرتا ہے ایسے امور نہ ہوں جنہیں اللہ ناپسند کرتا ہے۔ (۹۵)

marfat.com

۱۱. تجرید و تفرید :-

تجرید و تفرید صوفیاء کی ایک مشہور اصطلاح ہے۔ سلسلہ ء سہروردیہ کے پیشوا معروف صوفی بزرگ حضرت عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں۔

" تجرید سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے کاموں میں دنیا اور آخرت کی اغراض مدنظر نہ رکھے ... تفرید کا مفہوم یہ ہے کہ نیک کاموں کو اپنے نفس کا نتیجہ نہ سمجھے بلکہ اللہ کا احسان سمجھے ... تجرید میں اغیار کی نفی اور تفرید میں اپنے نفس کی نفی ہوتی ہے۔ " (۹۶)

" تجرید خلائق و علائق سے بے تعلقی کا نام ہے اور تفرید خودی سے بے تعلق ہونے کو کہتے ہیں۔ (۹۷)

صوفیاء کے ہاں ذمائم سے خالی ہونا بھی تجرید کہلاتا ہے اور ایسے تعلقات جو اللہ اور بندے کے درمیان رابطے اور رجوع میں رکاوٹ بن جائیں ان سے فارغ ہونا تفرید، کہلاتا ہے۔ سلسلہ قادریہ کے رہنما کراچی کے مشہور صوفی بزرگ مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے ہندوستان پانی پت میں سلسلہ قادریہ کے معروف قلندر صاحب " تذکرہ غوثیہ " حضرت سید غوث علی شاہ قادری کے حوالہ سے " تجرید و تفرید " کی منظوم تعریف اس طرح بیان فرمائی ہے۔

جان لو تم یہ کہ ہے تجرید کیا
اور جانو یہ کہ ہے تفرید کیا
جو ذمائم سے مجرد ہو رہے
اسکو سمجھو صاحب تجرید ہے
جو علائق سے یہ دل فارغ رکھے
اسکو سمجھو صاحب تفرید ہے (۹۸)

بزرگان دین نے تجرید و تفرید کو کس قدر اہمیت دی ہے اور سالک کے لئے ان خصوصیات کا حامل ہونا کتنا ضروری قرار دیا ہے اس کا اندازہ حضرت شیخ

marfat.com

شرف الدین یحیی منیری کے درج ذیل الفاظ سے ہوسکتا ہے جو آپ نے ایک مکتوب میں تحریر فرمائے :

"تجرید و تفرید مرید کے لئے شرط راہ ہے۔ تجرید تو علائق اور خلائق سے اپنے آپ کو الگ رکھنے کا نام ہے۔ اور تفرید اپنے آپ سے جدا ہونے کو کہتے ہیں" (۹۹)

۱۲. ابن الوقت :-

مولانا اشرف علی تھانوی "ابن الوقت" کی تعریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ابن الوقت کا اطلاق دو معنی پر آتا ہے ایک وہ سالک جو مغلوب الحال ہو یعنی جو حالت اس پر وارد ہو اسکے آثار میں مغلوب ہوجائے ..."

دوسرے معنی میں تحریر فرماتے ہیں۔

"یعنی وہ سالک جو واردات مقتضائے وقت کا حق ادا کرے خواہ وہ واردات اس پر غالب ہوں یا یہ ان پر غالب ہو" (۱۰۰)

کراچی کے مشہور صوفی بزرگ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ اپنی روحانی تصنیف "مثنوی عالم فیض" میں "صوفی ابن الوقت" کی تعریف منظوم طور سے اس طرح فرماتے ہیں۔

کہ مرد حق جسے کہتے ہیں صوفی ابن الوقت
صفائیٔ ظاہر و باطن کی رکھے ہے ہر وقت
کبھی جو حال ہو وارد بسوئے حق اس پر
تو اختیار میں اسکے نہ ہو اے نور نظر (۱۰۱)

صوفیاء کے نزدیک "ابن الوقت" فرائض کو ادا کرنے والا اور وقت کی قدر کرنے والا ہوتا ہے حضرت مولانا غلام رسول القادری (م ۱۹۷۱ء) نے اپنے کلام میں "ابن الوقت" صوفی کی منظوم تعریف اسطرح بیان فرمائی ہے۔

marfat.com

صوفی ابن الوقت ہوتا ایک ہے
اور صوفی ابو الوقت ایک ہے
صوفی ابن الوقت وہ ہے جان لے
وقت کو اپنے نہ جو ضائع کرے
وقت کی کرتا برابر قدر ہے
وقت پر کرتا ادا وہ فرض ہے (۱۰۲)

صوفی کے ابن الوقت ہونے کے یہی معنی ہیں کہ وہ حقوق ادا کرے اگر نعمت ہے تو قلب کو شکر میں مشغول کرے اور مصیبت ہے تو صبر کرے اگر معصیت ہے تو ندامت و استغفار کرے۔" (۱۰۳)

۱۳. ابوالوقت :-

صوفیاء کے نزدیک وہ سالک جو اپنے حال پر غالب ہو یعنی جس کیفیت یا حالت کو چاہے اپنے اوپر وارد کرے صوفی ابوالوقت کہلاتا ہے۔ (۱۰۴)

سلسلہ قادریہ کے صوفی بزرگ سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ "صوفی ابوالوقت" کی منظوم شرح اس طور فرماتے ہیں :

وہی ہے صوفی وقت ہو جو وقت پر قادر
کہ اختیار میں حالت ہو اسکے اور ماہر
کہ جب وہ چاہے تو بے ہوش آپ سے ہوجائے
کہ جب وہ چاہے تو پھر ہوش میں بھی آپ آئے (۱۰۵)

۱۴. کشف :-

کشف کی صورت میں اولیاء اللہ یا صوفیائے عظام پر مخفی امور کا انکشاف ہوتا ہے۔ حضرت سید سعید احمد بلگرامی علیہ الرحمۃ اپنی روحانی تصنیف "بستان معرفت" میں "کشف" کی تعریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

marfat.com

جس طرح کشف والہام و بشارت پیغمبروں پر وحی آتی ہے اسی طرح اولیاء اللہ پر جو معاملات پوشیدہ روشن ہوتے ہیں وہ اگر خود بخود قلب میں ہوں اور اطلاع کرنے والا ظاہر نہ ہو تو کشف ہے ... جو کشف کہ اپنے ارادے سے ہو یعنی کسی امر کے معلوم کرنے کا ارادہ کرے اسے مکاشفہ کہتے ہیں۔" (۱۰۶)

مولانا اشرف علی تھانوی "کشف" کی دو قسمیں بیان فرماتے ہیں۔ یعنی

۱. کشف کونی۔ ۲. کشف الہی۔

> کشف کونی یہ کہ بعد مکانی یا زمانی اسکے لئے حجاب نہ رہے کسی چیز کا حال معلوم ہوجائے اور کشف الہی یہ کہ علوم واسرار و معارف متعلق سلوک کے یا متعلق ذات و صفات کے اسکے قلب پر وارد ہوں۔ کشف والہام سے علم ظنی حاصل ہوتا ہے اگر موافق قواعد شرعیہ کے ہے قابل عمل ہوگا ورنہ واجب الترک ہے۔ (۱۰۷)

صوفیاء نے کشف کی دو صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ ۱. کشف صوری ۲. کشف معنوی۔

> اول الذکر کشف حواس خمسہ سے محسوس ہوتا ہے مثلاً آنکھ سے ایسی چیز کا دیکھنا جو بظاہر غائب ہو۔ اور موخرالذکر کشف حواس باطنی سے محسوس ہوتا ہے مثلاً دل میں خود بخود کسی بات کا آنا۔ (۱۰۸)

صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ اپنی روحانی تصنیف "عرفان غنی" میں صاحب کشف صوفی کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

> "صاحب کشف و کرامت خود کیلئے ہے مگر اور کو وہ اپنے جیسا نہیں بناسکتا صاحب کشف و کرامت کی محنت کا وہ نتیجہ یا ثمر ہے جو کہ ہر ایک حاصل نہیں کرسکتا ہے۔" (۱۰۹)

marfat.com

۱۵. علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین :-

تصوف کی مذکورہ تین اصطلاحات تین مختلف کیفیات کی نشاندہی کرتی ہیں۔ پہلی صورت میں انسان کو صرف کسی چیز یا کسی بات کا علم ہوتا ہے اور اس پر یقین کرلینا گویا ایمان بالغیب کی کیفیت ہے۔ دوسری صورت میں انسان کو کسی چیز کا مشاہدہ ہوجاتا ہے اور وہ اپنی نظر سے دیکھ لیتا ہے۔ تیسری صورت میں اسے اس چیز کی حقیقت کا یقین ہوجاتا ہے۔

"مہر منیر" میں تصوف کی مذکورہ بالا اصطلاحات کے بارے میں یوں تحریر کیا گیا ہے۔

> "علم الیقین یہ ہے کہ انسان شے کو اسکی اصلی حالت سے تصور کرے "عین الیقین" یہ ہے کہ شے کو اسکی اصلی حالت سے مشاہدہ کرے اور "حق الیقین" یہ ہے کہ انسان حق میں فنا ہوجائے اور علم، مشاہدہ اور حال ہر تین میں حق تعالی کے ساتھ بقا حاصل کرے۔" (۱۱۰)

"علم الیقین" سے مراد کسی چیز کی کیفیت اور ماہیت سے پوری آگاہی ہے۔ جبکہ "عین الیقین" کسی چیز کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر یقین کرنا ہے۔ اور "حق الیقین" اللہ تعالی کو دل کی آنکھ سے دیکھنا، اللہ پر پورا پورا یقین رکھنا ہے۔" (۱۱۱)

۱۶. تزکیہ، تصفیہ، تجلیہ، تخلیہ :-

صوفیائے کرام کے ہاں مذکورہ اصطلاحات بہت مشہور و معروف ہیں اور صوفیاء نے تصوف کی بنیاد بھی "تزکیہ اور تصفیہ" ہی بیان فرمائی ہے۔ حضرت شاہ سید محمد ذوقی ان مذکورہ بالا اصطلاحات کی تعریف و تشریح اسطرح بیان فرماتے ہیں:

۱. تزکیہ: نفس کو ذمائم سے پاک کرنا۔

۲. تصفیہ: قلب کو خیالات ماسوی سے صاف کرنا۔

۳. تجلیہ یعنی روح کو منزہ کرنا کدورات جسدیہ سے جو قالب عنصری کی مجاورت سے

marfat.com

عارض ہوگئی ہوں، اور اسے چمکانا اور جِلا دینا۔
۴. تخلیہ۔ یعنی اللہ کے سوا کسی اور چیز کا باقی نہ رہنا۔
سالک کی پہلی منزل تزکیہ ہے۔ پھر تصفیہ۔ پھر تجلیہ۔ پھر تخلیہ۔ (۱۱۲)

۱۷. توجہ :-

صوفیائے عظام کے ہاں مریدین یا طالبین کے دلوں میں یاد الٰہی اور محبت الٰہی کا جذبہ بیدار کرنے کے لئے اور ان کے قلوب ذکر الٰہی میں جاری کرنے کے لئے "توجہ" کا عمل کیا جاتا ہے۔ اس عمل میں مختلف روحانی سلاسل میں مختلف طور سے طالبین کو توجہ دی جاتی ہے۔

سلسلہ قادریہ خاندان مارہرویہ کے صوفی بزرگ حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں (م ۱۹۰۶ء) علیہ الرحمۃ سلسلہ قادریہ میں "توجہ" کے طریقہ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں :

"توجہ دینے میں خاندان قادریہ کا معمول یہ ہے کہ مرشد کلیۃً اپنی توجہ مرید کی طرف کرے اور مرید کو حکم دے کہ اپنے گھٹنے بچھا کر پیر کے گھٹنوں سے ملالے اور اپنے دل کی طرف توجہ دے کہ اسکا منہ کھلا ہوا شیخ کے دل کے نیچے ہے اسکے علاوہ اپنے دل میں کوئی خطرہ نہ آنے دے اور بارگاہ الٰہی میں خشوع قلب سے التجا کرتا رہے یہاں تک کہ ذکر کی روشنی پیر کے دل میں جاگزیں ہو۔ اور اسی سے مرید کے دل میں ٹپکنے لگے پیر اپنی باطنی قوت سے مرید کا دل اپنی طرف کھینچا رکھے اور اول و آخر اس تصرف میں اپنے سلسلے کے مشائخ کی روحوں سے فیض لینے کو تیار رہے۔" (۱۱۳)

حضرت شاہ سید محمد ذوقی "توجہ" کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں۔
"جمیع ماسوااللہ سے روگرداں ہو کر حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوجانا۔" (۱۱۴)

marfat.com

۱۸۔ سلوک :-

صوفیاء کے ہاں خواہشات نفس کو ریاضات و مجاہدات و طاعات سے مغلوب کرنا کہ وہ احکامات الٰہی اور فرمان رسول کے مقابل نہ آنے پائیں "سلوک" کہلاتا ہے۔ یعنی قلب حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنا "سلوک" ہے۔ "سلوک" اس حالت کا نام ہے کہ طریقت کے راستے پر باحواس و ہوش چلا جائے۔ اس راہ پر چلنے والے کو "سالک" کہتے ہیں۔ (۱۱۵)

۱۹۔ مجذوب :-

اولیاء اللہ کی اصطلاح میں "مجذوب" وہ شخص کہلاتا ہے جو بے اختیاری طور پر ایک ایسی حالت میں مبتلا ہو کہ اس پر شریعت کے قواعد و ضوابط کا اطلاق نہ ہوتا ہو۔ اسکی یہ حالت اختیار سے باہر ہوتی ہے کیونکہ خود سے اس حال میں مبتلا ہونا صوفیاء کے نزدیک ناپسندیدہ ہے کیونکہ شان عبدیت اللہ کی بندگی میں ہے اور مجذوب پر ایک ایسی کیفیت طاری رہتی ہے کہ وہ مکلف نہیں کہلاتا بلکہ مجبور و معذور کہلاتا ہے۔ سلسلہ ء قادریہ میں کراچی کے معروف صوفی بزرگ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۹۳۸ء) "مجذوب" کی تعریف منظوم طور پر چند اشعار میں اسطرح بیان فرماتے ہیں۔

حقیقی عشق میں بس دو قسم کے ہیں مجذوب
یکم ہے ازلی و وہبی سن اے مرے محبوب
دوم ہے کسبی بے اختیاری اے دلدار
سوا ہیں انکے جو دیوانوں میں ہے انکا شمار (۱۱۶)

صوفی سائیں غنی نے "ازلی" و "بے اختیاری" مجذوب کی جو تعریف بیان کی ہے اسکے مطابق ازلی مجذوب ازلی طور پر عالم جذب کی کیفیت میں رہتا ہے اور منازل سلوک سے بیگانہ رہتا ہے جبکہ بے اختیاری مجذوب کچھ مدت تک فہم و ادراک سے آشنا رہتا ہے پھر ذکر اذکار کی تجلیات سے کسی وقت اس پر عالم جذب

marfat.com

کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

علاوہ ازیں بزرگان دین کی صحبت و خدمت کے نتیجے میں اولیائے کاملین کی نظر کے اثر سے بھی کسی پر بے اختیار مجذوبانہ حال وارد ہوسکتا ہے۔ صوفی سائیں غنی اس ضمن میں فرماتے ہیں۔

یا اس طرح ہوا مجذوب کوئی اے دلدار
کسی ولیء خدا مست کی اے میرے یار
کہ دفعتاً جو کبھی پڑگئی نگہ اس پر
تو بس وہ ہوگیا مدہوش و مست اے دلبر (۱۱۷)

ہر وہ شخص جو مجذوبانہ کیفیت کا حامل ہو ضروری نہیں ہے کہ "مجذوب" بھی ہو۔ بلکہ بعض اوقات ذہنی توازن درست نہ ہونے کی بناء پر بھی کسی شخص پر جنون کی سی کیفیت طاری ہوتی ہے جسے عوام "مجذوب" سمجھ لیتے ہیں تاہم بزرگان دین نے اسکی تصریح فرمائی ہے کہ ہر شخص مجذوب نہیں کہلاتا۔ امام اہلسنت مجدد ملت اعلحضرت امام احمد رضا خان بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) علیہ الرحمۃ نے اپنے "ملفوظات" میں ایک سوال کے جواب میں سچے مجذوب کی پہچان کے بارے میں فرمایا۔

"سچے مجذوب کی یہ پہچان ہے کہ شریعت مطہرہ کا کبھی مقابلہ نہ کرے گا۔" (۱۱۸)

چونکہ سچا مجذوب عام پاگل دیوانوں سے بالکل الگ خصوصیات کا حامل ہوتا ہے اسلئے سچے مجاذیب کی صحبت میں بیٹھ کر دل بھی اللہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور آخرت کی کشش پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بزرگان دین نے اکثر مجذوبوں کے پاس زیادہ آمد و رفت سے اجتناب کا حکم دیا ہے اسکے برعکس سالک کی خدمت و صحبت طالب کو فائدہ دیتی ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اس بارے میں وضاحت فرماتے ہیں۔

"مجذوب سے نہ دنیا کا فائدہ ہوتا ہے نہ دین کا دین کا تو اسلئے نہیں کہ وہ تعلیم و نصیحت پر موقوف ہے اور تعلیم و نصیحت اس سے حاصل نہیں ہوتی اور دنیا کا اسلئے نہیں کہ وہ دعا سے ہوتا

marfat.com

ہے اور مجذوب دعا کرتے نہیں۔" (۱۱۹)

۲۰. سالک :-

اصطلاح تصوف میں "سالک" اس صوفی کو کہا جاتا ہے کہ جو شریعت و طریقت کے تمام اصول و ضوابط کا پابند اور مکلف ہو اور اسکے اندر ہوش و حواس میں رہتے ہوئے طالبان حق کو ہر طرح فیضیاب کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ وہ تصوف کی روحانی منازل سے خود آگاہ ہو اور دوسروں کو بھی آگہی عطا کرنے والا ہو۔

۲۱. قطب الارشاد :-

صوفیاء نے اولیاء اللہ کی جو اقسام بیان فرمائی ہیں ان میں سے ایک "قطب الارشاد" بھی ہے یہ وہ نفوس ہیں جو عوام کی تعلیم و تربیت اس طرز پر کرنے پر مامور ہوتے ہیں جو طرز اللہ نے انبیاء کیلئے مقرر فرمایا ہے یعنی کتاب و سنت کی تعلیم دینا اور انکی ظاہری و باطنی صفائی کی کوشش کرنا۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے "قطب الارشاد" کی تعریف میں تحریر فرمایا ہے کہ اہل ارشاد وہ ہیں جنکے متعلق خدمت ارشاد و ہدایت و اصلاح قلوب و تربیت نفوس و تعلیم طرق قرب و قبول عند اللہ ہے اور ان میں سے جو اپنے وقت میں اکمل و افضل ہو اسے قطب الارشاد کہا جاتا ہے۔ (۱۲۰)

صوفیائے عظام نے "قطب الارشاد" کی جو تعریف اور پہچان مقرر فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے ذمہ معاشرتی انتظام کی خدمت بھی ہوتی ہے اور خلق خدا انکے وجود سے مختلف طور سے فیضیاب ہوتی رہتی ہے۔

کراچی میں سلسلہ قادریہ کے صوفی بزرگ حضرت سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۹۳۸ء) "قطب الارشاد" کی تعریف میں یہی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

وجود قطب نہ عالم میں ہوں اے میرے جناب
تو انتظام جہاں ہو تباہ اور خراب

marfat.com

تمام خلق خداوند کو ز قطب ارشاد

ہے نفع ظاہر و باطن کا پہنچے بے تعداد (۱۲۱)

۲۲. اوتاد :-

صوفیاء کی اصطلاح میں "اوتاد" وتد کی جمع ہے اور وتد کے معنی "میخ" کے ہیں جو زمین میں گاڑھی جاتی ہے چونکہ اوتاد اولیاء اللہ وہ ہیں جو اپنے فرائض اور مقاصد میں ثابت قدم رہتے ہیں اسلئے انہیں "اوتاد" کہا جاتا ہے۔

اوتاد تعداد میں چار ہوتے ہیں۔

امام علامہ یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء) اپنی عظیم روحانی تالیف "جامع کرامات الاولیاء" میں "اوتاد" کے بارے میں وضاحت فرماتے ہیں۔

> "یہ صرف چار حضرات ہوتے ہیں کسی دور میں ان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ ان چار میں سے ایک کے ذریعے اللہ کریم مشرق کی حفاظت فرماتے ہیں اور اسکی ولایت مشرق میں ہوتی ہے دوسرا مغرب میں، تیسرا جنوب اور چوتھا شمال میں ولایت کا مرکز ہوتا ہے۔ انکے معاملات کی تقسیم کعبہ سے شروع ہوتی ہے کبھی اوتاد عورتیں بھی ہوتی ہیں۔" (۱۲۲)

۲۳. ابدال :-

اولیاء اللہ کی اقسام میں "ابدال" بھی ہیں جنکی تعداد صوفیاء نے ساٹھ سے ستر تک بیان کی ہیں ابدال کی تعریف حضرت ابی محمد عبداللہ یافعی یمنی (م ۷۵۵ھ) اولیاء کے حالات میں اپنی تصنیف "روضۃ الریاحین" میں ابودرداء کی روایت سے اسطرح نقل فرماتے ہیں۔

> "ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے چند بندے ہیں کہ انہیں "ابدال" کہتے ہیں اور جو مرتبہ انہیں نصیب ہوا ہے وہ روزہ، نماز، خشوع و خضوع، حسن

marfat.com

ظاہری سے نہیں بلکہ خالص تقویٰ، نیت حسنہ اور سلامت صدر اور تمام مسلمانوں پر رحمت کی وجہ سے ہوا ہے... وہ چالیس آدمی ہیں کہ ان کے قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قلب جیسے ہیں جو ان میں سے مرتا ہے اللہ تعالیٰ انکی جگہ دوسرے کو خلیفہ بنادیتا ہے وہ نہ کسی کو گالی دیتے ہیں، نہ کسی کو برا کہتے ہیں، نہ اپنے سے چھوٹوں کو ستاتے اور حقیر سمجھتے ہیں اور نہ اپنے سے بڑوں پر حسد کرتے ہیں۔" (۱۲۳)

مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم کے مترجم حضرت مولانا محمد نذیر عرشی نقشبندی مولانا روم علیہ الرحمۃ کے ایک شعر کے مطلب میں ابدال کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"ابدال" لوگوں میں ملے جلے رہتے ہیں جنکی شناخت کیلئے معنی شناس نظر اور صحیح بصیرت کی ضرورت ہے لیکن جو شخص سب کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے وہ انکو نہیں پہچان سکتا۔" (۱۲۴)

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن العربی "ابدال" کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ انکے ذریعے ہفت اقلیم کی حفاظت کرتا ہے۔" (۱۲۵)

حضرت علامہ یوسف نبہانی "ابدال" کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"انہیں اسلئے ابدال کہتے ہیں کہ وہ کسی جگہ کو چھوڑتے ہیں اور اپنا قائم مقام اس جگہ مقرر کرتے ہیں اور یہ تبدیلی کسی مصلحت و قربت کے پیش نظر ہوتی ہے تو ایسے آدمی کو اپنی جگہ نامزد کرتے ہیں جو بالکل انکا ہم شکل ہوتا ہے کسی کو بھی یہ شک نہیں گزرتا کہ یہ اصل نہیں ہیں حالانکہ یہ جانشین ایک روحانی شخصیت ہوتا ہے جو قصداً اور عملاً بدل اپنی جگہ

marfat.com

چھوڑ کر جاتا ہے جس ہستی میں بدلنے کی یہ قوت ہو وہ بدل ہوتا ہے اگر کوئی بدل اللہ کسی جگہ متعین فرمادیں اور اصل بدل کو اسکا علم نہ ہو تو وہ ابدال میں شامل نہیں ہوتا۔" (۱۲۶)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۹۳۸ء) "ابدال" کی منظوم تعریف اسطور فرماتے ہیں۔

"اگر گروہ نہ ابدال ہوتے اے ذیشاں
تو ایکدم میں ہی مسخ ہووے یہ تمام جہاں
خدا کے حکم سے ہوتے ہیں سب سے سّرتن
کہ ملک شام میں چالیس ہیں ولّی زمن
تو تیس رہتے ہیں متفرق اور ملکوں میں
نہ ان سے فائدہ ہو گر بشر انہیں ڈھونڈیں
سپرد انکے جو خدمت ہے ان پہ ہیں مامور
چلا ہمیشہ سے آتا ہے اکا یہ دستور
تو جبکہ انمیں کوئی کم ہو تو پھر اسکی جگہ
ضرور آتا ہے اوتاد سن اے مرد خدا
یہ وہ ہیں جنکی ہیں برکات کل محیط جہاں
اگرچہ ظاہر و باطن نہ فائدہ ہو عیاں (۱۲۷)

حضرت سید محمد بن نصیر الدین جعفر مکی علیہ الرحمۃ (م ۸۴۱ھ) خلیفہ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۷۵۷ ھ) اپنے مکتوبات "بحرالمعانی" کے "المکتوب الخامس عشر فی المشاہدات" میں ابدال سے اپنی ملاقات کا تذکرہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

"ایشاں را ایں فقیر در کوہ بر سر چشمہ نیل ملاقات کردہ است...
ابدال در کوہ ساکن اند و خوردن ایشاں ثلم درختاں است" (۱۲۸)

marfat.com

ترجمہ: اس فقیر نے ابدال سے ملاقات کی ہے جو دریائے نیل کے ساحل پر رہتے ہیں اور درختوں کا گوند کھاتے ہیں۔

حضرت علامہ سید سعید احمد بلگرامی "بستان معرفت" میں "ابدال" کی خدمات کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"ابدال سات ہوتے ہیں اور تمام آسمان و زمین کے بھی سات سات حصے ہیں۔ چنانچہ ہفت اقلیم میں سے پہلی اقلیم کے ابدال کو ساتویں آسمان سے تعلق ہے اور وہیں سے احکام انکے لئے صادر ہوتے ہیں اور اسی آسمان کے روحانیت سے اقلیم اول متعلق ہے یہاں کا ابدال حضرت خلیل اللہ کا ہمقدم ہوتا ہے دوسرے اقلیم چھٹے آسمان سے وابستہ ہے اور وہاں کے روحانیات و کواکب سے اس اقلیم دوم کو تعلق ہے اور انکے انوار کا پر تو اس اقلیم پر پڑتا ہے یہاں کا ابدال حضرت کلیم اللہ کا ہم قلب ہوتا ہے۔ اسی طرح تیسری اقلیم پانچویں آسمان ہے اور انکا ابدال حضرت ہارون کے ہم رنگ ہوتا ہے جسکی حمایت تائید نور محمدی سے ہوتی ہے چوتھی اقلیم چوتھے آسمان کی محکوم ہے یہاں کا ابدال حضرت ادریس کا تابع ہوتا ہے اور حضرت ادریس قطب الاقطاب ہیں اور تمام اقطاب روئے زمین انہی کی نیابت میں ہوتے ہیں۔ پانچویں اقلیم تیسرے آسمان کے ماتحت ہے اس اقلیم میں اسی کے آسمان کے کواکب کے خواص اور پرتو ہیں اور یہاں کا ابدال حضرت یوسف کا ہم قدم ہوتا ہے چھٹے اقلیم آسمان دوم سے متعلق ہے یہاں کا ابدال حضرت عیسی اور حضرت یحیی کا ہمعنان ہے ساتویں اقلیم فلک اول سے وابستہ ہے یہ انکا ابدال آدم علیہ السلام کے قلب سے مستفیض ہوتا ہے۔" (۱۲۹)

marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ کے معروف صوفی بزرگ حضرت مولانا یعقوب چرخی علیہ الرحمۃ اپنے رسالہ "ابدالیہ" میں گروہ ابدال کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"وہ "ابدال" ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں، بیت الخلاء میں جاتے ہیں، بیمار ہوتے ہیں، معالجہ کرتے ہیں اور بیمار ہونے کے باوجود حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنتوں کی حفاظت کرتے ہیں وہ زیادہ تر گھر پر نہیں رہتے بشرطیکہ وہ بیمار نہ پڑ جائیں وہ حمام میں بھی جاتے ہیں غسل کی اجرت دیتے ہیں۔" (۱۳۰)

۲۴. غوث :-

اولیائے کاملین میں وہ ہستی "مرتبہ غوثیت" پر فائز ہوتی ہے جو طالبان حق کی فریاد کو اللہ تعالی کے حضور میں پیش کرکے انکی حاجت روائی کرتی ہے۔ بقول صاحب "بستان معرفت" غوث وہ حاکم ہوتا ہے جسکی عدالت میں دادرسی و فریاد رسی ہوتی ہے ... ہر ملک میں ایک غوث ہوتا ہے اور تمام اقلیم کا ایک غوث ہوتا ہے اور تمام دنیا کا ایک غوث ہوتا ہے جسے "غوث الاعظم" کہتے ہیں۔ (۱۳۱)

حضرت صوفی سائیں غنی القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۹۳۸ء) "غوث" کی تعریف منظوم طور سے یوں فرماتے ہیں۔

"کہ غوث کہتے ہیں فریاد رس کو مرد خدا
کہ جب وہ چاہیں تو اعضا کو اپنے کرلیں جدا
جو بندگان خدا کے معاملات میں صاف
بظاہر اور بباطن وہ کرتے ہیں انصاف" (۱۳۲)

marfat.com

حوالہ جات باب سوم

(۱) کنزالایمان، اعلحضرت احمد رضا خان بریلوی، سورہ یونس پارہ ۱۱ آیت ۸۴، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ص ۳۹۲

(۲) بستان معرفت، سید سعید احمد بگرامی، لکھنو، مفید عام پریس، ۱۹۱۲ء ص ۹۵ - ۹۶

(۳) روح تصوف، سید خورشید احمد گیلانی، لاہور، عالمین پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء ص ۱۵۸

(۴) تصوف کے حقائق، شیخ عبدالقادر عیسی ترجمہ مفتی یوسف، کراچی، مکتبہ رضویہ، ۱۹۹۴ء، ص ۲۳۲

(۵) بستان معرفت، محولہ بالا، ۱۹۱۲ء ص ۹۴

(۶) کلیات قادری، مولانا غلام رسول قادری، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار ص ۱۱

(۷) بستان معرفت، محولہ بالا، ص ۵۳

(۸) شریعت اور طریقت، مولوی اشرف علی تھانوی، کراچی، مکتبہ تھانوی، ص ۲۰۳

(۹) بستان معرفت، محولہ بالا، ص ۵۴ - ۵۵

(۱۰) حضرت مولانا فضل رحمن گنج مراد آبادی ۱۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے حضرت شاہ آفاق کے مرید و خلیفہ تھے۔

(۱۱) ارشاد رحمانی، مولانا فضل رحمن، کانپور، مطبع مجتبائی، ۱۳۰۶ھ، ص ۱۷

(۱۲) بستان معرفت، محولہ بالا ص ۵۴

(۱۳) کلیات امدادیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، کراچی، دارالاشاعت ص ۲۹

(۱۴) ایضاً ص ۳۰

(۱۵) عوارف المعارف، شیخ شہاب الدین عمر سہروردی، مترجم: سید رشید احمد ارشد، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز ص ۵۴۴

marfat.com

(۱۶) تذکرہ غوثیہ، گل حسن شاہ، لاہور، شیخ غلام حسین اینڈ سنز ص ۱۴۱
(۱۷) تاریخ مشائخ چشت بحوالہ کشکول کلیمی (قلمی نسخہ)، خلیق احمد نظامی، کراچی، مکتبہ عارفین، ص ۲۵۹
(۱۸) کنزالایمان، س محمد پ ۲۶ آیت ۳۸، محولہ بالا ص ۹۱۹
(۱۹) کشف المحجوب، سید علی ہجویری، مترجم: مولانا محمد حسین، لاہور، ملک دین اینڈ سنز ص ۲۳
(۲۰) ایضاً ص ۲۴
(۲۱) کلیات قادری، محولہ بالا ص ۱۵۱
(۲۲) ایضاً ص ۱۵۱
(۲۳) کشف المحجوب، محولہ بالا ص ۳۰
(۲۴) روح تصوف، محولہ بالا ص ۱۶۴
(۲۵) کلیات قادری، محولہ بالا ص ۱۵۱
(۲۶) تذکرہ غوثیہ، محولہ بالا، ص ۲۷۷
(۲۷) مثنوی عالم فیض حصہ اول، صوفی سائیں عبدالغنی القادری، کراچی، دبدبہ حیدری پریس، ۱۹۱۷ء، ص ۱۴
(۲۸) مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم جلد ۱۵، جلال الدین رومی، مترجم: مولوی نذیر عرشی نقشبندی مجددی، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص ۴۲
(۲۹) دیوان نیاز (اردو)، شاہ نیاز احمد بریلوی، دہلی، مطبع مجتبائی، ص ۵۲
(۳۰) تذکرہ قادریہ علمیہ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۷۸ء ص ۱۹
(۳۱) بستان معرفت، محولہ بالا ص ۷۵، ۷۶
(۳۲) کلیات قادری، محولہ بالا ص ۱۱۹
(۳۳) فیضان غنی حصہ اول، سائیں عبدالغنی قادری، کراچی، قادری پبلی کیشنز سولجر بازار، ۱۹۹۰ء، ص ۲۷

marfat.com

(۳۴) کلیات قادری، محولہ بالا ص ۱۶۴

(۳۵) ایضاً ص ۱۶۴

(۳۶) ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازہری، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۴۰۲ھ، ص ۳۱۲

(۳۷) تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنزالایمان س البقرہ پ ۲ آیت ۱۸۲ ص ۵۰)

(۳۸) اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں نہ انکے خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔ (کنزالایمان س الحج پ ۱۷ آیت ۳۷ ص ۶۰۵)

(۳۹) اور جو اللہ کے نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

(کنزالایمان س الحج پ ۱۷ آیت ۳۲ ص ۶۰۴)

(۴۰) رسالہ قشیریہ، عبدالکریم بن ہوازن، مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی ص ۲۶۵

(۴۱) ایضاً ص ۲۶۵

(۴۲) ایضاً ص ۲۶۵

(۴۳) شریعت اور طریقت، محولہ بالا ص ۱۱۱

(۴۴) روح تصوف، محولہ بالا، ص ۱۷۸

(۴۵) ضیاء القرآن، محولہ بالا، ص ۲۵۴

(۴۶) کنزالایمان، س الاحزاب پ ۲۲ آیت ۴۱، محولہ بالا، ص ۷۶۴

(۴۷) ایضاً س العنکبوت پ ۲۱ آیت ۴۵، ص ۷۴۳

(۴۸) الوابل الصیّب من الکلم الطیّب، حافظ ابن قیم، ترجمہ، لاہور، بستان ادب، ص ۱۲۰

(۴۹) شریعت اور طریقت، محولہ بالا، ص ۲۸۲

(۵۰) مثنوی عالم فیض (جلد اول) محولہ بالا، ص ۹۰ تا ۹۴

(۵۱) مدارج السلوک، ڈاکٹر میر ولی الدین، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۹۷۸ء، ص ۹۱

(۵۲ - ۵۳) امداد المشتاق، مولانا اشرف علی تھانوی، کراچی، مکتبہ تھانوی، ص ۶۳ - ۱۲۷

(۵۴) مکتوبات امام ربانی حصہ دوم، مجدد الف ثانی، مترجم: مولانا محمد سعید احمد نقشبندی،

marfat.com

کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۹۷۰ء، ص ۱۲۸
(۵۵) مثنوی عالم فیض (جلد اول) محولہ بالا، ص ۸۴
(۵۶) کلیات قادری، محولہ بالا ص ۱۵۰
(۵۷) القول الجمیل، شاہ ولی اللہ دہلوی، مترجم: پروفیسر محمد سرور، لاہور، سندھ ساگر اکیڈمی، ۱۹۴۶ء، ص ۷۳
(۵۸) البرہان الموید، سید احمد کبیر رفاعی، مترجم: مولانا ظفر احمد عثمانی، کراچی، مکتبہ تھانوی، ص ۷۶
(۵۹) پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ڈاکٹر عبدالمجید سندھی، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء، ص ۹
(۶۰) دلائل السلوک، مولانا اللہ یار خان، جہلم، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان، ۱۹۸۳ء، ص ۹۴
(۶۱) کشف المحجوب، محولہ بالا، ص ۵۹۵
(۶۲) رسالہ قشیریہ، محولہ بالا، ص ۱۹۷
(۶۳) پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، محولہ بالا، ص ۹
(۶۴) التعرف لمذہب اہل التصوف، ابوبکر بن ابو اسحاق، مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن، لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۸ء، ص ۱۵۳
(۶۵) رسالہ قشیریہ، محولہ بالا، ص ۲۱۴
(۶۶) ایضاً، ص ۲۰۰
(۶۷) مثنوی عالم فیض حصہ اول، محولہ بالا، ص ۱۹۳
(۶۸) کشف المحجوب، محولہ بالا، ص ۶۰۰
(۶۹) سر دلبراں، شاہ سید محمد ذوقی، کراچی، محفل ذوقیہ کراچی کینٹ، ۱۳۷۱ھ، ص ۱۳۴
(۷۰) کشف المحجوب، محولہ بالا، ص ۶۰۱
(۷۱) رسالہ قشیریہ، محولہ بالا، ص ۲۰۰
(۷۲) ایضاً، ص ۲۰۳

marfat.com

(۷۳) کشف المحجوب، محولہ بالا، ص ۶۰۷

(۷۴) سر دلبراں، محولہ بالا، ص ۲۷۸

(۷۵) التکشف عن مہمات التصوف، مولوی اشرف علی تھانوی، لاہور، علی کامران پبلشرز، ۱۹۸۶ء، ص ۱۹۴

(۷۶) کتاب اللمع فی التصوف، شیخ ابو نصر سراج، مترجم: سید اسرار بخاری، لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن ۱۹۸۴ء، ص ۵۶۴

(۷۷) شمامۃ العنبر، شاہ سید محمد ذوقی، کراچی، محفل ذوقیہ نارتھ کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۱۸۶

(۷۸) التکشف عن مہمات التصوف، محولہ بالا، ص ۴۹۸

(۷۹) رسالہ قشیریہ، محولہ بالا، ص ۲۱۷

(۸۰) کتاب اللمع فی التصوف، محولہ بالا، ص ۵۵۷

(۸۱) سر دلبراں، محولہ بالا، ص ۱۴۴

(۸۲) رسالہ قشیریہ، محولہ بالا، ص ۲۱۹

(۸۳) ایضاً، ص ۲۲۰

(۸۴) التعرف لمذہب اھل التصوف، محولہ بالا، ص ۱۸۳

(۸۵) ایضاً ص ۱۸۲

(۸۶) رسالہ قشیریہ، محولہ بالا، ص ۲۲۱

(۸۷) کتاب اللمع فی التصوف، محولہ بالا، ص ۵۵۸

(۸۸) ایضاً ص ۵۶۰

(۸۹ - ۹۰) سر دلبراں، محولہ بالا، ص ۲۷۷

(۹۱) رسالہ قشیریہ، محولہ بالا، ص ۲۱۴-215

(۹۲) کلیات قادری، محولہ بالا، ص ۱۵۲

(۹۳) کشف المحجوب، محولہ بالا ص ۱۱۴

(۹۴) شریعت اور طریقت، محولہ بالا، ص ۳۴۹

(۹۵) التعرف لمذہب اھل التصوف، محولہ بالا، ص ۱۹۶

marfat.com

(۹۶) عوارف المعارف، محولہ بالا، ص ۵۹۷

(۹۷) سر دلبراں، محولہ بالا، ص ۱۱۲

(۹۸) کلیات قادری، محولہ بالا، ص ۴۰

(۹۹) مکتوبات دو صدی، اردو، شرف الدین یحیٰی منیری، مترجم: سید محمد نعیم ندوی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ص ۱۵۹

(۱۰۰) شریعت اور طریقت، محولہ بالا، ص ۴۰۸

(۱۰۱) مثنوی عالم فیض حصہ اول، محولہ بالا، ص ۱۱۵

(۱۰۲) کلیات قادری، محولہ بالا، ص ۱۴۸

(۱۰۳) اکمال الشیم، شیخ ابن عطاء اللہ اسکندری، مترجم: مولانا خلیل احمد سہارنپوری، لاہور، ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۲ء، ص ۸۷

(۱۰۴) شریعت اور طریقت، محولہ بالا، ص ۴۰۸

(۱۰۵) مثنوی عالم فیض حصہ اول، محولہ بالا، ص ۱۱۵

(۱۰۶) بستان معرفت، محولہ بالا، ص ۵۵

(۱۰۷) شریعت اور طریقت، محولہ بالا، ص ۲۸۴

(۱۰۸) بستان معرفت، محولہ بالا ص ۵۶

(۱۰۹) عرفان غنی حصہ اول، صوفی سائیں عبدالغنی القادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۸۷ء، ص ۴۹

(۱۱۰) مہر منیر، مولانا فیض احمد فیض، گولڑہ شریف، جامعہ غوثیہ، ص ۶۰۲

(۱۱۱) فیروز اللغات، نیا ایڈیشن، مولوی فیروز الدین، لاہور، فیروز سنز، ص ۹۰۸ - ۹۰۲ - ۵۷۲

(۱۱۲) سر دلبراں، محولہ بالا، ص ۱۱۸

(۱۱۳) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف، سید شاہ ابوالحسین احمد نوری، مترجم: ڈاکٹر سید محمد امین، کراچی، برکاتی پبلیشرز، ص ۱۳۶

(۱۱۴) سر دلبراں، محولہ بالا، ص ۱۲۲

(۱۱۵) بستان معرفت، محولہ بالا ص ۸۱

marfat.com

(۱۱۶) مثنوی عالم فیض حصہ اول، محولہ بالا، ص ۱۱۶

(۱۱۷) ایضاً، ص ۱۱۶

(۱۱۸) ملفوظات، حصہ دوم، امام احمد رضا خان بریلوی، لاہور، فرید بک اسٹال، ص ۲۰۸

(۱۱۹) شریعت اور طریقت، محولہ بالا، ص ۴۰۲

(۱۲۰) ایضاً ص ۳۹۷

(۱۲۱) مثنوی عالم فیض حصہ اول، محولہ بالا، ص ۱۱۳

(۱۲۲) جامع کرامات اولیاء، جلد اول، علامہ یوسف نبہانی، مترجم: پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی، لاہور مکتبہ حامدیہ، ۱۹۸۳ء، ص ۲۳۰

(۱۲۳) روضہ الریاحین، محمد عبداللہ یافعی یمنی، مترجم: مولانا جعفر علی نگینوی، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۹۶۷ء، ص ۲۱

(۱۲۴) مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم، محولہ بالا، ص ۱۳۸

(۱۲۵) فتوحات مکیہ، جلد سوم، شیخ اکبر محی الدین ابن العربی، مترجم: علامہ صائم چشتی، فیصل آباد علی برادران تاجران کتب، ۱۴۱۲ھ، ص ۵۱

(۱۲۶) جامع کرامات اولیاء، محولہ بالا، ص ۲۳۱

(۱۲۷) مثنوی عالم فیض حصہ اول، محولہ بالا، ص ۱۱۵

(۱۲۸) بحرالمعانی، سید محمد بن نصیر الدین جعفر الکی، مراد آباد، مطبع احتشامیہ، ۱۳۰۷ھ، ص ۹۰

(۱۲۹) بستان معرفت، محولہ بالا، ص ۴۳

(۱۳۰) ابدالیہ، مولانا یعقوب چرخی، لاہور، مترجم: محمد نذیر رانجھا نوشاہی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۸ء، ص ۲۷

(۱۳۱) بستان معرفت، محولہ بالا، ص ۴۴

(۱۳۲) مثنوی عالم فیض حصہ اول، محولہ بالا، ص ۱۱۴

marfat.com

باب چہارم

صوفیاء کے سلاسل روحانی

marfat.com

صوفیاء کے سلاسل روحانی

صوفیائے عظام نے طریقت کے مختلف سلاسل کی بنیاد اسلئے رکھی کہ لوگ مختلف ذرائع اور طریقوں سے اور روحانی سلاسل کی تعلیمات کے ذریعے مقصود حقیقی تک پہنچ سکیں۔ گویا روحانی سلاسل کا مقصود منشاء بھی دراصل شریعت کی تعلیمات کو فروغ دینا تھا۔ اور تمام صوفیاء کے روحانی سلاسل کے مختلف ناموں اور تعلیمات میں کچھ فرق کے باوجود ان سب کا مقصود ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ طالب کو راہ خدا کی نشاندہی صحیح طور پر ہوجائے۔ تاریخ اسلام میں روحانی سلسلوں کی حیثیت ایک مذہبی تنظیم کی ہے۔ مولانا واحد بخش سیال اپنی تحقیقی تصنیف "روحانیت اسلام" میں رقمطراز ہیں۔

"تاریخ اسلام میں تمام مذہبی تنظیموں میں سے سلاسل طریقت کی تنظیم سب سے زیادہ مظبوط معتبر، دیرپا اور کامیاب رہی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اسکا تعلق بطون سے یعنی ذات حق کے قرب و معرفت سے ہے جو سیدھا دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا ہے" (۱)

مشہور مورخ اعجاز الحق قدوسی "تذکرہ ء صوفیائے سندھ" میں تعارف میں لکھتے ہیں۔

"ابتدا میں تصوف پر خالص شریعت کا غلبہ تھا لیکن جیسے جیسے اسلام مختلف ملکوں میں پھیلتا گیا ویسے ویسے مختلف اثرات نے نئے تصورات کی شکل اختیار کر کے مختلف سلسلوں کی بنیاد ڈالی۔ کوئی نقشبندیہ کہلایا اور کوئی قادریہ اور چشتیہ کہلایا"۔ (۲)

اسلامی تعلیمات کو انبیاء علیھم السلام اور خصوصاً سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام اور تبع تابعین اور پھر اولیائے کاملین نے اپنے روحانی

marfat.com

سلاسل کی تعلیمات کے ذریعے جاری رکھا۔ درحقیقت تمام سلاسل کی اصل شریعت محمدیہ کی تعلیمات ہی پر ہے اور کوئی روحانی سلسلہ شریعت کے منافی تعلیمات کو فروغ نہیں دیتا اور نہ ہی ایسی تعلیمات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کیونکہ ان روحانی سلاسل کے بانی و پیشواؤں کے حالات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب متبع شریعت تھے اور لوگوں کو شریعت سے منسلک رکھنے کیلئے ہی انہوں نے روحانی سلسلوں کو قائم فرمایا تھا۔ بقول مولانا واحد بخش سیال:

> "جوں جوں زمانہ گزرتا گیا تن آسانی اور سہل انگاری کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر ریاضات اور مجاہدات کا جذبہ کم ہوتا گیا اور زیادہ تر لوگوں نے اسلام کی صرف ظاہری رسومات یعنی ظاہری صوم صلوۃ پر اکتفا کرلیا"۔ (۳)

چنانچہ صوفیائے کرام نے عوام الناس کو روحانی سلاسل سے وابستہ کر کے انہیں شریعت اسلامی سے وابستہ رکھنے کی کوشش کی اور اس سلسلے میں انہیں خاطر خواہ کامیابی نصیب ہوئی۔

مولانا واحد بخش سیال مصنّف "روحانیت اسلام" تحریر فرماتے ہیں:

> "اگرچہ تمام اکابرین میں صحابہ کرام سے روحانی فیوض و برکات اور رشد و ہدایت سینہ بہ سینہ ایک عرصہ تک جاری رہا لیکن جن سلاسل طریقت کو حق تعالی نے بقائے دوام کا درجہ عطا فرمایا ہے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سلاسل طریقت ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو روحانی سلاسل جاری ہوئے وہ جمع ہوکر آج سلسلہ ء عالیہ نقشبندیہ کی شکل میں ظاہر ہیں اور باقی تین بڑے سلسلے یعنی سلسلہ ء عالیہ چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ وغیرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جاری ہوئے ہیں۔" (۴)

روحانی سلاسل کے ذریعے صوفیائے عظام کی پہچان بھی ہوتی ہے یعنی انکے

marfat.com

روحانی سلسلے اور طریقہء تعلیم سے واضح ہو جاتا ہے کہ انکے نزدیک ایک سالک کیلئے قرب خدا کے حصول کیلئے کیا اشغال و اذکار ضروری ہیں لیکن روحانی سلسلوں کے ناموں کے اختلاف سے انکے مقصود حقیقی پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پروفیسر لطیف اللہ "تصوف اور سریت" میں فرماتے ہیں۔

"تمام سلاسل اس امر میں متحد ہیں کہ سالک کا اصل مطلوب حق سبحانہ تعالی کی رضا کا حصول ہے جو اخلاق فاضلہ کی تصیح اور تہذیب سے حاصل ہوتی ہے اخلاق فاضلہ کو اپنی ذات میں پیدا کرنے کے طریقوں میں قدرے فرق ہے کوئی سلسلہ کسی طریقے سے مقصود کو پاتا ہے اور کوئی کسی طریقے سے مراد حاصل کرتا ہے غرض مقصود و مطلوب میں کوئی اختلاف نہیں ہے"۔ (۵)

"اقتباس الانوار" مصنفہ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ علیہ میں تحریر ہے:

"حضرت علی کرم اللہ وجہ کے چار خلفاء تھے جو چہار پیر کے نام سے موسوم تھے اول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، دوم امام حسن رضی اللہ عنہ، سوم حضرت خواجہ کمیل ابن زیاد رضی اللہ عنہ، چہارم حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ جنکو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور کمیل ابن زیاد رضی اللہ عنہ سے بھی فیض ملا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے فیض نظر سے مقتدائے مشائخ ہوئے اور اکثر سلاسل آپکے وسیلے سے حضرت علی کرم اللہ وجہ، تک پہنچتے ہیں" (٦)

خلیق احمد نظامی اپنی تصنیف "تاریخ مشائخ چشت" میں "آئین اکبری" کے حوالہ سے لکھتے ہیں:۔

marfat.com

ہندوستان میں مندرجہ ذیل روحانی سلسلوں نے کام کیا:

حبیبیاں ، طیفوریاں ، کرخیاں ، سقطیاں ، جنیدیاں ، گازرونیاں ، طوسیاں ، فردوسیاں ، سہروردیاں ، زیدیاں ، عباسیاں ، ادھمیاں ، ہبریاں ، چشتیاں (۷)

مذکورہ بالا چودہ خانوادوں کی تفصیلات "مجلس صوفیا" (مصنفہ پروفیسر معین الدین دردائی مرحوم) میں اس طور سے درج ہیں:

"یہ چودہ خانوادے حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے دو خلفا خواجہ عبدالواحد بن زید قدس اللہ سرہ، اور خواجہ حبیب عجمی قدس اللہ سرہ سے اسطرح نکلے کہ خواجہ عبدالواحد سے پانچ سلسلے جو چلے وہ زیدیہ ، عیاضیہ ، ادھمیہ ، ہبریہ اور چشتیہ کہلائے اور خواجہ حبیب عجمی سے نو خانوادے نکلے جو عجمیہ ، طیفوریہ ، کرخیہ ، سقطیہ ، جنیدیہ ، گازرونیہ ، طوسیہ ، فردوسیہ اور سہروردیہ کہلائے۔" (۸)

مذکورہ بالا چار پیر اور چودہ خانوادوں سے قطع نظر ہندوستان کی مذہبی تاریخ میں صرف چھ سلسلوں نے اصلاح و تربیت کا کام انجام دیا ہے اور آج بھی یہی روحانی سلاسل نمایاں نظر آتے ہیں۔

۱ چشتیہ ۲ سہروردیہ ۳ قادریہ ۴ شطاریہ ۵ نقشبندیہ ۶ فردوسیہ (۹)

اس سے قبل کہ مذکورہ بالا سلسلوں کی تفصیلات اور انکے بانی بزرگوں کے حالات تحریر کئے جائیں ان چودہ خانوادوں کے بانی اور ان سلسلوں کی تفصیلات بیان میں آجائیں:

۱. زیدیہ :-

یہ سلسلہ حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ کے نام سے موسوم ہے۔ آپکو ایک خرقہء خلافت حضرت کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ سے بھی ملا۔ (۱۰)

صحابیء رسول حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے خاندان کے

marfat.com

پانچ افراد بھی اس سلسلے میں داخل ہوئے۔ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ نے آخری وقت حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حاصل ہونے والا خرقہ ء حضرت فضیل بن عیاض کو عطا فرمایا اور دوسرا خرقہ جو حضرت کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا ابو یعقوب السوسی کو عطا فرمایا۔ (۱۱)

۲. عیاضیہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب ہے اور آپ ہی سے شروع ہوا۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کو ائمہ اہل بیت سے بھی روحانی فیض حاصل ہوا (۱۲) آپ ترک و تجرید اور مریدوں کی تربیت میں عظیم شان رکھتے تھے عیاضیاں ہمیشہ سفر میں اور مجرّد رہتے تھے شادی نہیں کرتے تھے اور گھروں میں آباد نہیں ہوتے تھے۔ کسی شخص سے سوال کرنا روا نہیں رکھتے تھے جو کچھ غیب سے بغیر طلب انکو مل جاتا خرچ کرتے تھے۔ خلق سے میل جول نہیں رکھتے تھے۔ (۱۳)

۳. ادھمیہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے جو حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کے مرید و خلیفہ تھے آپکو ایک خرقہ ء خلافت امام باقر رضی اللہ عنہ سے ملا ہے۔ (۱۴) ادھمی سلسلے کے افراد مجرّد اور سفر میں رہتے تھے اور ذکر جلی بہت کرتے تھے جو کچھ بغیر سوال غیب سے مل جاتا کھا لیتے اور اہل دنیا کی صحبت سے پرہیز کرتے تھے اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ انکے ترک دنیا کا پہلا سبب حضرت خضر علیہ السلام ہیں آپ مدت تک حضرت خضر علیہ السلام کی صحبت میں رہے ہیں۔ (۱۵)

۴. ہبیریہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا جو حضرت خواجہ خدیفہ مرعشی رضی اللہ عنہ کے مرید و خلیفہ تھے جو حضرت خواجہ

marfat.com

ابراہیم بن ادھم رضی اللہ عنہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ (۱۶)

ہبیری لوگ شہر اور گاؤں میں نہیں رہتے تھے بلکہ شب و روز وضو کے ساتھ جنگل میں اکیلے رہتے تھے اور نماز حضور قلب کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ (۱۷)

۵. چشتیہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا جو حضرت خواجہ ابو ہبیرہ امین الدین بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے خواجہ ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی تھے جنکو اپنے شیخ علیہ الرحمۃ سے چشت میں قیام کرنے کا حکم ہوا۔ (۱۸)

پروفیسر خلیق احمد نظامی "شجرۃ الانوار" کے حوالہ سے "تاریخ مشائخ چشت" میں لکھتے ہیں:

"(چشت نام کے) دو مقام ہیں ایک شہر خراسان میں ہرات کے قریب واقع ہے۔ دوسرا چشت ،ہندوستان میں اوچ اور ملتان کے درمیان ایک قصبہ ہے خواجگان چشت خراساں والے چشت سے تعلق رکھتے ہیں۔" (۱۹)

حضرت خواجہ ابو اسحاق جو کہ شام کے رہنے والے تھے کو لقب "چشتی" انکے مرشد حضرت خواجہ ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ نے عطا فرمایا تھا۔ "تاریخ مشائخ چشت" میں اسکا ذکر اسطرح تحریر ہے۔

"جب خواجہ ابو اسحاق انکی خانقاہ میں حاضر ہوئے تو پوچھا ! تمہارا کیا نام ہے ؟ عرض کیا ابو اسحاق شامی۔ فرمایا آج سے لوگ تجھے ابو اسحاق چشتی کہہ کر پکاریں گے اور چشت اور اسکے نواح کے لوگ تجھ سے ہدایت پائیں گے اور ہر وہ شخص جو تیرے سلسلہ ارادت میں داخل ہوگا اسکو قیامت تک چشتی کہہ کر پکاریں گے۔" (۲۰)

marfat.com

"مجلس صوفیہ" میں تحریر ہے۔

"ہندوستان میں سب سے پہلے اسی سلسلے نے کام شروع کیا" (۲۱)

بقول پروفیسر خلیق احمد نظامی (مصنّف تاریخ مشائخ چشت) :

"چشتیہ سلسلے کی داغ بیل تو شیخ ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۰ء) نے ڈالی تھی لیکن اسکو پروان چڑھانے اور پھیلانے کا کام حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۲۳۵ء) نے انجام دیا" (۲۲)

ڈاکٹر محمد حسین للّٰہی اپنی تصنیف "حضرت خواجہ سلیمان تونسوی اور انکے خلفاء" میں رقمطراز ہیں:

"یہ سلسلہ تمام سلاسل تصوف سے قدیمی ہے اور آج تک اسکا فیض جاری ہے" (۲۳)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ پرتھوی راج کے زمانے میں سب سے پہلے ہندوستان تشریف لائے اور اجمیر شریف میں مقیم ہوکر سلسلہ کا کام شروع کیا اور اسکی خانقاہیں پاک پٹن سے لکھنؤ اور دہلی سے دیوگیر تک قائم ہوئیں۔ (۲۴)

۶. عجمیہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

"حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ ترک و تجرید میں استجابت دعا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے جو شخص آپ کا مرید ہوتا تھا تمام نسبتوں سے خالی ہو کر اپنے آپ کو ان سے منسوب کرتا تھا اسی وقت سے یہ سلسلہ ظاہر ہوا" (۲۵)

۷. طیفوریہ :-

یہ سلسلہ سلطان العارفین حضرت خواجہ ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے

marfat.com

منسوب ہے جن کا اصلی نام "طیفور" تھا۔ آپ نے ایک سو سولہ مشائخ سے خرقہ ء خلافت حاصل کیا۔ بارہ سال حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ بعض کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بطریق اویسیہ فیض حاصل کیا۔ (۲۶)

۸. کرخیہ :-

سلسلہ کرخیہ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا جنکو حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ ء خلافت حاصل ہوا جو ائمہ اہل بیت کے ساتویں امام تھے۔ کرخی کے سلسلے کے لوگ اکثر اوقات ترک و تجرید کے ساتھ خلوت میں رہتے ہیں اور تلاوت قرآن مجید اور ذکر میں بہت مشغول رہتے ہیں اللہ کے خوف سے بہت روتے ہیں اور اپنے کو سب سے کمتر سمجھتے ہیں۔ (۲۷)

۹. سقطیہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ سرّی سقطی علیہ الرحمۃ سے شروع ہوا جو خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے اور حضرت جنید بغدادی کے ماموں اور پیر تھے۔ سقطی سلسلہ کے لوگ صائم الدھر اور قائم اللیل تھے۔ لوگوں سے عطیات قبول نہیں کرتے تھے۔ (۲۸)

۱۰. جنیدیہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو خواجہ سرّی سقطی کے مرید و خلیفہ تھے۔

> "آپ کا طریقہ طریق "صحو" ہے --- سب سے زیادہ
> معروف طریقہ طریقت میں اور مشہور تر مذہب مذاہب میں
> آپ ہی کا طریقہ اور مذہب ہے۔" (۲۹)

حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ کسی مرید کا پیر سے بلند درجہ ہوا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں! ہوتا ہے اور اسکی دلیل ظاہر ہے کہ

marfat.com

جنید بغدادی مجھ سے بلند درجہ رکھتے ہیں --- آپ کا خود ہی قول ہے کہ بیس برس تک تکبیر اولی مجھ سے فوت نہیں ہوئی۔ (۳۰)

"اقتباس الانوار" میں مذکور ہے۔

"جنیدیہ سلسلے کے لوگ توکل پر رہتے تھے اور ریاضات اور مجاہدات بہت کرتے تھے اور جو کچھ غیب سے بلاسبب خلق انکو ملتا تھا اس سے افطار کرتے تھے" (۳۱)

۱۱. گازرونیہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ ابو اسحاق گازرونی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا ہے جو گازرون کے بادشاہ تھے۔ آپ تخت و تاج چھوڑ کر حضرت خواجہ عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے جو حضرت خواجہ رویم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے جو خواجہ جنید بغدادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ (۳۲)

۱۲. طوسیہ :-

اس سلسلہ کے بانی حضرت شیخ علاؤالدین طوسی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو حضرت خواجہ وجہہ الدین ابو حفص کے مرید و خلیفہ تھے جو خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے۔ (۳۳)

۱۳. سہروردیہ :-

یہ سلسلہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے جا ملتا ہے آپ حضرت شیخ وجہ الدین ابو حفص رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور خلیفہ تھے شیخ وجہ الدین ابو حفص اور حضرت جنید بغدادی کے درمیان چار واسطے ہیں (۳۴)

"سفینۃ الاولیا" میں شہزادہ دارا شکوہ حضرت شیخ ضیاء الدین کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں :

"آپکو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا ہے" (۳۵)

marfat.com

"مجلس صوفیہ" میں مذکور ہے:

"یہ سلسلہ چشتیہ سلسلہ کے بعد ہندوستان میں پہنچا حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے خلافت حاصل کر کے ہندوستان آئے اور اپنے سلسلے کے کام کیلئے ملتان کو پسند کر کے وہیں قیام پذیر ہوگئے اور اس سلسلہ کی خانقاہیں ملتان اور سندھ تک محدود ہیں" (۳۶)

"آب کوثر" کے مصنف شیخ محمد اکرام سہروردیہ سلسلے کی نسبت تحریر فرماتے ہیں...

"سہروردیہ سلسلہ بھی چشتیہ کی طرح بہت پرانا ہے اور ٹھوس تبلیغی کاموں میں تو شاید اسکا پلّہ چشتیہ سے بھاری ہے۔" (۳۷)

مصنّف "آب کوثر" کے مطابق سہروردیہ سلسلہ کی تعلیمات اور فروغ پاکستانی صوبوں کے علاوہ افغانستان تک ہوا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے خلفا کا اثر صرف مغربی پنجاب اور سندھ تک محدود نہ تھا بلکہ افغان علاقے میں بھی انکے معتقد تھے۔" (۳۸)

شیخ محمد اکرام مصنّف "آب کوثر" مزید لکھتے ہیں:

"مخدوم بہاؤالدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے جس افغان مرید سے سہروردی سلسلے کو سب سے زیادہ فروغ ہوا اور ارشاد و ہدایت کا ایک بڑا مرکز قائم ہوگیا وہ شیخ احمد ولد موسیٰ شیروانی تھے" (۳۹)

"شیخ احمد کی وفات کے بعد اکا سلسلہ ء فیض انکے تین فرزندوں نے جاری رکھا لیکن سجادہ نشین دوسرے بیٹے شیخ سلیمان دانا ہوئے۔" (۴۰)

"آب کوثر" کے مطابق شیخ سلیمان کے دو بیٹے محمود اور شیخ ملهی کی

marfat.com

اولاد اور خلفا کی بدولت سہروردیہ سلسلے کو افغانوں میں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔

۱۴. فردوسیہ :-

اس سلسلہ کے مورث اعلی حضرت شیخ نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ ہیں آپ فردوس کے اکابرین میں سے تھے اور شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ (۴۱)

"مجلس صوفیہ" میں "کبری" کی وجہ تسمیہ کے بیان میں تحریر ہے:

"حضرت نجم الدین کبری اپنے طالب علمی کے دوران بحث اور مناظرہ بہت کیا کرتے تھے اور اپنی ذہانت اور تبحر علمی کے باعث برابر اپنے مدمقابل کو شکست دیدیتے تھے اسلئے لوگوں نے انکو "طامۃ الکبری" کا خطاب دیا بہ مرور کثرت استعمال سے طامہ محذوف ہو کر کبری رہ گیا۔" (۴۲)

مولانا واحد بخش سیال مصنّف "روحانیت اسلام" تحریر کرتے ہیں .....

"روایت ہے کہ حضرت شیخ نجم الدین کبری کے ستّر خلفاء تھے ... آگے چل کر آپکے سلسلہ عالیہ کی دو شاخیں ہوگئیں۔ سلسلہ فردوسیہ اور سلسلہ کبرویہ" (۴۳)

خلیق احمد نظامی نے "تاریخ مشائخ چشت" میں تحریر کیا ہے کہ فردوسیہ سلسلہ ہندوستان میں قائم ہوا لیکن بہار تک محدود رہا۔ اس سلسلے کو ہندوستان میں لانے والے تو شیخ بدرالدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ تھے لیکن اسکو پروان چڑھانے کا کام حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری نے انجام دیا۔ (۴۴)

"اقتباس الانوار" کے مصنّف شیخ محمد اکرم قدوسی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مذکورہ بالا چودہ سلسلوں سے دوسرے چالیس فروعی سلسلے بھی نکلے ہیں۔ (۴۵)

marfat.com

چند مزید روحانی سلاسل کے حالات مندرجہ ذیل ہیں:

سلسلہ قادریہ :-

یہ سلسلہ غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ آپ مرید و خلیفہ تھے حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ عنہ کے، آپ حضرت شیخ ابوالحسن علی العرشی رحمۃ اللہ علیہ کے، آپ حضرت شیخ ابو لفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ کے، آپ حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد یمنی رحمۃ اللہ علیہ کے، آپ شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے، اور آپ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو ایک خرقہء خلافت گیارہ واسطوں سے اپنے آباؤ اجداد یعنی ائمہ اہل بیت سے بھی حاصل ہوا کیونکہ آپ حسنی حسینی سادات تھے۔ (۴۶)

صاحب "سفینۃ الاولیا" نے آپ رضی اللہ عنہ کی روحانی نسبت براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تحریر کی ہے۔ آپ اکثر حضرت خضر علیہ السلام سے ربط و ضبط رکھتے تھے۔ (۴۷)

سلسلہ نقشبندیہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ عنہ کے نام سے منسوب ہے۔ آپ مرید و خلیفہ تھے حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے، آپ خواجہ محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ کے، آپ خواجہ علی رامیتنی کے، آپ خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی کے، آپ خواجہ عارف دیوگیری کے، آپ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے، آپ خواجہ یوسف ہمدانی کے، آپ خواجہ علی فارمدی کے، آپ خواجہ ابوالقاسم گورگانی کے، اور خواجہ ابوالقاسم کا سلسلہ تین واسطوں سے حضرت خواجہ جنید بغدادی سے جا ملتا ہے۔ خواجہ ابوالقاسم گورگانی کا سلسلہ کئی واسطوں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی جا ملتا ہے۔ (۴۸)

marfat.com

مجلس صوفیہ میں نقشبندیہ سلسلہ کے بارے میں تحریر ہے:

"یہ سلسلہ وجود میں تو سب سے پہلے آیا لیکن ہندوستان میں خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے شہنشاہ اکبر کے زمانے میں اسکو قائم کیا انکے بعد انکے شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے کی بڑی خدمت کی اور اسکو مقبول عام بنایا بعد کو یہی سلسلہ مجددیہ نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوگیا"۔ (۴۹)

سلسلہ شطاریہ :-

یہ سلسلہ شاہ عبداللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۴۵۸ء) نے قائم کیا تھا۔ سید محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی نے اسکو ہندوستان میں ترقی دی۔ (۵۰)

سید عبداللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ تھے خواجہ محمد عارف کے، آپ خلیفہ تھے شیخ محمد علی اسحاق کے، آپ شیخ خداقلی ماورالنہری کے، آپ ابوالحسن العشقی کے، آپ ابی مظفر مولانا ترک طوسی کے، آپ بایزید العشقی کے، آپ محمد مغربی کے، آپ شیخ ابو یزید بسطامی کے، باقی سلسلوں کی طرح یہ بھی حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہ سے جاملتا ہے۔ (۵۱)

شیخ محمد اکرام "رود کوثر" میں شطاری سلسلہ سے وابستہ افراد کے بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

"یہ لوگ اپنے آپ کو شطاری اسلئے کہتے ہیں کہ سلوک اور طریقت میں وہ دوسرے سلسلوں کے بزرگوں سے زیادہ تیز اور سرگرم (شطار) ہوتے ہیں یہ لوگ جنگلوں میں رہ کر سخت ریاضتیں کرتے تھے اور ان سے غیر معمولی افعال و تصرفات منسوب کئے جاتے تھے۔ ....

مشہور ہے کہ آپ نقارہ بجواتے اور اعلان کرتے کہ ہے کوئی خدا کا

marfat.com

طالب جسے ہم راہ خدا دکھائیں ... بڑی شان و شوکت سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے نقارہ بجواتے، علم اٹھواتے ،خود سلطانی لباس اور ہمراہی صوفی فوجی وردی پہنتے۔" (۵۲)

سلسلہ یسویہ :-

یہ سلسلہ حضرت شیخ احمد یسوئیؒ سے شروع ہوا جو "شیخ ترکستان" کے لقب سے مشہور ہیں آپ خواجہ یوسف ہمدانی کے خلیفہ تھے آپکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرزند حضرت محمد حنفیہ کے ذریعے بھی خلافت ملی تھی۔ (۵۳)

سلسلہ نوریہ :-

یہ سلسلہ حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے آپ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے ۔ (۵۴)

سلسلہ خضرویہ :-

یہ سلسلہ حضرت خواجہ احمد خضرویہ سے شروع ہوا جو خواجہ حاتم اصم کے خلیفہ تھے آپ شیخ شفیق بلخی کے مرید و خلیفہ تھے اور آپ خواجہ ابراہیم بن ادھم کے مرید و خلیفہ تھے اور آپ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض اور امام باقر کے خلیفہ تھے۔ (۵۵)

داراشکوہ "سفینۃ الاولیا" میں حضرت شیخ احمد بن خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔

"آپکا تعلق گروہ ملامتیہ سے تھا" (۵۶)

سلسلہ زاہدیہ :-

یہ سلسلہ حضرت شیخ بدر الدین زاہد کے نام سے منسوب ہے۔ جو مرید و خلیفہ تھے خواجہ صدر الدین سمرقندی کے، آپ خواجہ ابو القاسم کے، آپ خواجہ قطب الدین عبدالماجد کے، آپ خواجہ ابو اسحاق گازرونی کے، آپ خواجہ حسین بازیارہراتی کے آپ خواجہ محمد رویم کے، اور آپ حضرت جنید بغدادی کے تا علی المرتضی کرم اللہ وجہ۔ (۵۷)

marfat.com

سلسلہ انصاریہ :-

یہ سلسلہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری سے منسوب ہے (جنکو پیر ہرات بھی کہتے ہیں) یہ خواجہ ابوالحسن خرقانی کے مرید و خلیفہ تھے شیخ الاسلام اپنے وقت کے غوث تھے۔ (۵۸)

"مجلس صوفیہ" کے مصنّف پروفیسر معین الدین دردائی کے مطابق حضرت شیخ عبداللہ انصاری ہروی صوفی اور محدث تھے اور مسلک کے لحاظ سے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے پیرو تھے۔ (۵۹)

سلسلہ صفویہ :-

یہ سلسلہ حضرت شیخ صفی الدین اسحاق اردبیلی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے جو شیخ زاہد گیلانی کے خلیفہ تھے یہ سلسلہ عراق اور خراسان میں بہت پھیلا ہے حضرت شیخ صفی الدین کے وقت میں لوگ کثرت سے اس سلسلے سے فیض یاب ہوئے اور تربیت حاصل کی کہ کسی دوسرے مشائخ سے اسقدر سننے میں نہیں آیا۔ (۶۰)

سلسلہ عبدروسیہ :-

یہ سلسلہ حضرت میر سید عبداللہ المالکی العبدروسی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا آپ شیخ ابوبکر کے مرید و خلیفہ تھے آپ سلسلہ سہروردیہ سے خرقہ ء خلافت رکھتے تھے آپکا سلسلہ عرب، عدن، گجرات اور احمد آباد میں بہت پھیلا ہوا ہے۔ (۶۱)

سلسلہ قلندریہ :-

اس سلسلہ میں کئی طریقت کے مشائخ شامل ہیں۔ اس سلسلہ کا نام قلندریہ اسلئے مشہور ہوگیا ہے کہ اسکے اندر قلندر مشرب کے مشائخ شامل ہیں جو اکثر سکر و استغراق میں مست رہتے ہیں۔

مصنّف "روحانیت اسلام" مولانا واحد بخش سیال نے چند قلندروں کے نام اسطرح بیان کئے ہیں۔

"شیخ محمد قلندر، شاہ حیدر قلندر، شاہ حسین بلخی، شاہ شمس تبریزی، شیخ

marfat.com

فخرالدین عراقی، خواجہ اسحاق مغربی، خواجہ حافظ شیرازی۔ (۶۲)

"اقتباس الانوار" میں بحوالہ، "اخبار الاخیار" (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) لکھا ہے۔

"ہندوستان میں مشرب قلندریہ نے شاہ خضر رومی سے شہرت پائی وہ سلطان شمس الدین التمش کے زمانے میں قلندری لباس میں حضرت خواجہ قطب الارشاد خواجہ قطب الدین اوشی قدس سرہ کی خدمت میں دہلی آکر مرید ہوئے" (۶۳)

برصغیر کے ایک اور معروف قلندر شاہ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی علیہ الرحمۃ ہیں جنکو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ سے بطریق اویسیہ فیضان حاصل ہوا برصغیر کے ایک اور بڑے قلندر حضرت لعل شہباز قلندر ہیں جنکا مزار صوبہ سندھ کے قصبہ سہون شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ (۶۴)

سلسلہ قادریہ کے صوفی بزرگ حضرت مولانا محمد غلام رسول القادری رحمۃ اللہ علیہ نے "قلندر" کی شان و صفات اسطور بیان فرمائی ہیں۔

"قلندر عارف بے باک ہوگا
قلندر ہر صفت سے پاک ہوگا
قلندر خاک اندر خاک ہوگا
قلندر صاحب ادراک ہوگا
قلندر مرد حق آزاد ہوگا
قلندر فرد از افراد ہوگا
قلندر شعلہ ء عشق خدا ہے
قلندر شان پاک کبریا ہے
قلندر سب میں ہے سب سے جدا ہے
قلندر خاص اک نام خدا ہے
قلندر فارغ از حرص و ہوا ہے

marfat.com

قلندر درد اور اسکی دوا ہے
قلندر نور الانوار الہی
قلندر سرّ و اسرار الہی" (۶۵)

حضرت عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ "عوارف المعارف" میں "قلندر" کی خصوصیات کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مردِ قلندر کسی خاص وضع کا پابند نہیں ہوتا اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی شخص اسکا حال جانے یا نہ جانے وہ تو اپنی خوش دلی میں مگن رہتا ہے اور وہی اسکا کُل سرمایہ ہے" (۶۶)

مولوی اشرف علی تھانوی کی تصنیف "شریعت اور طریقت" میں "قلندر" کی تعریف و تشریح ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

"اصطلاح صوفیہ میں وہ جماعت قلندر کہلاتی ہے جنمیں اعمال قلبیہ یعنی اعمال ظاہرہ تو کم ہوتے ہیں مگر اعمال قلبیہ اسکے بہت زیادہ ہوتے ہیں اور اعمال قلبیہ یہ ہیں کہ خدا تعالی کے ساتھ معاملہ درست رکھا جائے۔" (۶۷)

سلسلہ قادریہ کے صوفی بزرگ حضرت عارف باللہ صوفی سائیں عبدالغنی القادری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت سید گل حسن شاہ قلندر قادری پانی پتی) اپنی نادر روحانی تصنیف "مثنوی عالم فیض" میں سلسلہ قلندریہ کے طریقۂ ذکر کے بارے میں "ذکر قلندر" کے عنوان سے فرماتے ہیں۔

"جلسہ معہودہ نگاہ رکھے اور درمیان زانو کے یا حسن اور درمیان ناف کے یا حسین اور کتف راست پر یا فاطمہ اور کتف چپ پر یا علی کہے اور یا محمد کہتا ہوا دل پر ضرب لگائے اور سرے سے شروع کرے اس ذکر کو ذکر پنجتن بھی کہتے ہیں۔" (۶۸)

صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ مزید "قلندر" کی تعریف میں

marfat.com

فرماتے ہیں۔

"سمجھ یہ خوب قلندر وہ ہے اے مرد سعید
جو بے نظیر ہو تفرید (۶۹) میں تو در تجرید (۷۰)
خدا کے بن نہ کسی کی کچھ اسکو پرواہ ہو
تمام خلق کا حال اس پہ سر بسر وا ہو
یہ شرط ہے کہ وہ مجذوب بھی ہو سالک ہو
غلام پر جو نظر وہ کرے تو مالک ہو" (۷۱)

سلسلہ مداریہ :-

شیخ محمد اکرام مصنّف "رود کوثر" نے ایک اور سلسلہ "مداریہ" کا ذکر کیا ہے جسکا انتساب شاہ بدیع الدین مدار سے کیا جاتا ہے جو نواح قنوج میں موضع مکن پور میں مدفون ہیں۔" (۷۲)

"اردو دائرہ معارف اسلامیہ" کے مطابق حضرت شاہ بدیع الدین کا شمار ہندوستان کے مشہور ترین اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حلب میں ۲۵۰ھ / ۸۶۴ء میں پیدا ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے انکے مرشدوں میں شام کے ایک صوفی طیفورالدین بھی تھے۔ (۷۳)

مذکورہ بالا روحانی سلاسل اور انکے بانی مشائخ کی تفصیلات بیان ہونے کے باوجود یہ امر قابل ذکر ہے کہ فی زمانہ عوام جن معروف روحانی سلاسل سے آشنا ہیں وہ صرف چار بڑے روحانی طریقے ہیں یعنی ۱ : قادریہ ۲ : نقشبندیہ ۳ : چشتیہ اور ۴ : سہروردیہ۔ مذکورہ بالا سلاسل روحانی کی تعلیمات اور اوراد و مشاغل باہم ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہیں تاہم جیسا کہ اس سے قبل واضح ہوچکا کہ تمام سلاسل کا مقصود و مطلوب قرب خداوندی اور خود شناسی و خدا شناسی ہی ہے۔ چنانچہ اب مذکورہ بالا چار بڑے روحانی سلاسل کی تعلیمات و مشاغل کا ایک جائزہ لیا جائیگا تا کہ سلسلہ قادریہ اور دیگر سلاسل کے اعمال و اشغال کا تقابل کیا جاسکے۔

marfat.com

حوالہ جات باب چہارم

(۱) روحانیت اسلام ، مولانا واحد بخش سیال ، لاہور ، بزم اتحاد المسلمین ، ص ۲۰۳

(۲) تذکرہ صوفیائے سندھ ، اعجاز الحق قدوسی ، کراچی ، اردو اکیڈمی سندھ ، ۱۹۵۹ء ص ۶

(۳) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ، ص ۲۰۳

(۴) ایضاً ص ۲۰۳

(۵) تصوف اور سریت ، پروفیسر لطیف اللہ ، لاہور ، ادارہ ثقافت اسلامیہ ص ۲۱۲

(۶) اقتباس الانوار ، شیخ محمد اکرم قدوسی مترجم: واحد بخش سیال ، بزم اتحاد المسلمین ص ۴۸

(۷) مشائخ چشت ، خلیق احمد نظامی ، کراچی ، مکتبہ عارفین ص ۱۳۲

(۸) مجلس صوفیہ ، پروفیسر محمد معین الدین دردائی ، کراچی ، نفیس اکیڈمی ص ۶۳

(۹) ایضاً ص ۶۳

(۱۰) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ، ص ۲۰۷

(۱۱) اقتباس الانوار ، محولہ بالا ص ۴۸

(۱۲) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۰۷

(۱۳) اقتباس الانوار ، محولہ بالا ص ۴۹

(۱۴) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۰۷

(۱۵) اقتباس الانوار ، محولہ بالا ص ۴۹

(۱۶) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۰۷

(۱۷) اقتباس الانوار ، محولہ بالا ص ۵۰

(۱۸) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۰۷

(۱۹) مشائخ چشت ، محولہ بالا ص ۱۳۵

marfat.com

(۲۰) ایضاً ص ۱۲۷
(۲۱) مجلس صوفیہ ، محولہ بالا ص ۶۳
(۲۲) ایضاً ص ۱۳۱
(۲۳) خواجہ سلیمان تونسوی اور انکے خلفا ، ڈاکٹر محمد حسین للّلهی ، اسلامک بک فاؤنڈیشن ص ۲۸
(۲۴) مجلس صوفیہ ، محولہ بالا ص ۶۳
(۲۵) اقتباس الانوار ، محولہ بالا ص ۵۲
(۲۶) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۰۸
(۲۷) اقتباس الانوار ، محولہ بالا ص ۵۳
(۲۸) ایضاً ص ۵۳
(۲۹) تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ، مولانا عبدالمجتبی رضوی ، لاہور ، کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز ص ۱۹۱
(۳۰) ایضاً ص ۱۹۲
(۳۱) اقتباس الانوار ، محولہ بالا ص ۵۴
(۳۲) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۰۸
(۳۳) ایضاً ص ۲۰۸
(۳۴) اقتباس الانوار ، محولہ بالا ص ۵۵
(۳۵) سفینۃ الاولیا ، شہزادہ داراشکوہ ، مترجم : مولانا محمد وارث کامل ، لاہور ، مدنی کتب خانہ ص ۱۲۸
(۳۶) مجلس صوفیہ ، محولہ بالا ص ۶۳
(۳۷) آب کوثر ، شیخ محمد اکرام ، لاہور ، ادارہ ء ثقافت اسلامیہ ص ۲۵۲
(۳۸) ایضاً ص ۲۶۸
(۳۹) ایضاً ص ۲۷۱
(۴۰) ایضاً ص ۲۷۱
(۴۱) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۰۹

marfat.com

(۴۲) مجلس صوفیہ ، محولہ بالا ص ۷۹

(۴۳) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۰۹

(۴۴) مشائخ چشت ، محولہ بالا ص ۱۳۴

(۴۵) اقتباس الانوار، محولہ بالا ص ۵۷

(۴۶) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۱۰

(۴۷) سفینۃ الاولیا، محولہ بالا ص ۶۲

(۴۸) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۱۰

(۴۹) مجلس صوفیہ ، محولہ بالا ص ۶۳

(۵۰) ایضاً ص ۶۳

(۵۱) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۱۱

(۵۲) رود کوثر ، شیخ محمد اکرام، لاہور ، ادارہ ء ثقافت اسلامیہ ص ۳۵

(۵۳) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۱۰

(۵۴) ایضاً ص ۲۱۰

(۵۵) ایضاً ص ۲۱۰

(۵۶) سفینۃ الاولیا، محولہ بالا ص ۱۵۴

(۵۷) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۱۲

(۵۸) اقتباس الانوار، محولہ بالا ص ۶۴

(۵۹) مجلس صوفیہ ، محولہ بالا ص ۴۷

(۶۰) اقتباس الانوار، محولہ بالا ص ۶۴

(۶۱) ایضاً محولہ بالا ص ۶۵

(۶۲) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۱۲

(۶۳) اقتباس الانوار، محولہ بالا ص ۶۶

(۶۴) روحانیت اسلام ، محولہ بالا ص ۲۱۲

(۶۵) کلیات قادری ، مولانا غلام رسول قادری، مرتبہ : صاحبزادہ فرید الدین قادری ، کراچی ،

marfat.com

قادری مسجد سولجر بازار ص ۱۲۵

(۶۶) عوارف المعارف ، شیخ عمر بن شہاب الدین ، مترجم : سید رشید احمد ارشد، شیخ غلام علی اینڈ سنز ص ۱۱۹

(۶۷) شریعت اور طریقت ، اشرف علی تھانوی ، کراچی ، مکتبہ تھانوی، ص ۲۹۹

(۶۸) مثنوی عالم فیض ، صوفی سائیں عبدالغنی القادری، کراچی ، دبدبہ ء حیدری پریس ، ص ۱۱۴

(۶۹) دنیا و اخروی اغراض کو ترک کر دینا تجرید ہے۔

(۷۰) کسی چیز کی اپنی طرف نسبت نہ کرنا تفرید ہے (شریعت اور طریقت ص ۴۱۲)

(۷۱) مثنوی عالم فیض ، محولہ بالا ص ۱۳۴

(۷۲) رود کوثر، محولہ بالا ص ۴۱

(۷۳) اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد چہارم ، لاہور ، دانش گاہ پنجاب ص ۲۳۵

marfat.com

باب پنجم

معروف سلاسل کی تعلیمات و اشغال

marfat.com

معروف سلاسل کی تعلیمات و اشغال

سلسلہ ء نقشبندیہ کی تعلیمات و اشغال :-

تمام روحانی سلاسل کی بنیاد قرآن و سنت ہی کے اصولوں پر رکھی گئی ہے اور ان روحانی سلاسل کے اکابرین پیشوا خود زہد و اتقا میں نمایاں حیثیت کے حامل رہے ہیں چنانچہ "سلسلہ نقشبندیہ" میں بھی خصوصی طور پر شریعت کے اصول و ضوابط پر سختی سے عمل کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے نقشبندیہ طریق کے ایک جلیل القدر بزرگ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ (۱) (۹۸۹ھ / ۱۰۵۴ھ) جو کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے ایک بلند مرتبہ خلیفہ تھے اپنی تصنیف "نسمات القدس" میں سلسلہ ء نقشبند اور شریعت کے باہمی تعلق کے بارے میں فرماتے ہیں۔

> "اپنے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ لوگ کہتے ہیں سلسلہ نقشبندیہ میں ریاضتیں اور مجاہدے نہیں ہیں وہ نہیں جانتے کہ اس طریقہ عالیہ کی بنیاد مناہی اور بدعات بلکہ رخصت سے بھی دور رہنا ہے" (۲)

سلسلہ ء نقشبندیہ کے ایک عظیم صوفی بزرگ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۷۵ھ) کے حالات میں "مسالک السالکین" جلد دوم میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی اور حضرت خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہما کی بالترتیب آٹھ اور تین پر مشتمل تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے مصنف "مسالک السالکین" تحریر کرتے ہیں کہ انہیں گیارہ کلموں پر خواجگان کے طریقہ کی بنیاد ہے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی نے طریقت کے راہ میں جو آٹھ نکات تعلیم فرمائے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

marfat.com

۱- ہوش دردم:-

یہ کہ انتقال ایک سانس کا دوسری سانس کی طرف ساتھ حضور کے ہو سر غفلت سے نہ ہو یعنی کوئی سانس حق تعالی کی یاد سے خالی اور غفلت سے نہ ہو۔

۲- نظر بر قدم:-

یہ ہے کہ سالک کی نظر ہمیشہ پُشت پا پر رہے تاکہ پراگندہ نہ ہو اور ایسی چیز پر نہ پڑے جسکا دیکھنا روا نہیں۔ (۳)

۳- سفر در وطن:-

یعنی سالک اپنی طبیعت بشری سے (صفات بشری) صفات ملکی کی طرف سفر کرے اور صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرے:-

۴- خلوت در انجمن:-

یہ ہے کہ اشتغال و استغراق ذکر میں ذاکر اس مرتبہ کو پہنچے کہ اگر بازار میں بھی ہو تو بسبب استیلائے ذکر کے وہ کسی کی آواز تک نہ سنے۔ لوگوں نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ طریقہء مبارک کی بناء کیا ہے؟ تو فرمایا خلوت در انجمن - یعنی بظاہر با خلق و بباطن با حق:-

۵- یاد کرد:-

یہ ذکر لسانی یا قلبی مراد ہے۔

۶- باز گشت:-

یہ ہے کہ ذاکر وقت ذکر کلمہ طیبہ کے ہر بار اسکے عقب میں زبان دل سے کہے خداوندا مقصود میرا تو ہے اور تیری رضا یہ کلمہء بازگشت ہر ایک خواطر نیک و بد کا نفی کنندہ ہے۔

۷- نگاہداشت:-

حضرت مولانا سعد الدین کاشغری رحمۃ اللہ علیہ اس کلمہ کے معنی میں

marfat.com

فرماتے ہیں کہ ایک ساعت یا دو ساعت یا اس سے زیادہ جسقدر میسر ہو اپنی خاطر کو نگاہ رکھے۔

۸ - یادداشت :-

یہ دوام آگاہی سے عبارت ہے حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ۔

سلسلہ نقشبندیہ کے پیشوا حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل تین نکات بطور تعلیم بیان فرمائے ہیں۔

۱ - وقوف زمانی :-

اس سے مراد اپنے اوقات کا محاسبہ ہے یعنی بندہ اپنی صفت اور حال سے واقف ہو کہ کس زمانہ میں کس طرح پر رہ رہا ہے آیا موجب شکر ہے یا موجب عذر.... محاسبہ یہ ہے کہ ہر ایک ساعت میں جو گزرا ہے اسکا محاسبہ ہو تاکہ غفلت و حضور کا حال معلوم ہو۔

۲ - وقوف عددی :-

مراد ذکر میں عدد کی رعایت کرنا ہے ... ذاکر کو چاہیے کہ ایک نفس میں تین یا پانچ یا سات یا اکیس مرتبہ برعایت عدد طاق کے ذکر کرے۔

۳ - وقوف قلبی :-

مراد بیداری و حضور قلب ہے اللہ کے حضور میں اسطرح کہ قلب کو اسکے غیر سے کوئی غرض نہ رہے اور یہ دو معنوں پر محمول ہے ایک یہ کہ ذاکر کا دل اللہ تعالیٰ سے اسطور پر واقف و آگاہ رہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی غیر سے کوئی غرض باقی نہ رہے دوسرے یہ کہ ذاکر اپنے دل سے واقف و آگاہ رہے یعنی اثنائے ذکر میں پارہ گوشت صنوبری پر متوجہ رہے حضرت خواجہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ ذکر میں حبس دم اور عدد کی رعایت کو لازم نہیں جانتے لیکن وقوف قلبی دونوں معنوں کے

marfat.com

ساتھ ضروری جانتے ہیں اسلئے کہ ذکر سے جو کچھ مقصود ہے وقوف قلبی میں ہے۔

"اردو دائرہ معارف اسلامیہ" میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ (بانی سلسلہ نقشبندیہ) اورانکی تعلیمات کے حوالہ سے درج ہے کہ حضرت بہاؤالدین نقشبند اٹھارہ برس کی عمر میں تصوف کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے محمد بابا السماسی کی خدمت میں سماس (بخارا کے قریب ایک گاؤں) بھیجے گئے انکے طریقے میں "ذکر بالجہر" ہوتا تھا لیکن خواجہ نقشبند نے علاؤالدولہ حضرت عبدالخالق غجدوانی (م ۵۷۵ ھ) کے طریقے کو ترجیح دی جو "ذکر خفی" کرتے تھے۔ (۴)

روحانی سلاسل میں "ذکر اللہ" کی اہمیت نہایت واضح ہے اور تمام سلسلوں میں "ذکر" کو نمایاں مقام حاصل ہے بلکہ سلسلوں کی بنیاد "ذکر" پر ہے خواہ وہ ذکر جلی ہو یا ذکر خفی تاہم بعض سلسلوں میں "ذکر خفی" کو اہمیت حاصل ہے اور انمیں "نقشبندیہ" سلسلہ سرفہرست ہے۔

> "خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے کچھ عرصہ سے ذکر خفی کو ذکر جلی میں شامل کردیا جاتا تھا اور نقشبندی حضرات کو علانیہ خوان کہا جاتا تھا مگر خواجہ صاحب نے شروع ہی سے ذکر خفی اختیار کیا" (۵)

"اردو دائرہ معارف اسلامیہ" کے مطابق سلسلہ خواجگان سرزمین سمرقند و بخارا میں پوری طرح نشوونما پاچکا تو حضرت خواجہ باقی باللہ (م ۱۰۱۲ھ / ۱۶۰۳ء) اسے جلال الدین اکبر کے عہد میں ہندوستان لائے۔ قادریہ، چشتیہ اور سہروردیہ سلاسل تصوف یہاں پہلے سے آچکے تھے اگرچہ یہ سلسلہ بعد میں پہنچا اور حضرت خواجہ باقی باللہ نے ہندوستان میں اپنی زندگی کے صرف آخری چار پانچ سال گزارے مگر اس قلیل عرصے میں انہوں نے نقشبندیہ سلسلہ کی بنیاد مستحکم طریقے سے اس ملک میں رکھ دی۔ (۶)

حضرت خواجہ باقی باللہ (م ۱۰۱۲ ھ / ۱۶۰۳ ء) سلسلہ نقشبندیہ کے حوالے سے ہندوستان میں بانی تصور کئے جاتے ہیں اور انہوں نے زہد و اتقا میں جن امور کو

marfat.com

پیش نظر رکھا انکی تاکید و تلقین اپنے اہل سلسلہ کو بھی کی اور یہی تلقین انکے سلسلہ کی تعلیم کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

"حضرت باقی باللہ کو اکل حلال کا بڑا خیال تھا حتی کہ اس امر کی شدید تاکید تھی کہ پکانے والا باوضو ہو بلکہ ارباب "حضور و صفا" میں سے ہو اور پکاتے وقت دنیاوی باتوں میں مشغول نہ رہے یہ فرمایا کرتے تھے کہ جو لقمہ "بے حضور احتیاط" کھایا جاتا ہے اسکے کھانے سے ایک ایسا دھواں پیدا ہوتا ہے جو "مجاری ء فیض" کو بند کر دیتا ہے۔ تمام مریدوں کو بھی اس امر کی ترغیب دیتے تھے کہ وہ کھانے پینے میں احتیاط کا معاملہ کریں" (۷)

سلسلہ ء نقشبندیہ کو حضرت خواجہ باقی باللہ کے مرید و خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرھندی رحمۃ اللہ علیہ سے تقویت حاصل ہوئی انکی نسبت سے یہ سلسلہ "سلسلہ مجددیہ" کے نام سے مشہور ہوگیا سلسلہ مجددیہ کے اثرات ہندوستان تک محدود نہ رہے بلکہ بیرون ھند بھی پہنچے۔ (۸)

"القول الجمیل" میں حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نقشبندیہ سلسلہ اور انکے مشائخ کے اشغال کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ۔

"ان مشائخ کا ارشاد یہ ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے تین راستے ہیں اور ان تین میں سے ایک ذکر ہے اور اسی میں نفی یعنی "لاالہ" اور اثبات یعنی "الااللہ" کا ذکر بھی شامل ہے یہ ذکر نفی و اثبات اس سلسلہ کے متقدمین سے مروی ہے۔ انکے ہاں اسکی صورت یہ ہے کہ طالب ذکر کیلئے ایسا وقت ڈھونڈے جسمیں اسے ایک طرف خارجی پریشانیوں یعنی لوگوں کی اِدھر اُدھر کی باتوں سے فرصت حاصل ہو اور دوسری طرف وہ داخلی تشویشات یعنی حد سے زیادہ بھوک، غصے، اذیت اور حد سے زیادہ سیری سے مامون ہو۔ اسکے

marfat.com

بعد طالب موت کو یاد کرے اور اسکا تصور اسطرح کرے گویا وہ اسکے سامنے موجود ہے اور پھر وہ اپنے گناہوں سے مغفرت چاہے اور اپنے ہونٹ بھینچے ، آنکھوں کو بند کرے اور سانس کو اپنے پیٹ میں روکے اور اپنے دل میں "لا" کہے اور اسے اپنی ناف سے دائیں کو کھینچے اور یہاں تک کھینچتا چلا جائے کہ وہ اسکے شانوں تک پہنچے پھر وہ اپنے شانوں کو ہلائے اور انہیں سر کی طرف جھکادے اور "الہ" اور پھر اپنے دل میں "الا اللہ" کی سمت ضرب لگائے۔

نقشبندی سلسلہ کی سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ جب طالب "لاالہ" کہے تو وہ اللہ کے سوا ہر معبود، ہر مقصود اور ہر وجود کی نفی کرے اور جب "الااللہ" کہے تو پورے رسوخ اور کامل اطمینان قلب سے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات میں معبودیت، مقصودیت اور وجود کا اثبات کرے" (۹)

مشائخ نقشبندیہ کے نزدیک اللہ تک پہنچنے کے جو تین طریقے بیان کئے گئے ہیں انمیں پہلا طریقہ مذکورہ بالا طریقہ ء ذکر کا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ روحانی سلاسل میں "ذکر الہی" کو تقرب الہیٰ کے باب میں کتنی اہمیت و فضیلت حاصل ہے اگرچہ انداز ذکر اور طریقے مختلف سہی مگر مطلق ذکر کی پابندی سالک کیلئے نہایت ضروری قرار دی گئی ہے۔ دوسرا طریقہ جو مشائخ نقشبند نے ذکر کے بعد بیان کیا ہے وہ "مراقبے" کا ہے۔

> "مراقبے کی صورت یہ ہے کہ طالب تھوڑی دیر کیلئے سانس کو ناف کے نیچے روکے اور پھر ادراک کی تمام قوتوں کو مجتمع کرکے اس مجرد اور بسیط حقیقت کی طرف متوجہ ہو جسکا ہر شخص اللہ کا نام لیتے وقت کسی نہ کسی صورت میں تصور کرتا ہے" (۱۰)

مشائخ نقشبند کے نزدیک اللہ تک پہنچنے کا تیسرا طریقہ مرشد کے ساتھ

marfat.com

کامل ربط کا ہے۔ یہ طریقہ تقریباً تمام روحانی سلسلوں میں خاص اہمیت رکھتا ہے اور مرید کیلئے "رابطہ شیخ" ہر سلسلے میں لازمی قرار دیا گیا ہے کیونکہ تمام اشغال میں مرید کیلئے مرشد کی توجہ اور اثر کا ہونا بڑی اہمیت رکھتا ہے چنانچہ سلسلہ نقشبندیہ میں اس طریقے یعنی "رابطہ شیخ" کو تیسرا طریقہ بتایا گیا ہے۔

"اس کیلئے ضروری شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوبہ اور دائم الیادداشت ہو اس سلسلہ میں جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھے تو اپنے باطن کو مرشد کی محبت کے سوا ہر چیز سے خالی کردے اور ہمہ تن اس امر کا منتظر ہوجائے کہ مرشد سے اسپر کیا فیضان ہوتا ہے اس حالت میں خواہ مرید اپنی آنکھیں بند رکھے یا انکو کھلا رکھے اور وہ مرشد کی دو آنکھوں کے درمیان اپنی نظر جمادے اور پھر جب مرشد کی ذات سے اسپر کچھ فیضان ہو تو طالب دل و جان سے اس فیضان کے پیچھے پڑجائے اور برابر اس فیضان کی حفاظت کرے۔" (۱۱)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ نقشبندیہ میں اوراد و اشغال کو ایک اور صورت عطا فرمائی ہے انہوں نے انسانی جسم میں "لطائف ستہ" کا تعین فرمایا ہے ان میں سے ہر ایک لطیفہ ایک مستقل حقیقت رکھتا ہے ان چھ لطائف کو نفس ناطقہ کی چھ جہتیں یا اسکے چھ اعتبارات کا نام دیا جاتا ہے چنانچہ اس نفس ناطقہ کا ایک اعتبار سے "قلب" نام ہے اور اسی کو دوسرے اعتبار سے "روح" کہتے ہیں اور اسی طرح اس کے دوسرے نام ہیں حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے مطابق۔

"ان لطائف میں سے ہر لطیفہ کا تعلق بدن کے کسی نہ کسی عضو سے ہے چنانچہ "قلب" بائیں چھاتی سے دو انگل نیچے واقع ہے اور "روح" دائیں چھاتی کے نیچے عین قلب کے برابر ہے اور "سر" دائیں چھاتی کے اوپر سینے کے وسط کی

marfat.com

طرف جھکا ہوا ہے اور "خفی" بائیں سینے کے اوپر سینے کی
طرف جھکا ہوا ہے اور "اخفی" "خفی" کے اوپر ہے اور
"سر" وسط میں ہے اور "نفس" دماغ کی پہلی تہہ میں ہے
اور یہ سب کے سب اعضاء نبض کی طرح حرکت کرتے ہیں
شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں کہ طالب کو ان اعضا کی اس
حرکت پر نگاہ رکھنی چاہئیے اور اس حرکت کا تصور اسے اس
طرح کرنا چاہیئے گویا کہ اسم ذات کا ذکر کیا جارہا ہے اسکے بعد
طالب نفی واثبات کا ذکر کرے اور وہ اسطرح کہ لفظ "لا" کو
کھینچتا ہوا تمام لطائف پر حاوی کردے اور "الااللہ" کی
ضرب "قلب" پر لگائے۔" (۱۲)

نقشبندیہ سلسلے میں سلسلہ قادریہ کی طرح "سماع" کی طرف رغبت نہیں کی جاتی جو کہ سلسلہ چشتیہ کے معمولات میں سے ہے لیکن سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے بعض مواقع پر سماع کی اجازت دی ہے البتہ خود اس سے اعراض فرمایا۔ چنانچہ خواجہ مسافر خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ خواجہ بہاؤالدین کی خدمت میں بہت رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"میں خواجہ کی خدمت میں بہت رہا ہوں ایک روز میرا دل
سماع کی طرف راغب تھا یاروں کے ساتھ مشورہ کرکے قوال و
دف ونے بجانے والے کو لیکر خواجہ بہاؤالدین کی مجلس میں
حاضر ہوا اور خوب گانا سنا آپ نے مطلق منع نہ کیا۔ آخر فرمایا
مانہ ایں کارے کنم نہ انکارے کنم۔" (۱۳)

سلسلہ ء نقشبندیہ کی تعلیمات اور اس طریقے کے اکابرین کے آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طریقے میں رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل کو ترجیح دی جاتی ہے علاوہ ازیں وجد و رقص و مستی کی بجائے شرعی آداب و ضوابط کو نگاہ میں رکھا جاتا ہے۔

marfat.com

حضرت خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف "نسمات القدس" میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں درج ہے۔

"حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے عزیمت پر سختی سے عمل کرنے کے باعث باوجود کثرت جذبات کے نہ کبھی ابتداء میں نہ درمیان میں اور نہ کبھی آخر میں وجد و رقص وسماع کی طرف توجہ فرمائی۔" (۱۴)

"تذکرۃ الفقراء" میں تحریر ہے کہ ...

"اس گروہ کے فقراء تین ناموں نقشبندیہ، نقشبندیہ مجددیہ، ابوالعلائیہ سے موسوم ہوتے ہیں پھر انہیں مرشد کی نسبت سے شاخیں پیدا ہوجاتی ہیں مگر اس سلسلہ میں نقشبندیہ میں لفظ مجددیہ کا اضافہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہوا ... حضرت ابو العلاء نقشبندی اکبر آبادی (۱۵) سے نقشبندیہ ابوالعلائیہ سلسلہ جاری ہوا۔" (۱۶)

سلسلہ ء قادریہ کی تعلیمات و اشغال :-

تصوف کی بنیاد شریعت اسلامی کی تعلیمات کی روشنی میں تزکیہ ء نفس اور تصفیہ ء قلب پر رکھی گئی ہے اور تمام سلاسل کے بزرگوں اور مشائخ نے تصوف کی ظاہری تعریف کے بجائے اسی تعریف کو ترجیح دی ہے کہ اصل تصوف صفائے قلب سے متعلق ہے۔ ڈاکٹر میر ولی الدین اپنی تصنیف "خواجہ بندہ نواز کا تصوف اور سلوک" میں سلسلہ قادریہ کے مشائخ کی تعلیمات کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

"سلسلہ قادریہ کے مشائخین کرام نے زیادہ زور آئینہ قلب کو حیوانی و نفسانی و شیطانی زنگار سے صاف کرنے پر دیا ہے باطن کا تصفیہ تصقیل، الواث قوت بہیمیہ، سبعیہ و شیطانیہ کا ازالہ انکے پیش نظر رہا ہے" (۱۷)

marfat.com

"اردو دائرہ معارف اسلامیہ" کے مطابق۔

"یہ امر واقعہ ہے کہ مختلف ملکوں میں قادری سلسلوں کے اذکار و اشغال میں بڑا فرق نظر آتا ہے" (۱۸)

مختلف روحانی سلاسل میں اذکار و اشغال کے طریقے اور اسکے اثرات بھی مختلف ہوئے ہیں اور بعض روحانی سلسلوں کے اذکار و اشغال طبعی طور پر ہر آدمی کیلئے یکساں قابل عمل نہیں ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات طالب ان اعمال و اشغال پر عملاً قادر نہیں ہوتا لیکن قادری سلسلہ کے اوراد واشغال کا ذکر کرتے ہوئے "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" لکھتا ہے۔

"قادریہ سلسلہ بعض لحاظ سے دوسرے سلسلوں سے بلاشبہ مختلف ہے اور یہ اختلاف زیادہ تر اشغال اور اوراد کی بناء پر ہے۔ قادری سلسلہ میں بہت زیادہ رواداری پائی جاتی ہے اور اسکے قواعد میں کسی قسم کی انتہا پسندانہ شدت موجود نہیں۔ یہ سلسلہ عملی لحاظ سے بڑا روادارانہ ہے۔ بلاشبہ یہ سلسلہ تمام اسلامی ممالک میں موجود ہے۔ مصر، ترکی اور ہندوستان میں اس سلسلے کے اوراد و اشغال کے مختلف مجموعے چھپے ہوئے موجود ہیں جنکی بابت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ اشغال و اوراد ہیں۔" (۱۹)

قادریہ سلسلہ سے نسبت رکھنے والے خواتین و حضرات کیلئے اس روحانی سلسلے کی تعلیمات کے حوالہ سے دائمی وصیت کے طور پر سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے بوقت وصال بطور وصیت کے یہ الفاظ مبارکہ بھی بڑی اہمیت رکھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ۔

"اللہ سے ڈرتے رہو اور اسکی بندگی کرو اور خدا کے سوا نہ کسی سے ڈرو اور نہ کسی سے امید رکھو سب حاجتیں اللہ سے طلب کرو اسکے سوا کسی پر بھروسہ مت کرو" (۲۰)

marfat.com

سلسلہ نظامیہ کے معروف صوفی بزرگ ادیب و شاعر حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "محفل نامہ گیارہویں شریف" میں سلسلہ قادریہ کے حوالہ سے حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے اشغال و اعمال کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ذکر پاس انفاس کا شغل کئی طریقوں سے سلسلہ قادریہ میں ہے جو حضور کی تعلیمات میں سے تھا اسم ذات کا بھی ہے نفی اثبات کا بھی اور اسم یاحی یاقیوم کا بھی --- سلطان الاذکار بھی حضور سے مروی ہے چشتیوں اور قادریوں کے طرز حال میں بہت یکسانیت پائی جاتی ہے سلطان الاذکار کا بھی یہی حال ہے اسکے بعض طریقے ایسے معلوم ہوئے جو سلسلہ ء قادریہ سے علیحدہ ہیں سلطان الاذکار حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا بہت پسندیدہ شغل تھا ایام مجاہدہ میں اسکی عرصہ ء دراز تک مشغولی رہی ہے۔" (۲۱)

مولوی محی الدین کاکوروی لکھنوی "اسرار المعرفت" میں کہ جو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بانی ء سلسلہ قادریہ کے حالات و کرامات پر مشتمل ہے سلسلہ قادریہ کے اشغال کے ضمن میں خود حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ۔

"فرمایا آنحضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے کہ جو شخص دو رکعت نماز اس طور پر ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد الحمد کے قل ھو اللہ گیارہ گیارہ بار پڑھکر بعد رکوع و سجدہ کے بیٹھے اور التحیات اور درود پڑھ کر سلام پھیرے اور درود پڑھ کر عراق کی طرف گیارہ قدم بصدق نیت میرا نام لیکر چلے میں اسکی حاجت برلانے کا ذمہ دار ہوں چنانچہ مشائخین نے اس دوگانہ کے کئی طریقے مقرر کئے ہیں اور اسکو "صلوۃ الاسرار" کہتے ہیں" (۲۲)

marfat.com

"تحفہ ء قادریہ" میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے اس دوگانہ کا طریقہ یوں مذکور ہے۔

"جو کوئی دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ ء فاتحہ کے بعد سورہ ء کافرون گیارہ گیارہ دفعہ پڑھے اور پھر گیارہ دفعہ درود پیغمبر علیہ السلام پر بھیجے اور سلام کہے اور اسکو یاد کرے اور پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چل کر میرا نام لے اور اپنی حاجت کو یاد کرے بیشک اسکی حاجت پوری ہوگی" (۲۳)

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے گیارہ اسمائے مبارکہ درج ذیل ہیں:-

"سلطان محی الدین، سید محی الدین، شیخ محی الدین، ولی محی الدین، پادشاہ محی الدین، مخدوم محی الدین، مولانا محی الدین، خواجہ محی الدین، درویش محی الدین، فقیر محی الدین، غوث محی الدین" (۲۴)

"انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مشائخین قادریہ کے حوالہ سے سلسلہ قادری کے اذکار کا طریقہ یوں تحریر فرمایا ہے۔

"ذکر طریقہ قادریہ کا اس طور پر ہے کہ مربع بیٹھے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھے کھلا ہوا اور آنکھوں کو بند کرے اور شروع کرے ذکر کو بائیں طرف سے اور ارادہ کرے کہ اپنے دل سے نکالتا ہے اللہ کے سوا کو اور دل کا مقام بائیں پستان کے نیچے ہے لا سے شروع کرے اور کھینچے اسکو یہانتک کہ ڈالے الہ کو حالت نفی میں داہنے مونڈھے کے اوپر اور اثبات کرے الا کے لفظ کے ساتھ داہنے مونڈھے کے اوپر سے اللہ کو بیچ دل کے جس سے ماسوائے الہ کو نکال ڈالا تھا بہت شدت اور ضرب کے ساتھ کہ دل میں اثر ہوجائے اور اسمیں ذکر کا نور

marfat.com

قرار پکڑے۔" (۲۵)

قادریہ طریقہ کے ایک کامل بزرگ صوفی حضرت سید گل حسن شاہ قادری (۲۶) پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی صوفیانہ تصنیف "تعلیم غوثیہ" میں اپنے مرشد گرامی حضرت غوث علی شاہ قادری پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے ایک "ذکر آور دبرد" (۲۷) کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اسکو ذکر فنا و بقا و ذکر جبروتی و ذکر لاہوتی بھی کہتے ہیں اور یہ دو طریقہ پر ہے ایک ترکیب تو یہ ہے کہ اول روبقبلہ مربع نشست رگ کیماس پائے چپ کو انگشت زپائے راست سے مظبوط پکڑے اور دونوں ہاتھوں کو دونوں زانو پر رکھے اور مقعد کو اسطرح اوپر کھینچے کہ ہر دوسرین ایک ہوجائیں اور شکم کو پشت سے ملا دے اور سر و سینہ و کمر کو برابر کر کے جانب کتف راست منہ پھیر کر ھا کہے اور جانب کتف چپ ھو اور سرنگوں کر کے دل پر ھی کی ضرب لگائے اسی طرح پیاپے مشغول ہو دوسری ترکیب یہ ہے کہ ھا کی ضرب ناف میں اور ھو کی ضرب دماغ میں اور ھی کی ضرب دل پر لگاتے ہیں۔" (۲۸)

علاوہ ازیں حضرت گل حسن شاہ نے اپنی مذکورہ بالا تصنیف "تعلیم غوثیہ" میں ایک اور "ذکر کڑ کا حیدری" کے متعلق تحریر کیا ہے کہ ہمارے مرشد غوث علی شاہ اس ذکر کی بابت فرمایا کرتے تھے کہ یہ ہمارا خاندانی آبائی واجدادی ذکر ہے اس ذکر کی ترکیب مذکورہ کتاب میں یوں درج کی گئی ہے۔

"دو زانو بیٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ کو اپنے دونوں زانو پر رکھے اور ضرب اللہ اکبر کی داہنی طرف اور پھر ضرب اللہ اکبر کی بائیں طرف لگا کر لا کو ناف سے نکالے اور بثلاثہ ضربات زانوئے چپ و راست و بالائے دوش راست پر لاکر الہ کی ضرب دماغ میں اور الا اللہ کی ضرب قلب پر بالملاحظہ و واسطہ لگائے اور ضرب واللہ

marfat.com

اکبر کی داہنی دوش پر اور ضرب اللہ اکبر کی بائیں دوش پر لگا کر ضرب وللہ الحمد کی دماغ میں لگائے اسطرح باربار کرتا رہے تاکہ بیخودی طاری ہو۔" (۲۹)

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ (قادری سروری سلسلے کے کامل بزرگ) کے سوانح پر مشتمل تصنیف "مناقب سلطانی" میں قادریہ طریقے کے اشغال کے ضمن میں درج ہے کہ۔

"طریقہ قادریہ عالیہ میں شروع میں نفی اثبات کا ذکر جہر کرایا جاتا ہے اور طالب اللہ کیلئے واجب ہوتا ہے کہ ضروری ضروری مسائل فقہ سے واقف ہو بعد ازاں قرآن شریف کو صحیح طور پر پڑھنا سیکھے بعد ازاں نماز، روزہ، فرض، سنت اور مستحب پر قائم ہو اور پانچ سپارے یا کم از کم سو آیت کی تلاوت روزانہ ضروری کرے۔" (۳۰)

تصوف کے دیگر سلاسل روحانی کے برعکس سلسلہ قادریہ کی تعلیمات و اشغال میں ذکر الہیٰ کی ایک خاص شکل "ذکر اللہ" کو بڑی اہمیت حاصل ہے اور سلسلہ قادریہ کے مشائخین نے اپنے مریدین کے ذوق و شوق میں اضافہ کی خاطر "حلقہ ذکر اللہ" میں مختلف اوراد و وظائف کو شامل کیا ہے اور "حلقہ ذکر اللہ" کے طریقے بھی مختلف مقرر کئے ہیں۔ البتہ سلسلہ قادریہ میں سلسلہ چشتیہ کی طرح "سماع" کو سلسلہ کی تعلیمات کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ اس ضمن میں معروف مورخ شیخ محمد اکرام اپنی تصنیف "آب کوثر" کے حاشیہ میں ایک جگہ تحریر کرتے ہیں۔

"قادری سماع بالمزامیر کے خلاف ہیں۔ اور انکے حلقوں میں موسیقی کو (خواہ وہ بالمزامیر ہے یا انکے بغیر) بہت کم بار ملتا ہے۔" (۳۱)

marfat.com

سلسلہ ء چشتیہ کی تعلیمات و اشغال :-

قرب الٰہی کے حصول کیلئے دیگر روحانی سلاسل کی طرح سلسلہ چشتیہ میں بھی اکابرین نے اذکار واشغال کے طریقے مقرر کئے ہیں۔ "اردو دائرہ ء معارف اسلامیہ" میں اس طریقہ کے اشغال میں ۱ : ذکر جہر ۲ : ذکر خفی ۳ : پاس انفاس ۴ : مراقبہ ۵ : چلہ اور خصوصاً "چلہ معکوس" (۳۲) بیان کیا گیا ہے۔ (۳۳)

چلہ کھینچنے سے متعلق مشائخ چشتیہ نے طالب کیلئے بطور تعلیم چند ہدایات دی ہیں۔ "القول الجمیل" میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مشائخ چشتیہ کے حوالہ سے تحریر کرتے ہیں کہ۔

> "جو طالب چلہ کھینچنا چاہے اسکو اس سلسلہ میں ان چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے مسلسل روزے رکھنا، برابر نماز پڑھنا، کم بولنا، کم کھانا، کم سونا، لوگوں سے میل جول کم رکھنا، جاگتے میں اور سوتے وقت برابر باوضو رہنا، دل کو مرشد سے مستقل طور پر مربوط رکھنا، غفلت سے یکسر کنارہ کرنا یہاں تک کہ طالب اسے حرام سمجھے" (۳۴)

سلسلہ چشتیہ میں ایک نماز "کن فیکون" کے نام سے معروف ہے اس نماز کا طریقہ یوں مذکور ہے۔

> "اگر کسی کو سخت مہم پیش آجائے تو اسے چاہیئے کہ ہفتے میں ہر بدھ، جمعرات اور جمعہ کی رات کو دو رکعت نماز ادا کرے اور پہلی رکعت میں ایک بار سورہ فاتحہ اور سو بار سورہ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سو بار اور سورہ اخلاص ایک بار تلاوت کرے اور پھر "اے آساں کنندہ ء دشواری ء ہا و اے روشن کنندہ ء تاریکی ء ہا" سو بار کہے اور سو بار استغفار پڑھے اور سو بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و فاتحہ بھیجے اور حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے

marfat.com

"اسی طرح دو راتوں تک برابر کرے اور جب تیسری رات ہو تو اتنا کرنے کے بعد اپنے سر سے عمامہ اتارے اور اپنی آستین کو گردن میں ڈالے اور روئے اور پچاس بار اللہ تعالیٰ سے اپنی مراد مانگے۔" (۳۵)

سلسلہ چشتیہ میں ذکر خفی و جلی کا ایک طریقہ تعلیم کیا گیا ہے جس سے ایک رگ جسکا نام "کیماس" ہے خاص طور پر متاثر ہوتی ہے اس سے دلوں میں ایسی گرمی پیدا ہوتی ہے جس سے وسوسے خود بخود دفع ہوجاتے ہیں۔ (۳۶)

حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (والد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی) کے مطابق کیماس وہ رگ ہے جو زانو کے نیچے ہے ران کی طرف آتی ہے اور اسکو دبانے سے یہ فائدہ ہے کہ اس سے دل سے وسوسے اور خیالات دور ہو جاتے ہیں اور طالب کی ہمت یکسو ہوجاتی ہے۔ "القول الجمیل" میں اس طریقہ ذکر کو اس طور بیان کیا گیا ہے۔

"جب ذکر جلی کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ چار زانو بیٹھے اور اپنے دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اسکے ساتھ کی انگلی سے اپنی اس رگ کو دبائے جو "کیماس" کہلاتی ہے۔ طالب کو چاہیے کہ پھر وہ اپنی نشست بدلے اور نماز کی بیٹھک بیٹھے اور اپنا منہ قبلہ کی طرف کرے اور اپنے عزم و ارادہ کو مجتمع کرکے "لا" کی مدّ اور "الااللہ" کی شد کی رعایت کے ساتھ "لاالہ الااللہ" کہے اور اسمیں اپنے دل کی پوری قوت لگادے اور وہ "لا" کے لفظ کو ناف سے نکالے اور اسے کھینچ کر دائیں بازو تک لے جائے اور "الہ" کو دماغ کی جھلی سے نکالے... اسکے بعد دوسرا سانس لے اور "الااللہ" کی ضرب پوری شدت اور قوت کے ساتھ دل پر لگائے۔" (۳۷)

روحانی سلاسل میں طالبان خدا کو خطرات شیطانی و نفسانی کے دفعیہ کیلئے

marfat.com

مختلف اشغال تعلیم کئے جاتے ہیں ۔ خصوصاً مبتدی کے لیے راہ سلوک میں بہت خطرات پیش آتے ہیں چنانچہ صوفیائے کرام نے سالکوں کو خطرات سے بچانے کیلئے بھی اذکار و اشغال تجویز فرمائے ہیں ذکر میں طریقہ ء "حبس دم" دیگر سلاسل کی طرح چشتیہ میں بھی اہمیت رکھتا ہے جسکے بارے میں حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ "کشکول کلیمی" میں لکھتے ہیں۔

"ذکر میں حبس نفس کرنا بعضوں کے نزدیک عمدہ اصل ہے بلکہ خطرات کے مٹانے میں اصل الاصول ہے اور چشتیہ اور کبرویہ اور شطاریہ اور قادریہ سلسلہ کے لوگوں نے حبس نفس کو شرط قرار دیا ہے۔" (۳۸)

سلسلہ چشتیہ ذوقیہ کے ایک بزرگ حضرت شاہ شہید اللہ فریدی رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ میں تعلیم کا ایک طریقہ "توجہ اتصال" بھی بیان فرماتے ہیں اس سلسلہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"اور سلسلوں میں توجہ عکس دی جاتی ہے لیکن چشتی سلسلہ میں توجہ اتصال دی جاتی ہے توجہ عکس کی مثال ایسی ہے جیسے درخت کو ایک ایک کرکے کاٹا جائے لیکن ہمارے ہاں ایکدم جیسے جنگل میں آگ لگادیتے ہیں۔" (۳۹)

تصوف کی مشہور کتاب "سبع سنابل" کے مطابق خواجگان چشت کا اس پر اجماع ہے کہ طالب صادق کیلئے ایک ذکر اور ایک فکر کافی ہے اور وہ ذکر کلمہ لاالہ الااللہ ہے کہ تمام ذکر اس کلمہ میں داخل ہیں۔ (۴۰)

سلسلہ چشتیہ کے معمولات میں سے ایک معروف شغل "سماع" بھی ہے جو کہ فی زمانہ ایک عام حیثیت اختیار کرگیا ہے لیکن دراصل مشائخ چشت میں سے اکابرین نے "سماع" کے اختیار کرنے کیلئے بھی کچھ شرائط و پابندیاں مقرر فرمائی تھیں اور ان پر سختی سے عمل فرماتے تھے اور مریدین کی جانب سے خلاف ورزی کی صورت میں سرزنش فرمایا کرتے تھے مشائخ سلسلہ چشت نے اسکو روحانی

marfat.com

غذا سے تعبیر کیا تھا لیکن اصول کی پابندی کے بغیر وہ سماع کو قطعی ناجائز تصور فرماتے تھے۔ اٹھارویں صدی میں جب ان اصولوں کی طرف سے لاپرواہی برتی گئی تو حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی نے اس خلاف ورزی کو شدت سے محسوس کرتے ہوئے فرمایا۔

"آج کل مشائخ سماع کی اہمیت نہیں سمجھتے ہیں، اور اسکے قواعد کی پابندی نہیں کرتے ہیں۔" (۴۱)

صوفیائے کرام کے حالات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "سماع" کو انہوں نے اپنی ایک خاص حالت اور ضرورت کے تحت اختیار کیا ہے اور وہ بھی تمام تر قواعد و ضوابط کے ساتھ۔ ورنہ ہر کس و ناکس کیلئے "سماع" کو جائز قرار نہیں دیتے۔ چنانچہ چشتیہ سلسلے کے صوفی بزرگ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ رحمۃ سے "سماع" کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔

"منتھی را باد حاجت نیست و مبتدی را مضر است"

ترجمہ:- منتھی کو اسکی ضرورت نہیں اور مبتدی کے لئے نقصان دہ ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ روحانی سلاسل میں اگر "سماع" کو مباح قرار دیا گیا ہے تو وہیں "سماع" کے لئے چند قواعد و ضوابط بھی مقرر فرمادیئے گئے ہیں گویا سماع انہی افراد کے لئے جائز اور بے ضرر ہے جو اس کے اہل ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "سماع" کے لئے چند شرائط متعین فرمادی ہیں جو اس طور ہیں۔

"۱: عورت یا امرد (بے ریش لڑکا) سے سماع نہ سنے۔
۲: سرور کے ساتھ رباب و چنگ بربط اور نائے عراقی نہ ہو کیونکہ انکی ممانعت آئی ہے۔ ۳: سماع میں کلام فحش اور غیر شرع نہ ہو۔ ۴: سننے والے ہم مشرب اور اہل اللہ ہوں۔
۵: سماع ایسی جگہ ہونا چاہیئے کہ جہاں عوام کا گزر نہ ہو۔
۶: وقت ایسا ہونا چاہیئے کہ جسمیں کوئی شرعی مجبوری نہ ہو مثلاً

marfat.com

نماز کا وقت نہ ہو بلکہ ہر طرف سے فارغ ہو کر اطمینان سے
سماع سنے اور متوجہ الی اللہ ہو" (۴۲)

"سماع" کی تعلیم اور اسپر عمل اور ذوق شوق تمام روحانی سلاسل سے زیادہ سلسلہ چشتیہ ہی میں پایا جاتا ہے لیکن دیگر روحانی سلاسل کے اکابرین کے آثار و احوال سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مطلق "سماع" سے انکار کرتے ہوں البتہ وہ اپنے طریقہ میں "سماع" کی اہمیت اور اسکے ضروری ہونے کے قائل ہیں۔ سلسلہء قادریہ کے بزرگ حضرت مولانا صاجزادہ محمد علم الدین القادری علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روحانی تصنیف "قادری نامہ" حصہ اول میں قادری سلسلہ اور سماع سے تعلق کی وضاحت میں فرمایا ۔

"بزم قوالی کا ہرگز قادری منکر نہیں
لیکن اسکے سلسلے میں یہ ضروری تر نہیں" (۴۳)

مشہور ہے کہ بزرگان دین نے "سماع" کے جواز میں تین بڑی شرائط عائد کی ہیں انکا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ۱ :- مکان۔ ۲ :- زمان۔ ۳ :- اخوان۔ مکان کے بارے میں یہ ہے کہ مشائخ کی خانقاہ ہو یا کوئی پاک وصاف ہوادار کشادہ اور روشن مقام ہو۔ اخوان کے بارے میں یہ کہ فقراء درویش اور ہم مزاج لوگ ہوں۔ زمان کے متعلق یہ شرط ہے کہ دل تمام اشغال سے فارغ اور خالی ہو۔ (۴۴)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ "سماع" کو مشائخ سلاسل نے چند شرائط کے ساتھ مباح کیا ہے اور اسکے لئے بھی اہل اور اہل حال ہونا ضروری ہے ورنہ طالب کو بجائے فائدہ ہونے کے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔

بعض صوفیاء نے "سماع" کی موجودہ صورت اور طریقہ کو دیکھتے ہوئے باوجود سماع کے منکر نہ ہونے کے خود کو سماع سے باز رکھا ہے اور اس ضمن میں احتیاط کی ہے۔ سلسلہ قادریہ کے معروف بزرگ حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری علیہ الرحمۃ (م ۱۹۰۶ء) اپنی تصنیف "سراج العوارف فی الوصایا والمعارف" میں "سماع" کے بارے میں اپنے طرز عمل کو واضح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

marfat.com

"اگرچہ فقیر سماع کا، جس طرح سے کہ چشتیہ سلسلے کے پرانے بزرگوں نے سنا ہے، منکر نہیں ہے اور کبھی کبھی مزارات اولیائے کرام کی مجالس میں حاضر ہو کر سماع سنا بھی ہے مگر چونکہ اس زمانے میں عموماً سماع جواز کی شرائط کے ساتھ نہیں ہوتا اس لئے مجبوراً چھوڑ دینے کے علاوہ کوئی اور علاج نہیں سماع سننے کی اہلیت اس پر آشوب دور میں مفقود ہے اور بقیہ شرائط بھی نہیں پائی جاتیں اسلئے مجبور ہو کر ترک سماع واجب اور ضروری ہے۔" (۴۵)

سلسلہ ء سہروردیہ کی تعلیمات و اشغال :-

سلسلہ ء سہروردیہ کے مشہور صوفی حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ ہندوستان کے اکابر اولیاء میں آپکا شمار ہوتا ہے۔ حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی کے حوالہ سے مختصراً "سلسلہ سہروردیہ" کی تعلیمات کے بارے میں پتہ چلتا ہے کیونکہ "اولیائے ملتان" کے مرتب و فرحت ملتانی کے مطابق انہوں نے اپنے مریدوں کو جو وصایا اور خطوط لکھے ہیں ان سے انکی صوفیانہ تعلیمات کا پتہ ملتا ہے۔ (۴۶)

"اخبار الاخیار فی اسرار الابرار" میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی کے تذکرے میں حضرت شیخ کی نصیحتیں بیان کی ہیں جو سلسلہ سہروردیہ کی تعلیمات کا درجہ رکھتی ہیں شیخ بہاؤالدین ذکریا یہ نصیحت فرماتے تھے۔

"الواجب علی العبدان یعبداللہ بالصدق والاخلاص وذلک نفی الاغیار و محوالاشخاص فی العبادات والاذکار ولا سبیل الیہ الا تحسبین الاحوال و محاسبتہ النفس فی الاقوال والافعال فلایقول ولا یفعل الا عند الضرورۃ ویقدم لکل قول وفعل الالتجاء الی اللہ والاستعانت بہ لیرزقہ اللہ عزوجل" (۴۷)

marfat.com

ترجمہ : ہر آدمی پر لازم ہے کہ وہ مکمل سچائی اور خلوص کے ساتھ صرف اللہ کی عبادت کرے اللہ کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرو ذکر و عبادت الٰہی میں ایسے مستغرق رہو کہ کسی دوسری چیز کا خیال تک نہ آنے پائے۔ اللہ تک رسائی کا طریقہ یہی ہے کہ اپنے حال کو درست کرلو اپنے اقوال و افعال میں ہر وقت نفس سے محاسبہ کرتے رہو ضرورت کے وقت بقدر ضرورت قول و فعل کو کام میں لاؤ ہر قول و فعل سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کرو اسی سے مدد کی درخواست کرو۔"

دیگر روحانی سلاسل کے رہنماؤں کی طرح حضرت شیخ بہاؤالدین ذکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ بھی سلسلہ سہروردیہ کے حوالہ سے مریدین پر "ذکر الٰہی" کی طرف توجہ کرنے پر زور دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

"علیکم بدوام الذکر وبالذکر یصل الطالب الی المحب والمحبتہ نار تحرق کل و نس فاذا تحقق المحبتہ کان الذکرذکراً مع مشاہدہ المذکور و ہذا ہوالذکر" (۴۸)

ترجمہ : "تم لوگ ہمیشہ ذکر الٰہی کرتے رہو کیونکہ ذکر الٰہی کی وجہ سے طالب اپنے محب تک رسائی کرتا ہے اور محبت وہ آگ ہے جو سب میل کچیل بھسم کردیتی ہے اور محبت جب پختہ ہوجاتی ہے تب مشاہدہ ٔ مذکور کے ساتھ یاد الٰہی کرنا "ذکر الٰہی" ہے۔"

marfat.com

حوالہ جات باب پنجم

(۱) حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی کمال درجہ کے انشاپرداز، مورخ و شاعر تھے۔ مرشد کی ہدایت پر برہان پور تشریف لے گئے اور ۱۰۵۴ھ میں وہیں وصال فرمایا۔ (نسمات القدس ص ۲۱)

(۲) نسمات القدس، خواجہ محمد ہاشم کشمی، مترجم: محبوب حسن واسطی، سیالکوٹ، مکتبہ نعمانیہ ص ۱۲۰

(۳) راقم الحروف کے والد کے نانا حضرت صوفی سائیں عبدالغنی نے اپنے ایک کلام میں انہی دو تعلیمات کا ذکر کیا ہے۔

"جس عارف دا ہوش دردم ہے
اور نظر اسدی برقدم ہے
وہ ہے اسا ڈا یار
کسنوں سناواں حال زار"
(مثنوی عالم فیض ص ۲۲۷)

(۴) اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۲۲، لاہور، دانش گاہ پنجاب ص ۴۳۵

(۵-۶) ایضاً ص ۴۳۶

(۷) تذکرہ خواجہ باقی باللہ اور صاحبزادگان و خلفا، مولانا نسیم احمد، لکھنؤ، الفرقان بکڈپو ص ۲۵

(۸) اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۲۲، محولہ بالا ص ۴۲۷

(۹) القول الجمیل، شاہ ولی اللہ دہلوی، مترجم: پروفیسر محمد سرور، لاہور، سندھ ساگر اکیڈمی ص ۹۱

(۱۰-۱۱-۱۲) ایضاً ص ۹۴-۹۵-۱۱۰

marfat.com

(۱۳) سرچشمہ ء رحمت، خواجہ محمد امین نقشبندی، لاہور، مطبع محمدی، ۱۳۱۴ھ، ص ۱۲۰

(۱۴) نسمات القدس محولہ بالا ص ۴۰

(۱۵) تذکرہ الفقراء، احمد اختر، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان ص ۵۶ - ۵۷

(۱۶) حضرت ابوالعلاء نقشبندیہ اکبر آبادی (م ۹ / صفر ۱۰۶۱ ھ) کا مزار اکبر آباد میں ہے۔

(۱۷) خواجہ بندہ نواز کا تصوف اور سلوک، ڈاکٹر میر ولی الدین، دہلی، خواجہ پریس ص ۴۵

(۱۸) اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۱۶ - ۱، لاہور، دانش گاہ پنجاب ص ۱۲

(۱۹) ایضاً ص ۱۴ - ۱۵ - ۱۶

(۲۰) ملت راج شاہی ملفوظات، حضرت راج شاہ قادری، مرتبہ: معین قادری، دہلی، مہتاب پریس ص ۴۲

(۲۱) محفل نامہ گیارہویں شریف، خواجہ حسن نظامی، دہلی، حلقہ ء مشائخ بک ڈپو، ۱۹۲۶ء ص ۶۳

(۲۲) اسرار المعرفت، مولوی محی الدین کاکوروی لکھنوی، دہلی، سید المطابع، ۱۲۸۳ھ ص ۲۹

(۲۳) تحفہ ء قادریہ، شاہ ابوالمعالی، مترجم: ملک فضل الدین نقشبندی، لاہور، دین محمدی پریس ص ۴۷

(۲۴) اسرار المعرفت، محولہ بالا ص ۲۹

(۲۵) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، شاہ ولی اللہ دہلوی، ترجمہ، کراچی، عباسی کتب خانہ ص ۲۰

(۲۶) حضرت سید گل حسن شاہ نے اپنے مرشد گرامی غوث علیشاہ قادری کے ارشادات "تذکرہ غوثیہ" کے نام سے مرتب فرمائے ہیں۔ راقم الحروف کے پیر شجرہ ہیں یعنی راقم کے والد کے نانائے بزرگوار کے مرشد ہیں۔

(۲۷) تعلیم غوثیہ میں اس ذکر کو خاص غوث الاعظم کا ذکر بتایا گیا ہے۔

(۲۸ - ۲۹) تعلیم غوثیہ، گل حسن شاہ قلندر قادری، طبع شدہ ۱۳۰۵ھ، ص ۲۸۶، ۲۸۸

(۳۰) مناقب سلطانی، ترجمہ سلطان حامد، لاہور، حسن اسٹیم پریس، ص ۶۸

(۳۱) آب کوثر، ڈاکٹر شیخ محمد اکرام، لاہور، ادارہ ء ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۸ء، ص ۲۵۴

(۳۲) اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۷، لاہور، دانش گاہ پنجاب ص ۶۵۴

marfat.com

(۳۳) چلہ معکوس کنوئیں میں الٹا لٹک کر عبادت کرنا ہے جو کہ حضرت بابا فرید گنج شکر سے بھی منسوب ہے۔
(۳۴ - ۳۵) القول الجمیل ، محولہ بالا ص ۸۶ - ۸۸
(۳۶) تاریخ مشائخ چشت ، خلیق احمد نظامی ، کراچی ، مکتبہء عارفین ، ص ۲۵۸
(۳۷) القول الجمیل ، محولہ بالا ص ۸۲ - ۸۳
(۳۸) کشکول کلیمی ، شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی ، ترجمہ ، دہلی ، مطبع مجتبائی ص ۱۵
(۳۹) ملفوظات شہیدی ، مرتبہ : محمد یامین ، کراچی ، عمادی پریس ، ۱۹۹۳ء ص ۱۷
(۴۰) سبع سنابل ، میر عبدالواحد بلگرامی ، مترجم : مفتی محمد خلیل خاں برکاتی ، لاہور ، حامد اینڈ کمپنی ، ص ۱۲۸
(۴۱) تاریخ مشائخ چشت ، محولہ بالا ص ۴۱۷
(۴۲) مقابیس المجالس ، ملفوظات خواجہ غلام فرید ، مترجم : مولانا واحد بخش سیال ، لاہور ، بزم اتحاد المسلمین ، ص ۱۴۸
(۴۳) قادری نامہ حصہ اول ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری ، کراچی ، سپر آرٹ پریس ، ۱۹۶۲ء ، ص ۱۰۶
(۴۴) مکتوبات صدی ، شرف الدین یحیی منیری ، مترجم : سید محمد نعیم ندوی ، کراچی ، سعید اینڈ کمپنی ص ۵۷۲
(۴۵) سراج العوارف فی الوصایا والمعارف ، شاہ ابو الحسین احمد نوری ، مترجم : ڈاکٹر سید محمد امین ، کراچی ، برکاتی پبلشرز ، ص ۳۶
(۴۶) اولیائے ملتان ، فرحت ملتانی ، ملتان ، مکتبہ تنویر ادب ، ص ۴۵
(۴۷ - ۴۸) اخبار الاخیار فی اسرار الابرار ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، دہلی ، مطبع مجتبائی ، ۱۳۳۲ ھ ، ص ۲۷ - ۲۸

marfat.com

باب ششم

صوفیائے کرام کے ثقافتی و سماجی کردار پر ایک نظر

تصوف پر تنقید اور جوابات کا جائزہ

marfat.com

صوفیا کے سماجی و ثقافتی کردار پر ایک نظر

تمام اکابرین صوفیائے کرام نے دین اسلام اور شریعت و طریقت کے اصول و تعلیمات کی نشرواشاعت کیلئے جو طریقہ کار اور ذرائع اختیار و استعمال فرمائے ہیں ان میں سماجی و ثقافتی تعلق کو بڑا دخل ہے۔ نہ صرف دینی و روحانی درس و رشد و ہدایت بلکہ لوگوں کے معاشرتی مسائل کے حل کے سلسلے میں صوفیا نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اور یہی وہ وجہ ہے کہ جس نے صوفیا کرام کو عوام الناس میں نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کے دلوں سے قریب کردیا اور لوگ انکے گرویدہ ہوگئے۔ اسلام کی اشاعت صوفیائے کرام کی مرہون منت ہے اور اس ضمن میں صوفیا کے سماجی و ثقافتی تعلق کو نمایاں حیثیت حاصل رہی ہے۔ سماجی و ثقافتی تعلق کے حوالہ سے خدمت خلق، ہمدردی و محبت، اخلاق و احسان اور قلب کی راحت رسانی صوفیا کرام کا خاصہ ہے۔ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ "عوارف المعارف" میں فرماتے ہیں۔

"یہ بھی صوفیانہ آداب میں شامل ہے کہ روحانی بھائیوں کی خدمت کیلئے کمر بستہ رہا جائے اور انکی طرف سے تکالیف کو برداشت کیا جائے اسطرح درویش کا اصلی جوہر ظاہر ہوتا ہے۔" (۱)

صوفیائے کرام کے عظیم اخلاقی جواہر نے انہیں علمائے ظواہر کے مقابلے میں عوام الناس سے زیادہ قریب کردیا ہے یہی وجہ ہے کہ دین اسلام کے تمام ارکان پر علماء و صوفیا کے یکساں قائل ہونے اور انکے عمل کے باوجود آج تک علماء ظواہر و صوفیائے عظام میں ایک امتیاز پایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مولوی عبدالحق بابائے اردو نے اپنی تصنیف "اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام" میں صوفیائے عظام کے اس امتیازی حیثیت کی وجوہات پر صحیح تبصرہ فرمایا ہے۔

marfat.com

لکھتے ہیں .....

" صوفی صوف سے مشتق ہو یا صفا سے، وہ مذہبی اور اخلاقی عالم میں ایک خاص حیثیت رکھتا ہے ..... مولوی اور صوفی میں یہ فرق ہے کہ وہ ظاہر کو دیکھتا ہے اور یہ باطن کو وہ لفظ دیکھتا ہے اور یہ معنی کو، وہ رسمیات اور تقلید کا پابند ہے اور یہ ان سے بیزار، اسکی نظر برائی پر پڑتی ہے اور یہ برے سے برے میں بھی بھلائی کا پہلو ڈھونڈ نکالتا ہے، وہ لعن طعن سے کام لیتا ہے اور یہ مہر و محبت سے، وہ سختی اور تشدد کرتا ہے اور یہ نرمی اور ملائمت، وہ بہت کم معاف کرتا ہے اور اسکا شیوہ در گزر کرنا ہے، وہ خودی اور خود نمائی سے بڑا بنتا ہے اور یہ فروتنی اور خاکساری سے دلوں میں گھر کرتا ہے، وہ دوسرں کے عیوب کا متجسس رہتا ہے اور یہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے، وہ اپنے علم سے مرعوب کرنا چاہتا ہے اور یہ اپنے عمل سے دوسروں کو لبھاتا ہے، مولوی سب کو ایک لاٹھی سے ہانکتا ہے لیکن صوفی ہرایک کے رنگ طبعیت کو دیکھتا ہے اور جیسی جس کی طبعیت کی افتاد ہوتی ہے اسی ڈھنگ سے اسکی تربیت کرتا ہے ..... وہ دلوں کو ٹٹولتا ہے اور اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ دلوں کی تہہ تک پہنچتا ہے ..... اسکا سب سے بڑا اور مقدم اصول دلوں کا ہاتھ میں لانا ہے۔" (۲)

صوفیائے عظام نے لوگوں کو خود سے قریب کرنے اور ان سے بہتر تعلقات قائم کرنے کیلئے .جہاں کئی ذرائع اختیار فرمائے وہیں انکے سماجی و ثقافتی و سیاسی تعلق کے قائم ہونے کی ایک بڑی وجہ انکا لوگوں کا ہم زبان ہونا بھی ہے یعنی وہ .جہاں .جہاں اور جس جس خطے میں تشریف لیگئے وہاں کے لوگوں کی زبان میں گفتگو کرکے انکے قلوب کو فتح فرمایا۔ بقول ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم کے "دلوں کو ہاتھ میں

marfat.com

لانے کیلئے سب سے پہلے ہمزبانی لازم ہے ہمزبانی کے بعد ہم خیالی پیدا ہوتی ہے ....
اسلئے تلقین کیلئے انہوں نے جہاں اور ڈھنگ اختیار کئے ان میں سب سے مقدم یہ تھا کہ اس خطہ کی زبان سیکھیں تاکہ اپنا پیغام عوام تک پہنچا سکیں" (۳)

صوفیائے کرام کی ہمزبانی نے انکے سماجی و ثقافتی تعلق کو ہموار کرنے میں بڑی مدد دی اور وہ لوگوں کے دکھ درد کو انکی زبان میں سمجھنے کے باعث انکی مسیحائی کا فریضہ انجام دینے لگے۔ صوفیائے کرام جس خطے میں تشریف لے جاتے وہاں کے چھوٹے بڑے انکی محبت میں گرفتار ہوجاتے اور یہ خود بھی ان سے ویسا ہی قلبی و روحانی تعلق قائم رکھتے انکی جدائی صوفیا کو گوارا نہ ہوتی ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا انہیں ایک دوسرے کے نہایت قریب کردیتا تھا۔ خواجہ عطار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ وہ اپنی خانقاہ کا دروازہ عموماً بند رکھتے تھے جب کوئی آتا تو پوچھتے کہ مسافر ہو یا مقیم ! پھر فرماتے اگر مقیم ہو تو اس خانقاہ میں آجاؤ اگر مسافر ہو تو یہ خانقاہ تمہاری جگہ نہیں ہے چونکہ جب تم چند روز یہاں رہوگے اور مجھے تم سے انس ہوجائے گا اور پھر تم جانا چاہوگے تو مجھے اسکی تکلیف ہوگی اور مجھ میں فراق کی طاقت نہیں۔ (۴)

چونکہ صوفی کا رہن سہن عموماً ایک عام انسان کا سا ہوتا ہے اسلئے تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ صوفیا نے عوام کے دکھ درد کو بہ نسبت امرء و اغنیاء کے زیادہ محسوس فرمایا ہے اور عوام سے زیادہ قریب رہے ہیں۔ مشہور عارف کامل حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں عبدالماجد دریا آبادی "تصوف اسلام" میں انکی ضعیفی حالت کے باوجود بے حد ریاضات و مجاہدات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب سلطان المشائخ کو انکی نقاہت کی جانب متوجہ کیا جاتا اور عمدہ غذا کے استعمال کی درخواست کی جاتی تو آپ فرماتے ہیں۔

"اتنے فقیر اور محتاج مسجدوں اور دکانوں میں بھوکے اور فاقہ سے پڑے ہیں، میرے حلق سے نوالہ کیونکر اتر سکتا ہے یہ فرماتے اور کھانا سامنے سے ہٹادیتے" (۵)

marfat.com

صوفیائے عظام وسعت قلب کی بناء پر بلا امتیاز مذہب و ملت ہر ایک امیر و غریب سے اخلاص و محبت کا رویہ اپناتے ہیں یہی وجہ ہے کہ علاوہ مسلمانوں کے غیر مذہب لوگوں میں بھی اس طبقہ کی عظمت و محبت اجاگر ہوگئی ہے غیر مسلموں کے مشرف بہ اسلام ہونے میں برصغیر کے اولیائے کرام نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں اسکا ذکر ڈاکٹر روبینہ ترین نے "ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ" میں یوں کیا ہے ....

"صوفیائے کرام نے انسانیت کا جو درس دیا وہ انسانی اخلاق کی معراج ہے انکے نزدیک چھوٹے بڑے، ادنیٰ و اعلیٰ، کالے گورے، امیر غریب اور عربی و عجمی میں کوئی فرق نہ تھا یہاں تک کہ انہوں نے ہند و مسلم اور شیخ و برہمن میں بھی کوئی امتیاز نہ برتا" (٦)

ڈاکٹر روبینہ ترین نے اکابرین صوفیا مثلاً خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر، حضرت امیر خسرو اور دیگر بزرگان دین کے حوالے سے ذکر کیا کہ انہوں نے ہند مسلم ثقافت میں میل پیدا کرکے اسے فروغ دینے کی کوشش کی یہی وجہ ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں غیر مسلم اور اہل تکفیر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اسلام کی طرف غیر مسلموں کو جو رغبت ہوئی وہ صوفیائے کرام کے خلق عظیم کی بدولت ہوئی۔ (٧)

صوفیائے عظام اکابرین کی صحبت سے غیر مسلم بھی مستفیض ہوتے تھے جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کو بھی تعلیمات یکساں طور پر فراہم کرتے تھے چنانچہ مشائخ چشت ہدایت فرماتے تھے کہ اگر کوئی ہندو تمہاری محبت سے گرویدگی یا عقیدت کی بناء پر تمہارے پاس آنے جانے لگے اور تم سے ذکر وغیرہ کے متعلق پوچھے تو فوراً بتادو" (٨)

صوفیائے کرام کی محبت اور اخلاق کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ جہاں تشریف لے جاتے لوگ ان سے مانوس ہوجاتے اور صوفیا کا اس خطے کو چھوڑنا یا وہاں سے ہجرت

marfat.com

کرنا ناممکن ہوجاتا۔ "نقد ملفوظات" میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے واقعہ کی مثال موجود ہے کہ جب دہلی کے "شیخ الاسلام" کو حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمتہ کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی سے حسد ہونے لگا اور اسکی شکایت پر حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ "قطب الدین تم میرے ساتھ اجمیر چلو میں نہیں چاہتا کہ میرے کسی جانشین کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہنچے" اور حضرت بختیار کاکی علیہ الرحمتہ اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل میں دہلی کو خیر باد کہہ کر جانے لگے تو آپکو رخصت کرنے کیلئے ہزارہا مرد، عورتیں، بوڑھے اور بچے گریہ و زاری کرتے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے شہر پناہ سے باہر تک نکل آئے" (۹)

صوفیائے کرام کے ثقافتی و سماجی روابط کا حال پروفیسر شاہ محمد عبدالغنی القادری کی گرانقدر تصنیف "قرآنی تصوف اور اقبال" کے درج ذیل الفاظ سے بھی ملتا ہے جو انہوں نے صوفیا کی خصوصیات میں تحریر فرمائے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

"انہوں نے بلالحاظ مذہب و ملت بندگان خدا کی امکانی خدمت کی اور انسانی خدمت ہی میں خوشنودی الٰہی کا راز پایا.... وہ اپنی ذات پر صرف اتنا ہی خرچ کرتے تھے کہ زندہ رہ سکیں۔ باقی اپنا سب کچھ غریبوں، محتاجوں اور مسکینوں پر خرچ کردیتے تھے .... وہ الخلق عیال اللہ کے قائل تھے اسی لئے انکی خدمات امیر، غریب، کافر مسلم سب کیلئے وقف رہتی تھیں .... وہ بندگان خدا کی خدمت اللہ کی محبت و خوشنودی کیلئے کرتے تھے کسی مصلحت یا ذاتی فائدے کے لئے نہیں نہ کسی مجبوری کی وجہ سے .... وہ اخوت و مساوات کے زندہ نمونے ہوتے تھے انکی مساوات، محبت واخوت اور انسانی ہمدردی کے ساتھ مربوط رہتی تھی .... اور انسانی ہمدردی کی بناء پر بندگان خدا کی خدمت کرتے تھے۔ بلکہ یہ سمجھتے تھے کہ خدا تک پہنچنے کا یہی

marfat.com

راستہ بہترین ہے۔" (۱۰)

اولیائے کاملین کی تاریخ اور تذکارات سے یہ ثابت ہے کہ انہوں نے خلق خدا کیلئے جو کچھ نیک عمل کیا وہ بلا غرض دنیاوی کیا انکا کام ہر آنے جانے والے کیلئے دعا گوئی ہی رہا ہے وہ فی سبیل اللہ ہر مرید و عقیدت مند مرد و عورت کے حق میں مسلسل دعائے خیر میں مصروف رہتے ہیں کراچی کی مشہور خانقاہ قادریہ علمیہ اور قادری مسجد کے خطیب سلسلہ ء قادریہ کے معروف روحانی پیشوا حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ کے ارشادات سے مخلوق کے حق میں اولیاء اللہ کے عمل دعائے خیر کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"خدا جانتا ہے کہ میں فجر کی نماز کے بعد آدھا گھنٹہ کھڑے ہوکر تمام حاضرین و غائبین کیلئے اللہ کی بارگاہ میں بھیک مانگتا ہوں۔ میری یہ خدمت اللہ واسطے کی ہے اور حتی الامکان میری زندگی تک رہے گی۔" (۱۱)

اولیائے کرام کی تاریخ اور حالات یہ بتاتے ہیں کہ انہوں نے دنیاوی اغراض و مقاصد یا ذاتی مفاد کی خاطر کبھی امراء یا سلاطین کے درباروں میں حاضری نہ دی۔ بلکہ انکا ہر امیر و غریب سے میل جول رکھنا صرف اللہ کی رضا کیلئے ہوتا ہے وہ اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں کہ امراء و سلاطین سے راہ و رسم کے باعث کہیں کوئی یہ خیال نہ کرے کہ انکے درمیان تعلقات اور روابط میں کسی دنیاوی مفاد کا دخل ہے۔ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ اس ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"مجھے حضرت والد صاحب (علیہ الرحمۃ) نے فرمادیا تھا کہ تم کسی کے گھر مت جانا وہ وقت آئیگا کہ لوگ خود تمہارے گھر آئیں گے اور آپ نے یہ فرمایا تھا **"بئس الفقیر علی باب الامیر، نعم الامیر علی باب الفقیر"** یعنی وہ فقیر برا ہے جو کسی امیر

marfat.com

کے گھر پر جاکر دستک دے اور سلام کرے۔" (۱۲)

صوفیاء و مشائخ کے عوام الناس یا ارادت مندوں سے تعلقات کی بنیاد اللہ کی یاد ہی ہوتی ہے ان کا ایک دوسرے سے ملنا جلنا دینی اخوت کے جذبہ کو بیدار کرنے کی خاطر ہوتا ہے۔ وہ قرآن کے اس پیغام اور حکم کی تعمیل میں مخلوق خدا کے ساتھ مل کر رہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ رہئیے جو رات دن اپنے رب کو پکارتے رہتے ہیں۔ (سورہ کہف) چونکہ صوفیا و مشائخ خود صبح و شام اللہ کی یاد میں محو رہتے ہیں اسلئے وہ مخلوق سے اسی بناء پر میل جول رکھتے ہیں کہ ان کی صحبت کی برکت اور اثر سے عام لوگ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوجائیں۔ حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ اس بارے میں فرماتے ہیں۔

"حضرت صاحب (والد) نے مجھے بھی حکم دیا کہ تم بھی اسکے ساتھ جی لگاؤ جو خدا کے ساتھ جی لگائے۔ میں تو یہ بھیک مانگتا ہوں کہ میں اس سے جی لگاؤں جو خدا کی یاد کے ساتھ جی لگاتا ہے۔ جو خدا کے ہیں وہ میرے ہیں۔" (۱۳)

اکابرین صوفیا نے اپنی زندگی میں غربا اور مساکین کے ساتھ خود کو وابستہ کر رکھا تھا اور سلاطین و امراء سے عموماً بے نیاز رہتے تھے تاہم اگر کبھی صوفیا نے سلاطین وقت یا حکام سے کسی قسم کا ربط بھی رکھا تو عوام الناس ہی کی فلاح و بہبود کی خاطر رکھا جیسا کہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی اپنی تصنیف "اقبال اور مسلک تصوف" میں صوفیا کے سلاطین و حکام سے ربط کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اللہ کے یہ نیک بندے اگر سلاطین امراء اور ارباب حل و عقد سے تعلق بھی قبول کرتے ہیں تو اسلئے کہ ان سے خلق خدا کو فائدہ پہنچے اور وہ انکی آمرانہ زور دستی سے کمزوروں اور ضعیفوں کو محفوظ رکھ سکیں۔" (۱۴)

marfat.com

صوفیائے عظام اپنی زندگیوں کو سماجی و فلاحی امور کیلئے اسقدر وقف کردیتے ہیں کہ اپنی ذات کے سکون و آرام کی پرواہ بھی نہیں کرتے کیونکہ انکے نزدیک عوام الناس اور بندگان خدا کی خدمت اپنے آرام و سکون پر مقدم ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے ایک مثال بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ انکی خانقاہ میں عقیدت مندوں کے ہجوم کا یہ حال رہتا تھا کہ ان کو سونے کا وقت تک نہ ملتا تھا ایک دن خود فرمانے لگے ...

"اب مجھ کو فرصت مشغولی اور خلوت کی نہیں ہے۔ دن بھر مخلوق کے ساتھ رہنا چاہیے بلکہ قیلولہ بھی اکثر میسر نہیں ہوتا بارہا قیلولہ کرنا چاہتاہوں جگادیتے ہیں کہ فلاں آیا ہے اٹھیے" (۱۵)

یہ حقیقت ہے کہ صوفیائے عظام نے دین اسلام کو تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ اپنے کردار کے ذریعہ پھیلایا وہ بلا قید مذہب و زبان اپنے پاس آنے والوں کو اسلامی اصولوں اور تعلیمات کی طرف اپنے اخلاق حسنہ سے راغب کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ انکی صحبت سے نہ صرف مسلمان بلکہ ہندو، سکھ اور پارسی و عیسائی بھی کثرت سے مستفید ہوتے تھے۔ وہ اس عقیدہ کے قائل تھے کہ "الخلق عیال اللہ" یعنی تمام مخلوق اللہ کی نظر میں ایسی ہے جیسے والدین کی نظر میں انکی اولاد ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے کے قریب لانے کی بھرپور کوشش فرماتے تھے اور اس سلسلہ میں وہ قول و فعل دونوں صورتوں سے سرگرم رہتے تھے۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا انکا شیوہ رہا ہے۔

ایک شخص نے حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ کی خدمت میں قینچی پیش کی تو آپ نے فرمایا "مجھے تو سوئی دو میں کاٹتا نہیں، جوڑتا ہوں۔" (۱۶)

درحقیقت صوفیائے عظام عوام الناس کے دکھ درد میں کامل طور پر خلوص نیت سے شریک ہوتے ہیں اور انکے درد کو اپنا ہی درد محسوس کرتے ہیں اور انکا یہ عمل بھی صریحاً اخلاص پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ وہ ایسا فعل کسی دنیوی غرض یا لالچ و

marfat.com

طمع کی بناء پر نہیں کرتے بلکہ لوگوں کی پریشانیاں، لوگوں کے مسائل اور دکھوں کو وہ اپنے اوپر طاری کرلیتے ہیں۔ صاحب "اخبار الاخیار فی اسرار الابرار" شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اولیاء اللہ کے تذکرے میں حضرت شیخ صدر الدین علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ و حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر بزرگ حضرت شیخ صلاح الدین درویش رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۷۴۹ ھ) کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں ...

"جوانی بر اسپ سوار میرفت وآن اسپ بسیار خوش شکل و خوش رفتار بود ناگاہ آن جوان بروی تازیانہ زد کہ آن زخم بر سراین اسپ نقش گرفت شیخ بران جوان غضب کردو وی را اسپ بیفتا دو چون نگاہ کردند زخم آن تازیانہ براندام شیخ نقش بستہ بود" (۱۷)

ترجمہ : ایک نوجوان گھوڑے پر سوار کہیں جارہا تھا گھوڑا بڑا ہی خوبصورت اور سبک رفتار تھا اس نوجوان نے گھوڑے کو ایسا بید مارا جس سے گھوڑے کے جسم پر بدھی پڑگئی شیخ صلاح الدین یہ دیکھ کر اس نوجوان پر غضبناک ہوئے ہی تھے کہ وہ گھوڑے پر سے گر پڑا لوگوں نے دیکھا کہ اس نوجوان کے اس بید کا نشان شیخ صلاح الدین درویش کے جسم پر نمایاں تھا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صوفیائے کرام نہ صرف انسانی مخلوق بلکہ حیوانوں تک کو پہنچنے والی تکلیف کا احساس فرماتے تھے۔

اور اسکی وجہ یہ ہے کہ صوفیاء صحیح معنوں میں انبیاء کے وارث ہیں اور حضور علیہ السلام سے انسان تو کیا جانوروں تک پر شفقت و محبت کا احادیث سے ثبوت ملتا ہے اسی لئے صوفیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے بے زبان جانوروں کے دکھ درد کو بھی شدت سے محسوس فرماتے ہیں۔

marfat.com

اگرچہ بزرگان دین صوفیائے عظام کی تبلیغ و دعوت و رشد و ہدایت ہی سے دین اسلام کے زرین اصولوں کی نشرواشاعت ہوئی اور انکے طرز عمل اور اقوال و افعال اور انکے پاکیزہ اخلاق نے لوگوں کو بے حد متاثر کیا لیکن انکا طرز تبلیغ اور انداز رشد و ہدایت بھی ایک خاص نوعیت کا ہوا کرتا ہے یعنی وہ اپنے پاس حاضر ہونے والوں کی حتی الامکان ایسے طرز عمل سے تربیت کرتے ہیں کہ ارکان اسلام اور ریاضات و مجاہدات عوام الناس پر گراں نہیں گزرتے بلکہ وہ صوفیائے عظام کی محبت میں محو ہوکر تمام ارکان اسلام کو بحسن و خوبی انجام دینے پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔

سلسلہ ء چشتیہ کے ایک معروف صوفی بزرگ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز سید محمد حسینی چشتی علیہ الرحمۃ (م ۸۲۵ ھ) کے ملفوظات "جوامع الکلم" (جسے آپ کے صاحبزادے حضرت سید محمد اکبر حسینی نے مرتب کیا ہے) میں آپکے اور پیر و مرشد حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۵۷ ھ) کے درمیان ایک گفتگو سے صوفیا کی مریدین و معتقدین کی تربیت کے بارے میں انکے طرز عمل اور طریقہ کار کا اندازہ ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا تعلق اپنے مریدین اور عوام الناس سے کتنا گہرا ہوتا ہے کہ انکا قول و فعل طالب پر بھرپور طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ایک بار اشراق کے بعد قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ صبح کی نماز کے لئے جو وضو کرتے ہو وہ آفتاب طلوع ہونے تک باقی رہتا ہے؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! حضرت خواجہ کے صدقے میں قائم رہتا ہے حضرت خواجہ نے فرمایا بہت اچھی بات ہے اسی وضو سے اشراق بھی پڑھ لیا کرو میں نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ حضرت خواجہ کے صدقے میں پڑھتا ہوں۔ خواجہ نے فرمایا کہ ساتھ ہی دو رکعت شکر النہار واستعاذ بھی اور استخارہ بھی پڑھ لیا کرو میں برابر پڑھتا رہا ایک دن حضرت خواجہ نے فرمایا کہ دو رکعت

marfat.com

اشراق کی نماز ادا کرتے ہو میں نے جواب دیا جی ہاں بلاناغہ ادا کرتا ہوں حضرت خواجہ نے فرمایا اگر چار رکعت چاشت کی نماز بھی اسمیں شامل کرلو تو بہتر ہو۔ میں برابر رجب کے مہینہ میں روزہ رکھتا تھا حضرت خواجہ نے ایک مرتبہ پوچھا کہ رجب کے ماہ میں روزہ رکھتے ہو میں نے عرض کیا جی ہاں پورا مہینہ۔ پھر فرمایا شعبان میں بھی رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا نو دن حضرت خواجہ نے فرمایا اکیس روز اور رکھ لو تو پورے تین ماہ کا تمہارا روزہ ہوجائے گا"۔ (۱۸)

صوفیا اور انکے مریدین کے درمیان اس قسم کے تعلق سے ثابت ہوتا ہے کہ مشائخ صوفیا اپنے مریدین سے اس درجہ قریبی تعلق و رابطہ رکھتے تھے کہ لوگ انکے فرمان و احکامات کو بسر چشم تسلیم کرلیا کرتے تھے اور انکے حکم کے بموجب اعمال بجا لانے کو سعادت و فخر تصور کرتے تھے۔

کیونکہ صوفیاء اپنے ہر مرید کو اسی بات کا حکم دیتے رہے جس پر وہ خود بھی مستقل مزاجی سے عمل پیرا رہے ہیں صوفیا نے اپنی گفتگو سے زیادہ اپنے کردار سے مخلوق خدا کو اپنا شیفتہ بنایا ہے۔

صوفیا اور عوام کے درمیان سماجی تعلق و رابطہ ہی ایک دوسرے کے روحانی مدارج و مراتب میں ترقی کا باعث ہوتا ہے صوفیائے عظام کی اپنے پاس حاضر ہونے والوں پر بے پناہ شفقت و محبت طالبین کو انکے حلقے میں باندھے رکھتی ہے اور عوام صوفیائے عظام کے وفادار بنکر "یک در گیر محکم گیر" کے مصداق بن جاتے ہیں اس ضمن میں حضرت میر عبدالواحد بلگرامی (۱۹) "سبع سنابل" میں نقل فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی قدس سرہ نے فرمایا کہ ایک روز ایک مرید حضرت شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر

marfat.com

ہوا اور خرقہ طلب کیا شیخ نے اسے میرے پاس بھیج دیا میں نے اس سے خرقہ کے حقوق اور شرطیں بیان کیں۔ وہ مرید ان حقوق اور شرائط کو سن کر تھرتھرا گیا اور بغیر خرقہ پہنے واپس چلا گیا۔ حضرت امام غزالی نے مجھے یاد فرمایا اور مجھ پر بڑا عتاب ظاہر کیا کہ میں نے تو اسے تمہارے پاس اسلئے روانہ کیا تھا کہ تم اس سے کوئی ایسی بات بیان کر دینا جس سے اسکی رغبت اور زیادہ ہو تم نے ایسی کہہ دی کہ جو رغبت اسے تھی وہ بھی جاتی رہی حالانکہ جو تم نے کہا وہ صحیح تھا لیکن اگر ہم یہ تمام باتیں مبتدی پر لازم کر دیں تو بھاگ اٹھے گا اور اسکی بجا آوری اس سے ہو ہی نہ سکے گی ہم تو خرقہ اسلئے پہناتے ہیں کہ یہ شخص اس قوم مشائخ کے ساتھ مل جائے اور پھر ان حضرات کے ساتھ ملنا جلنا، انکے افعال پر نظر رکھنا اور انکے احوال کو دیکھنا بھالنا اس میں پورا اثر کرے اور یہ بھی انہی جیسے عمل کرنے لگے۔ (۲۰)

صوفیا کی یہ روش انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت خُلق کو ظاہر کرتی ہے جسکا ذکر قرآن میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نسبت سے مختلف مواقع پر بیان ہوا ہے۔ ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور کے بارے میں فرمایا کہ اگر آپ تلخ مزاج ہوتے تو لوگ آپ سے دور ہو جاتے۔ یہی وصف صوفیا میں نمایاں ہے کہ وہ عوام الناس کو اپنے سے قریب کرتے ہیں دور نہیں کرتے اس مقصد کیلئے بعض اوقات انہیں اپنے مقام و مرتبہ سے نیچے اتر کر بھی سلوک کا مظاہرہ کرنا پڑ جاتا ہے جسے وہ طالب کی بہتری اور اصلاح کی خاطر خوشدلی سے قبول فرمالیتے ہیں۔

بزرگان دین صوفیائے عظام عوام الناس کے ساتھ اخلاقی و روحانی طور پر اتنے قریب ہو جاتے ہیں کہ اپنے مزاج و طبیعت سے بعض اوقات لوگوں کی زیادتی و

marfat.com

شقاوت کو بھی نظر انداز فرمادیتے ہیں اور قصداً انکی زیادتی و گستاخی پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور انہیں معاف فرمادیتے ہیں۔

"اصح التواریخ" (سلسلہ برکاتیہ کے اکابر کا تذکرہ) میں درج ایک واقعہ بطور مثال ملاحظہ ہو۔

> جب حضرت سلطان المشائخ کا وقت رحلت قریب پہنچا تو حضرت نے شیخ نصیر الدین محمود سے فرمایا کہ ہم تمہیں اپنی جگہ چھوڑتے ہیں تمہیں چاہیے کہ دہلی کی جفا اور قضا برداشت کرنا، جب حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین محمود بن یوسف رشید اودھی قدس اللہ روضہ کا زمانہ آیا تو ایک دن ایک قلندر ترابی نام نے سترہ پندرہ زخم چھری سے حضرت کے بدن مبارک پر لگائے مخدوم نے اس جفا کو برداشت فرمایا اور قلندر سے فرمایاکہ میرے حجرے میں آکر چھپ رہ ورنہ لوگ تجھے زندہ نہ رکھیں گے اس نے ایسا ہی کیا اور لوگوں نے اسے ہر چند تلاش کیا مگر نہ پایا۔ (۲۱)

ہر چند کہ اکابرین صوفیا و مشائخ نے اپنے اپنے عہد میں متعدد سلاطین اور بڑے بڑے حکمرانوں کا دور دیکھا ہے مگر تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ صوفیا نے کبھی حکمرانوں یا سلاطین کے دربار میں حاضری دینے کو شرف کی نظر سے نہ دیکھا بلکہ وہ اپنی خدمت میں بھی دنیا کے حکمرانوں کا بلا وجہ حاضر ہونا اپنے معمولات یا اپنی حیثیت کے لحاظ سے ایک دخل اندازی تصور کرتے تھے۔ لیکن عوام الناس یا انکے معتقدین و مریدین کی خاطر انکی کسی شکایت یا حاجت روائی کیلئے صوفیا حکمرانوں سے میل جول بھی گوارا کرلیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ سماجی تعلقات کی بناء پر ہوا کرتا تھا۔

سندھ کے ممتاز مورخ و محقق ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی اپنی تصنیف "نگارشات سندھ" میں اس بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

"سندھ کے صوفیائے کرام انسانوں کے دکھ درد دور کرنے کیلئے

marfat.com

بھی کوشاں رہتے تھے مصیبت زدہ انسانوں کی مدد کیلئے حاکموں اور امیروں کے پاس بھی جایا کرتے تھے دکھی انسانوں کی تکالیف دور کرنے کے سلسلے میں بزرگوں نے انسانوں کی روحانی اور دنیوی مدد کی۔ شاہ کریم بلڑی والے، ہالا کے مخدوم احمد اور مخدوم محمد بھٹی، مخدوم نوح ، ٹھٹھہ کے مخدوم بہاؤالدین گوڑیہ میمن، شیخ حماد جمالی، قاضی قاضن، سید علی ثانی شیرازی ٹھٹھوی ، شاہ عنایت شہید، شاہ لطیف، سچل سرمست، مخدوم عبدالرحیم گرہوڑی، مخدوم غلام محمد بگائی، مخدوم عاقل کھڑا والے، پیران پاگارہ، قادر بخش بیدل ، صدیق فقیر سومرو، شاہ فقیر اللہ علوی شکارپوری اور درازی درویش سخی قبول محمد دوئم وغیرہ کے پاس جب بھی کوئی پریشان حال آتا تھا اسکو تسلی دیتے تھے اور اسکی ہر طرح مدد فرماتے تھے۔ " (۲۲)

دین اسلام اخوت، بھائی چارہ اور عفو و کرم کا مذہب ہے اور حضور اکرم علیہ السلام سے لیکر کسی ولی تک سب کی یہی تعلیم رہی ہے اور انہوں نے عوام سے سماجی و ثقافتی روابط رکھتے ہوئے اللہ کے حقوق بھی پورے کئے ہیں۔ صوفیا کے مسلک میں "خلوت در انجمن" کی اصطلاح سے انکی مراد یہی ہے کہ وہ اگرچہ ایک طرف لوگوں کے کثیر اجتماع میں ہوتے ہیں لیکن بیک وقت وہ اپنے رب سے بھی ملے ہوئے ہوتے ہیں۔ اجتماعیت اللہ تعالی کے حضور میں انکی انفرادیت کو ضائع نہیں کرتی۔ ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی سندھ کے مشہور صوفی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے حوالہ سے صوفیا کے سماجی و ثقافتی کردار کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

" حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کو اس بات پر بڑا دکھ ہوتا ہے کہ انسانوں میں اجتماعیت کی جگہ انفرادیت کا تصور پیدا ہوجائے۔ انکا خیال ہے کہ یہ چیز اس وقت پیدا ہوجاتی ہے،

marfat.com

جب محبت مفقود ہوجاتی ہے اور اسکی جگہ خود غرضی اور خودپسندی لے لیتی ہے۔" (۲۳)

ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی مزید تحریر فرماتے ہیں۔

"ہمارے وطن کے تمام صوفی شعراء مثلاً شاہ لطیف، سچل سرمست، خواجہ غلام فرید، بلھے شاہ، وارث شاہ، رحمان بابا، جام درک وغیرہ نے محبت، اخوت، پاکدامنی، وفاشعاری، حق پرستی، وطن دوستی، ایثار و قربانی کا پیغام دیا ہے" (۲۴)

صوفیائے عظام کے سماجی رابطے کے حوالے سے ایک اہم بات یہ ہے کہ چونکہ انکا اصول مطمح نظر اور مقصد مخلوق کی خدمت ہوتا ہے اور اسکے لئے انکے نزدیک یہ بات بھی اہمیت نہیں رکھتی کہ انکے پاس آنے والا انکا معتقد یا مرید ہے یا نہیں۔ بلکہ وہ خدمت خلق کے جذبے سے سرشار ہوکر ہر کس و ناکس کی مدد پر آمادہ رہتے ہیں۔

سلسلہ ء چشتیہ صابریہ رحمانیہ کے معروف صوفی بزرگ حضرت پیر خواجہ محمد فاروق رحمانی علیہ الرحمۃ اپنے ملفوظات میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"زبان شیریں ملک گیری، کسی سے مت بگاڑو چپڑاسی تک کو سلام کرنا وقت پر کام دے جاتا ہے۔ ہر ایک سے صاحب سلامت رکھو بگاڑو کسی سے نہیں نہ قلندر سے، نہ سالک سے نہ رند سے، نہ زاہد سے ...

کوشش یہ رہنی چاہیئے کہ چوبیس گھنٹے میں کسی مسلمان کی خدمت دامے درمے قدمے سخنے ہوجائے اگر نفع نہ دے سکے تو نقصان بھی نہ پہنچائے"۔ (۲۵)

اللہ تعالی صوفیا کے دلوں کو مخلوق کی محبت و خیرخواہی میں اس حد تک نرم فرما دیتا ہے کہ وہ خود تو مخلوق کو کیا نقصان پہنچائیں بلکہ مخلوق کی جانب سے خود

marfat.com

کو نقصان پہنچانے پر بھی اسکو فائدہ پہنچانے کا ہی جذبہ اپنے دل میں بیدار رکھتے ہیں۔ اسی جذبہ کے تحت وہ مخلوق کی بدزبانی و گستاخی کو بھی صبر و تحمل سے برداشت کرتے رہتے ہیں۔ اس ضمن میں سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی (م ۷۲۵ھ) کے ملفوظات "فوائد الفواد" سے یہ واقعہ قابل ذکر ہے۔

"حاضرین میں سے ایک شخص نے عرضداشت کی بعض لوگ کیا برسر منبر اور کیا دوسرے مقامات (سب جگہ) آپ کی بدگوئی کے طور پر کچھ (نہ کچھ) کہتے رہتے ہیں اور ہم سے نہیں سنا جاتا۔ خواجہ ذکرہ اللہ بالخیر نے فرمایا کہ میں نے سب کو معاف کردیا ہے پھر کیا موقع ہے کہ لوگ عداوت اور کسی کی دشمنی میں مشغول ہوتے ہیں۔ جو بھی مجھے برا کہتا ہے میں نے اسے معاف کردیا تم کو بھی چاہیئے کہ معاف کردو اور اس شخص سے دشمنی نہ رکھو۔

اسکے بعد فرمایا کہ چھجّو اندرپت کا رہنے والا تھا اور برابر مجھے برا کہتا اور (میرا) برا چاہتا۔ برا چاہنا برا کہنے سے بھی برا ہے الغرض جب وہ مرگیا تو میں تیسرے روز اسکی قبر پر گیا اور میں نے دعا مانگی اور کہا کہ الٰہی اس نے جو کچھ بھی مجھے برا کہا اور میرا برا چاہا میں نے اسکو معاف کردیا۔ تو میری وجہ سے اسے عذاب نہ دیجو۔" (۳۶)

marfat.com

تصوف پر تنقید اور جوابات کا جائزہ

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تصوف کی بنیاد اللہ تعالی پر ایمان کامل اور اسکے خوف پر ہے اور انہی دو خصوصیات کو تصوف میں بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے قرآن کریم میں اولیاء اللہ کی شان بھی انہی دو صفات میں بیان کی گئی ہے۔

"الا ان اولیاء اللہ لاخوفٌ علیهم ولا هم یحزنون الذین امنو وکانو یتقون" (۲۷)

ترجمہ :- سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں۔

انہی صفات کے حامل تمام انبیائے کرام ہوئے اور انہی خصوصیات کے حامل تمام اولیائے کرام بھی رہے ہیں قرآن کی اس صریح گواہی کے بعد لازم ہوگیا کہ تصوف اور صوفی ان دو صفات کا حامل ہو اور ان دو خصوصیات کے بغیر تصوف "اسلامی تصوف" کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا تصوف کے یہ تمام اشغال و احوال مثلاً ذکر الہی، مراقبہ، فنائے نفس وغیرہ انہی مذکورہ بالا دو صفات کے باعث وجود میں آتے ہیں۔

تمام فقہا، محدثین اور علمائے کرام و صوفیائے عظام شریعت، طریقت اور حقیقت کے عامل رہے ہیں۔

بد قسمتی سے اسلامی تصوف کی حقیقت اور مقامات سے نا آشنائی کے باعث تصوف کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور تاحال یہ عمل جاری ہے۔

شیخ غلام محمد احمد اپنی تحقیقی تصنیف "صبغتُ اللہ" کے دیباچے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اسلامی تصوف کے بارے میں جن لوگوں کو کچھ بدظنی سی

marfat.com

ہو رہی ہے وہ زیادہ تر مغربی تہذیب کے مستشرقی پرائی تہذیب کے ظاہر بین مُلا، نئی روشنی کے نوجوان گریجویٹ اور امیر طبقہ کے اکثر افراد ہیں۔" (۲۸)

اس سلسلے میں اس شبہ کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ تصوف پر تنقید کرنے والوں کو کتاب و سنت کے عامل صوفیا کی بجائے بے عمل و بے اصل نام نہاد صوفیا سے تعلق ہوا ہو۔ مخدوم سید علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تصنیف میں صوفیا کے اقسام میں فرماتے ہیں۔

صوفی : اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو حق میں فنا کر دے اور اسکے اندر کوئی کدورت اور تیرگی باقی نہ ہو۔

متصوف : اس شخص کو کہتے ہیں جو مجاہدہ سے اس درجے کے حصول کیلئے کوشاں ..... ہو یعنی جو سچا صوفی بننے کی کوشش میں لگا ہوا ہو۔

مستصوف : وہ ہے جو دنیا کا مال و متاع اور مرتبہ و عزت حاصل کرنے کے لئے اہل تصوف کی وضع و قطع اور طور واطوار اختیار کئے ہوئے ہو مگر صفا اور تصوف کی اسے کچھ خبر نہ ہو۔ (۲۹)

چونکہ کوئی زمانہ مستصوفین سے خالی نہیں رہا اسلئے تنقید نگاروں نے ایسے لوگوں کو پیش نظر رکھ کر تصوف کو تنقید کا نشانہ بنایا ہو تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ حامیین تصوف بھی ایسے تصوف سے نالاں ہیں۔ عام طور سے لوگ "تصوف" کے اصل معنی و مطالب و مقاصد سے یا تو ناآشنا ہوتے ہیں یا تصوف کو اسکے اصل معنی و مقصود کے مطابق اختیار نہیں کرتے بلکہ ہر ایک شخص تصوف کے رنگ میں خود کو رنگنے کے بجائے تصوف کو دیگر بے معنی حیثیتوں سے سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

"تصوف کیلئے نہ کشف و کرامات شرط ہے نہ دنیا کے کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف ہے نہ تعویذ گنڈوں کا نام تصوف ہے نہ جھاڑ پھونک سے بیماری دور کرنے کا نام تصوف ہے نہ مقدمات جیتنے کا نام تصوف ہے نہ قبروں پر سجدہ کرنے انپر

marfat.com

چادریں چڑھانے اور چراغ جلانے کا نام تصوف ہے اور نہ آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوف ہے .... نہ اس میں کشف و الہام کا صحیح اترنا لازمی ہے اور نہ وجد و تواجد اور رقص و سرور کا نام تصوف ہے۔" (۳۰)

عموماً لادینی ذہنیت (دہریئے) یا یورپی مصنفین نے تصوف کے مقامات اور اصطلاحات کو غلط سمجھنے کی بناء پر تصوف کو غیر اسلامی قرار دیا ہے مولانا واحد بخش سیال اپنی تحقیقی تصنیف "روحانیت اسلام" میں اس بارے میں رقمطراز ہیں۔

"ان یورپین مصنفین جن کو عرف عام میں مستشرقین ORIENTALISTS کہا جاتا ہے نے بے پر کی اڑادی اور تصوف کے متعلق چار قسم کی قیاس آرائیاں قائم کردیں اول یہ کہ تصوف کو عیسائی فلسفہ ء روحانیت MYSTICISM کی پیداوار کہتے ہیں دوم یہ کہ ہندو فلسفہ ء روحانیت سے ماخوذ ہے سوم یہ کہ تصوف بدھ فلسفہ ء روحانیت کی پیداوار ہے چہارم یہ کہ تصوف یونانی اثرات یعنی NEOPLATONIS کا مرہون منت ہے۔" (۳۱)

تحقیق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تصوف پر تنقید اسکے بعض نظریات مثلاً "وحدت الوجود" صوفیا کی کرامات اور گوشہ نشینی یا خانقاہی نظام سے متعلق ہوتی ہے۔ مولانا واحد بخش سیال "روحانیت اسلام" میں لکھتے ہیں۔

"تصوف کے متعلق مستشرقین کی غلط فہمی کی تیسری وجہ بلکہ سب سے بڑی وجہ صوفیا اسلام کا عقیدہ "وحدت الوجود" (۳۲) ہے۔ جب صوفیائے اسلام اپنے وحدت الوجود کے مشاہدات بیان کرتے ہیں تو مستشرقین فوراً ان پر حملہ کر کے انہیں خارج از اسلام کردیتے ہیں... ان کا کہنا ہے کہ صوفیوں کا نظریہ ء وحدت الوجود اسلام کے

marfat.com

نظریہ توحید MONOTHEISM کے خلاف ہے۔" (۳۳)

"تصوف" کے بارے میں عموماً مغرب زدہ افراد اور آزاد خیال عوام اور خصوصاً مستشرقین یورپ یہ اعتراض بھی کرتے رہے ہیں کہ "تصوف" کا تعلق قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہوتا یا یہ کہ تصوف کے حوالہ سے بدعات کو فروغ حاصل ہورہا ہے لیکن انکی یہ تنقید و اعتراض درست نہیں۔ اس ضمن میں معروف عالم دین شیخ طریقت پیر محمد کرم شاہ الازہری مدظلہ العالی "تصوف" سے متعلق اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں رقمطراز ہیں۔

> "تصوف پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے اور اب بھی کیا جارہا ہے کہ اسکا ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نہیں بلکہ یہ ایک اجنبی چیز ہے جسے اسلام میں زبردستی ٹھونس دیا گیا ہے۔" (۳۴)

حالانکہ صوفیائے کرام کی تاریخ اور انکے اقوال و افعال اور معمولات سے ثابت ہوچکا ہے کہ انکا قول و فعل اور دستور العمل عین کتاب و سنت سے ماخوذ ہوتا ہے اور انکی تعلیمات بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں ہوتی ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اکابرین صوفیا میں سے کسی نے بھی نہ تو خود خلاف شرع امور پر عمل کیا اور نہ ہی اپنے متبعین کو غیر اسلامی افعال کی رغبت دلائی بلکہ انکی تعلیمات و رشد و ہدایت میں احکامات قرآن و سنت پر سختی سے عمل کرنے کی ہدایات واضح طور پر ملتی ہیں۔

> "اکابر صوفیا نے اپنی مستند کتب میں اس بات کو واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ صوفی کے لئے کتاب و سنت کے ارشادات پر عمل پیرا ہونا کامیابی کے لئے شرط اول ہے ..... صوفیائے کرام نے خود بھی کتاب و سنت پر عمل کیا اور اپنے حلقہ ء عقیدت میں داخل ہونے والوں کو بھی کتاب و سنت کی پیروی کی تاکید فرمائی۔" (۳۵)

marfat.com

"تصوف" پر اعتراض کرنے والے کبھی "تصوف" کو ہندوؤں کے "وید" سے ماخوذ قرار دیتے ہیں اور کبھی زہد و تقوی کو "بدھ مت" کی تعلیمات کا اثر بتلاتے ہیں اور کبھی نصرانی رہبانیت سے "تصوف" کا ناطہ جوڑنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن ان تمام مذکورہ اعتراضات کے جوابات بھی مسلمان صوفیا نے اپنی اپنی تحریروں اور تقریروں میں بخوبی دیدیا ہے اور ثابت کردیا ہے کہ "تصوف" کے اشغال و معمولات وہدایات غیر مسلم قوموں کے اشغال سے مختلف ہیں اور انکی اصل قرآن و سنت ہی ہے۔ "تصوف" کا ماخذ ہندوؤں کے "وید" قرار دینے والوں کے رد میں پیر کرم شاہ الازہری تحریر فرماتے ہیں۔

"کیا انہیں معلوم نہیں کہ مسلمان صوفیا کے ہادی و راہبر نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے غار حرا میں چلہ کشی کی تھی اور ذکر الہی پر مداومت کے متعدد احکام قرآن کریم اور احادیث نبوی میں بصراحت موجود ہیں اور یہ سب اس وقت انکو میسر تھا جبکہ ہندوؤں کی تہذیب و تمدن کے بارے میں جزیرہ عرب کے باشندوں کو سطحی قسم کی معلومات بھی میسر نہ تھیں اسلئے صوفیا کرام کی ریاضتوں اور چلہ کشیوں کو ہندو جوگیوں کی طرف منسوب کرنا لغویت کی انتہا ہے۔ مزید برآں دونوں ریاضتوں کے مقاصد میں بعد المشرقین ہے"۔

"تصوف" کے اشغال کو گوتم بدھ اور نصرانی تعلیمات و اشغال کا ماخذ سمجھنے والوں کے رد میں آپ مزید لکھتے ہیں۔

"گوتم بدھ خدا کے وجود کا منکر ہے۔ وہ نفس انسانی کو ہی سب کچھ خیال کرتا ہے اسکے برعکس مسلمان اللہ تعالی کی ذات، اسکی وحدانیت پر پختہ ایمان رکھتے ہیں اور یہ ریاضتیں مقصود بالذات نہیں، بلکہ بارگاہ الہی میں شرف باریابی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہیں ..... عیسائیوں کے نزدیک رہبانیت

marfat.com

مقصد حیات ہے وہ ہمیشہ کیلئے دنیا سے الگ تھلگ زندگی بسر کرنے میں ہی سلامتی اور نجات سمجھتے ہیں صوفیا کرام کے ہاں اس قسم کا کوئی تصور نہیں ..... انہوں نے دنیا کو ترک کرنے کی تلقین نہیں کی بلکہ دنیا کے بے اعتدالانہ استعمال اور اسکی محبت میں کھوجانے سے منع کیا ہے۔ انہوں نے شادیاں کیں انکے اہل و عیال تھے انکے ذاتی مکانات اور مزروعہ اراضی تھیں۔ ان حقائق کی موجودگی میں ان پر رہبانیت کا الزام کیوں درست ہوسکتا ہے"۔ (۳۶)

صوفیا نے ایک خاص مفہوم میں اگر "ترک دنیا" کی اصطلاح استعمال بھی کی ہے تو اکا مقصد حب دنیا یعنی حب مال کی آلودگی سے انسان کو محفوظ رکھنا تھا ورنہ ترک دنیا فی نفسہ اکا مقصود نہیں رہا۔

مصور فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی علیہ رحمۃ اپنی تصنیف "تسکین احساس" میں اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مشائخ نے ترک دنیا پر جس قدر زور دیا تھا وہ کوئی خانہ ساز حکم نہ تھا۔ بلکہ قرآن شریف اور احادیث کے متواتر احکام کی بموجب یہ طریقہ اختیار کیا گیا تھا اور اس پر زیادہ تاکید اس زمانہ میں شروع ہوئی تھی جبکہ مسلمانوں میں فتوحات کا سلسلہ زوروں پر تھا اور دولت و دنیا ایک سیلاب کی طرح انکے قبضے میں آرہی تھی اس وقت مشائخ نے ضروری سمجھا کہ ترک تعلقات دنیا کی ہدایات شد و مد سے کریں تاکہ مسلمان دولت کی مصروفیت میں خدا کو بھول نہ جائیں۔" (۳۷)

"تصوف" کو "وید" "رہبانیت" اور دیگر غیر مسلم قوموں کے اشغال سے ماخوذ قرار دینے والوں کا رد کرتے ہوئے سندھ کے معروف محقق ڈاکٹر عبدالمجید سندھی لکھتے ہیں۔

marfat.com

"عیسائی راہب اور ہندو ویدانی نے صرف اپنی ذات کی تعمیر پر توجہ دی ہے انھوں نے دنیا سے قطع تعلق کر کے پہاڑوں اور جنگلوں میں جاکر تنہا زندگی گزاری۔ انکے برعکس مسلمان صوفیا کرام نے اپنی ذات کی تعمیر بھی کی اور دوسروں کو بھی راہ حق کا راستہ بتایا۔" (۳۸)

"تصوف" کے معترضین کے مطابق تصوف کا نظریہ اور تصور یہود، مجوس و نصاریٰ سے تعلق رکھتا ہے کسی نے کہا تصوف پر ایران کے زرتشتی عقائد، افکار اور تعلیمات کا اثر ہے۔ ان کے مطابق۔

"اسلام سے قبل ہنود، یہود، مجوس اور نصاریٰ میں تصوف کا نظریہ موجود تھا جس نے ان قوموں کو بے عملی کی افیون پلا کر ناکارہ بنا رکھا تھا اور سنیاسی جوگی، موبد، راہب، ربی وغیرہ اس نظریہ کے مظہر تھے جنکی تعلیم دین و مذہب سے جداگانہ محض ترک دنیا و ترک علائق پر مبنی تھی"۔ (۳۹)

اس اعتراض کا جواب محترم نثار احمد خان صاحب نے اپنی تالیف "آئینہ ء سلوک" میں جس طرح دیا ہے ملاحظہ ہو۔

"سلوک و تصوف کی کتابوں میں ترک ماسوا اور ترک دنیا کو وصول الی اللہ کی شرط قرار دیا ہے لیکن یہ ترک دنیا اس طرح نہیں ہے جسطرح نصاریٰ کے یہاں رہبانیت ہے کہ سب کو چھوڑ چھاڑ کر پہاڑ کی چوٹی یا کسی غار میں جا بیٹھے۔ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ اسلام جس ترک دنیا کی ترغیب دیتا ہے وہ صرف اتنی بات ہے کہ دل آپکا دنیا کی کسی شے سے ایسا تعلق نہ رکھے کہ وہ اللہ کے تعلق پر غالب آجائے۔" (۴۰)

دنیائے تصوف میں "ترک دنیا" سے جو معنی و مفہوم صوفیا نے اخذ کئے ہیں ان سے واضح طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ انکا مطمح نظر اور نصب العین

marfat.com

دراصل اللہ کی محبت کو دنیا کی تمام محبتوں پر فوقیت دینا ہے اور وہ ہر اس چیز کو کہ جو انہیں اللہ تعالی کی محبت سے غفلت میں مبتلا کرنے والی ہو ترک کردینے کو " ترک دنیا " سے مخاطب کرتے ہیں ورنہ دنیا کی تمام حلال اور طیب اشیاء جو کھانے پینے اور برتنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں وہ الہی قانون کے تحت سب کیلئے حلال ہیں خواہ انکا تعلق گروہ صوفیا سے ہو یا عوام الناس سے اسکے برعکس صوفیا کے گروہ پر اگر معترضین ازخود حلال کو اپنے لئے حرام قرار دینے اور مطلق ترک دنیا کے عقیدے کا الزام عائد کرتے ہیں تو یہ مبالغہ ہوگا۔ صوفیا قرآن کریم کے احکامات کی روشنی میں ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑنے میں مصروف ہوتے ہیں اور دوسری جانب خلق خدا کی جانب سے ظلم و زیادتی پر بھی مطلق ترک دنیا کا راستہ اختیار نہیں کرتے کیونکہ وہ عقلی طور پر بخوبی اس امر سے آگاہ ہوتے ہیں کہ مطلقاً " ترک دنیا " اسلامی تعلیمات کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ غیر مسلموں کا شعار ہے جو انہوں نے خود اختیار کرلیا تھا۔

غلام احمد پرویز (م ۱۹۰۳ء) اپنی تصنیف " تصوف کی حقیقت " میں اس بارے میں تحریر کرتے ہیں۔

> " ترک دنیا اور ترک علائق کے عقیدہ اور مسلک کے متعلق قرآن کریم کا کیا فیصلہ ہے یہودی اور عیسائی تصوف میں اس مسلک کو رہبانیت کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ قرآن کریم نے اسکے متعلق فرمایا کہ "**ورھبانیتہ ن ابتدعوھا ما کتبنھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ فمار عوھا حق رعایتھا**" (۵۷/۲۷) رہبانیت کا مسلک ہم نے ان پر واجب قرار نہیں دیا تھا انہوں نے اسے از خود ایجاد کرلیا اور یہ کہہ کر اپنے آپ کو فریب دے لیا کہ اس سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوجاتی ہے " (۴۱)

اس موقع پر یہ بات دلچسپ اور قابل ذکر ہوگی کہ جن مستشرقین یا معترضین نے " تصوف " اور اسکے اشغال و تعلیمات پر نکتہ چینی کرتے ہوئے

marfat.com

مختلف الزامات لگائے وہیں ان میں سے کچھ ایسے بھی ہوئے جنہوں نے حقائق کا مطالعہ و مشاہدہ کرنے کے بعد اپنے الزامات و نظریات سے رجوع کر لیا۔ مثلاً تصوف سے متعلق انکا یہ کہنا کہ یہ عیسائی فلسفہ روحانیت کی پیداوار ہے یا یہ کہ یہ ہندو فلسفہء روحانیت سے ماخوذ ہے یا یہ کہ بدھ فلسفہ روحانیت کی پیداوار ہے یا اس پر یونانی اثرات غالب ہیں ان تمام الزامات کو انہی میں سے چند نے غلط اور بے بنیاد قرار دیدیا۔

مولانا واحد بخش سیال اپنی تصنیف "روحانیت اسلام" میں اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مستشرقین کے ان چار گروہوں کے علاوہ ایک اور گروہ بھی ہے جو مندرجہ بالا چاروں نظریات کو غلط اور بے بنیاد قرار دیتا ہے اور تصوف کو قرآن اور سنت کی پیداوار ثابت کرتا ہے۔ اس گروہ کے سردار فرانس کے نامور اسکالر ماسینیو ہیں جو شیخ حسین ابن منصور حلاج پر یورپ میں اتھارٹی مانے جاتے ہیں۔ ماسینیو کے بعد باقی مستشرقین کا رخ بھی بدل گیا ہے اور انھوں نے اب تصوف کو قرآن و حدیث کی پیداوار قرار دینا شروع کر دیا ہے۔" (۴۲)

محترم جناب پیر کرم شاہ الازہری اسی بات کی تائید کرتے ہوئے اپنے مقالے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مستشرقین جن کے غول کے غول اسلامی تصوف کو غیر اسلامی ثابت کرنے کے جنون میں جگہ جگہ ٹاک ٹوئیاں مارتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان میں چند ایسی شخصیتیں بھی ہیں جنہوں نے پہلے تو اپنے پیشرووں کی تقلید کرتے ہوئے اسلامی تصوف کو غیر اسلامی افکار کا نتیجہ کہا لیکن مزید تحقیق کے بعد جب حقیقت انکے سامنے واشگاف ہوگئی تو انہوں نے بڑی

marfat.com

جرائت سے اپنے سابق افکار و نظریات سے رجوع کیا"۔ (۴۳)

آپ مزید تحریر فرماتے ہیں

"یہی نکلسن جو پہلے تصوف کو عیسائیت کا عطیہ کہتے رہے بعد میں انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھک میں تصوف کے عنوان پر اظہار خیال کرتے ہوئے اعتراف کرتے ہیں کہ آج تک اسلامی تصوف کے آغاز اور نشوونما کے بارے میں غلط اندازے لگائے گئے ہیں یہ کہنا کہ تصوف اسلام میں باہر سے آیا قطعاً قابل تسلیم نہیں" (۴۴)

مستشرقین کا وہ گروہ جس نے تصوف اور اسکے اشغال و تعلیمات کو قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھا اور پرکھا ہے اس نے یہ اعتراف بھی کرلیا ہے کہ اسکی بنیاد قرآن و سنت ہے البتہ جو قرآن و سنت کی معرفت سے ناآشنا ہو وہ تصوف کی حقیقت سے بھی کماحقہ آگاہ نہیں ہوسکتا چنانچہ محترم مولانا واحد بخش سیال اپنی تحقیقی تصنیف "روحانیت اسلام" میں مشہور مغربی محقق ڈاکٹر نکلسن کی آخری عمر کی کتاب "آئیڈیا آف پرسنیلٹی آف گاڈ ان اسلام" کے حوالہ سے اسکا یہ اعتراف نقل فرماتے ہیں۔

"علاوہ اس بات کے کہ تصوف کی ہر چیز کی جڑ قرآن اور سنت ہے اور تاوقتیکہ قرآن اور سنت کو نہ سمجھا جائے تصوف کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔" (۴۵)

بعض معترضین کی جانب سے یہ کہنا کہ لفظ "تصوف" عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود نہ تھا اسلئے اسکا تعلق اسلام سے نہیں ہوسکتا۔ یا یہ کہ تصوف کے بعض اشغال و تعلیمات جو صوفیا نے رائج کئے انکا تعلق عہد نبوی یا عہد صحابہ سے نہیں تھا اسلئے قابل قبول نہیں کہ اول تصوف کے بعض اشغال یا معمولات فی نفسہ کچھ نہیں بلکہ عوام کے طبعی رجحانات اور انکے مزاج و نفسیات کے حوالہ سے بزرگوں نے رائج فرمائے اور صوفیا کا مقصد عوام میں انکی فطری استعداد و

marfat.com

اہلیت کے مطابق تصوف کی تعلیمات سے آگہی پیدا کرنا ہے لہذا اس جگہ محض الفاظ یا طریقہ ء کار کو دیکھنے کی بجائے انکے اغراض و مقاصد پر نظر رکھنی ضروری ہے۔

محترم مولانا واحد بخش سیال صاحب اپنی تصنیف "مشاہدہ ء حق" میں اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ لفظ تصوف چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ء مبارک میں مروج نہیں تھا اس لئے اسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ دوسرے مذاہب یعنی عیسائیت، ہندو دھرم، بدھ مت اور فلسفہ یونان سے حاصل کیا گیا یہ اعتراض کم علمی اور کج فہمی پر مبنی ہے۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو علم تفسیر، فقہ، حدیث، علم معانی، علم بیان، علم صرف و نحو وغیرہ بھی مروج نہ تھے کیا یہ علوم بھی غیر اسلامی ہیں؟" (۴۶)

بہرحال یہ ثابت ہوچکا ہے کہ "تصوف" پر اعتراض کرنے والے خواہ اپنے ہوں یا پرائے وہ تصوف کی اصل سے پوری طرح آشنا نہیں ورنہ انہیں اعتراف کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوکہ حاملین تصوف کے نزدیک تصوف کا مفہوم کتاب و سنت کی کامل اتباع اور رضائے الہی کے حصول کی جستجو ہے اور صوفیا اپنے کسی طریقہ یا شغل کو مقصود نہیں سمجھتے بلکہ اسے تقرب الہی کا ایک ذریعہ جانتے ہیں۔

درحقیقت عوام الناس میں "تصوف" سے متعلق بعض بڑی غلط فہمیاں بھی پائی جاتی ہیں اور انہوں نے "تصوف" کی تعلیمات اور اسکے اشغال کو محض رسماً اختیار کرلیا ہے یا وہ صوفیا کی جانب سے مقرر کردہ بعض معمولات کی جزوی ادائیگی کو ہی اصل "تصوف" گردانتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ "تصوف" قرآن و حدیث کی روشنی میں بزرگان دین کے متعین کردہ جملہ امور و اصول پر عمل کرنے کا نام ہے۔

سلسلہ ء چشتیہ کے ایک معروف صوفی بزرگ حضرت شاہ سید محمد ذوقی

marfat.com

علیہ الرحمۃ اپنے ملفوظات "تربیت العشاق" میں ایک جگہ اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

تصوف کے متعلق گروہوں میں مختلف قسم کی غلط فہمیاں ہیں ایک گروہ کے نزدیک مزارات پر جانا اور وہاں پھول اور چادریں چڑھانا ہی سب کچھ ہے تصوف کے مخالفین اسکو قبر پرستی سے مطعون کرتے ہیں بعض کے نزدیک عرس و فاتحہ ہی سب کچھ ہے۔ دوسرا گروہ ہمہ اوست کہہ کر ہر معصیت کو جائز سمجھتا ہے مخالفین کبھی تصوف کو رہبانیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ (۴۷)

حضرت شاہ سید محمد ذوقی صاحب علیہ الرحمۃ خود ہی مخالفین تصوف کے اعتراضات اور تصوف کے بارے میں غلط فہمیوں کا شکار افراد کے تصورات و نظریات کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

تصوف نہ رہبانیت ہے اور نہ جوگ، اسلئے کہ اس میں فطری صلاحیتوں کو مفلوج کیا جاتا ہے، ہاتھ سکھالیا، پتھر پر بیٹھ کر عبادت کررہے ہیں ... برخلاف اسکے تصوف میں ہر چھوٹی بڑی قوت کو اجاگر کیا جاتا ہے اور صحیح مقصد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے ...

تصوف پر قبر پرستی کا الزام غلط ہے۔ پرستش کسی کی بھی نہیں ہوتی صرف فیض حاصل کیا جاتا ہے ...

ہمہ اوست کا الزام بھی غلط ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے جس کو زبان سے بیان نہیں کیا جاسکتا ....

عرس و فاتحہ کی افادیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اگرچہ یہ صحیح ہے کہ بعض زوائد داخل ہوگئے ہیں اور عوام نے انہیں غیر ضروری اہمیت دے رکھی ہے لیکن اسکے فوائد اس قدر مہتم

marfat.com

بالشان ہیں کہ انکو چھوڑا نہیں جاسکتا۔ (۴۸)

عام طور پر اکابر صوفیا دنیاوی اعتبار سے ظاہری علوم کی اسناد کے حامل نہیں گزرے۔ دنیاوی علوم کی درسگاہوں سے انہوں نے ڈگریاں حاصل نہیں کیں لیکن اسکے باوجود دینی جذبہ اور حصول فقر و فنا نے انہیں اس مقام سے آشنا کردیا تھا کہ بڑے بڑے ظاہری علماء انکے آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔ صوفیا کے ظاہری علوم سے بے نیاز ہونے کے باعث عوام کا مغرب زدہ طبقہ یا تصوف سے منحرف محققین صوفیا کو علم سے بے بہرہ تصور کرتے ہوئے انہیں کم علم یا جہلا کہہ کر پکارتے ہیں حالانکہ صورت حال اسکے برعکس ہے۔ پیر کرم شاہ الازہری تصوف سے متعلق اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں صوفیا پر کئے جانے والے اس اعتراض کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"معترضین یہ بھی کہتے ہیں کہ تصوف جاہلوں اور ناخواندہ لوگوں کا مسلک ہے ... یہ ایک ایسا الزام ہے جو الزام لگانے والے کی کم نظری اور لاعلمی پر دلالت کرتا ہے اکابر صوفیا اپنے اپنے زمانہ میں علم و فضل میں بھی اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے وہ اپنے ہم عصر علماء و فضلاء پر ہر لحاظ سے فوقیت رکھتے تھے بلکہ تصوف کے میدان میں قدم رکھنے سے پہلے وہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کرنا ضروری سمجھتے تھے۔" (۴۹)

سلسلہ ء سہروردیہ کے بانی حضرت عمر بن محمد شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ صوفیا کے عالم و فاضل ہونے کی تائید میں ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"صوفیا کے مشائخ کرام اور عابد و زاہد علماء نے فریضہ ء علم کو نہایت محنت سے ادا کیا۔ اور تحصیل علم کے بعد انہوں نے اپنے تبلیغی فرائض کو توفیق خداوندی کی بدولت اچھی طرح انجام دیا۔" (۵۰)

marfat.com

حوالہ جات باب ششم

(۱) عوارف المعارف، شیخ شہاب الدین سہروردی، مترجم: سید رشید احمد ارشد، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ص ۴۸۹

(۲) اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام، ڈاکٹر مولوی عبدالحق، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان ص ۵ - ۶

(۳) ایضاً ص ۸

(۴) تاریخ مشائخ چشت، خلیق احمد نظامی، کراچی، مکتبہ ء عارفین، ص ۱۲۷

(۵) تصوف اسلام، عبدالماجد دریا آبادی، لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن ص ۱۱۰

(۶ - ۷) ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ، ڈاکٹر روبینہ ترین، لاہور، شرکت پرنٹنگ پریس ص ۲۷۸

(۸) تاریخ مشائخ چشت، محولہ بالا ص ۳۰۱

(۹) نقد ملفوظات، پروفیسر نثار احمد فاروقی، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۱۹۸۹ء ص ۳۲

(۱۰) قرآنی تصوف اور اقبال، پروفیسر عبدالغنی، لاہور، فیروز سنز ۱۹۶۱ء ص ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵

(۱۱) ارشادات علمی، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری پبلیکیشنز ۱۹۹۷ء، ص ۶۷

(۱۲) ایضاً ص ۶۶

(۱۳) ایضاً ص ۱۴۰

(۱۴) اقبال اور مسلک تصوف، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء ص ۵۶۰

(۱۵) تاریخ مشائخ چشت، محولہ بالا ص ۱۸۳

marfat.com

(۱۶) ایضاً ص ۲۹۸

(۱۷) اخبار الاخیار فی اسرار الابرار ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، دہلی، مطبع مجتبائی،
۱۳۳۲ھ، ص ۶۴

(۱۸) جوامع الکلم، ملفوظات، خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ، مترجم : پروفیسر معین الدین دردائی،
کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۰ء ص ۱۰۳

(۱۹) میر عبدالواحد بلگرامی ۹۱۲ھ یا ۹۱۵ھ میں سانڈی میں پیدا ہوئے۔ تصوف کی منازل
شیخ طریقت صفی سائی پوری سے طے کیں انکے وصال کے بعد انکے خلیفہ شیخ حسین نے
آپکی تربیت کی اور خلافت سے نوازا۔ (سبع سنابل ص ۹ - ۱۱)

(۲۰) سبع سنابل ، میر عبدالواحد بلگرامی، مترجم : مفتی محمد خلیل خاں برکاتی، لاہور،
حامد اینڈ کمپنی، ص ۱۲۶

(۲۱) اصح التواریخ، سید محمد میاں قادری، کراچی، برکاتی پبلشرز، ۱۹۸۸ء، ص ۳۶۶

(۲۲) نگارشات سندھ، ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی، لاڑکانہ، سندھی ادبی اکیڈمی،
۱۹۹۳ء، ص ۹۳

(۲۳ - ۲۴) ایضاً، ص ۱۰۰

(۲۵) ربیع المجالس ، تذکرہ محبوب رحمانی، مرتبہ : صوفی سید محمد ظہیر الحسن رحمانی، کراچی،
اسکائی لائن پریس ، ۱۹۹۵ء، ۱۵۱ - ۱۴۹

(۲۶) فوائد الفواد ، خواجہ نظام الدین اولیاء، مترجم خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی، اردو اکادمی
۱۹۹۰ء ص ۱۶۴ - ۱۶۳

(۲۷) کنزالایمان ، اعلحضرت احمد رضا خان بریلوی ، س یونس پ ۱۱ آیت ۶۲، لاہور،
ضیاء القرآن پبلی کیشنز ص ۲۸۸

(۲۸) صبغت اللہ، شیخ غلام محمد احمد، جالندھر، ھانڈہ الیکٹرک ص ۲

(۲۹) کشف المحجوب، سید علی ہجویری، مترجم : میاں طفیل محمد، لاہور،
اسلامک پبلی کیشنز ص ۹۳

(۳۰) حجۃ القاطعۃ، مولانا احمد علی، کراچی، المکتبۃ الحبیب ص ۸۳

marfat.com

(۳۱) روحانیت اسلام، مولانا واحد بخش سیال، لاہور، بزم اتحاد المسلمین ص ۹۹
(۳۲) تصوف کی اصطلاح میں اس عقیدہ کو وحدت الوجود کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جسکی رو سے خداوند تعالی ایک ہے ہر جگہ موجود ہے اور کائنات کی ہر چیز اسکے وجود اور ہستی میں شامل ہے۔ (روحانیت اسلام ص ۵۴)
(۳۳) روحانیت اسلام، محولہ بالا ص ۱۱۱
(۳۴) مقالات ، (جلد اول) پیر محمد کرم شاہ الازہری، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۱۹۹۰ء، ص ۳۵۷
(۳۵ - ۳۶) ایضاً ، ص ۳۶۳ - ۳۶۵ - ۳۵۸ - ۳۵۹ - ۳۶۹
(۳۷) تسکین احساس ، خواجہ حسن نظامی، دہلی، محبوب المطابع برقی پریس ، ۱۳۴۳ھ ، ص ۲۲
(۳۸) پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں ، ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء، ص ۲۰
(۳۹) اسلام میں تصوف نہیں، میاں عبدالصمد مسلم، لاہور، چشتیہ پریس ، ۱۹۷۵ء، ص ۳
(۴۰) آئینہ ء سلوک ، نثار احمد خان، کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ ، ۱۹۹۴ء ص ۱۲۵
(۴۱) تصوف کی حقیقت، غلام احمد پرویز، لاہور، طلوع اسلام ٹرسٹ، ۱۹۸۱ء، ص ۶۹
(۴۲) روحانیت اسلام، محولہ بالا، ص ۱۰۰
(۴۳ - ۴۴) مقالات (جلد اول) محولہ بالا، ص ۳۶۳
(۴۵) روحانیت اسلام، محولہ بالا، ص ۱۰۰
(۴۶) مشاہدہ حق، مولانا الحاج واحد بخش سیال، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، ۱۴۱۲ھ ، ص ۸۲
(۴۷) تربیت العشاق، ملفوظات شاہ محمد ذوقی ، مرتبہ واحد بخش سیال، کراچی، محفل ذوقیہ، ۱۹۵۸ء، ص ۴۴۰
(۴۸) ایضاً، ص ۴۴۰ - ۴۴۱
(۴۹) مقالات جلد اول، محولہ بالا، ص ۳۶۵
(۵۰) عوارف المعارف، محولہ بالا، ص ۶۲

marfat.com

باب ہفتم

حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی کی سوانح و فضائل

سلسلہ قادریہ کی وجہ تسمیہ

سلسلہ قادریہ کی ابتداء

نشوونما اور وسعت و فضیلت

marfat.com

حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی کی سوانح و فضائل

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ولادت :-

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث الاعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت کے متعلق تمام تذکرہ نویسوں اور سوانح نگاروں بلکہ جملہ محققین نے متفقہ طور پر ثابت کیا ہے کہ آپ کی ولادت ملک ایران کے صوبہ طبرستان کے علاقہ گیلان یا جیلان کے نیف نامی قصبہ میں گیارہ ربیع الثانی ۴۷۰ھ کو سادات کے ایک خاندان (جو دو تین پشتوں سے یہاں آباد تھا) میں ہوئی۔ جسکی وجہ سے آپ جیلانی یا گیلانی کے لقب سے ملقب ہوئے۔ (۱)

حضرت شیخ عبدالقادر الگیلانی رضی اللہ عنہ خود اپنے مشہور "قصیدہ الغوثیہ الخمریہ" کے ایک شعر میں اپنے مقام ولادت کی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

"انا الجیلیّ محی الدین اسمی
واعلامی علی راس الجبال"

ترجمہ : میں گیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میرے (فیض و صداقت کے) نشان پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔ (۲)

حضرت سیدنا عبدالقادر الگیلانی کی ولادت شریفہ کے وقت خلیفہ مقتدی بامراللہ کا دور حکومت تھا۔ (۳)

گولڑہ شریف کے خانوادہ کے روحانی پیشوا سید نصیر الدین نصیر گیلانی حضرت سید شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کے نام و نسب کی تحقیق میں اپنی تصنیف "نام و نسب" میں آپکے ولادت شریفہ کی برکات کے متعلق ایک روایت تحریر فرماتے ہیں :

"روایات میں ہے کہ اس رات علاقہ ء گیلان میں گیارہ سو (۱۱۰۰)

marfat.com

بچے پیدا ہوئے، جو سب کے سب وقت کے کامل ولی بنے۔" (۴)

آپ کی ولادت باسعادت کی بشارت بے شمار مشائخ وقت نے دی جن میں حضرت شیخ خلیل بلخی، حضرت شیخ منصور بطائحی، حضرت شیخ ابو عبداللہ مسلمی، حضرت شیخ ابوبکر حرار، حضرت شیخ ابوبکر بن ہوار بطائحی، سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، حضرت شیخ عقیل اور حضرت شیخ ابو احمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہم جیسے مشائخ کبار شامل ہیں۔ (۵)

قطب دوراں شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن اپنی مجلس میں شیخ اعزاز سے کہا "عراق میں ایک ایسا مرد خدا پیدا ہوگا جو اللہ اور اسکے بندوں کے نزدیک بے حد رتبہ کا حامل ہوگا اسکی سکونت بغداد میں ہوگی وہ کہے گا کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اسکے زمانے کے اولیاء اسکی بات مانیں گے اسکے دور میں اس جیسا کوئی نہیں ہوگا۔" (۶)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر الگیلانی رضی اللہ عنہ والد کی طرف سے حسنی اور والدہ کی طرف سے حسینی یعنی نجیب الطرفین سید ہیں۔ (۷)

آپکا نسب اسطرح سے ہے۔ محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح جنگی دوست یا بقول بعض جنگا دوست موسیٰ بن ابی عبداللہ یحیی الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ المحض (جنہیں عبداللہ المجل بھی کہتے تھے) بن حسن المثنی بن امیر المومنین بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیّ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوّی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن یاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان القریشی الہاشمی العلوی، الحسنی، الجیلی الحنبلی۔ (۸)

والدہ ماجدہ کی جانب سے سلسلہ ء نسب اسطرح ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کی والدہ محترمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی کنیت ام الخیر لقب امت الجبار اور اسم مبارکہ مقدسہ فاطمہ بنت سیدنا حضرت عبداللہ صومعی الحسینی رضی اللہ تعالی عنہ بن سیدنا حضرت ابی جمال رضی اللہ تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت محمد رضی اللہ

marfat.com

تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت محمود رضی اللہ تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت طاہر رضی اللہ تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت ابی عطار رضی اللہ تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت ابی کمال رضی اللہ تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت عیسی رضی اللہ تعالی عنہ، بن حضرت ابی علاؤالدین رضی اللہ تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت محمد رضی اللہ تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ، بن سیدنا حضرت موسی کاظم رضی اللہ تعالی عنہ، بن سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، بن سیدنا حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ، بن سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ، بن حضرت امام المتقین و امیر المومنین سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا شہید کربلا بن حضرت امام المومنین اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب حل المشکلات والنوائب ابن عم رسول و زوج بتول علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف۔ (۹)

حضرت سید شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ نے خرقہ ء ارادت حضرت شیخ ابو سعید مبارک مخزومی (۱۰) (م ۵۱۳ ھ) سے حاصل کیا تھا۔ (۱۱)

سلسلہ چشتیہ کے صوفی بزرگ حضرت شاہ سید محمد ذوقی علیہ الرحمۃ "تربیت العشاق" میں تحریر فرماتے ہیں:

> غوث الاعظم کی تربیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اویسی طریقہ سے خود فرمائی جب تعلیم پوری ہوگئی تو ارشاد فرمایا: "تمہارے لئے یہی کافی ہے لیکن سلسلہ چلانے کیلئے ظاہری شیخ کے ہاں بیعت لازمی ہے۔" (۱۲)

"اسرار المعرفت" میں حضرت سیدنا عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی اویسی ارادت وبیعت کے متعلق اس طرح تحریر ہے:

> "ارادت و بیعت حضرت کی بلاواسطہ اپنے جد یعنی جناب رسالت مآب محمد مصطفی صلعم سے روحانی تھی۔" (۱۳)

حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ فخر کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ

marfat.com

میں تربیت تو براہ راست اپنے جد اعلی حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے حاصل کرتا ہوں لیکن میرے پیر طریقت ابو سعید مبارک مخزومی اور پیر صحبت حماد بن مسلم دباس ہیں۔ (۱۴)

حضرت شیخ کا شجرہ طریقت :-

حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی مشہور روحانی تصنیف "غنیۃ الطالبین" میں آپ کی سوانح میں آپکا شجرہ طریقت درج ذیل طور سے بیان کیا گیا ہے۔

۱. حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۲. حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہ۔
۳. امام عالی مقام حسن بصری رضی اللہ عنہ۔ ۴. حضرت شیخ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ۔
۵. حضرت شیخ داؤد طائی رضی اللہ عنہ۔ ۶. حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ۔
۷. حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ۔ ۸. حضرت شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ۔
۹. حضرت شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ۔ ۱۰. حضرت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ۔ ۱۱. حضرت شیخ ابوالحسن قرشی رضی اللہ عنہ۔ ۱۲. حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ عنہ۔ ۱۳. حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔ (۱۵)

القابات و اسمائے مبارکہ :-

یوں تو آپ کا اسم مبارک "عبدالقادر" ہے۔ لیکن عرف عام میں آپ کو کئی نام و القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔ عوام و خواص میں آپکو اپنے اصل اسم گرامی سے زیادہ مشہور و معروف اسمائے مبارکہ اور القابات سے پکارا جاتا ہے آپکے چند القابات درج ذیل ہیں۔

۱. غوث اعظم۔ ۲. غوث پاک۔ ۳. پیران پیر۔ ۴. پیر دستگیر۔
۵. محبوب سبحانی۔ ۶. شاہ جیلاں۔ ۷. غوث صمدانی۔
۸. میراں محی الدین۔ ۹. غوث الثقلین۔ ۱۰. گیارہویں والے پیر۔

marfat.com

۱۱. سرکار بغداد۔ ۱۲. شہنشاہ بغداد۔ (۱۶)

مذکورہ بالا اسمائے مبارکہ کے علاوہ بھی حضرت سید شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کے مشہور نام ہیں جو بطور دعا کے مشائخین کے معمولات حسنہ میں شامل ہیں اور اکثر صوفیاء مشائخ نے دو رکعت نفل نماز کی ادائیگی کے بعد ان ناموں کو بطور دعا ورد فرمایا ہے۔ وہ اسمائے مبارکہ گیارہ ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱. سلطان محی الدین۔ ۲. سید محی الدین۔ ۳. شیخ محی الدین۔

۴. ولی محی الدین۔ ۵. پادشاہ محی الدین۔ ۶. مخدوم محی الدین۔

۷. مولانا محی الدین۔ ۸. خواجہ محی الدین۔ ۹. درویش محی الدین۔

۱۰. فقیر محی الدین۔ ۱۱. غوث محی الدین۔ (۱۷)

تعلیم و تربیت :-

آپکے والد و نانا بزرگوار کا انتقال آپکی کم سنی میں ہی ہوگیا تھا اسلئے آپکی سرپرستی اور تعلیم و تربیت کا اہتمام آپکی والدہ ماجدہ نے فرمایا۔ (۱۸)

حضرت شیخ کی بغداد آمد :-

آپکی والدہ ماجدہ نے آپ کو تقریباً اٹھارہ سال کی عمر میں تحصیل علم کی خاطر بغداد روانہ کیا۔ اس زمانے میں بغداد مدینۃ العلوم ہونے کے ساتھ ساتھ اس دور کے مشائخ کبار اور عالم اسلام کے علمائے عظام کا مرکز تھا۔ یہ دور خلیفہ ابو العباس مستظہر باللہ (۱۹) کا تھا۔ (۲۰)

حضرت شیخ کے اساتذہ کرام :-

آپ نے بغداد پہنچنے کے بعد اس عہد کے نامور اکابر علماء و مشائخ سے تحصیل علم کی ۔ آپ کے اساتذہ میں درج ذیل نام شامل ہیں۔

۱. حضرت ابوالوفا علی بن عقیل الحنبلی۔ ۲. حضرت ابو الخطاب محفوظ الکلوذانی الحنبلی۔

marfat.com

۳۔ حضرت ابوالحسن محمد بن القاضی۔ ۴۔ حضرت ابو سعید المبارک بن علی المخزومی الحنبلی۔ (۲۱)

حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی نے علم و ادب ابو زکریا بن یحییٰ بن علی التبریزی اور علم حدیث بہت سے مشائخ جن میں محمد بن الحسن الباقلانی، ابو سعید محمد بن عبدالکریم بن خشیشا، ابو طالب عبدالقادر بن محمد یوسف شامل ہیں سے حاصل کیا۔ (۲۲)

درس و تدریس :-

تکمیل علم کے بعد حضرت ابو سعید المخزومی علیہ الرحمۃ نے اپنا مدرسہ آپکے حوالے فرمادیا جہاں آپ نے فصاحت و بلاغت کے ساتھ تقریر اور وعظ و نصیحت شروع کردی۔ (۲۳)

آپ کو جامعہ ء مبارک المخزومی کا شیخ الجامعہ مقرر کیا گیا .... آپ جمعہ کی صبح کو اپنے جامعہ میں وعظ فرماتے، منگل کی شام خانقاہ میں اور اتوار کے دن علماء و فقہاء کے مجمع میں وعظ فرماتے ..... آپکے وعظ میں اکابر مشائخ عراق، علمائے کرام، مفتیان عظام کے علاوہ ملائکہ، جنات اور رجال الغیب بکثرت موجود ہوتے تھے۔ اکثر مورخین نے آپکے وعظ میں سامعین کی تعداد ستر ہزار سے زیادہ بتلائی ہے۔ (۲۴)

آپ کے وعظ کی تاثیر کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مجلس وعظ میں ذوق و شوق اور عظمت و جلال کے باعث کئی جنازے اٹھتے۔

آپ کی مجلس وعظ کی یہ خصوصیات تھیں کہ حضرت شیخ کی آواز دور و نزدیک یکساں پہنچتی تھی۔ (۲۵)

مولانا سید ابو الحسن علی ندوی "تاریخ دعوت و عزیمت" میں حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کے حالات و فضائل کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ سارا بغداد آپ کے مواعظ پر ٹوٹ پڑا ... ایک ایک مجلس میں چار چار سو دواتیں شمار کی گئی ہیں جو آپکے ارشادات قلمبند کرنے کیلئے لائی جاتیں۔ (۲۶)

marfat.com

حضرت شیخ کی کرامات :-

تمام مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں یہاں تک کہ اپنے وقت کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام جیسے تشدد پسند حضرات بھی آپ کی کرامات کے معترف ہیں۔ (۲۷)

اگر چہ اکثر اولیائے کرام سے متعدد کرامات کا صادر ہونا تاریخ سے ثابت ہے لیکن حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ سے جتنی کثرت سے کرامات کا وقوع ہوا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

مفتی غلام سرور لاہوری آپ کی اس خصوصیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"باید دانست کہ خوارق عادات و کرامات کہ ازآں سید کائنات بہ وقوع آمدہ اند، از ہیچ کدام ولی اللہ سرزد نہ گشتہ کہ در بہجتہ الاسرار و تحفہ ء قادریہ، انیس القادریہ و مناقب غوثیہ وغیرہ مفصل و مشرح مذکور اند" (۲۸)

ترجمہ : جان لینا چاہیئے کہ سردار کائنات (غوث الاعظم) سے جتنی کرامات ظاہر ہوئیں وہ کسی دوسرے ولی اللہ سے واقع نہیں ہوئیں چنانچہ انکی تفصیل بہجتہ الاسرار، تحفہ ء قادریہ، انیس القادریہ اور مناقب غوثیہ جیسے تذکروں میں موجود ہے۔

آپ کی کرامات بے شمار ہیں جن کا احاطہ کرنا ایک مشکل امر ہے تاہم آپکی کرامات میں دفع امراض عامہ، مفلوج و مجذوم اور مادر زاد نابینا کی صحت، کھجور کے خشک درختوں کا سرسبز ہوجانا، طغیانی اور بارش کا تھم جانا، بے موسم پھلوں کی موجودگی، غیبی امور پر اطلاع، مال و زر کا خون ہوجانا، عذاب قبر سے نجات دلانا، چوروں کو ولی بنانا، مخلوق کے ظاہر و باطن میں تصرف فرمانا، جنات و ملائکہ پر حکمرانی کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ (۲۹)

marfat.com

حضرت شیخ کی فتاویٰ نویسی :-

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقہی مسائل میں امام احمد بن حنبل (م ۸۵۵ ء) اور امام شافعی (م ۸۲۰ ء) کے مقلد تھے۔ (۳۰)

حضرت صوفی کفایت علی قادری اپنی تصنیف "انوار پنج گنج" میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرات محدثین زمانہ نے عرض کیا کہ حضور (غوث الاعظم) تو ماشاء اللہ سب طرح کامل و مجتہد ہیں اجتہاد فرمائیے مگر حضرت غوث الاعظم نے تقلید امام کی کرنا پسند فرمائی اور فرمایا کہ اجتہاد اور مجتہد کی اب ضرورت باقی نہیں رہی یعنی اب جائز نہیں بلکہ مفسد ہے۔" (۳۱)

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ آپ کا مذہب حنبلی تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ خود صاحب مذہب اور اہل اجتہاد ہیں اور آپ اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرتے تھے۔ چونکہ آپ بیشتر مسائل اجتہاد میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ متفق تھے اس لئے بعض لوگوں کا گمان ہے کہ آپ حنبلی تھے۔ (۳۲)

آپ کو مسائل پر اتنا عبور حاصل تھا کہ فتویٰ لکھتے وقت کتاب نہ دیکھتے، نہ کچھ سوچتے، قلم برداشتہ جواب لکھ لیتے اور تمام عراق کے علماء میں اس جواب کو درست اور صحیح مانا جاتا۔ آپ سے پوچھے گئے استفتاء کے جواب میں آپکا ایک فتویٰ نہایت مشہور ہے کہ ایک شخص نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں ہفتہ بھر تک ایسی عبادت کروں جو اس ہفتہ میں دنیا کے کسی مسلمان نے نہ کی ہو تو میری بیوی کو تین طلاق ہو عراق کے تمام علماء اس عجیب سوال کے جواب میں حیران تھے اور ان کو کوئی ایسی عبادت معلوم نہ ہوتی تھی جو کسی نہ کسی وقت میں مسلمانان عالم کے زیر عمل نہ ہو حضور رضی اللہ عنہ کو حال معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا، اسکے لئے حرم کعبہ میں انتظام کرو کہ ہفتہ بھر تک کوئی مسلمان کعبہ کا طواف نہ کرنے پائے اور پھر

marfat.com

اسی شخص سے کہو کہ تنہا رات دن طواف کرتا رہے اسکی عبادت مخصوص ہوجائے گی اور دنیا میں کوئی مسلمان اسکا شریک عبادت نہ ملے گا جس سے اسکی بیوی طلاق سے محفوظ رہیگی۔ (۳۳)

آپکے صاحبزادے حضرت عبدالوہاب سے روایت ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ نے ۵۲۸ ھ سے لیکر ۵۶۱ ھ یعنی ۳۳ برس درس اور فتویٰ نویسی کا شغل جاری رکھا۔ (۳۴)

حضرت شیخ کی عبادات و ریاضات :-

حضرت سیدنا عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ عبادات و ریاضات میں بھی بے مثل تھے۔ آپ صائم الدھر تھے اور قبلہ رو بیٹھتے تھے۔ آپکا مجاہدہ اس درجہ کا تھا کہ برابر چار سال ایک خلوت میں گزارے اور برسوں آپ نے جنگل میں بسر کیا۔ چالیس برس آپ نے عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ بغداد شریف میں آپ پندرہ برس بعد نماز عشاء ایک پیر پر کھڑے ہوکر عبادت کرتے یعنی ایک ختم قرآن فرماتے آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اوائل شباب میں اگر میری آنکھ جھپکتی تو میں آواز سنتا کہ اے عبدالقادر تجھ کو سونے کے واسطے پیدا نہیں کیا۔ (۳۵)

آپ خود اپنے مجاہدات کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں کہ میں پچیس برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا اور مجھے کوئی بھی پہچانتا نہ تھا۔

آپ فرماتے ہیں کہ مجاہدے اور ریاضت کے شروع میں بیابانوں میں عجیب و غریب حالات پیش آتے تھے۔ (۳۶)

آپ اپنے عہد ریاضت و مجاہدہ کے بارے میں ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں :

"دوران مجاہدہ ایک ایسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا چند روز میں نے وہاں قیام کیا لیکن پانی ہاتھ نہ آیا جب پیاس کا غلبہ ہوا تو حق تعالیٰ نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا جس نے میرے اوپر سایہ کردیا اور اسمیں سے کچھ

marfat.com

قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین ہوئی۔" (۳۷)

حضرت عبدالقادر گیلانی کی قدر و منزلت :-

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ اور فضیلت کا اعتراف نہ صرف آپکے عہد مبارکہ بلکہ آپ سے قبل گزرنے والے اولیائے کاملین اور آپکے بعد آنے والے اولیاء کرام نے بھی بڑے واضح الفاظ میں فرمایا ہے اور تصوف کی بڑی بڑی کتب آپ کے عظمت و بزرگی کے تذکرے سے بھری ہوئی ہیں۔

امام اہلسنت مجدد ملت اعلی حضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ "فتاوی رضویہ" (جلد نہم) میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

"غوث الاغواث کہ دوروں کے غوثوں کا غوث ہو، غوثوں کو غوثیت اسکی عطا سے ملتی ہو، اور غوث اپنے اپنے دورے میں اسکی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد حضور پر نور محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والدین ابو محمد ولی الاولیا امام الافراد غوث الاغواث غوث الثقلین غوث الکل غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں اور تا ظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالی عنہ یہ مرتبہ عظمی اسی سرکار غوثیت بار کیلئے رہے گا۔" (۳۸)

اعلیحضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی قدر و منزلت جو انکے لئے اولیائے متقدمین و متاخرین کے نزدیک ہے، اسطور سے منظوم فرماتے ہیں۔

"جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہونگے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا" (۳۹)

marfat.com

امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی کی نہ صرف یہ کہ ظاہری حیات مقدسہ بلکہ انکے وصال کے بعد بھی انکے روحانی تصرف و قدر و منزلت کا اعتراف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"تمام اولیاء اللہ اور اصحاب طرق میں سے جو شخص کہ راہ جذب میں قوی تر ہے اور جس نے کہ بعد تمام کرنے راہ جذب کے کامل ترین وجوہ کے ساتھ اس نسبت کی اصل کی طرف توجہ کی اور اس میں بوجہ اتم قدم رکھا ہے، حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور اسی واسطے مشائخ نے کہا ہے کہ آپ اپنی قبر میں زندوں کی مثل تصرف کرتے ہیں۔" (۴۰)

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ مقام عطا فرمایا ہے کہ آپ کی بارگاہ اقدس میں معمولی بے ادبی پر بھی بارگاہ خداوندی سے لوگوں کو عتاب ہوا ہے۔ بارگاہ غوثیت مآب میں بے ادبی کے انجام کے حوالے سے ہندوستان کے مشہور و معروف صوفی بزرگ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ نے اپنی محفل میں ایک حکایت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"ایک شخص حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کی خانقاہ میں آیا اس نے کسی کو دیکھا کہ ہاتھ پیر ٹوٹے ہوئے اور خراب (حال) خانقاہ کے دروازے پر آپڑا ہے۔ یہ شخص شیخ کی خدمت میں گیا اور اس دروازے پر پڑے ہوئے آدمی کا حال سنا کر دعا کی درخواست کی۔ شیخ نے فرمایا خاموش رہو! اس نے بے ادبی کی ہے۔ اس آنے والے نے پوچھا کہ اس نے کیا بے ادبی کی ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ وہ ابدالوں میں سے ایک ہے کل وہ لوگ اپنے دوسرے دو ساتھیوں کے ساتھ اس

marfat.com

قوت پرواز سے جو ابدالوں کو حاصل ہے ہوا میں اڑ رہے تھے
جب اس خانقاہ پر پہنچے تو انکا ایک ساتھی تو خانقاہ سے ہٹ کر
ادب سے داہنی طرف ہو کر گزر گیا۔ دوسرا ساتھی بھی خانقاہ کی
بائیں جانب سے نکل گیا یہ چاہتا تھا کہ بے ادبی کے ساتھ
خانقاہ کے اوپر سے گزرے (چنانچہ) گر پڑا۔ " (۴۱)

اگرچہ روئے زمین میں بے شمار اولیاء اللہ بڑے بڑے مقامات و درجات کے حامل ہوئے ہیں لیکن حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ان سب پر فوقیت عطا فرمائی ہے اور آپ اپنے "قصیدہ الغوثیہ" میں خود اپنے مقام و مرتبہ کی نسبت ارشاد فرماتے ہیں۔

"مقامکم العلی جمعاً ولکن
مقامی فوقکم مازال عالی" (۴۲)

ترجمہ: اگرچہ آپ سب (اقطاب) کا مقام بلند ہے لیکن میرا مقام آپکے مقام سے بلند تر ہے اور یہ ہمیشہ بلند رہے گا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے "قصیدہ الغوثیہ" میں ایک اور جگہ اپنے مقام و مرتبہ کا اظہار ایک شعر میں اس طور فرماتے ہیں۔

"انا الحسنیّ والمخدع مقامی
واقدامی علی عنق الرجال" (۴۳)

ترجمہ: میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ مخدع (خاص مقام) ہے اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔

سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے معروف صوفی بزرگ سرائیکی زبان کے مشہور شاعر حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ (۱۹۰۱ء) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے مذکورہ بالا ارشاد گرامی "المخدع" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"مخدع مقام عزت و غیرت محبوبیت حق ہے اس مقام کو
کوئی شخص نہ دیکھ سکتا ہے نہ جانتا ہے سوائے اس شخص کے

marfat.com

جو اس مقام میں ہے اس وجہ سے کہ "مخدع" کے معنی ہیں "جائے ندیدن" (نہ دیکھنے کی جگہ) (۴۴)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی دیگر اولیاء پر فضیلت اور آپکے سلسلہ قادریہ کی دیگر روحانی سلاسل پر فوقیت و فضیلت کے ضمن میں خود حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ایک قول عوام و خواص میں مشہور و معروف ہے آپکے اس قول سے خود آپ کی برتری اور قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کے اس ارشاد گرامی کا واقعہ درج ذیل ہے۔

"ایک مرتبہ محلہ حلبہ میں اپنے مہمان خانے میں وعظ فرماتے ہوئے آپ پر حالت کشفی طاری ہوئی اور آپ نے فرمایا:

"قدمی هذه علی رقبته کل ولی الله"

(میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے)

اس مجلس میں عراق کے سب اکابر مشائخ موجود تھے سب نے یہ ارشاد گرامی سنکر اپنی گردنیں خم کر دیں اور تمام کرہ ارض پر جہاں جہاں کوئی قطب، ابدال یا ولی تھا، ہر ایک نے آپ کے یہ الفاظ سن کر گردن جھکا دی۔" (۴۵)

سید امیر محمد شاہ گیلانی "دیوان غوث اعظم" کے ترجمہ و تشریح بنام "معارف غوث اعظم" میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی سوانح میں آپ کے مقام و مرتبہ کی نسبت سے تحریر فرماتے ہیں۔

> "جب شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا قدم ہر ایک ولی کی گردن پر ہے تو اس وقت خواجہ ء خواجگان، سلطان الہند، خواجہ معین الملک والدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ خراسان کی پہاڑیوں پر اور غاروں میں مشغول مجاہدہ و ریاضت تھے آپ نے غوث پاک رضی اللہ عنہ کا یہ اعلان سن کر اپنا سر مبارک زمین پر رکھ کر عرض کیا حضور والا گردن پر کیا میرے سر پر آپ کا قدم ہے۔" (۴۶)

marfat.com

سلسلہ ء نقشبندیہ مجددیہ کے پیشوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ (م ۱۰۳۴ ھ) حضرت سیدنا غوث الاعظم محی الدین جیلانی کی رفعت و عظمت کی وجہ بیان کرتے ہوئے اپنے مکتوب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"بہت مدت تک دل میں کھٹکتا رہا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اس امت میں اکمل اولیاء بہت گزرے ہیں، مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے ظاہر ہوئے ہیں ویسے خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے آخر کار حق تعالیٰ نے اس معمہ کا بھید ظاہر کردیا اور جتلادیا کہ انکا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے۔" (۴۷)

شاہ بغداد کی بارگاہ میں اولیاء کا منظوم خراج عقیدت :-

متعدد اولیائے کاملین نے سلطان الاولیاء حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی شان میں متعدد زبانوں مثلاً اردو، پنجابی، فارسی، وغیرہ میں مدحیہ اشعار کہے ہیں جن سے آپکی عظمت و قدر و منزلت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ چند بزرگان دین کے منتخب اشعار بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔

سلسلہ ء قادریہ کے معروف صوفی بزرگ حضرت خیر الدین المعروف شاہ ابوالمعالی (م ۱۶۱۵ ء) قادری علیہ الرحمۃ شاہ بغداد بانی سلسلہ قادریہ کی شان بزبان فارسی منظوم اس طور بیان فرماتے ہیں۔

"آں ترک عجم چون زمئے حسن طرب کرد
بر پشت سمند آمدہ وصید عرب کرد
آں ماہ چہ ماہے و چہ شاہے است کہ از عشق
ہر غمزدہ ء یافت ازو ہر چہ طلب کرد

marfat.com

داری خبرے اے مہ جیلی کہ معالی
برباد تو القادر و القادر ہمہ شب کرد" (۴۸)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے فضائل و کمالات میں سب سے قدیم کتاب "بہجتہ الاسرار" کے مصنف حضرت امام نور الدین ابوالحسن علی بن یوسف الشطنوفی الحنبلی رضی اللہ عنہ (۴۹) (م ۷۱۳ھ) بانیء سلسلہ قادریہ کی عظمت و رتبہ کی بلندی کا اظہار درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں۔

"عبدٌ لہ فوق المعالی رتبۃٌ
ولہٗ المماجد والفخار الا فخرٗ

ترجمہ: (حضرت غوث پاک) ایسے بندے ہیں کہ آپکا رتبہ خلائق میں بلند ہے۔ تمام عظمتیں اور اعزازات آپ کیلئے مسلم ہیں۔

ما فی علاہٗ مقالتٌ لمخالفٍ
فسائل الاجماعِ فیہ تسطرٗ (۵۰)

ترجمہ: آپ کی رفعت میں کسی مخالف کو طاقت گفتار نہیں سب نے آپ کے بلند رتبہ کو متفقہ طور پر تسلیم کیا ہے۔

ہندوستان کے معروف صوفی بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ (م ۶۳۴ھ) فارسی اشعار کی صورت میں حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کی شان اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"زبسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانی
کہ بر قدش درست آمد لباس اعظم الشانی

ترجمہ: اللہ تبارک و تعالی کے پاک نام کے ساتھ میں شاہ جیلان کی مدح کی ابتدا کرتا ہوں کیونکہ رفعت و شان والا لباس آپ کے قد مبارک پر موزوں ہے۔

توئی شاہ ہمہ شاہاں، ہمہ شاہاں گدائے تو
گدایان جہاں از دست تو یابند سلطانی" (۵۱)

ترجمہ: آپ شاہوں کے شاہ ہیں اور شاہان وقت آپکے گدا ہیں بلکہ سلاطین جہاں کو

marfat.com

آپکے دست مبارک سے بادشاہی ملتی ہے۔

امام اہلسنت مجدد ملت ماۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی (م ۱۹۲۱ء) حضرت غوث الاعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

"واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
سکر کے جوش میں جو ہیں ، وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا
ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا" (۵۲)

سلسلہ قادری سروری کے معروف صوفی بزرگ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو علیہ الرحمۃ (م ۱۱۰۲ ھ) حضرت غوث الاعظم کی شان و مرتبت بزبان پنجابی اسطرح بیان فرماتے ہیں۔

"سن فریاد پیراں دیاں پیرا مری عرض سنئیں کن دھر کے ہو
بیڑا اڑیا میرا وچ کپراندے جتھے مچھ نہ بہندے ڈر کے ہو
شاہ جیلانی محبوب سبحانی مری خبر لیو جھٹ کر کے ہو
پیر جنہاندے میراں باہو اوہی کدھی لگدے ترکے ہو" (۵۳)

ترجمہ : اے پیروں کے پیر (غوث الاعظم) میری فریاد متوجہ ہو کر سنیں۔ میرا بیڑا ایسے گرداب میں پھنس گیا ہے۔جہاں مگرمچھ بھی ڈر کے مارے نہیں رہتے۔

marfat.com

اے شاہ جیلانی ، محبوب سبحانی جلد ہی میری خبر لیجیے۔ اے باہو! جنکا پیر میراں (غوث الاعظم) ہو وہی تیر کر پار لگتے ہیں۔

کراچی (سندھ) کے مشہور صوفی بزرگ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۹۳۸ء) سندھی زبان میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان و رتبہ کا اظہار اسطرح فرماتے ہیں۔

"سچو غوث اعظم سندم پیر آھے
سچو قطب عالم سندم پیر آھے
ولین جو افسر سخین جو سرور
شھنشاہ عالم سندم پیر آھے
ہو مرشد بھلا رو وڈی شان وارو
سبھیں سانڑ ہر دم سندم پیر آھے" (۵۴)

ترجمہ : غوث اعظم ہمارے سچے پیر ہیں۔ سچے قطب عالم ہمارے پیر ہیں۔ (آپ) ولیوں کے نگران اور سخیوں کے سردار ہیں۔ عالم کے شہنشاہ ہمارے پیر ہیں۔ ہمارے پیارے مرشد بڑی شان والے ہیں۔ وہ ہم سب کے ساتھ ہیں ہمارے پیر ہیں۔

آزاد کشمیر (میرپور) میں سلسلہ قادریہ کے معروف صوفی بزرگ حضرت میاں محمد بخش قادری (م ۱۳۲۴ ھ) پوٹھوہاری زبان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی کی مدح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"دین نبی دا زندہ کیتا محی الدین جیلانی
شمس اونہاندا دائم چمکے لازال اسمانی
سرگردن اولیاواں والی اس نوں فرش قدم دا
رتبہ اوسدا سمجھوں اوچا وارث لوح قلم دا" (۵۵)

ترجمہ : محی الدین جیلانی نے نبی کے دین کو زندہ فرمایا۔ انکا سورج لافانی آسمان پر ہمیشہ چمکتا رہے گا۔ اولیاء کی گردنیں انکے قدم مبارک کا فرش ہیں۔ انکا

marfat.com

رتبہ میرے نزدیک بہت اونچا ہے وہ لوح و قلم کے وارث ہیں۔

حضرت شیخ کی تصنیفات :-

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے متعدد گرانقدر کتب منسوب ہیں جو یا تو دستیاب ہیں یا انکے مختلف زبانوں میں تراجم موجود ہیں یا ان کتابوں کا تذکرہ دوسری کتابوں میں موجود ہے آپکی چند کتابیں درج ذیل ہیں۔

۱. غنیۃ الطالبین، فقہ کی مشہور کتاب ہے پاک و ہند و مصر میں شائع ہو چکی ہے۔

۲. فتوح الغیب، فن سلوک و طریقت کے امور میں جامع کتاب ہے۔

۳. الفتح الربانی، آپکے مواعظ حسنہ کا مجموعہ ہے جو قلمبند کیا گیا ہے۔

۴. بشائر الخیرات، درود شریف کے بارے میں ہے۔

۵. الیواقیت والحکم۔

۶. الفیوضات الربانیہ

۷. المواہب الرحمانیہ۔ (۵۶)

حضرت شیخ کی اولاد و ازدواج :-

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی چار ازدواج مطہرات تھیں۔ جبکہ آپ کی اولاد پاک کی تعداد ۴۹ تھی جن میں ۲۹ لڑکیاں اور ۲۰ لڑکے تھے۔ (۵۷)

وصال مبارک :-

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کے وصال مبارک کی تاریخ اور واقعہ "مظہر جمال مصطفائی" میں اسطرح مرقوم ہے۔

"سوموار ۱۱، ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو حضرت عزرائیل ایک اعرابی کی شکل میں حاضر ہوئے اور آپ کو ایک نورانی مکتوب دکھلایا جس میں لکھا تھا، یصل ھذا المکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقۃ الموت یعنی یہ خط محب کی طرف سے محبوب کو

marfat.com

پہنچے، ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ وصال سے پہلے آپ نے تازہ غسل فرمایا، نماز عشاء ادا کی اور دیر تک بارگاہ الہی میں سر بسجود رہے اور امت محمدیہ کے لئے دعا مانگی۔ **اللهم اغفر لامته محمد صلی الله علیه وسلم اللهم ارحم امته محمد صلی الله علیه وسلم اللهم تجاوز عن امته محمد صلی الله علیه وسلم** یعنی اے اللہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے، اے اللہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما۔ اے اللہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے درگزر فرما۔ جب آپ نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا تو غیب سے یہ ندا آئی **یا ایتها النفس المطمئنته ارجعی الی ربک راضیتً مرضیته فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی** یعنی اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ پس میرے خاص بندوں میں شامل ہوجا اور میرے قرب کی جنت میں داخل ہوجا۔ اسکے بعد آپ بستر پر لیٹ گئے اور صاحبزادوں سے فرمایا میرے اردگرد سے ہٹ جاؤ کہ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں مگر باطن میں کسی اور کے ساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں میرے اور مخلوق کے درمیان آسمان اور زمین جیسی دوری ہے۔ مجھے کسی پر قیاس نہ کرو، اور نہ کسی کو مجھ پر میری تخلیق تمام امور سے بالاتر ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماورا ہوں، اور فرمایا میرے پاس تمہارے غیر (فرشتے) آئے ہیں ان کو جگہ دو اور ان سے ادب کے ساتھ پیش آؤ اس جگہ خدا کی رحمت برس رہی ہے ان پر جگہ تنگ نہ کرو اسکے بعد آپ نے تین بار فرمایا۔ اللہ اللہ اللہ اور وصال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (۵۸)

آپ کا روضہ مبارکہ بغداد شریف (عراق) میں مرجع خاص و عام ہے۔

marfat.com

سلسلہ قادریہ کی وجہ تسمیہ

تمام روحانی سلاسل میں چار سلسلے معروف ہیں یعنی قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ۔ دیگر سلاسل طریقت کی طرح طریقہ قادریہ بھی اپنے بانی شیخ طریقت سلطان الاولیاء حضرت محبوب سبحانی غوث الصمدانی سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب ہے۔ (۵۹)

سلسلہ قادریہ کی ابتداء :-

مندرجہ بالا الفاظ سے یہ وضاحت ہوگئی کہ سلسلہ ء قادریہ کی وجہ تسمیہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ہے۔

یہ سلسلہ پندرہویں صدی کے وسط میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (م ۵۶۱ھ / ۱۱۶۶ء) المعروف غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا۔ (۶۰)

جب آپ نے ظہور کیا اس وقت ہر جگہ باطنیہ اہل بیت کے نام پر لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے اور یہ کہتے تھے کہ تمہارے قائدین میں سے ایک بھی اہلبیت سے نہیں اگر کوئی اہل بیت سے ہو اور ہمارے عقائد کی تردید کرے تو ہم تسلیم کرلیں سادہ لوح لوگ انکی باتوں میں آجاتے۔ (۶۱)

چونکہ آپ خود نجیب الطرفین سید تھے اسلئے آپکے تشریف لانے سے اسماعیلیوں کی تحریک ناکام ہوگئی وہ یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ اہل بیت میں سے کوئی ہماری تردید کرنے والا نہیں۔ چنانچہ "آپکی ذات کے بعد کسی کو جرات نہ ہوسکی کہ وہ بنو فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام لیکر لوگوں کو گمراہ کرسکے" (۶۲)

حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اسماعیلیوں کی تحریک کے رد میں ان کی تنظیم دعوت و تبلیغ کی طرز پر ایک سلسلہ کی بنیاد رکھی جو کہ سلسلہ قادریہ

marfat.com

کے نام سے موسوم ہوا جس نے اس تنظیم کا ہر جگہ مقابلہ کیا بقول غلام حیدر سہیل۔

"سلسلہ قادریہ کی تنظیم نے اس معاملہ کو انتہا تک پہنچادیا۔ قادری درویشوں نے ہر جگہ اسماعیلی داعیوں کا تعاقب کیا اور لوگوں کو معرفت الٰہی کے ٹھنڈے اور میٹھے پانی سے سیراب کر کے سراب فریب سے محفوظ کردیا۔ قادری درویش مراکش تیونس سے لیکر ہندوستان اور چین تک پھیل گئے ہر جگہ انکا سامنا اسماعیلی داعیوں سے ہوا لیکن روشنی کے سامنے اندھیرا کیسے ٹھہرسکتا ہے۔ اسماعیلی اپنے خول میں سمٹنے پر مجبور ہوگئے ان کی تبلیغی سرگرمیاں ختم ہوگئیں اور وہ ایک نسلی فرقہ کی حیثیت سے بمشکل اپنے آپ کو باقی رکھے ہوئے ہیں"۔ (۶۳)

وہ دین حنیف جو پانچ سو سال کے طویل عرصہ سے دشمنان اسلام کی چالوں کے باعث مرچکا تھا اسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنے سلسلہ قادریہ کے ذریعے زندہ کر دکھایا۔ اس سلسلے کو دیگر روحانی سلاسل کے مقابلے میں کافی ترقی ہوئی۔ عبدالماجد دریا آبادی "تصوف اسلام" میں شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تذکرے میں رقم طراز ہیں۔

"اگر یہ سوال کیا جائے کہ صوفیاء کرام کے سارے سلسلوں میں شہرت عام اور مقبولیت انام سب سے زیادہ کس کے حصے میں آئی ہے؟ تو عجب نہیں کہ متفقہ طور پر نام حضرت شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ ہی کا زبانوں پر آکر رہے دوسرے بزرگوں کے حلقے پھر محدود ہیں" (۶۴)

غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تمام اشغال شریعت کے عین مطابق تھے اگر آپ کسی کو خلاف شرع افعال کا مرتکب پاتے تو اسکے احوال اس سے سلب کرلیتے تھے۔ (۶۵) اسی لئے آپ کے طریقہ قادریہ کے جملہ اصول و فروع مکمل طور پر کتاب و سنت سے وابستہ ہیں اور فسق و فجور اور کذب

marfat.com

بدعت وغیرہ سے پاک اور منزہ ہیں۔ شکیب ارسلان نے اپنی کتاب موجودہ عالم اسلامی میں لکھا ہے کہ طریقہ قادریہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عین حیات میں اسپانیہ تک پہنچ چکا تھا جب عربی حکومت غرناطہ سے زائل ہوئی تو اس طریقہ کا مرکز فارس بنا۔ (٦٦)

قادریہ سلسلے کے بزرگوں نے اپنے کردار اور بھرپور کوششوں سے اسے دنیا کے متعدد ممالک میں متعارف کرایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ "آج یہ سلسلہ مبارکہ تمام اقصائے عالم خصوصاً تیونس، الجیریا، مراکش، نائجیریا، ترکی، ایران، عراق، عرب، مصر، افغانستان، پاکستان، بھارت، چین، ترکستان اور انڈونیشیا وغیرہ میں رائج و مقبول ہے"۔ (٦٧)

marfat.com

سلسلہ ء قادریہ کی نشوونما اور وسعت و فضیلت

اگرچہ تصوف کے سلاسل روحانی سلسلہ ء قادریہ کے علاوہ بھی دیگر بزرگان دین کے نام سے موسوم ہیں اور ان سلاسل کی تعلیمات اور مریدین ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں لیکن تمام سلاسل روحانی میں "سلسلہ ء قادریہ" کی اپنی ایک الگ انفرادیت ہے اور اس سلسلہ کی نشرواشاعت اور تعلیمات میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں اس سلسلہ کے بزرگ پہنچے ہیں جہاں انہوں نے اس سلسلہ کی تبلیغ میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں اور اس طرح اس سلسلہ سے وابستہ بے شمار خواتین و مرد دنیا کے مختلف حصوں میں موجود ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے قادریہ سلسلہ کے روحانی پیشوا حضرت سیدنا پیر طاہر علاؤالدین الگیلانی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف میں قادریہ سلسلہ سے وابستہ مریدین کی تعداد پوری دنیا میں تقریباً چالیس ملین یعنی چار کروڑ کے قریب بیان فرمائی ہے۔ (٦٨)

بیشتر ممالک میں سلسلہ ء قادریہ کی شاخیں اس سلسلہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں مصروف ہیں۔

"خصائص سلسلہ قادریہ" کے عنوان سے ایک مضمون میں محمد نذیر رانجھا تحریر فرماتے ہیں کہ ...

"گنی میں "توبہ" کے نام سے، عرب ممالک میں "کونتا" اور "شاذلیہ" (٦٩) کے نام سے اور پاکستان میں "نوشاہیہ" (٧٠) خود کو سلسلہ قادریہ ہی سے منسلک کرتے ہیں" (٧١)

ہندوستان میں بھی متعدد مشائخین قادریہ سے سلسلہ قادریہ کی اشاعت ہوئی۔ چند مشائخین اور سلسلہ کے نام درج ذیل ہیں۔

marfat.com

۱ : قادریہ عنایتیہ قدوسیہ درویشیہ حضرت شیخ درویش محمد بن قاسم (م ۸۹۶ھ) اودھی علیہ الرحمۃ سے منسوب ہے۔ (۷۲)

۲ : قادریہ رسول نمائیہ حضرت سید حسن رسولنما رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۸۸ھ) سے منسوب ہے۔ (۷۳)

۳ : قادریہ فاضلیہ حضرت شیخ محمد فاضل بٹالوی (۷۴) (م ۱۱۵۱ھ) سے منسوب ہے۔ (۷۵)

۴ : قادریہ بدریہ ، حضرت شاہ بدرالدین عرف شاہ بلاقی مراد آبادی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۵۳ھ) سے منسوب ہے۔ (۷۶)

۵ : قادریہ نظامیہ رزاقیہ ، حضرت مولانا نظام الدین لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۶۱ھ) (جو کہ حضرت سید عبدالرزاق بانسوی کے مرید ہیں) سے منسوب ہے۔ (۷۷)

۶ : قادریہ عظیمیہ ، حضرت شاہ محمد عظیم فیض آبادی (م ۱۱۹۷ھ) (مرید حضرت سید مسعود) سے منسوب ہے۔ (۷۸)

۷ : قادریہ مصطفائیہ ، حضرت سید مصطفی شاہ (م ۱۱۶۴ھ) (آپ اپنے والد حضرت سید عثمان علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے) سے منسوب ہے۔ (۷۹)

۸ : قادریہ منوریہ قربیہ ، حضرت شاہ منور علی الہ آبادی (م ۱۱۹۹ھ) سے منسوب ہے۔ (۸۰)

۹ : قادریہ محمدیہ ، حضرت شیخ محمد لباس عروسی (م ۱۲۰۱ھ) سے منسوب ہے۔ (۸۱)

۱۰ : قادریہ نظامیہ حسینیہ ، حضرت شاہ نیاز بریلوی (م ۱۲۵۰ھ) (مرید حضرت میاں غلام غوث قادری سرہندی) سے منسوب ہے۔ (۸۲)

۱۱ : قادریہ حسنیہ علمیہ ، حضرت مولوی غلام جیلانی (م ۱۲۵۵ھ) (مرید حضرت شاہ نوازش علی) سے منسوب ہے۔ (۸۳)

۱۲ : قادریہ برکاتیہ رضویہ ، اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی (م ۱۳۴۰ھ) (والد ماجد کا نام مولانا نقی علی خان اور پیر و مرشد کا نام حضرت شاہ آل رسول مارہروی تھا) سے منسوب ہے۔ (۸۴)

ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی سلسلہ قادریہ کی نشوونما اور اسکے زرین اصولوں کی تبلیغ و رشد و ہدایت میں بزرگان دین نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ پاکستان

marfat.com

کے صوبہ سندھ میں "قادریہ راشدیہ" خانقاہ حضرت پیر سید محمد راشد (م ۱۲۳۳ھ) سے منسوب ہے۔ (۸۵)

سندھ کے دارالخلافہ کراچی میں سلسلہ قادریہ کی نشرواشاعت اور تعلیمات کے حوالہ سے "قادریہ غنیہ" حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری (م ۱۹۳۸ء) اور "سلسلہ قادریہ شاہ غلام رسول شاہی" حضرت مولانا حافظ قاری الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۹۷۱ء) سے منسوب ہے۔ (۸۶)

بانی سلسلہ قادریہ السید شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی ذات مبارکہ اور آپ کے روحانی سلسلہ سے دیگر روحانی سلاسل کے پیشواؤں نے بھی فیضان حاصل کیا ہے۔ چنانچہ تصوف کے چار عظیم سلاسل روحانی میں سے سلسلہ سہروردیہ جس میں فخر الدین عراقی، مصلح الدین شیرازی، امیر حسین ہروی، اور بہاؤالدین زکریا ملتانی رضی اللہ عنہم اجمعین نے ممتاز مقام حاصل کیا، نے بھی حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے اکتساب فیض فرمایا۔

سلسلہ چشتیہ کے بزرگ حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ نے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے فیض حاصل کرکے ہندوستان میں روحانی خانقاہ قائم فرمائی۔ اور سلسلہ نقشبندیہ کے صوفیا نے بھی سلسلہ قادریہ سے اکتساب فیض کیا ہے۔ (۸۷)

چونکہ بانی سلسلہ قادریہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اولیاء اللہ میں افضل و اعلیٰ مقام و مرتبہ کے حامل ہیں اور سلطان الاولیا کے لقب سے مشہور ہیں اسلئے آپکے روحانی سلسلہ کو بھی دیگر سلاسل روحانی پر ایک درجہ فوقیت و برتری حاصل ہے اور اس سلسلہ سے دیگر سلاسل نے بھی فیض حاصل کیا ہے۔

"تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ" میں مذکور ہے کہ .....

"حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات مجمع برکات قدسی صفات سے اولیاء کاملین متقدمین و متاخرین نے اکتساب فیضان کیا اور اس امر کا اعتراف بھی کیا .... علماء نے لکھا ہے

marfat.com

کہ جس کسی کو ظاہری یا باطنی فیض ملا ہے سید غوث اعظم کی وساطت سے ملا ہے خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو" (۸۸)

حضرت شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی شکارپوری رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ ء قادریہ کی فضیلت اور اس سلسلہ سے وابستہ مریدین کے فضائل درج ذیل الفاظ تحریر فرمائے ہیں:

"فضل طریقہ قادریہ بر جمیع طرق و فضل تابعان اور تابعان جمیع طرق، چہ فضل متبوع است وقد قال اللہ تعالیٰ کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس وازیں جا ظاہر گردید کہ مرید طریقہ علمیہ قادریہ را باوجود مرشد قادری نشاید کہ ارادہ استفادہ از طرق دیگر کند چہ اصحاب طرق دیگر بتوسط جناب ایشاں فتح باب می یابند اگرچہ اقطاب وقت و نجباء ساعت باشند پس اصحاب طرق دیگر استفادہ از طریقہ علمیہ قادریہ نمایند در حق ایشاں سبب مزید فیض خواہد بود" (۸۹)

ترجمہ: سلسلہ ء قادریہ کو سب سلسلوں پر فضیلت حاصل ہے اور اس سلسلہ کے مریدین دیگر سلاسل کے مریدین پر فوقیت رکھتے ہیں اس لئے کہ تابع کی فضیلت متبوع کے سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "تم بہتر ہو ان سب امتوں میں سے جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں" سلسلہ ء قادریہ کے مرید کیلئے نامناسب ہے کہ وہ کسی اور سلسلہ کے پیر سے روحانی استفادہ کرے۔ اسلئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے فیض یاب ہوتے ہیں اگرچہ وہ اقطاب و نجباء وقت ہوں۔ ہاں دیگر سلاسل کے مریدیں کا سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے استفادہ انکے لئے فیض کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔

اسلئے کہا جاتا ہے کہ سلسلہ قادریہ سے وابستہ افراد دوسرے سلاسل کی

marfat.com

تعلیمات کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ جبکہ خود کسی سلسلے کی تعلیمات میں جذب نہیں ہوتے کیونکہ تمام سلاسل کے مشائخ و صوفیاء حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اور سلسلہ قادریہ تمام سلاسل پر ایسے ہی فضیلت رکھتا ہے جیسے کہ حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو تمام اولیاء پر فضیلت حاصل ہے۔

سلسلہ ء قادریہ کی نشوونما اور اسکی وسعت میں اسکی بعض خصوصیات کو بھی بڑا دخل ہے۔ ان خصوصیات کی بناء پر روئے زمین پر بسنے والے مختلف افراد جو رنگ و نسل و زبان میں بھی ایک دوسرے سے قطعی مختلف ہیں اس سلسلہ روحانی میں داخل ہونا سعادت تصور کرتے ہیں۔ "اردو دائرہ معارف اسلامیہ" جلد ۱۶/۱ میں سلسلہ قادریہ کی تشریح میں مذکور ہے۔

"قادریہ سلسلہ بعض لحاظ سے دوسرے سلسلوں سے بلاشبہ مختلف ہے اور یہ اختلاف زیادہ تر اشغال اور اوراد کی بناء پر ہے۔ قادریہ سلسلے میں بہت زیادہ رواداری پائی جاتی ہے اور اسکے قواعد میں کسی قسم کی انتہا پسندانہ شدت موجود نہیں" (۹۰)

سلسلہ قادریہ کی وسعت و مقبولیت میں اس سلسلے کی شریعت مطہرہ پر پابندی، ذکر اللہ اور خالص روحانی اصولوں کا بھی بڑا دخل ہے۔ علاوہ ازیں یہ ایک غیر سیاسی روحانی سلسلہ ہے۔ جیسا کہ شیخ طریقت حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی گرانقدر تصنیف "قادری نامہ" (حصہ دوم) میں سلسلہ قادریہ سے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"قادری کا نام اور جملہ دیکھ کر بعض لوگوں کو یہ شبہ گزرتا ہے کہ یہ بھی معاذاللہ کوئی اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے۔ جیسے خارجی، وہابی، رافضی، قادیانی وغیرہ، نہیں یہ بات ہرگز نہیں بلکہ یہ سلسلہ قادریہ خالصاً و مخلصاً روحانی سلسلہ وصول الی اللہ کا ہے جسکو دنیا کے مکروفریب والی سیاست سے کوئی لگاؤ یا نسبت نہیں" (۹۱)

marfat.com

سلسلہ ء قادریہ کی فضیلت دیگر سلاسل پر

بانی ء سلسلہ ء قادریہ، حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور آپ کا روحانی سلسلہ قادریہ غوثیہ کئی وجوہات کی بناء پر تمام اولیاء اللہ میں متفقہ طور پر فضیلت رکھتا ہے۔ شہزادہ داراشکوہ علیہ الرحمۃ اپنے مرشد گرامی حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں سلسلہ ء قادریہ کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اس سلسلہ کے بانی ہیں حضرت شیخ المشائخ واصل حق اولیاء کے امام، پرہیزگاروں کے امام طریقت کے بادشاہ، شریعت کی صاف دلیل اور حقیقت کے دریا، معرفت کے خزانہ تمام اولیاء پر فائق، معرفت کے بادشاہ اور ایسے امام جنکے ماتحت بہت مخلوق ہے" (۹۲)

سلسلہ قادریہ اور اسکے پیشوا کی فضیلت کے دلائل میں داراشکوہ مزید تحریر کرتے ہیں۔

"وہ شخص اعلیٰ ہوگا جسکا استاد اعلیٰ ہوگا اور جس پر استاد کی روحانی و جسمانی عنایت زیادہ ہوگی وہ زیادہ افضل ہوگا اور جس پر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت ہے وہ تمام میں بہتر اور برتر ہوگا اور جو بزرگان عظام ان تمام سلسلوں سے زیادہ بہتر اور مہتر ہیں وہ مریدان سلسلہ قادریہ ہیں اور قادری سلسلہ کے اولیاء مشائخ ہیں۔ کیونکہ اس سلسلہ کے استاد کو اللہ نے فضیلت دی ہے اور سلسلہ قادریہ کے مرشد برحق اور استاد و مشفق غوث الثقلین شاہ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی وہ مرشد ہیں جن کو " قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ (میرا قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردن پر ہے) کا اعلان عام کرنے کا حکم دیا گیا اسکے زمانہ میں جس قدر ولی تھے

marfat.com

تمام کے دلوں پر اس حکم کی تجلی نازل فرمائی.... شیخ میاں میر فرماتے ہیں کہ قدمی علی رقبۃ کل ولی اللہ کا معنی یہ ہے کہ میرا سلسلہ تمام سلسلوں سے بلند اور اعلی ہے اور قدم پاک سے مراد طریقہ ہے اور تمام اولیاء کا گردنیں جھکانا طریقہ قادریہ کی برتری کو قبول کرنا ہے" (۹۳)

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور انکے سلسلہ قادریہ کی فضیلت کا اندازہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۰۵۲ ھ) کے درج ذیل الفاظ سے بھی ہوسکتا ہے جو انہوں نے اپنی تصنیف "اخبار الاخیار فی اسرار الابرار" کے آخر میں اپنے سلسلہ کے پیشوا کے بارے میں تحریر فرمائے۔ آپ لکھتے ہیں کہ :

"اعتماد من بصاحب قدمی ست کہ مالک رقاب اولیاست رہ روی نتوان یافت کہ در خدمت او قدم از سر نساز و زیر پای او سر ننہد ازد" (۹۴)

ترجمہ : "میرا مرکز اعتماد ان صاحب قدم پر ہے جو مالک رقاب اولیا ہیں اور کوئی رہرو ایسا نہیں جو انکی خدمت میں اپنے سر کے بل نہ جائے اور انکے قدموں پر اپنا سر نہ رکھے"

امام اہلسنت مجدد ملت اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۲۱ء) نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان میں کہے گئے چند اشعار میں بانیء سلسلہ قادریہ کی عظمت و فضیلت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا
جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہونگے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا
کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلے میں فیض نہ آیا تیرا (۹۵)

marfat.com

حوالہ جات باب ہفتم

(۱) تذکرہ قادریہ، پیر سید طاہر علاؤالدین الگیلانی، کوئٹہ، دربار غوثیہ بار سوم، ص ۲۳ (متعدد کتب میں حضرت شیخ کی ولادت کا مہینہ رمضان تحریر کیا گیا ہے اور سال ولادت میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے ان کتب میں سکینتہ الاولیاء، تصوف اسلام اور پیران پیر شامل ہیں۔)

(۲) القصیدۃ الغوثیہ، ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ، لاہور، آرمی پریس، ۱۹۵۲ء ص ۸

(۳) پیران پیر، پروفیسر محمد فیاض خاں، لاہور، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، ۱۹۸۰ء ص ۳۰

(۴) نام و نسب، سید نصیر الدین نصیر گیلانی، گولڑہ شیف، گیلانی پبلشرز، ۱۹۸۹ء ص ۵۷۸

(۵) ایضاً ص ۵۷۸

(۶) سیارہ ڈائجسٹ، اولیائے کرام نمبر جلد اول، لاہور، ریواز گارڈن، اپریل ۱۹۸۶ء، ص ۱۸

(۷) زبدۃ الآثار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مترجم: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۸ء، ص ۱۲

(۸) قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر گیلانی، محمد بن یحیی التادنی، مترجم: مولوی عبدالستار، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان، ص ۵

(۹) تذکرہ قادریہ، محولہ بالا ص ۲۸

(۱۰) آپکا اسم گرامی مبارک بن علی بن حسین مخزومی تھا اور آپ حضرت شیخ ابوالحسن قریشی ہنکاری کے مرید اور خلیفہ اعظم تھے۔

(۱۱) مرغوب العاشقین، ڈاکٹر سید مرغوب محسن گیلانی، فیصل آباد، دربار عالیہ میانی شریف، ۱۴۰۰ھ، ص ۹۰

marfat.com

(۱۲) تربیت العشاق، شاہ سید محمد ذوقی، کراچی، محفل ذوقیہ بار دوم ۱۹۷۴ء، ص ۲۱۱

(۱۳) اسرار المعرفت، مولوی محی الدین کاکوروی، دہلی، مطبع سیر المطابع، ۱۲۸۳ھ، ص ۱۲

(۱۴) قومی ڈائجسٹ، پیران پیر نمبر، لاہور، ۵۰ لوئر مال، ۱۹۹۴ء، ص ۹۳

(۱۵) غنیۃ الطالبین، شیخ عبدالقادر گیلانی، مترجم، شمس بریلوی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ص ۲۷

(۱۶) نام و نسب، محولہ بالا ص ۵۹۷

(۱۷) اسرار المعرفت، محولہ بالا ص ۲۹

(۱۸) زبدۃ الآثار، محولہ بالا، ص ۱۲

(۱۹) نام و نسب، محولہ بالا، ص ۵۷۹

(۲۰) المستظہر باللہ ابو العباس احمد بن المقتدی بامراللہ العباسی تھا جو خلفائے عباسیہ میں سے تھا ۴۷۰ھ میں پیدا ہوا اور سولہ برس کی عمر میں اپنے باپ کی وفات کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا اور ۵۱۲ھ میں بیالیس سال کی عمر میں فوت ہوا۔

(۲۱) نام و نسب، محولہ بالا ص ۵۸۰

(۲۲ - ۲۳) قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر، محولہ بالا، ص ۱۰ - ۱۱

(۲۴ - ۲۵) نام و نسب، محولہ بالا، ص ۵۸۱ - ۵۸۲

(۲۶ - ۲۷) تاریخ دعوت و عزیمت حصہ اول، مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ص ۱۹۸ - ۲۰۱

(۲۸) خزینۃ الاصفیاء، مفتی غلام سرور لاہوری، مترجم: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، لاہور، ص ۹۳

(۲۹) نام و نسب، محولہ بالا ص ۵۸۷

(۳۰) مرغوب العاشقین، محولہ بالا، ص ۹۰

marfat.com

(۳۱) انوار پنج گنج، صوفی کفایت علی قادری، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۳۶۹ھ، ص ۳۵

(۳۲) اقتباس الانوار، شیخ محمد اکرم قدوسی، مترجم: واحد بخش سیال، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، ۱۴۰۹ھ، ص ۱۸۷

(۳۳ - ۳۴) انوار اولیاء، حصہ دوم، رئیس احمد جعفری، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، طبع دوم، ۱۹۵۸ء، ص ۲۴۸ - ۲۴۸

(۳۵) تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان، جلد سوم، مرزا محمد اختر دہلوی، لاہور، ملک سراج الدین اینڈ سنز، ص ۳۲۹

(۳۶ - ۳۷) مظہر جمال مصطفائی، سید نصیر الدین ہاشمی قادری، لاہور، علامہ ابو البرکات اکیڈمی، ۱۹۹۱ء، ص ۱۹ - ۲۰ - ۲۲

(۳۸) العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، جلد نہم، شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی، کراچی، المجدد احمد رضا اکیڈمی، ص ۱۳۴

(۳۹) شرح قصیدہ غوثیہ، (مقدمہ از حکیم محمد موسیٰ امرتسری) علامہ محمد عبد المالک، لاہور، نوری بک ڈپو بار دوم، ۱۳۹۵ھ، ص ۱۰

(۴۰) ہمعات، شاہ ولی اللہ دہلوی، مترجم: مولانا عبداللہ شاہ، لاہور، ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۸ء، ص ۴۵

(۴۱) فوائد الفواد، ملفوظات، خواجہ نظام الدین اولیاء، مترجم: خواجہ حسن ثانی نظامی، دہلی، اردو اکاڈمی، ۱۹۹۰ء ص ۱۹۱

(۴۲) شرح قصیدہ غوثیہ، محولہ بالا ص ۷۱

(۴۳) القصیدۃ الغوثیہ، ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ، لاہور، آرمی پریس ص ۸

(۴۴) مقابیس المجالس، ملفوظات، خواجہ غلام فرید، مترجم: واحد بخش سیال، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، ۱۴۱۱ھ، ص ۸۴۷

(۴۵) مہر منیر، مولانا فیض احمد فیض، گولڑہ شریف، جامعہ غوثیہ، ص ۴۰

marfat.com

(۴٦) معارف غوث اعظم، سید امیر محمد شاہ گیلانی، لاہور، قادریہ بکس، ۱۹۸۵ء ص ۳۳
(۴۷) مکتوبات امام ربانی، دفتر اول حصہ سوم، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، مترجم: مولانا محمد سعید احمد نقشبندی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۹۷۰ء، ص ۱٦۱
(۴۸) تحفہ ء قادریہ، خیر الدین شاہ ابو المعالی، مترجم: ملک فضل الدین نقشبندی، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان ص ۱۰
(۴۹) امام نور الدین الشطنوفی کو صرف دو واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے فیض حاصل ہے یعنی یہ شاگرد ہیں ابو بکر محمد بن امام حافظ تقی الدین کے اور وہ شاگرد ہیں علامہ موفق الدین ابن قدامہ کے اور وہ براہ راست شاگرد ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے۔ (فتاوی رضویہ جلد نہم ص ۱۳۴)
(۵۰ - ۵۱ - ۵۲) نام و نسب، محولہ بالا، ص ۷۰۱ - ۷۱۰ - ۷۲۴
(۵۳) ابیات باہو، پروفیسر سلطان الطاف علی، لاہور، الفاروق بک فاؤنڈیشن، ص ۳۸۰
(۵۴) نذر حسینی، صاحبزادہ محمد بشیر احمد مخفی القادری، کراچی، قدیمی ادارہ تبلیغ اہلسنت والجماعت قادری مسجد سولجر بازار، ص ۹
(۵۵) ہدایت المسلمین، میاں محمد بخش، آزاد کشمیر، (مظفر آباد)، نظامت اوقاف، ۱۹۸۰ء، ص ۱۲۷
(۵٦) الفتح الربانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، مترجم: مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۹٦۵ء ص ۷
(۵۷ - ۵۸) مظہر جمال مصطفائی، سید نصیر الدین ہاشمی قادری، لاہور، علامہ ابو البرکات اکیڈمی، ۱۹۹۱ء، ص ۳۰۴ - ۳۰۳
(۵۹) مدراج السلوک، ڈاکٹر میر ولی الدین، کراچی، مطبوعہ مشہور آفسٹ پریس، ص ۱۱۴
(٦۰) حضرت خواجہ سلیمان تونسوی اور انکے خلفاء، ڈاکٹر محمد حسین للٰہی، لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۹ء، ص ۳۸

marfat.com

(۶۱) شاہ جیلان بے مثال مبلغ اسلام، سید غلام مصطفیٰ بخاری عقیل، لاہور، ادارہ تعلیمات مجددیہ ص ۱۰۹

(۶۲ - ۶۳) ایضاً ص ۱۱۰

(۶۴) تصوف اسلام، عبدالماجد دریا آبادی، لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۰ء، ص ۷۷

(۶۵) سفینۃ الاولیاء، شہزادہ محمد دارا شکوہ، مترجم: مولانا محمد وارث کامل، لاہور، مطبوعہ اردو پریس، ص ۶۶

(۶۶) تذکرہ قادریہ، محولہ بالا، ص ۷۳

(۶۷ - ۶۸) ایضاً ص ۷۲ - ۳۳

(۶۹) ضیائے حرم، ماہنامہ ماہ جمادی الاول، لاہور، ۱۴۰۶ھ جنوری ۱۹۸۶ء، ص ۴۵

(۷۰) یہ سلسلہ حضرت شیخ ابوالحسن علی شاذلی مغربی علیہ الرحمۃ (م ۶۵۴ھ) سے منسوب ہے۔

(۷۱) یہ سلسلہ حضرت شاہ حاجی محمد نوشہ گنج قادری علیہ الرحمۃ (م ۱۰۶۴ھ) سے منسوب ہے۔

(۷۲ - ۷۳) تواریخ آئینہ تصوف، شاہ محمد حسن صابری، قصور، مکتبہ صابریہ، ۱۹۷۱ء ص ۸۳ - ۸۱

(۷۴) آپ ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۶۰ء میں نور پور تحصیل ننکر گڑھ ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم کا نام سید عنایت اللہ تھا۔ آپ سید ابوالحسن علی بغدادی المعروف بدیع الدین شہید الگیلانی (جوکہ عراق سے ہندوستان تشریف لائے تھے) کی اولاد امجاد میں سے تھے اور بٹالہ میں مقیم تھے سلسلہ فاضلیہ کے بانی تھے اور لاہور میں بھی آپکی اولاد میں سے اس وقت سید الطاف محی الدین اس سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ (تذکرہ مشائخ قادریہ، صفحہ ۱۸۲)

marfat.com

(۷۵) تذکرہ ء مشائخ قادریہ، محمد دین کلیم قادری، لاہور، مکتبہ نبویہ ، ۱۰۷۵ء ص ۱۸۲

(۷۶) تواریخ آئینہ تصوف، محولہ بالا ص ۹۳

(۷۷ - ۷۸ - ۷۹) ایضاً ص ۷۲ - ۶۷ - ۶۴

(۸۰ - ۸۱) ایضاً ص ۳۸ - ۱۰۲

(۸۲ - ۸۳) ایضاً ص ۹۸ - ۱۰۹

(۸۴) تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ ، عبدالمجتبیٰ رضوی، لاہور، کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز،

۱۹۸۹ء ص ۳۹۱

(۸۵) تذکرہ ء صوفیائے سندھ ، اعجاز الحق قدوسی، کراچی، اردو اکیڈمی،

۱۹۵۹ء ص ۲۷۲

(۸۶) تذکرہ قادریہ علمیہ ، صاحبزادہ علم الدین القادری علمی، کراچی، قادری مسجد سولجر

بازار ص ۳۸

(۸۷ - ۸۸) تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، محولہ بالا ص ۱۹

(۸۹) مکتوبات شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی بحوالہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری ، لاہور ، ص ۲۱۱

(۹۰) اردو دائرہ معارف اسلامیہ (جلد ۱ / ۱۶) لاہور، دانش گاہ پنجاب ، ۱۹۷۸ء ص ۱۴

(۹۱) قادری نامہ حصہ دوم ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، قادری مسجد

سولجر بازار، ۱۹۶۲ء ص ۱۰

(۹۲ - ۹۳) سکینتہ الاولیاء ، شہزادہ محمد داراشکوہ ، مترجم : محمد اکرم رہبر ، لاہور، مکتبہ

عالیہ ایبک روڈ، ص ۳۷ - ۳۹

(۹۴) اخبار الاخیار فی اسرار الابرار ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، دہلی، مطبع مجتبائی،

۱۳۳۲ھ، ص ۳۱۵

(۹۵) مظہر جمال مصطفائی، محولہ بالا ص ۳۳۲

marfat.com

باب ہشتم

سندھ میں سلسلہ ٔ قادریہ کی نشوونما
سندھ کے اکابرین کی مختصر سوانح حیات
اور انکی علمی و دینی خدمات

marfat.com

سندھ میں سلسلہ ء قادریہ کی نشوونما

صوفیائے عظام نے بلا تفریق رنگ و نسل و زبان کے دنیا کے کونے کونے میں جاکر دین اسلام کا نعرہ بلند فرمایا ہے۔ صوفیا خواہ کسی بھی روحانی سلسلہ سے منسلک ہوں لیکن انکا مشن عوام الناس کو اللہ و رسول کی محبت کا پیغام دینا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ جہاں بھی گئے اور جہاں بھی رہے امن و سلامتی اور محبت و اخوت کی علامت بن کر رہے۔ برصغیر پاک و ہند میں صوبہ سندھ ایک ایسا خطہ ہے جہاں مختلف سلاسل کے روحانی پیشواؤں نے دین حق کی شمع روشن کی۔ سندھ کے مشہور محقق و مورخ جناب اعجاز الحق قدوسی "تذکرہ ء صوفیائے سندھ" میں تحریر فرماتے ہیں:

> "تصوف کے جو سلسلے ہمیں سندھ میں ملتے ہیں وہ سہروردیہ، قادریہ اور نقشبندیہ ہیں۔ انہی تین سلسلے کے بزرگوں نے یہاں خانقاہیں قائم کرکے رشد و ہدایت کے فیضان کو عام کیا اور صدیوں انکی خانقاہیں معرفت الہی، تزکیہ ء نفس اور پاکیزگی اخلاق کی تعلیم کا مرکز بنی رہیں۔" (۱)

تصوف کے تمام روحانی سلاسل میں "سلسلہ ء قادریہ" کے صوفی بزرگوں نے سندھ میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں انہوں نے اپنی خانقاہوں اور تعلیم و رشد و ہدایت اور تصنیفات کے ذریعے سلسلہ ء قادریہ کی نسبت عوام میں بیدار کردی۔ سندھ میں جن مشہور و معروف قادری صوفیا کے ذریعے دین اسلام کی نشرواشاعت اور سلسلہ قادریہ کو فروغ عام حاصل ہوا ان میں چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت سید شیخ محمد اسحاق اربعائی بن سید سلطان بہلول جیلانی، آپ صحیح النسب حسنی حسینی سادات میں سے تھے۔ آپ پندرہویں پشت میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد میں ہیں۔ آپکا وصال ۹۷۵ھ کو ہوا مزار مبارک

marfat.com

ٹھٹھہ میں واقع ہے۔ (۲)

۲. حضرت شیخ خضر سیوستانی ، جو کہ حضرت میاں میر لاہوری کے مرشد تھے۔ سلسلہ ء قادریہ کے اکابرین میں آپکا شمار ہوتا ہے۔ آپکا وصال ۹۹۴ ھ میں ہوا۔ (۳)

۳. حضرت شاہ فضیل قادری المعروف زندہ پیر، حضرت شاہ گدا رحمان ثانی قادری کے خلیفہ تھے۔ آپ نے ۹۷۹ ھ میں ٹھٹھہ میں وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ (۴)

۴. حضرت سید عبداللہ شاہ حسنی المعروف عبداللہ اصحابی علیہ الرحمۃ ، حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی کی اولاد امجاد میں سے تھے۔ تمام عمر ذکر الٰہی اور ریاضات میں بسر کی۔ مزار مبارک ٹھٹھہ مکلی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ (۵)

سندھ میں سلسلہ ء قادریہ کی نشوونما اور فروغ کے بارے میں سید محمد فاروق القادری "عبادالرحمن" (تذکرہ مشائخ بھرچونڈی شریف) کے "مقدمہ" میں تحریر فرماتے ہیں :

"مشہور سلاسل اربعہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے نامور بزرگ اور مشہور زمانہ مشائخ زیادہ تر اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔" (۶)

سندھ میں جن قادریہ مشائخ و صوفیا نے دین اسلام اور طریقت کی تعلیم کو فروغ دیا ان میں سلسلہ قادریہ راشدیہ کے سربراہ حضرت سید محمد راشد (م ۱۲۳۳ ھ) بھی قابل ذکر ہیں۔

مولانا حکیم محمد موسیٰ امرتسری "عبادالرحمن" (تذکرہ مشائخ بھرچونڈی شریف) کے تعارف میں قادریہ راشدیہ طریقہ کے بانی اور سندھ میں اس سلسلہ قادریہ کی وسعت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مقبولان بارگاہ خداوندی میں سے ایک قبلہ عالم حضرت سید محمد راشد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۳۳ ھ) ہیں جو سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ اور سلسلہ راشدیہ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ جن کا مزار پرانوار "پیر گوٹھ" ضلع خیرپور میرس (سندھ)

marfat.com

میں مرجع خواص و عوام ہے۔ قبلہ عالم سید محمد راشد صاحب کے سلسلے کے مریدین و معتقدین کا حلقہ بہت وسیع ہے سندھ اور بیرون سندھ لاکھوں کی تعداد میں انکے نام لیوا موجود ہیں۔" (۷)

حضرت سید محمد راشد کے نامور خلفاء نے بھی سندھ میں سلسلہ قادریہ کی نشرواشاعت میں نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ آپ کے خلفاء میں صاحب البرکات حضرت سید محمد حسن شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۴ ھ) بانی خانقاہ "سوئی شریف" ضلع سکھر، سید العارفین حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۰۸ ھ) شیخ اعظم خانقاہ "بھرچونڈی شریف" ضلع سکھر قابل ذکر ہیں۔ (۸)

سندھ کے دارالخلافہ کراچی میں قیام پاکستان سے قبل ہی سلسلہ قادریہ کی بھرپور نشرواشاعت اور فروغ میں کراچی کے ممتاز عالم دین و صوفی بزرگ الحاج، حافظ، قاری، مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی نمایاں نظر آتا ہے۔ آپ کے آبا و اجداد کی نسبت بھی سلسلہ قادریہ سے ہی تھی۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری اپنی تصنیف "امام احمد رضا اور علمائے سندھ" میں حضرت مولانا شاہ غلام رسول القادری اور انکے خاندانی بزرگوں کا تذکرہ اور سلسلہ قادریہ کی نشوونما میں انکی نمایاں خدمات کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں:

"شاہ غلام رسول القادری القلندریؒ کے آباؤ اجداد میں خاص کر والد ماجد حافظ شاہ علم الدین القادری بانی مدرسہ علمیہ قادریہ، نانا محمد بشیر القادری القریشی بانی مسجد و مدرسہ قصابان صدر کراچی، ماموں سائیں عبدالغنی القادری القلندری خلیفہ حضرت گل حسن شاہ صاحب قادری (مولف تذکرہ غوثیہ) نے سرزمین کراچی میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے فروغ میں اہم اور بنیادی کردار ادا کیا۔" (۹)

حضرت مولانا الشاہ غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کا شمار کراچی کے مقامی علماء و صوفیا میں ہوتا ہے سرزمین کراچی میں سلسلہ قادریہ کو خانقاہی نظام کے تحت

marfat.com

متعارف کروانے میں آپکا اسم گرامی سرفہرست ہے اور آپ کی خانقاہ کو ہی اولیت حاصل ہے۔ اس ضمن میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری مزید تحریر فرماتے ہیں:

"شاہ غلام رسول القادری نے ۲۰ ویں صدی کے شروع سے لیکر ۱۹۷۰ء تک کراچی کے کونے کونے میں سلسلہ قادری پھیلا کر قادریت کی صحیح معنوں میں کراچی میں مظبوط بنیاد ڈالی۔ اگر آپ کو سلسلہ قادریہ کراچی کا بانی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا ... دیگر قادری بزرگوں کے نام تاریخ میں ضرور ملتے ہیں لیکن سلسلے کو فروغ اور وسعت آپ ہی کی ذات سے حاصل ہوا۔" (۱۰)

سندھ میں سلسلہ قادریہ کے صوفیاء، علماء کی دینی و علمی و روحانی خدمات کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آج سندھ میں سلسلہ قادریہ ہی کی تعلیمات اور اس عظیم روحانی سلسلے کی وسعت و فروغ سب سے زیادہ ہے اور قادریہ سلسلے کے متبعین میں روز بروز گرانقدر اضافہ ہو رہا ہے۔

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ صوفیائے سندھ، اعجاز الحق قدوسی، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۵۹ء، ص ۲۹

(۲) تحفتہ الزائرین، حصہ سوم، محمد طفیل احمد نقشبندی قادری، سندھ ٹھٹھہ، دربار مکلی، ۱۹۸۶ء، ص ۱۹۸

(۳) تذکرہ صوفیائے سندھ، محولہ بالا، ص ۹۶

(۴) تذکرہ مشائخ قادریہ، محمد دین کلیم قادری، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۱۳۹۵ھ، ص ۱۲۸

(۵) تذکرہ صوفیائے سندھ، محولہ بالا ص ۱۲۲

(۶) عبادالرحمن، سید مغفور القادری، لاہور، کنول آرٹ پریس، ۱۹۶۹ء، ص ۸

(۷ - ۸) ایضاً ص ۷ - ۸

(۹ - ۱۰) امام احمد رضا اور علمائے سندھ، ڈاکٹر مجید اللہ قادری، کراچی، المختار پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء، ص ۳۲

marfat.com

سندھ کے اکابرین قادریہ کی مختصر سوانح حیات اور انکی علمی و دینی خدمات

پیر سید محمد بقا شہید لکعلوی

(۱۱۳۵ھ \ ۱۱۹۸ھ)

پیدائش:

حضرت پیر سید محمد بقا شہید لکعلوی رحمۃ اللہ علیہ سید امام شاہ کے ہاں ۱۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔ (۱)

حضرت سید محمد بقا شہید بیسویں پشت میں حضرت سید علی مکّی (۲) کی اولاد میں سے ہیں۔ (۳)

آپ "راشدی" خاندان کے مورث اعلی تھے۔ (۴) آپکے آباؤاجداد میں سے سید علی مکّی جس گاؤں میں سکونت پذیر ہوئے وہ گاؤں آگے چل کر حضرت سید علی مکّی کے نام پر "لک علوی" کے نام سے مشہور ہوا اور انکی اولاد "لکیاری سادات" کہلائی۔ (۵)

حضرت سید محمد بقا شہید علیہ الرحمۃ سلسلہ ء نقشبندیہ اور قادریہ کے فیضیافتہ تھے سلسلہ ء نقشبندیہ میں آپ پریاں لوء کے حضرت مخدوم محمد اسمعیل علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے۔ سلسلہ ء نقشبندیہ کے حوالہ سے آپکا شجرہ ء حسب اس طرح حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ تک پہنچتا ہے۔

"پیر سید محمد بقا شہید مرید مخدوم اسماعیل کے وہ خواجہ جمال اللہ سندھی کے، وہ مرید حافظ حاجی ایوب سندھی کے وہ مرید شیخ سعدی لاہوری کے وہ مرید سید آدم بنوری کے وہ مرید حضرت امام ربانی شیخ احمد مجدد الف ثانی کے" (۶)

marfat.com

قادریہ سلسلہ میں آپ حضرت پیر سائیں عبدالقادر حسینی جیلانی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے جو کہ دیہہ سوڈھائی ضلع جھنگ پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اس نسبت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے سلسلہ ء نقشبندیہ میں آپکے مرشد حضرت مخدوم اسماعیل علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ:

"آپکی بیعت ایک دوسرے بزرگ سے بھی ہونے والی ہے وہ آپکے پاس مسافر کی صورت میں آکر مقیم ہونگے"۔

چنانچہ آپ نے شیخ کی بیان کی علامتوں کے مشاہدے کے بعد حضرت پیر عبدالقادر حسینی علیہ الرحمۃ سے سلسلہ ء قادریہ میں بیعت کرلی۔ (۷)

آپ تحصیل علم اور حصولِ کمالاتِ باطنیہ سے فارغ ہوئے تو خلق خدا کی خدمت کا آغاز کیا۔ چنانچہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ روحانی اسباق کی تعلیم بھی دیا کرتے تھے تاکہ سالک ظاہر اور باطن میں کمال حاصل کرے۔

آپکو دینی کتابوں سے بہت محبت تھی۔ چونکہ ان دنوں چھاپے خانے نہیں ہوتے تھے اور قلمی نسخے بہت گراں اور نایاب ہوتے تھے اسلئے آپ اپنی کتابیں ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے اور جب کبھی دوسری جگہ تبلیغ کے سلسلے میں تشریف لے جاتے تو کتابیں بھی ساتھ رکھتے۔

حضرت پیر سید محمد بقا علیہ الرحمۃ نے شربت شہادت نوش فرمایا جسکا واقعہ "تذکرہ مشاہیر سندھ" میں اسطرح درج ہے کہ "ایک مرتبہ آپ شیخ طیبؒ کے قبرستان کے نزدیک ایک مسجد میں پتھر کے بڑے دانوں والی تسبیح سے ذکر خفی میں مصروف تھے۔ دانوں کی آواز بلند ہورہی تھی راستے سے گزرتے ہوئے کچھ چوروں نے یہ گمان کیا کہ شاید کوئی آدمی ویران مسجد میں پیسے گن رہا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بے خبری میں آپ پر حملہ کر کے آپ کو شہید کردیا مگر بعد میں جو دیکھا تو انکے پاس سوائے کتابوں کے اور کچھ بھی نہیں رکھا تھا"۔

آپ نے ۱۱۹۸ھ میں شہادت پائی۔ مزار شیخ طیب ریاست خیرپور میں ہے۔ (۸)

marfat.com

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ پیران پاگارہ، تبسم چودھری، حیدر آباد، انڈس پرنٹرز، ص ۹۴

(۲) ایضاً ص ۱۲

(۳) حضرت سید علی مکیؒ ایک ہزار برس قبل خلفائے بنوعباس کے عہد حکومت میں اشاعت اسلام کے فریضہ کی انجام دہی کیلئے سندھ میں وارد ہوئے۔ (تذکرہ پیران پاگارہ ص ۲)

(۴) تذکرہ مشاہیر سندھ، مولانا دین محمد وفائیؒ، حیدر آباد، سندھی ادبی بورڈ، ص ۱۰۴

(۵) تذکرہ پیران پاگارہ، محولہ بالا ص ۸۶

(۶) تذکرہ مشاہیر سندھ، محولہ بالا ص ۱۰۴

(۷ - ۸) ایضاً ص ۱۰۴

marfat.com

حضرت سید محمد راشد شاہ روضے دھنی

(۱۱۷۰ھ \ ۱۲۳۳ھ)

پیدائش :-

خانوادہ ء راشدی کے موسس اعلی حضرت پیر سید محمد راشد المعروف بہ روضے دھنی علیہ الرحمۃ (۱) ۱۱۷۰ھ \ ۱۷۵۷ء یکم شعبان کو گوٹھ رحیم ڈنہ کلہوڑہ میں پیدا ہوئے۔ (۲)

آپکے والد سید محمد بقا شہید علیہ الرحمۃ المتوفی 1198ھ کا سلسلہ ء نسب حضرت علی کرم اللہ وجہ سے جا ملتا ہے۔ (۳)

حضرت پیر سید محمد راشد علیہ الرحمۃ کے بچپن میں آپکے والد بزگوار نے آپکو اپنے مرشد حضرت مخدوم محمد اسمعیل علیہ الرحمۃ کی خدمت میں پیش کیا تھا انہوں نے آپکو دعا دیکر نام پوچھا اور فرمایا "بہت اچھے ہونگے" پھر آپکو گود میں لیکر پیار کیا اور فرمایا "یہ وہ مبارک روح ہے جس سے دنیا کا بہت بڑا حصہ فیضیاب ہوگا" (۴)

تعلیم :-

آپ کی ابتدائی تعلیم حافظ زین علیہ الرحمۃ کے پاس ہوئی اسکے بعد آپکو حضرت مولانا فقیراللہ نقشبندی (۵) (المتوفی ۱۱۹۵ھ) کی خدمت میں شکارپور بھیجا گیا.....
آپکے والد ماجد نے کوٹری کبیر میں مخدوم میاں یار محمد کے پاس بھی آپکو حصول علم کیلئے چھوڑا تھا۔ (۶)

"تذکرہ اولیائے سندھ" میں مذکور ہے کہ آپکے فاضل اساتذہ میں مخدوم احمدی (جو کھوڑہ کے جید عالم تھے) اور انکے صاحبزادہ مخدوم محمد عاقل بھی شامل تھے (۷)

marfat.com

آخر میں جملہ علوم دینیہ کی تکمیل مولانا محمد عاریجوی کے پاس کی۔ آپکے والد ماجد نے آپکو سلسلہ ء قادریہ میں بیعت فرما کر ذکر کی تعلیم دی۔

آپ خود فرماتے ہیں...

"آپ نے مجھے قادری سلسلہ میں بیعت کیا تو میں نے ذکر جہر کی مشق شروع کردی اور تھوڑے ہی عرصے میں یہ کیفیت ہو گئی کہ ہر بن مو سے ذکر جاری ہوگیا اور تھوڑے ہی دنوں میں انوار و تجلّیات کی بارش ہونے لگی" (۸)

آپکا حلقہ ء ارادت لاڑ، سندھ، جیسلمیر، بلوچستان وغیرہ علاقوں تک پھیلاہوا تھا۔ آپکے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔

خلفاء :-

آپکے کئی خلفاء تھے جنہوں نے مختلف مقامات پر رشدوہدایت کی خانقاہیں قائم کیں اور جسکا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ آپکے چند خلفاء مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ :- خلیفہ محمد حسین مہیسر ۲ :- خلیفہ اللہ رکھیو کلہوڑو

۳ :- خلیفہ سوئی والے (جن سے بھرچونڈی کے بزرگوں نے روحانی فیض حاصل کیا)

۴ :- خلیفہ سارنگ کلہوڑو ۵ :- خلیفہ آمری والا

۶ :- خلیفہ محمود کڑیائی ۷ :- خلیفہ محمد پناہ کیہر

۸ :- خلیفہ محمد لقمان ۹ :- خلیفہ مابان والا

۱۰ :- خلیفہ نبی بخش لغاری مٹھی والے ۱۱ :- خلیفہ گل محمد حالائی۔

تصانیف :-

آپ رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ تصانیف میں بھی مصروف رہتے تھے آپ کی تصانیف میں "شرح اسماء الحسنیٰ"، جمع الجوامع، اور آپ کے مکتوبات اور ملفوظات شامل ہیں۔ (۹)

marfat.com

وفات :-

آپکا وصال یکم شعبان ۱۲۳۳ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں ہوا اور پرانی درگاہ شریف یعنی گوٹھ رحیم ڈنہ کلہوڑہ میں مدفون ہوئے مگر کچھ عرصہ بعد دریا کی طغیانی کو محسوس کرتے ہوئے آپکے پوتے حضرت سید علی گوہر شاہ علیہ الرحمۃ نے وہاں سے آپکو منتقل کر کے نئی درگاہ میں دفن کیا۔ (۱۰)

حواشی وکتابیات

(۱) تذکرہ پیران پاگارہ، تبسم چودھری، حیدر آباد، انڈس پرنٹرز، ص ۹۵

(۲) مہران نقش، ڈاکٹر وفا راشدی، کراچی، مکتبہ اشاعت اردو، ص ۲۰۲

(۳) "روضے دھنی" کے معنی مقبرے والا ہیں۔ (بحوالا تذکرہ پیران پاگارہ ص ۶۴)

(۴) تذکرہ پیران پاگارہ، محولہ بالا، ص ۹۶

(۵) ایضاً ص ۹۷

(۶) تذکرہ اولیائے سندھ، مولانا محمد اقبال نعیمی، کراچی، شارق پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء ص ۱۵۳

(۷) شاہ فقیر اللہ نقشبندی علوی شیخ محمد مسعود دائم کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ ۱۱۵۰ھ میں شکارپور سندھ میں ایک خانقاہ قائم کی۔ نقشبندیہ کے علاوہ قادریہ سلسلہ سے بھی نسبت رکھتے تھے۔ صاحب تصانیف تھے۔ آپکا مزار شکارپور میں ہے۔ (تذکرہ اولیائے سندھ) ص ۱۳۹

(۸) تذکرہ پیران پاگارہ، محولہ بالا، ص ۹۸

(۹ - ۱۰) ایضاً ص ۱۰۳، ۹۹

marfat.com

حضرت سید صبغت اللہ شاہ اول

(۱۱۳۸ھ \ ۱۲۴۶ھ)

پیدائش :-

حضرت سید صبغت اللہ ولد پیر سید محمد راشد روضے دھنی المعروف بہ پیر پگارو اول ۱۱۳۸ ھ \ ۱۷۷۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت راشد روضے دھنی کے فرزندوں میں سب سے بڑے تھے (۱)

چونکہ آپ اپنے باقی بھائیوں سے زیادہ عالم، عامل عارف اور کامل تھے اور سجادگی کیلئے آپ سے بڑھکر دوسرا کوئی موزوں نہیں تھا اسلئے آپکے والد نے آپکو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور آپ کے سجادہ نشین ہوئے۔ (۲)

آپ ہی کے بعد اس خاندان کے گدی نشینوں میں "پاگارہ" کا لقب مشہور ہوا۔ (۳)

سندھ کے عوام میں آپکو جو مقبولیت اور شہرہ عام حاصل ہوئی وہ قابل ذکر ہے۔ "تذکرہ پیران پاگارہ" میں تحریر ہے۔

" آپ کی سندھ میں مقبولیت اور علمی اور روحانی مراتب اور اہمیت کا اندازہ سید حمیدالدین کے اس بیان سے ہوتا ہے جو انہوں نے آپ کے متعلق لکھا ہے"۔

"تذکرہ صوفیائے سندھ " میں اسکے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں...

" باشندگان سندھ کے نزدیک سارے ملک میں اُن (پیر صبغت اللہ) جیسا کوئی شیخ و مرشد نہیں۔ تقریباً تین لاکھ بلوچ

marfat.com

انکے مرید ہیں۔ مرجع خلق عام ہیں جاہ و جلال سے زندگی گزار رہے ہیں جود و کرم اور اخلاص و مروت میں بھی شہرہ آفاق ہیں" (۴)

لقب "پیر پاگارو" کی وجہ شہرت اور اس لقب وجود ایک خاص واقعہ سے ہوا۔ "تذکرہ پیران پاگارہ" میں "قدیم سندھ" کے مصنف مرزا قلیج بیگ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ...

پیر محمد راشد کی وفات کے وقت دستار خلافت پر جھگڑا ہوا لیکن انہوں نے اپنے بیٹے صبغت اللہ کو وارث بنایا۔ جنہوں نے دریائے نارہ کے آس پاس بہت سے مرید کئے دوسرے بھائیوں نے انکو (پیر کو) مارنے کی کوشش کی لیکن انکے مریدوں نے باہم اتفاق کر کے یہ طے کر لیا کہ اپنے پیر کے علاوہ کسی دوسرے کی فرمانبرداری نہیں کریں گے اس نمک حلالی اور جاں نثاری کی وجہ سے پیر صاحب نے حضرت حر رضی اللہ عنہ کی رعایت سے انکا نام "حر" (۵) رکھا۔ یعنی جیسے انہوں نے حضرت امام حسین علیہ السلام (٦) کی خاطر شہادت پائی تھی۔ اسی طرح یہ مریدین بھی اپنے پیر کی خاطر شہادت پانے کیلئے تیار ہیں۔ (۷)

"تذکرہ پیران پاگارہ" میں مذکور ہے کہ:-

"چونکہ سید محمد راشد کے بیٹوں میں اختلاف دستار پر تھا اسلئے اسکے طے ہو جانے کے بعد "پاگارو" کا لفظ مستعمل ہونے لگا۔ (۸) (۹)

marfat.com

ظاہری علوم سے فراغت کے بعد آپ نے سلوک کی منازل اپنے نقشبندی اور قادری طریقے میں اپنے والد کی زیر نگرانی طے کیں۔ (۱۰)

" تذکرہ پیران پاگارہ" بحوالہ ء تذکرہ صوفیا کے سندھ مذکور ہے،

" سید صبغت اللہ اول نے جب مسند رشدوہدایت کو زینت بخشی اس وقت سلطنت اسلامیہ کا چراغ جھلملارہا تھا پنجاب پر سکھ چھائے ہوئے تھے ... مذہب کی روح مفقود ہو چکی تھی ۔ اوہام اور رسوم پرستی کو مذہب کا نام دیا جاتا تھا۔ اس تنزل اور انحطاط کے زمانہ میں شاہ صبغت اللہ اول نے اعلائے کلمہ الحق، تبلیغ واصلاح اور تربیت کا کام شروع کیا۔ آپ نے جہاد کا عزم مصمّم کرلیا۔ آپ کا کوئی وعظ جہاد کی ترغیب اور فضائل سے خالی نہ ہوتا تھا۔" (۱۱)

محترم ڈاکٹر وفا راشدی نے " مہران نقش " میں ضمناً تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

" پیر صبغت اللہ شاہ سید احمد بریلوی کے ہم مسلک اور رفیق خاص تھے۔ انہوں نے تحریک جہاد میں بھرپور حصہ لینے کی غرض سے اپنے مریدوں کا ایک بھاری لشکر منظم کیا۔" (۱۲)

پیر صبغت اللہ شاہ اول کو کتابوں سے خاص رغبت تھی انکے دینی شغف اور علمی بصیرت کے بارے میں " مہران نقش " میں مذکور ہے،

" ان کا کتب خانہ بڑا عجیب و غریب تھا۔ سلاطین اور امراء کے پاس بھی ایسا کتب خانہ نہ ہوگا۔ پندرہ ہزار جلد کتب معتبرہ اس میں موجود ہیں۔ سو دیوان فارسی کے ایرانی خط میں مطلا، پینسٹھ جلدیں معتبر تفسیروں کی، شاہ نامہ فردوسی کے پانچ نسخے جن میں

marfat.com

سے تین مصور و مطلا تھے۔ حدیث کی تمام مشہور کتابیں شرح جامع الاصول، تیسیرالاصول، احیاء العلوم اور فتوحات مکیہ کے تین تین نسخے اور سب جلدیں شاہانہ" (۱۳)

وفات :-

آپکا وصال ۵ رمضان المبارک سن ۱۲۴۶ھ بمطابق ۸ فروری ۱۸۳۱ء کو "پیر گوٹھ" میں ہوا آپکا روضہ بھی وہیں ہے۔ (۱۴)

marfat.com

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ، مولانا دین محمد وفائی سندھی، حیدر آباد، سندھی ادبی بورڈ، ص ۱۰۷

(۲) تذکرہ پیران پاگارد، تبسم چودھری، حیدر آباد، انڈس پرنٹرز، ص ۱۱۱

(۳) تذکرہ مشاہیر سندھ، محولہ بالا، ص ۱۰۷

(۴) تذکرہ پیران پاگارد، محولہ بالا، ص ۱۱۱

(۵) "مصنف تذکرہ صوفیائے سندھ" ۔ ے حر کے لقب کی وجہ صرف یہ لکھی ہے۔

"انہیں مریدوں میں سے سید صبغت اللہ نے ایسے سرفروش اور جانباز مجاہدوں کی جماعت تیار کی جو وقت پڑنے پر ملت اسلامیہ کے لئے اپنی جان کی بازی لگا سکیں انہی مجاہدین کو "حر" کا لقب دیا گیا۔ اور یہی حر تحریک کا پہلا نقطہ تھا"۔

(بحوالہ تذکرہ پیران پاگارہ ص ۱۳۴)

(۶) حضرت حر بن یزید بن ناجیہ بن تعنب بن عتاب بن حارث بن عمرو بن حمام الریاحی الیربوعی التمیمی میدان کربلا میں اپنے تھوڑے سے ہمراہیوں کے ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام سے آملے ... خوب داد شجاعت دی ... آخر میں خود شہادت سے سرفراز ہوئے۔

(دائرہ معارف اسلامیہ ص ۶۰)

(۷) تذکرہ پیران پاگارہ، محولہ بالا ص ۱۳۲

(۸) پیر صبغت اللہ کے دوسرے بھائی سید یٰسین صاحب کو جھنڈا عطا کیا گیا اسلئے وہ "پیر جھنڈو" کہلائے۔ شاہ افغانستان تیمور شاہ کے بیٹے زمان شاہ نے یہ "علم" سندھ میں اشاعت اسلام کی خاطر سید محمد راشد علیہ الرحمۃ کو پیش کیا تھا (مہران نقش ص ۲۰۴)

(۹) تذکرہ پیران پاگارہ، محولہ بالا ص ۱۳۲

(۱۰) تذکرہ مشاہیر سندھ، محولہ بالا ص ۱۰۷

(۱۱) تذکرہ پیران پاگارد، محولہ بالا، ص ۱۱۲

(۱۲) مہران نقش، ڈاکٹر وفا راشدی، کراچی، مکتبہ اشاعت اردو، ص ۲۰۳

(۱۳) ایضاً ص ۲۰۳

(۱۴) تذکرہ پیران پاگارہ، محولہ بالا، ص ۱۳۵

marfat.com

پیر محمود خلفیہ نظامانی

(م ۱۲۶۷ھ)

پیدائش :-

حضرت پیر محمود خلیفہ نظامانی رحمۃ اللہ علیہ رئیس گھنور خان مبارکانی نظامانی بلوچ کے ہاں ۱۱۹۸ھ میں تولد ہوئے۔

تعلیم :-

آپ نے ابتدائی تعلیم میاں عبدالکریم بلڑی والے سے حاصل کی۔ بعد ازاں آپکے والد نے اپنی ہی بستی میں آپکی مزید تعلیم کے واسطے حافظ عثمان درویش کو مقرر فرمایا۔ آپکی طبعیت شروع ہی سے درویشوں و فقیروں کی طرف راغب تھی۔

بیعت :-

آپ چوبیس سال کی عمر میں حضرت سید پیر محمد راشد المعروف روضہ دھنی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوئے اور خرقہ ء خلافت سے مشرف ہوئے۔

آپکے مریدین و معتقدین کا حلقہ سندھ کے علاوہ ہندوستان اور افریقہ تک پھیلا ہوا ہے آپ نے اپنی زندگی قرآن و حدیث و فقہ و وعظ کیلئے وقف کر رکھی تھی آپ نے ایک عظیم الشان مسجد بھی تعمیر کروائی۔

تصانیف :-

آپ کی تصانیف میں ۱. مجمع الفیوضات (فارسی) ۲. محبوبیۃ المحمودیہ (قادریہ سلسلہ کے اذکار پر مشتمل ہے) ۳. گلشن اولیاء ۴. مکاتیب قابل ذکر ہیں۔

marfat.com

وصال :-

آپ کا وصال ۹ ، ربیع الاول ۱۳۶۷ھ پیر کی شب ہوا۔ مزار شریف گرہیو گھنور خان میں ہے۔ (۱)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ ء اولیائے سندھ ، مولانا محمد اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ، ص ۱۹۹

marfat.com

پیر سید علی گوہر شاہ راشدی

(م ۱۳۶۸ھ)

پیر سید علی گوہر شاہ راشدی علیہ الرحمۃ حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ اول ولد پیر سید حضرت محمد راشد روضے دھنی کے فرزند تھے۔

اگرچہ پیر سید علی گوہر شاہ راشدی اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے مگر چونکہ آپکے والد بزرگوار کو آپ سے خاص قلبی تعلق تھا اور آپ اپنے والد کی تعلیمات اور سلوک طریقت کی راہ کے خاص اہتمام کرنے والے تھے اسلئے آپکے بڑے بھائیوں نے اپنے والد کی وفات کے بعد آپکو انکی مسند پر بٹھلایا اور دستار بندی کی۔ آپ جہاں ظاہری علوم میں مہارت رکھتے تھے اسی طرح تصوف اور قادریہ راشدیہ طریقہ میں بھی آپکو کمال حاصل تھا۔ آپکے والد بزرگوار حضرت پیر سید صبغت اللہ شاہ راشدی نے اپنے مخلص مریدین و معتقدین پر مشتمل جو جماعت سید احمد بریلوی اور اسماعیل شہید کی امداد کی خاطر تیار کی تھی آپ نے اس جماعت کو سنبھالا اور جانباز مریدین کا گروہ آپ کے چہار طرف جمع ہوگیا۔

حضرت پیر سید علی گوہر شاہ راشدی عابد و زاہد متقی بزرگ تھے اور خاندانی طور پر شاعری بھی آپکو ورثے میں ملی تھی اور آپ سندھی زبان کے ایک اچھے شاعر تھے اور آپ شاعری میں "اصغر" تخلص فرماتے تھے۔ آپ کی کافیاں ، مولود اور مناجات سندھی زبان میں موجود ہیں۔

آپ نے اپنے والد کی وفات کے بعد انکے ملفوظات "خزینت المعرفت"

marfat.com

کے نام سے جمع فرمائے۔ ان ملفوظات کے مطالعہ سے آپکی فارسی دانی اور علمی قابلیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

وصال :-

آپکی وفات ۵ ، ربیع الثانی ۱۲۶۸ھ ہجری میں ہوئی۔ (۱)
فقیر قادر بخش بیدل نے آپکا قطعہ تاریخ نکالا۔ (۲)

حواشی وکتابیات

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ جلد سوم ، مولانا دین محمد وفائی مرحوم ، حیدرآباد ، سندھی ادبی بورڈ ، ۱۹۸۵ء ، ص ۲۱۰ - ۲۱۲

۲ : فقیر قادر بخش بیدل ۱۲۳۰ھ ۱۸۱۴ء کو روہڑی میں پیدا ہوئے سلسلہ ء قادریہ میں اپنے والد کے مرشد صوفی شاہ عنایت اللہ شہید علیہ الرحمۃ کے خلیفہ میر جان اللہ شاہ سے بیعت تھے عربی و فارسی کے اعلی درجے کے شاعر تھے آپکی کئی تصنیفات ہیں۔ (مہران نقش ص ۱۸۴)

marfat.com

پیر سید حزب اللہ شاہ راشدی

(م ۱۳۰۸ھ)

پیدائش :-

پیر سید حزب اللہ شاہ راشدی حضرت سید علی گوہر اول ولد سید مولانا پیر صبغت اللہ شاہ ولد پیر سید مولانا محمد راشد صاحب روضے دھنی کے ہاں ۱۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد کی وفات آپکی کمسنی ہی میں ہوگئی تھی لہذا آپکی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری خاندان کے دیگر افراد نے ادا کی۔ آپ نے ابتداء میں اخوند محمد پیر گوٹائی سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں مولوی حاجی عیسی محدث سے فارسی و عربی علوم کی تکمیل کی...

پیر سید حزب اللہ شاہ کی سجادگی راشدی خاندان میں نہایت خوبی سے ہوئی۔ آپ قادری راشدی طریقے کے ذکر کی تلقین فرماتے تھے۔

چونکہ آپکے خاندان میں شعر و شاعری کا سلسلہ بھی جاری تھا لہذا آپ نے بھی فارسی زبان میں شعر کہے ہیں شاعری میں آپ "مسکین" تخلص فرماتے تھے۔

marfat.com

آپ نقاشی، کاشی سازی، خوشخطی اور حکمت و طب اور موسیقی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ پیر حزب اللہ شاہ راشدی پینتالیس سال تک مسند سجادگی پر رونق افروز رہے۔

آپکا فارسی کلام پر مشتمل دیوان "دیوان مسکین" کے نام سے شائع ہوچکا ہے۔

وصال :-

آپکا وصال ۴، محرم ۱۳۰۸ھ میں ہوا۔ (۱)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ جلد اول، مولانا دین محمد وفائی مرحوم، حیدر آباد، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۸۵ء، ص ۱۸۲

marfat.com

حضرت حافظ محمد صدیق قادری

(بانی خانقاہِ بھرچونڈی شریف)

(۱۲۳۴ھ ۱۳۰۸)

پیدائش :-

حضرت شیخ اعظم حافظ محمد صدیق قادری علیہ الرحمۃ کی ولادت ۱۲۳۴ ھ میں ہوئی۔ خاندانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا خاندان عرب سے کیچ مکران کے راستے سندھ میں داخل ہوا آپ کا تعلق سندھ کی مشہور قوم "سمّہ" سے بتایا جاتا ہے۔ (۱)

آپکے والد ماجد کا نام میاں محمد ملوک علیہ الرحمۃ تھا۔ (۲)

بچپن میں ہی والد کے سایہ ء عاطفت سے محروم ہوگئے آپکی والدہ محترمہ نے تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی اور قرآن مجید کی تعلیم کیلئے آپکو اپنے علاقے کی درس گاہ ماڑی جندو (نزد احمد پور) میں داخل کیا (۳)

تقریباً گیارہ سال کی عمر شریفہ میں آپکی والدہ محترمہ آپکو حضرت سید محمد حسن جیلانی علیہ الرحمۃ (۴) کی خدمت میں لے گئیں آپ نے انہیں اپنی شاگردی میں لیا اور دنوں میں طریقت کی منزلیں طے کرا کر خلافت کے اعزاز سے نوازا۔ (۵)

سید محمد فاروق القادری "جام عرفان" میں حضرت حافظ محمد صدیق علیہ الرحمۃ کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

marfat.com

حافظ الملت جنید وقت حضرت حافظ محمد صدیق علیہ الرحمۃ کے بارے میں ایک بڑی غلط فہمی یہ پیدا کردی گئی ہے کہ آپ نے ظاہری علوم حاصل نہیں کیے تھے صرف قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی تھی۔ بھرچونڈی شریف کے کتب خانے میں مختلف درسی کتابوں پر آپ کے دستخط اور نشان مطالعہ آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ کنز (فارسی ترجمہ) شرح وقایہ اور ہدایہ پر آپکی مہریں ثبت ہیں، آپ کی مہر کا نقش یہ ہے۔

"خاک راہِ دردمندان طریق فقیر محمد صدیق" (٦)

حضرت حافظ محمد صدیق علیہ الرحمۃ نے سوئی کی جانب شرق تین میل کے فاصلے پر بھرچونڈی کے مقام پر نئی خانقاہ کی بنیاد ڈالی (٧) ۔ (٨)

آپکی آمد سے وادئ مہران کا یہ گمنام قصبہ سندھ و ہند کے طالبان حق کا مرکز بن گیا اور تشنگان ہدایت دور دراز کی مسافت طے کر کے اس چشمۂ عرفان سے اپنی پیاس بجھانے کیلئے آنے لگے، ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً تین لاکھ آدمیوں نے آپکے ہاتھ پر بیعت کی جن میں اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء، نامور مفتی، سجادگان طریقت اور عوام شامل تھے۔ بارہ بزرگ اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ (٩)

حضرت حافظ صدیق علیہ الرحمۃ کے سلسلہء طریقت کی بنیاد تین چیزوں پر تھی۔ یعنی تلاوت قرآن کریم، نماز اور ذکر اللہ۔ آپ نے ہر مرد و زن چھوٹے اور بڑے کو اللہ کے ذکر کا خوگر بنادیا تھا آپ کا طریق ارشاد و نصیحت نہایت موثر اور حکیمانہ تھا ہر شخص کو اسکے حسب حال نصیحت فرماتے تھے۔ (١٠)

marfat.com

"جام عرفان" میں مذکور ہے کہ :

"حضرت حافظ الملت معذرت خواہانہ انداز کے روایتی مبلغ نہ تھے بلکہ آپکے مسلک و مشرب میں جہاد کو تمام عبادات پر فضیلت حاصل تھی۔ آپ نے اپنے شیخ حضرت سید محمد حسن جیلانی علیہ الرحمۃ سے بیعت جہاد فرمائی تھی، پھر آپ اپنے مریدین سے جہاد کی بیعت لیتے تھے"۔ (۱۱)

"تذکرہ اولیائے سندھ" میں (بحوالہ ء روز نامہ جنگ بعنوان سندھ کی یادگاریں، مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۷۰ء) مذکور ہے کہ حضرت حافظ صاحب کے زمانے میں رحیم یارخان کے جنوب میں آٹھ میل کے فاصلے پر ایک ویران شہر میں جو اب "پتن منارا" کہلاتا ہے بدھ مت والوں کا ایک مندر تھا جو اس علاقے کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا بڑا مرکز تھا۔ حافظ صاحب کے مرشد سید حسین جیلانی نے فقراء کی ایک جماعت کی قیادت حافظ صاحب کو سپرد کی اور مندر کو ختم کرنے کا حکم دیا۔ حافظ صاحب کی قیادت میں فقراء نے مندر پر ہلّہ بول دیا۔ ذاکرین کے فلک شگاف نعروں اور الااللہ کی ضربوں کے ساتھ مندر فتح ہو گیا۔ (۱۲)

آپکے معمولات میں بلاناغہ تلاوت قرآن اور دلائل الخیرات کی تلاوت شامل تھی۔ عشاء سے قبل حلقہ ء ذکرالہی میں خود شامل ہوتے، باقاعدگی سے تہجد ادا فرماتے اور بعد تہجد ذکر بالجہر فرماتے تھے، جمعہ سے پہلے سورہ ء کہف پڑھتے اور نماز جمعہ کے بعد غلاف کعبہ اور غلاف روضہ انور کی زیارت ضرور فرماتے۔

بیعت ہونے والوں کو سلسلہ ء عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں بیعت فرماتے البتہ نسبت قادریہ غالب تھی کسی مسلمان کا جنازہ آجاتا تو نہایت اہتمام سے نماز جنازہ

marfat.com

پڑھتے ... بعد نماز جنازہ دعا مانگنے کو مستحسن سمجھتے اور اس پر عمل فرماتے میت کی قل خوانی اور سات جمعہ تک خیرات و صدقات کو باعث اجر عظیم سمجھتے اور اس پر عمل فرماتے ..... دس ہزار سنگریزوں کی بالٹیاں مسجد کے گوشے میں موجود رہتیں، مصیبت اور تکلیف کے وقت فقراء اور عاکفین ان پر درود قدسی پڑھتے۔ (۱۳)

آپکے ہاں ڈھول باجے، مروجہ سماع (قوالی) کی سختی سے ممانعت تھی، جس شادی میں ڈھول، باجے یا تماشے ہوتے اسمیں شرکت تو کجا ایسی جگہ کھانا بھی نہ کھاتے۔ تمباکو نوشی اور نسوار وغیرہ سے جماعت کو سختی سے روک دیا تھا۔ جس کنوئیں پر تمباکو کی کاشت ہوتی اس پر وضو بھی نہ فرماتے۔ (۱۴)

خلفاء:-

حضرت حافظ الملت علیہ الرحمۃ کے خلفاء کی صحیح تعداد کا اندازہ نہیں البتہ آپ کے باقاعدہ خلفائے مجاز کی تعداد بارہ سے زیادہ ہے۔ آپ کے خلفاء میں مندرجہ ذیل ہستیاں ہیں۔

۱: حضرت حافظ محمد عبداللہ شیخ ثانی ۲: خلیفہ غلام محمد دین پوری ۳: خلیفہ تاج محمد امروٹی ۴: خلیفہ مولانا عبدالغفار خان گڑھی ۵: خلیفہ دل مراد خان ۶: خلیفہ مولانا شمس الدین احمد پوری ۷: خلیفہ رب ڈتہ ۸: خلیفہ ابوالخیر کوٹہ والے ۹: مولانا عمر جان نقشبندی ۱۰: خلیفہ محمد عمر شاہ عراق ۱۱: خلیفہ عبدالعزیز کالا باغ ۱۲: خلیفہ عبدالرحمن کابلی وغیرہ (۱۵)

marfat.com

مشہور عالم دین و دانشور مولانا عبیداللہ سندھی بھی حضرت حافظ الملت کے مرید و شاگرد تھے۔ (۱۶)

وفات:-

آپکا وصال ۱۳۰۸ھ / ۱۰ جمادی الثانی کو ۷۴ سال کی عمر شریفہ میں ہوا۔ آپ کو اپنی وصیت کے مطابق بھرچونڈی شریف کی مسجد کے جنوبی چبوترے میں دفن کیا گیا۔ (۱۷)

حواشی و کتابیات

(۱) جام عرفان ، سید محمد فاروق القادری ، لاہور ، فرید بک اسٹال ص ۱۱

(۲) عبادالرحمن ، سید مغفور القادری ، گڑھی اختیار خاں ، دربار عالیہ شاد ص ۲۹

(۳) جام عرفان ، محولہ بالا ص ۱۱

(۴) حضرت سید محمد حسن جیلانی راشدیہ خانوادہ کے سربراہ حضرت سید محمد راشد کے مرید و خلیفہ تھے اور مرشد کے حکم سے بھرچونڈی شریف کے قریب ایک گمنام بستی "سوئی" میں آکر خیمہ زن ہوئے تھے۔ آپ نے ۱۲۵۴ھ میں وصال فرمایا۔

(جام عرفان ص ۱۲)

(۵) جام عرفان ، محولہ بالا ، ص ۱۲

(۶) ایضاً ، ص ۲۸

(۷)تذکرہ اولیائے سندھ ، مولانا اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ، ص ۱۵۷

(۸) "عبادالرحمن" میں مذکور ہے کہ حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے "سوئی شریف" سے جانب شرق تین میل کے فاصلے پر جذی نام ایک ندی کے کنارے اپنی خانقاہ کی بنیاد ڈالی جو سندھی زبان میں بگڑ کر "بھرچونڈی شریف" کی شکل اختیار کر گئی۔ (عبادالرحمن ص ۳۳)

marfat.com

ص ۴۳)

(۹) جام عرفان ، محولہ بالا ص ۱۳

(۱۰) تذکرہ اولیائے سندھ ، محولہ بالا ص ۱۵۷

(۱۱) جام عرفان ، محولہ بالا ص ۲۳

(۱۲) تذکرہ اولیائے سندھ ، محولہ بالا ص ۱۵۹

(۱۳) جام عرفان ، محولہ بالا ص ۳۵ ۔ ۳۶ ۔ ۳۷

(۱۴ ۔ ۱۵) ایضاً ، ص ۴۳ ، ۴۴

(۱۶) ایضاً ، ص ۱۷

(۱۷) عباد الرحمن ، محولہ بالا ص ۸۱ ، تذکرہ اولیائے سندھ ، محولہ بالا ص ۱۶۰

marfat.com

بچل شاہ جیلانی قادری

(م ۱۳۱۰ھ)

حضرت بچل شاہ جیلانی بن سید شجاع محمد جیلانی بن سید بچل شاہ اول بن حضرت سید علی اکبر شاہ جیلانی بن فتح محمد شاہ جیلانی قادری اپنے وقت کے کامل بزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ اپنی فیاضی و سخاوت کی بناء پر "سخی بچل شاہ جیلانی" کے نام سے بھی مشہور تھے۔

آپ نے دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے بڑی جدوجہد کی اس مقصد کیلئے اندرون سندھ اور کچھ بھج تک تبلیغی دورے فرمائے اور کئی غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ ایسے متعدد مسلمان جو ہندوؤں کے ساتھ اختلاط کی بناء پر انکی رسوم و عادات کا شکار ہوگئے تھے آپ کی بدولت صحیح مسلمان بن گئے ڈیڑھ سو بستیوں کے لوگوں کو آپ کچھ سے اپنے ہمراہ لائے اور انہیں صحیح مسلمان بنایا۔ (۱)

تذکرہ اولیائے سندھ میں آپکی بیعت کا واقعہ اس طرح تحریر ہے کہ..

حضرت موصوف علیہ الرحمۃ حضرت سید شاہ اسماعیل قادری کے مزار پر چلہ کش ہوگئے چلے کی مدت پوری ہونے کے بعد حضرت سید شاہ اسماعیل قادری اپنے مزار مقدس سے باہر

marfat.com

تشریف لائے اور حضرت کو اپنا مرید خاص بنایا اور خرقہ ء خلافت سے نوازا۔ (۲)

وصال :-

آپ کا وصال ۲۹ ، ربیع الآخر ۱۳۱۰ ھ کو نورائی شریف سندھ حیدر آباد میں ہوا۔ (۳)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ ء اولیائے سندھ ،مولانا محمد اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ص ۳۴

(۲ - ۳) ایضاً ص ۳۵ - ۳۶

marfat.com

مولانا منشی محمد بشیر القادری

(م ۱۳۱۳ھ)

پیدائش :

حضرت مولانا منشی محمد بشیر قریشی قادری علیہ الرحمۃ کا وطن داناپور ضلع پٹنہ ہے آپکے آباؤ اجداد نے عربستان سے آکر داناپور سکونت اختیار کی۔ یہیں مولانا بشیر صاحب کی ولادت ہوئی انکے خاندان کا پیشہ زمینداری تھا۔ غدر کے ایام میں آپکے اہل خانہ ہجرت کرکے احمد نگر دکن میں آگئے جہاں قاضی القضاۃ علامہ محمد عبدالکریم قادری (قاضی ، شہر) کے مکان میں قیام فرمایا۔ (۱)

حضرت مولانا منشی محمد بشیر صاحب کے صاحبزادے حضرت صوفی سائیں عبدالغنی قادری علیہ الرحمۃ اپنی قلمی غیر مطبوعہ سوانح عمری میں اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں .....

"قاضی عبدالکریم (۲) صاحب کی دختر (۳) سے میرے والد صاحب کا بیاہ ہوا پھر چند روز بعد دادا صاحب شہر پونہ میں آگئے اور یہاں پر ٹھرے۔ والد صاحب نے ادھر کے ایک بڑے عالم مولوی نورالہدیٰ صاحب دیو بندی سے علم دین کی تحصیل کی" (۴)

حضرت مولانا محمد بشیر القادری علیہ الرحمۃ کے پوتے سائیں عبدالرشید قادری علیہ الرحمۃ نے قلمی سوانح میں تحریر کیا ہے کہ:

"حضرت الحاج احمدنگر سے کراچی میں تشریف لائے اور صدر میں دو منزلہ مکان تعمیر کرواکر ہمیشہ کیلئے یہیں اقامت گزین ہوئے کراچی میں تشریف لاتے ہی دینی نیک امورات میں دلچسپی لی"۔ (۵)

marfat.com

آپکے پڑنواسے کراچی کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ خاندانی بزرگوں کے حالات میں اپنی تصنیف "تذکرہ علمیہ قادریہ" میں کراچی کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس وقت کراچی شہر اور اسکے مضافات میں مچھیروں کی آبادی تھی" (٦)

حضرت الحاج مولانا بشیر القادری علیہ الرحمۃ کے پوتے سائیں عبدالرشید صاحب قادری علیہ الرحمۃ نے قلمی سوانح میں تحریر فرمایا ہے کہ ...

کراچی میں (قیام پاکستان سے قبل) الحاج مولانا بشیر صاحب نے ایک چھوٹی سی مسجد کو (جو کہ قصابوں کی بنائی ہوئی تھی اور جس میں باقاعدہ نماز جماعت کا اہتمام نہیں تھا بلکہ لوگ انفرادی طور پر نماز ادا کرتے تھے) شہید کروا کر عامۃ المسلمین کے ساتھ ملکر وسیع مسجد تعمیر فرمائی۔ مسجد کا نام اسلامیہ جامع مسجد رکھا۔ آپکے وصال کے بعد مذکورہ مسجد کا نام "مسجد قصابان" (صدر) ہوگیا۔ مسجد کے پہلے دروازے کے اوپر ایک پتھر نصب کیا گیا جس پر "مسجد جامع اسلامیہ" تحریر تھا۔ مسجد میں ایک سنگ مرمر کا پتھر بھی لگا ہوا تھا جس پر الحاج بشیر علیہ الرحمۃ کے موزوں کئے ہوئے اشعار کندہ تھے۔ حضرت الحاج بشیر علیہ الرحمۃ نے اس مسجد کیلئے ایک جماعت قائم کی جس کا نام "جمعیت المسلمین" تھا اور اسکے ساتھ ہی آپ نے ایک انجمن "مجمع الاسلام" بھی قائم فرمائی۔ (٧)

صدر بازار کے مسلمانوں نے مسلم جماعت اور جامع مسجد صدر کی تولیت آپ کے سپرد کی تھی۔ (٨)

حضرت الحاج مولانا بشیر علیہ الرحمۃ کے معتقد الحاج سیٹھ محمد مویدینہ کے تعاون سے آپنے مسجد کے ساتھ اوپر کی منزل میں "مدرسہ اسلامیہ دینیہ" قائم

marfat.com

فرمایا اور اسکے نیچے مسافر خانہ (۹) تعمیر کیا۔

کراچی بندر روڈ (ایم - اے جناح روڈ) کی مشہور "عیدگاہ" آپکی تحویل میں تھی آپ مذکورہ عیدگاہ کے سابق و اسبق متولی تھے۔ اس عیدگاہ کو اپنی تحویل میں لینے کیلئے چند مقامی اشخاص نے مقدمہ دائر کیا جس میں انہیں شکست ہوئی اور آپ نے عیدگاہ کو صدر جماعت جامع مسجد (مسجد قصابان) میں ضم کردیا۔ (۱۰)

سندھ مدرستہ الاسلام کے بانی آغا حسن آفندی مرحوم نماز عید آپکی اقتدا میں "عیدگاہ" میں ادا کرتے تھے۔ (۱۱)

حضرت الحاج مولانا منشی محمد بشیر قادری علیہ الرحمۃ واعظ خوش بیان تھے۔

حضرت الحاج کے پڑنواسے ادیب سندھ صاحبزادہ بشیر احمد مخفی القادری ابن مولانا شاہ محمد غلام رسول القادری رحمۃ اللہ علیہما اپنے برادر اصغر حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ کی تصنیف "تذکرۂ حسینی" (مطبوعہ ۱۹۴۶ء) کے دیباچہ میں اپنے پڑنانا حضرت الحاج مولانا منشی بشیر قادری علیہ الرحمۃ کی دینی خدمات کے اعتراف میں تحریر فرماتے ہیں۔

> "عشرہ، محرم الحرام میں کراچی کی سرزمین پر "قدیمی مجالس یادگار شہادت حسینی" کی بنیاد آج سے ستر سال قبل ہمارے خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت مولانا الحاج منشی محمد بشیر صاحب صدیقی قریشی القادری داناپوری نورہ اللہ مرقدہ (سرگروہ اول و بانی جماعت قدیم انتظامیہ جامع مسجد قصاباں و عیدگاہ بندر روڈ کراچی) نے ڈالی" (۱۲)

حضرت الحاج کے پوتے جناب سائیں عبدالرشید قادری علیہ الرحمۃ اپنے جدامجد کی قلمی سوانح میں لکھتے ہیں۔

"کراچی صدر میں عاشورہ، محرم الحرام کی مجالس آپ نے قائم کیں۔ اور بذات خود وعظ فرمایا کرتے تھے" (۱۳)

حضرت مولانا الحاج نے دینی شاعری کے ذریعے بھی خدمات انجام دی ہیں۔

marfat.com

آپ شاعری میں "بشیر" تخلص فرماتے تھے۔ آپ کے مشہور منظوم اردو خطبہ ، عیدالفطر (جسے آپکے نواسے ممتاز عالم دین حضرت مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ اکثر نماز عیدالفطر کے خطبہ میں پڑھا کرتے تھے) کے چند اشعار (تحریر کردہ ۱۳۲۱ھ) بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

ہے حمد رب العالمیں جو خالق جن و بشر
کون و مکاں دونوں جہاں روشن کئے شمس و قمر
من بعد ہو نعت نبی شاہ امم عالی و قر
صدقے میں جسکے ہے ملا یہ ماہ بھی عالی و قر
کون و مکاں میں غلغلہ ہے تہنیت کا گھر بہ گھر
ہووے مبارک مومنو آئی ہے اب عیدالفطر
ہے نگہ رحمت کی سدا خالق کی بر خیرالامم
بخشا یہ ماہ ذوالقدر بخشش کی خاطر ذوالکرم
نبیوں کے دل میں دائمہ ارماں رہی یہ دم بدم
رمضاں عطا ہو ہم کو بھی یہ ماہ ہے فیض اتم
کون و مکاں میں غلغلہ ہے تہنیت کا گھر بہ گھر
ہووے مبارک مومنو آئی ہے اب عیدالفطر
ہے یہ بشیر پر خطا اے صانع کون و مکاں
کر خاتمہ بالخیر اب کلمہ سے تر کریو زباں
حامی مرا رمضان ہو ہر حال میں ہو با اماں
صلوٰۃ بر خیرالبشر مل کر پڑھو اے مومناں
کون و مکاں میں غلغلہ ہے تہنیت کا گھر بہ گھر
ہو وے مبارک مومنو آئی ہے اب عیدالفطر (۱۴)

ممتاز عالم دین شیخ طریقت حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف "تذکرہ علمیہ قادریہ" میں اپنے پرنانا مولانا منشی بشیر

marfat.com

القادری علیہ الرحمۃ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت علامہ موصوف علیہ الرحمۃ بڑے زبردست عامل جنات تھے بلکہ آپکے نکاح میں بھی ایک "جنّیہ" عورت تھی جسکو بعد میں آپ نے چھوڑ دیا۔ بعض عجیب وغریب واقعات اس "جنّیہ عورت" کے بھی ہمارے حضرت والدی ماجدی علیہ الرحمۃ ہمیں سناتے تھے۔" (۱۵)

کراچی کے مشہور بزرگ حضرت میوہ شاہ غازی علیہ الرحمۃ (۱۶) حضرت الحاج کے گہرے دوست تھے اور آپ کے مکان میں اپنے فرزندان حضرت نادر شاہ غازی اور حضرت بستان شاہ غازی (جو کہ اس وقت کمسن تھے) کے ہمراہ تشریف لایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا الحاج منشی بشیر القادری علیہ الرحمۃ نے کراچی میں مراد علی خان قلاتی کے ہاں منشی و خزانچی کی ملازمت بھی اختیار کی (کراچی حب ندی کا مشہور بند مراد علی خان آپ ہی کی زیر نگرانی میں تعمیر ہوا) میر شیر علی خان کے بچوں کو درس قرآن مجید کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد رہی۔ (۱۷)

فرنگیوں اور فرنگی ذہنیت سے نفرت کی بناء پر حضرت الحاج بھی دیگر اکثر قدیم بزرگان دین کی طرح انگریزی علوم و زبان کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ کے فرزند ارجمند عارف سندھ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ اپنی قلمی سوانح میں اپنے والد بزرگوار کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"میرے والد صاحب کو انگریزی علم سے سخت نفرت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی قسم کی محنت مزدوری میں عیب نہیں مگر انگریزی علم نہ پڑھو" (۱۸)

حضرت مولانا الحاج منشی بشیر القادری علیہ الرحمۃ کو سندھ کے مشہور صوفی بزرگ پگارا خاندان کے مورث اعلی سید پیر بقا شہید منگل شاہ قادری سے شرف بیعت حاصل تھا۔ (آپ کی بڑی صاحبزادی بی بی عائشہ جو کہ حضرت مولانا غلام

marfat.com

رسول القادری علیہ الرحمۃ کی والدہ تھیں بھی انھی بزرگ سے بیعت تھیں۔ اور نیز آپ کے فرزند صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے بھی کمسنی میں انھی سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔)

حضرت مولانا الحاج بشیر القادری کو عربی، فارسی، سندھی اور پشتو زبان پر عبور حاصل تھا۔

وصال:

حضرت الحاج (۱۹) کا وصال بآ سال تیس ذیقعدہ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۶ء تہجد کی نماز سے قبل ہوا جبکہ آپ نے میمناں مسجد (میمن مسجد صدر کراچی) میں وعظ فرمایا اور گھر تشریف لائے اور کلمہء شہادت پڑھتے ہوئے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔

کراچی میں آپکے وصال کے موقع پر کاروبار بند ہوگیا اور دو مرتبہ آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی ایک بار جہانگیر پارک (صدر) اور دوسری مرتبہ قبرستان میں۔ نماز جنازہ آپکے محترم داماد قدوۃ الحفاظ حضرت مولانا حافظ قاری محمد علم الدین القادری علیہ الرحمۃ (سابق و اسبق امام جامع مسجد قصابان صدر کراچی) نے پڑھائی اور آپ کو لیاری قبرستان (دھوبی گھاٹ) میں حضرت یوسف شاہ علیہ الرحمۃ کے احاطہ میں اپنی اہلیہ محترمہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ (۲۰)

marfat.com

حواشی وکتابیات

(۱) مختصر سوانح حضرت منشی مولانا محمد بشیر القادری (قلمی)، سائیں عبدالرشید قادری، کراچی، عثمان آباد نزد پیرو بوئل، ص ۱۳

(سائیں عبدالرشید مولانا منشی محمد بشیر القادری علیہ الرحمۃ کے پوتے تھے)

(۲) قاضی عبدالکریم صاحب نے اپنی طرف سے دو مساجد تعمیر فرمائیں تھیں ایک ڈاٹری جنگل میں (ومنی مسجد) دوسری آبادی میں (نوٹی مسجد) یہ نام احمد نگر کی مقامی زبان کی اصطلاح میں رکھا گیا تھا۔

(۳) قاضی صاحب کی دختر کا نام شریفہ بی بی تھا۔

(۴) سوانح حضرت سائیں عبدالغنی (قلمی)، حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری، کراچی، دھوبی گھاٹ، ص ۳۶

(۵) مختصر سوانح حضرت منشی مولانا محمد بشیر القادری (قلمی)، محولہ بالا، ص ۱۰

(۶) تذکرہ علمیہ قادریہ، صاحبزادہ محمد علم الدین قادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار ص ۴۸

(۷) مختصر سوانح حضرت منشی مولانا محمد بشیر القادری (قلمی)، محولہ بالا، ص ۱۲

(۸) تذکرہ علمیہ قادریہ، محولہ بالا، ص ۴۸

(۹) سیٹھ حاجی مولیڈینہ مرحوم کا ایک مسافر خانہ "مولوی مسافر خانہ" عیدگاہ بندر روڈ کراچی

(۱۰) مختصر سوانح حضرت منشی مولانا محمد بشیر القادری (قلمی)، محولہ بالا، ص ۱۲

(۱۱) تذکرہ علمیہ قادریہ، محولہ بالا، ص ۴۸

(۱۲) تذکرہ حسینی، صاحبزادہ محمد علم الدین قادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۷۶ء، ص ۲۲

(۱۳) مختصر سوانح حضرت منشی مولانا محمد بشیر القادری (قلمی)، محولہ بالا، ص ۱۱

(۱۴) محراب و منبر سہ ماہی، خطیب اعظم نمبر، کراچی، ایجوکیشنل پریس، ۱۹۹۱ء، ص ۸۹

(۱۵) تذکرہ علمیہ قادریہ، محولہ بالا، ص ۵۱

marfat.com

(۱۶) کراچی کے علاقے لیاری میں "میوہ شاہ" کے نام سے قدیم قبرستان واقع ہے۔

(۱۷) مختصر سوانح حضرت منشی مولانا محمد بشیر القادری (قلمی)، محولہ بالا، ص ۱۱

(۱۸) سوانح حضرت سائیں عبدالغنی (قلمی)، محولہ بالا، ص ۳۸

(۱۹) حضرت مولانا الحاج منشی بشیر القادری راقم الحروف کے خاندان کے مورث اعلیٰ ہیں اور والد ماجد کے پرنانا ہیں۔

(۲۰) مختصر سوانح حضرت منشی مولانا محمد بشیر القادری (قلمی)، محولہ بالا، ص ۴۳

marfat.com

آخوند احمد ھالائیؒ

(م ۱۳۱۷ھ)

حافظ آخوند احمد سلسلۂ قادریہ میں پیر سید علی گوہر بن پیر صبغت اللہ بن سید پیر محمد راشد روضے دھنی کے مرید تھے۔

آپکی تمام زندگی درس و تدریس اور شعر گوئی میں بسر ہوئی۔ آپ قطعات تاریخ کے فن میں ماہر سمجھے جاتے تھے۔ شاعری میں آپ نے عربی، فارسی اور سندھی میں کلام موزوں فرمائے ہیں۔

آپ ایک عابد و زاہد پرہیزگار کی حیثیت سے مشہور تھے۔ آپکے عربی و فارسی و سندھی کے اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

فیامن ھو احرق قلبنا بنار ھجرک
نجمع بیننا رب الخلائق (عربی)

شوق زیاد گشت بسوی وصال تو
لیکن بدست خویش ندارم زمام را
چوں اختیار نیست مرا در طریق وصل
پس اختیار کردم انیک کلام را (فارسی)

سید خان محمد مسجد جورائی گھی ھیج منجھاء
شروع مھینی رجب م پوری شب قدرا

marfat.com

تاریخ انجی سال جی چئی ان پر ھاتفا
مسجد سگوری ، گھر خدا جو آھ (سندھی)

آخوند علم و عمل کی اعلی صفات کے علاوہ خاندانی عملیات اور علم جفر و وظائف میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ لیکن عملیات پر آپکا عمل کم تھا البتہ شعر و شاعری اور یاد الٰہی سے آپکو گہرا شغف تھا۔ آپ نے کافی طویل عمر پائی جو کہ ایک سو سال سے بھی کچھ زیادہ ہے۔

وصال :-

آپکا وصال ۱۳۱۷ھ میں ہوا اور سندھ کے شہر بالا میں مدفون ہوئے۔ (۱)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ (جلد دوم) مولانا دین محمد وفائی مرحوم ، حیدر آباد ، سندھی ادبی بورڈ ، ۱۹۸۵ء ، ص ۱۱۸

marfat.com

پیر سید رشید الدین صاحب العلم الثالث

(م ۱۳۱۷ھ)

حضرت پیر سید رشید الدین (صاحب العلم ثالث) حضرت پیر سید محمد یاسین ولد پیر سید محمد راشد روضے دھنی کے فرزند تھے۔

تعلیم :-

آپ نے کمسنی میں اپنے والد بزرگوار کی زیر نگرانی تعلیم و تربیت حاصل کی اگرچہ ظاہری علوم آپ نے زیادہ حاصل نہیں کئے لیکن اپنے خاندان کے طریقہ راشدیہ قادریہ کے مطابق تمام ذکر اذکار و اشغال آپ کو حاصل تھے .....

آپ اپنے بڑے بھائی پیر فضل اللہ کی شہادت کے بعد بحیثیت سجادہ نشین مسند پر رونق افروز ہوئے۔ اگرچہ اس وقت آپ سے بڑے بھائی بھی موجود تھے لیکن آپ کی اہلیت و قابلیت کے پیش نظر دینی رشد و ہدایت کے امور آپکے سپرد کئے گئے۔

آپکا طرز زندگی عارفانہ و حکیمانہ تھا آپ ہمیشہ جہاد فی سبیل اللہ کیلئے تیار رہتے تھے۔ آپ لوگوں سے مندرجہ ذیل امور پر بیعت لیا کرتے تھے۔

۱. رات دن کے گزر اوقات سے زیادہ اپنے قبضہ میں کوئی شے نہ رکھیں۔

۲. جھوٹ کبھی نہ بولیں گے۔

۳. جو ہمیں دکھ پہنچائے اسکے لئے دعا کریں گے۔

۴. کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کریں گے۔

marfat.com

آپ فرماتے تھے کہ اگر اس بیعت پر ایک ہزار آدمی جمع ہوجائیں تو جہاد فرض ہوجائے۔ آپ کا ارشاد گرامی تھا کہ اگر نماز پڑھنے سے قبل گناہوں کی توبہ و استغفار کرلی جائے تو نماز پڑھنے کا لطف زیادہ ہوجاتا ہے۔ مزید فرماتے تھے کہ اگر تنگدستی میں کچھ خیرات دیدی جائے تو تنگی، رزق دور ہوجاتی ہے۔

بیوہ عورتوں کے دوسری شادی نہ کرنے کے رجحان کے مخالف تھے اور خود اپنی ازواج کو ہدایت کی تھی کہ میری وفات کے بعد جو بھی دوسرا نکاح کرنا چاہے اسے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ پیر سید رشید الدین کی روحانی کشش کی وجہ سے سندھ کے علاوہ بمبئی، ریاست کچھ بھج، کاٹھیاواڑ، بلوچستان، پنجاب سے بھی عوام آپ کی صحبت کا شرف حاصل کرنے حاضر ہوتے تھے۔

آپ نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل ہدایت کی تھی کہ جو خلیفہ بیعت کرے وہ مریدین کو "توحید نامہ" پڑھائے اور اسکے بعد قادری طریقے کا ذکر اللہ تعالی کے ننانوے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ کرائے اور فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنا فی اللہ کی تعلیم دے۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی فرماتے ہیں کہ اسماء الحسنیٰ کے اشغال میں نے پیر سید رشید الدین سے سیکھے آپکا کہنا تھا کہ پیر سید رشید الدین طریقہ، تصوف کے مجدد ہیں۔

آپکے ملفوظات و ارشادات آپکے فرزند مولانا ابو تراب رشد اللہ شاہ صاحب نے کتابی صورت میں جمع کئے تھے۔

آپ نے اپنے دادا حضرت پیر سید راشد روضے دھنی علیہ الرحمۃ کے

marfat.com

ملفوظات کے بارے میں تلقین کی کہ آپکے ملفوظات میں جو جو باتیں آپکے علم کے مطابق نہ ہوں انکو خارج کردیا جائے۔ آپ کی مجالس میں فقیر صوفیانہ کافیاں بھی پڑھتے تھے جن میں توحید و عشق الٰہی کا درس ہوتا تھا۔ آپ نے خود بھی کئی کافیاں لکھی ہیں جو شائع ہوچکی ہیں......

وصال :-

حضرت پیر سید رشید الدین شاہ کا وصال تریسٹھ سال کی عمر میں ۷ ربیع الاول ۱۳۱۷ھ کو ہوا۔ آپکا مزار پیر جھنڈو ضلع حیدر آباد میں واقع ہے۔ (۱)

حواشی وکتابیات

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ جلد سوم ، مولانا دین محمد وفائی ، حیدر آباد ، سندھی ادبی بورڈ ، ۱۹۸۵ء ، ص ۲۱۳

marfat.com

پیر مظہر الدین راشدی

(م ۱۳۱۸ھ)

ابوالبقا مظہر الدین شاہ راشدی حضرت حاجی سید ہدایت اللہ ولد پیر سید محمد راشد روضے دھنی کے فرزند تھے۔

تعلیم :-

آپ نے اپنی تعلیم اپنے والد بزرگوار حاجی سید ہدایت اللہ کی خدمت و صحبت میں رہ کر مکمل کی۔ آپ اپنے خاندان کے ایک عالم فاضل حکیم کی حیثیت رکھتے تھے۔

دینی خدمات :-

آپ نے سندھی، عربی اور فارسی میں متعدد مذہبی و طبی رسالے تصنیف فرمائے آپ نے اس مقصد سے ٹلاہ شریف میں ایک چھاپہ خانہ (پریس) بھی قائم کیا تھا جس میں آپکے ایک ماہوار رسالے "ہدایت الاخوان" کے علاوہ دیگر کئی رسالے شائع ہوتے رہے۔ آپکے رسالہ "ہدایت الاخوان" سے بے شمار افراد مستفید ہوئے لیکن یہ رسالہ ایک سال جاری رہنے کے بعد بند ہوگیا۔

حضرت پیر مظہرالدین راشدی کے درج ذیل رسالے آپکے فرزند پیر حاجی محمد بقا مٹھل شاہ کے کتب خانے میں بھی موجود تھے۔

۱. تکویر الامامۃ علی ان القلنسوہ لایکرہ فیھا الاقتداء والامامۃ

۲. الفوائد الجمعۃ فی احکام العمامۃ

۳. القواعد المھمۃ للفوائد الجمعۃ

۴. تحریرات مباحثہ قرات قرآن جہر در جماعت

marfat.com

۵. تحصیل الصحت عن السقامت بما جاء فی الفصد والحجامت

۶. افحام الافحم بتائید ابراء المتھم

۷. تحقیق الخبر فی صلاۃ الجنازۃ علی القبر

۸. مجربات مظہریہ یونانی

۹. رسالہ در فن کیمیا (فارسی)

۱۰. سندھی کافیوں کی کتاب

پیر مظہر الدین شاہ راشدی اپنی ذہانت کے سبب کچھ انگریزی زبان سے بھی واقفیت رکھتے تھے اور آپ نے انگریزی زبان میں ایک غزل بھی لکھی ہے۔

وصال :-

آپکا وصال بیالیس سال کی عمر میں ۲۲ ، ربیع الثانی ۱۳۱۸ھ میں ہوا۔ آپکی تدفین تلاوشریف میں ہوئی۔ (۱)

حواشی وکتابیات

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ جلد اول ، مولانا دین محمد وفائی مرحوم ، حیدر آباد ، سندھی ادبی بورڈ ، ۱۹۸۵ء ص ۲۲۷

marfat.com

سید غلام محمد شاہ گدا قادری

(م ۱۳۲۲ھ)

پیدائش :-

سید غلام محمد شاہ قادری المتخلص بہ گدا، نہ صرف سندھ بلکہ برصغیر پاک و ہند کے جلیل القدر صوفی اور عظیم شاعر تھے آپ سندھ کے تاپور حاکم میر نصیر خاں کے دربار میں ایک اہم عہدے پر فائز بزرگ سید حسن علی شاہ کے ہاں ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۴۷ء حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ (۱)

آپکا خاندان اصل میں مشہدی سادات سے تھا وہاں سے قندھار منتقل ہوا اور سندھ کے عباسی کلہوڑہ حکمرانوں کے دور میں سندھ میں آکر آباد ہوا۔ (۲)

سید غلام محمد شاہ گدا قادری نے قرآن مجید اور سندھی کی ابتدائی تعلیم کے بعد بالا کے مشہور خاندان کے ایک معزز معلم مولوی اخوند احمد بن عبدالعلیم بالائی سے فارسی، اردو اور علوم دین کی تکمیل کی ... عربی کی بنیادی تعلیم آپ نے حافظ حاجی حکیم قاضی سید اسد اللہ شاہ فدائی سے حاصل کی ... شاہ گدا سلسلہء قادریہ کے بزرگ تھے اور اللہ تعالی و حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو حاصل زندگی سمجھتے تھے۔ حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو اپنا روحانی مرشد تسلیم کرتے تھے۔

آپ نے حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان میں منقبتی اشعار بھی کہے ہیں بطور نمونہ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اے بنام کبریا یا غوث اعظم دستگیر
اے بحق مصطفی یا غوث اعظم دستگیر

marfat.com

واقف اسرار حق محبوب سبحانی توئی
گوہر بحر سخا یا غوث اعظم دستگیر (۳)

آپ نے حق کی تلاش میں دور دراز مقامات کا سفر اختیار کیا ہندوستان، افغانستان، عربستان، عراق اور مکہ مدینہ کے سفر کے دوران حج بیت اللہ سے مشرف ہوئے ....

سید غلام محمد گدا قادری سندھی، فارسی اور اردو کے بلند پایہ شاعر تھے۔ آپ نے حالی، داغ، امیر مینائی جیسے شعرا کا دور بھی دیکھا تھا۔ (۴)

سندھ کے ممتاز دانشور محقق اور ماہر تعلیم ڈاکٹر نبی بخش بلوچ اپنی گرانقدر تصنیف "سندھ میں اردو شاعری" میں آپکی اردو شاعری سے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

> "گدا کے سندھی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سیر کی خاطر دو بار دلی گئے تھے، بلکہ ایک عرصے تک سندھ سے باہر ہندوستان میں رہے۔ سفر کے دوران غالباً وہ اردو شعراء سے ملے اور انہی صحبتوں کے باعث انکو اردو میں شعر کہنے کا شوق دامن گیر ہوا" (۵)

غلام محمد شاہ گدا شاعری کو عارفانہ تعلیم کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ آپ خلق خدا کو تعلیمات قرآن کی روشنی میں خوف خدا، خدمت دین، پیروی شرع اور راہ طریقت کی طرف مائل کرتے تھے۔ آپ کے کلام کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

وقت سحر وقت مناجات ہے
خواب سحر مایہ ء ظلمات ہے

marfat.com

شکر خدا قاضی ء حاجات ہے
ذکر خدا منبع حسنات ہے (۶)

سید غلام محمد شاہ قادری کو نعت گوئی سے خاص شغف تھا اس فن پر انکی ماہرانہ نکتہ سنجی مسلم ہے انکی ایک نعت (مخمس) "کلیات گدا" میں "مخمس درشان رسول بر تضمین قدسی" شائع ہوئی ہے۔ چند اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

ختم ہے تجھ پر نبوت اے شہ مطلبی
تیرے محتاج ہیں شاہ و گدا شیخ و نبی
ہے مجھے تیری ثنا سے ہی صفائے قلبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی
ذات اطہر سے شفا خواہ ہیں پیر و نبی
ہے شفاعت کی قبا جسم مطہر پہ پھبی
مثل قدسی کے ہے کہتا یہ "گدا" تشنہ لبی
سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی
آمدہ سوئے تو قدسی پئے درماں طلبی (۷)

سید غلام محمد شاہ گدا قادری نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ کی شان میں بھی منقبتی اشعار کہے ہیں منقبت کا ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

"علی ہے آب و رنگ و بوئے گلزار الٰہی کا
علی ہے لولوۂ لالائے عمان خدائی کا
علی ہے مصدر الانوار نور کبریائی کا
علی ہے مظہر الاسرار سر مصطفائی کا
علی کا نام ہے رہبر رہ صدق و صفائی کا" (۸)

marfat.com

آپ نے فارسی زبان میں غزلیہ اشعار بھی کہے ہیں ایک غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

"سورہ الحمدللہ مطلع دیوان ما
سورہ اخلاص باشد مقطع عنوان ما
موئے تو دلیل رویت و الضحی ابروت نون
قدو چشمت الف و عین و نام تو قرآن ما
بادشاہ ہفت کشور باد یارب تا بحشر
صاحب جود و کرم میر محمد خان ما
مصرع محتی گواہ کریم ام باشد "گدا"
صد ہزاران نوح غرق موج ، طوفان ما" (۹)

سید غلام محمد شاہ قادری نے بزبان سندھی دعائیہ الفاظ بعنوان "التجا بدرگاہ شفیع المذنبین" بھی تحریر فرمائے ہیں جن میں آپ نے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اہلبیت پاک اور سلطان الاولیاء حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے دعا مانگی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

"یا محمد کر مدد منھنجی خدا جی واسطی
خالق لوح و قلم ارض و سما جی واسطی
کیم کر کنھن شخص جو محتاج مون کی جز خدا
ساقی کوثر علی مشکل کشا جی واسطی
یا شفیع المذنبین سردار عالم جا اجھا
پردہ پوشی منھنجی کر خیرالنسا جی واسطی
سیدا رکھ منھنجو سالم دین و ایمان تا قیام
شبر و شبیر شاہ کربلا جی واسطی
رکھ سلامت تون بچل شاہ منھنجی مرشد پیر کی
جگ جی مرشد غوث اعظم اولیاء جی واسطی" (۱۰)

marfat.com

سید غلام محمد شاہ گدا قادری کی نعتیہ شاعری کے بارے میں ممتاز محقق ڈاکٹر وفا راشدی اپنی رائے کا اظہار اسطور فرماتے ہیں۔

> غلام محمد گدا نے بلاشبہ اپنی ولولہ انگیز نعتوں سے اردو کی نعتیہ شاعری میں جو گراں قدر اضافہ کیا ہے اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ... انکی نعتیں والہانہ اور بے ساختہ ہیں۔ (۱۱)

وصال :-

سید غلام محمد شاہ قادری گدا کا وصال ۱۱ ، جنوری ۱۹۰۵ء / ۱۳۲۲ھ کو حیدر آباد میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ (۱۲)

marfat.com

حواشی و کتابیات

(۱) مہران نقش ، ڈاکٹر وفا راشدی ، کراچی ، مکتبہ اشاعت اردو ، ۱۹۸۶ء ، ص ۱۱۳

(۲) سندھ میں اردو شاعری، ڈاکٹر نبی بخش خان بلوچ ، لاہور ، مجلس ترقی ادب ، ۱۹۷۸ء ، ص ۴۶

(۳) مہران نقش ، محولہ بالا ، ص ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵

(۴) ایضاً ص ۱۱۶ - ۱۱۷

(۵) سندھ میں اردو شاعری، محولہ بالا ، ص ۲۴۰

(۶) مہران نقش ، محولا بالا ص ۱۱۹

(۷) کلیات گدا ، رشید احمد لاشاری ، حیدر آباد ، سندھی ادبی بورڈ ، ۱۹۵۷ء ص ۲۳۵

(۸) ایضاً ص ۲۳۷

(۹) ایضاً ص ۲۷۰

(۱۰) ایضاً ص ۲۹۲

(۱۱) مہران نقش ، محولہ بالا ، ص ۱۱۹ - ۱۲۰

(۱۲) سندھ میں اردو شاعری، محولہ بالا ، ص ۲۳۹

marfat.com

حضرت مولانا الحاج حافظ قاری محمد علم الدین القادری

(م ۱۳۲۵ھ)

پیدائش :-

قدوۃ الحفاظ حضرت مولانا الحاج، قاری محمد علم الدین القادری علیہ الرحمۃ ضلع گجرات تحصیل کھاریاں فتح پور "پران" میں پیدا ہوئے۔ آپکی والدہ ماجدہ آپکی کم سنی ہی میں وفات پا گئیں تھیں۔ البتّہ آپکے والد ماجد حضرت میاں "جمال الدین" صاحب آپ کے عالم شباب تک موجود رہے۔ کچھ مدت تک یہیں ابتدائی تعلیم و تدریس قرآنی سے استفادہ فرماتے رہے۔ (۱)

بعد ازاں آپ دینی تعلیم کی لگن اور شوق میں اپنے وطن سے نکل کھڑے ہوئے اور جگہ جگہ سیاحت کرتے ہوئے شہر امرتسر پنجاب پہنچے اور کچھ مدت یہیں قیام پذیر رہے۔ یہاں کے مشہور و معروف قاری حضرت مولانا قاری عبدالعلی امرتسری کی شاگردی اختیار کی انکی درس گاہ میں اقامت اختیار کر کے تعلیم قرآنی میں مشغول ہوئے۔ حفظ قرآن مجید میں باقاعدہ قواعد و ضوابط تجوید سے کامیابی حاصل کی۔ فن قرات میں کاملیت پیدا کی۔ امرتسر سے رخصت ہو کر آپ سیالکوٹ پہنچے، جہاں استاد قاری عبدالعلی صاحب کے تلامذہ درس قرآن کے فرائض انجام دے رہے تھے آپ نے کچھ عرصہ یہاں بھی قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ سندھ کے شہر کراچی میں تشریف لائے۔ (۲)

کراچی شہر (جوکہ اسوقت نہایت ہی مختصر آبادی پر مشتمل تھا) کی ایک چھوٹی سی مسجد (۳) میں آپ نے سکونت اختیار کی چند روز بعد ماہ رمضان المبارک میں آپ نے تراویح میں قرآن مجید سنایا اور وہ مسجد جو غیر آباد تھی آپکی بدولت رمضان المبارک میں نمازیوں سے بھر گئی یہ پہلا موقع تھا کہ اس طریقہ پر قرآن مجید کا ختم کیا جائے۔ اس وقت آپ کی عمر شریفہ بیس یا بائیس سال ہوگی۔ (۴)

marfat.com

لوگوں کی عقیدت و محبت کی وجہ سے آپ نے چند روز کراچی میں گزارے اور پھر حج بیت اللہ کی غرض سے مکہ معظمہ روانہ ہوگئے۔ حج کی سعادت حاصل کرنے کے بعد آپ نے روضہ ، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری دی اور آئندہ سال حج اکبر کی امید پر مدینہ ہی میں قیام پذیر ہوگئے آپ نے سات ماہ مدینہ شریف میں گزارے اس دوران ہر ہفتہ جمعرات کے دن حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارکہ پر حاضری دیتے رہے، بعد ازاں پھر مکہ معظمہ تشریف لے آئے اور خوش قسمتی سے پھر رمضان المبارک کی سعادت حاصل ہونے پر حرم مکہ میں تراویح میں ختم قرآن سنانے کا شرف حاصل فرمایا ..... ماہ رمضان میں عموماً بارہ ختم قرآن کئے۔ بعض اوقات ختم شبینہ بھی فرمایا کرتے عشاء سے قبل شروع کرتے صبح صادق سے قبل قرآن شریف ختم ہو جایا کرتا۔ بعد ادائے حج اکبری آپ کراچی واپس تشریف لے آئے اور مستقل طور پر "جامع اسلامیہ" (حال مسجد قصابان صدر) میں امامت شروع کی اور تقریباً پینتیس سال نہایت تقوی سے اس منصب پر فائز رہے۔ (۵) مذکورہ مسجد کے متولّی عالم دین حضرت مولانا الحاج منشی بشیر القادری علیہ الرحمۃ کے دامادی کا شرف حاصل ہوا۔ آپکے لائق فرزند حضرت مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ آپ کے حالات "فیض علی" میں تحریر فرماتے ہیں۔

> "مزاج میں آپ کے تمکنت و خودپسندی کی بو تک نہ پہنچی تھی نہایت ہی سادہ مزاج بالکل ہی سیدھی سادھی طبیعت تھی لباس بھی آپ کا سفید اور سادہ شرعی رہا کرتا تھا۔ خضاب حنائی کا استعمال ریش مبارک پر اکثر رکھا کرتے تھے اتباع سنت و اجتناب بدعت میں آپ فرد تھے پیروی شریعت مطہرہ کو آپ نے تمام عبادتوں ریاضتوں کا سر سمجھ رکھا تھا۔
>
> ابتدائے شباب تک قرآن مجید کے حفظ و تجوید و ترتیل میں کوشاں رہے جس کے استاد حضرت قاری عبدالعلی امرتسری تھے۔

marfat.com

عالم شباب میں درسیات علوم فارسی و عربی صرف و نحو وغیرہ ضروریات دین و فقہیات میں رہے جس کے استاد حضرت مغفرت مآب مولانا مولوی قاضی مفتی تاج محمد صاحب قاضی صدر بازار کراچی تھے۔ اور پھر اسی تعلیم میں حضرت فاضل اجل علامہ بے بدل مولانا مولوی سلطان محمود صاحب واعظ و راؤ نصاری متوطن رنگون بھی ایک مدت استاد رہے.....

تصوّف میں خصوصاً بحرالعلوم شرح مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ اکثر عشاء کے بعد زیر مطالعہ رہا کرتی۔ دیگر کتب تصوف کے عموماً قدردان و محب تھے مگر خصوصاً ارشادات و تالیفات حضرت سیدنا غوث اعظم قدس سرہ مثل فتوح الغیب و فتح الربانی پر تو فدا تھے۔ قصیدہ عالیہ غوثیہ کے عاشق اور عامل تھے ہمیشہ بااشتیاق تمام و اخلاص تام حضرت پیران پیر قدس سرہ گیارھویں شریف با اہتمام کیا کرتے۔ (۶)

آپ تا حین حیات اسلامی خدمات انجام دیتے رہے باوجود یکہ دیگر مشاغل آپکے حد سے زیادہ تھے ہمیشہ کوئی نہ کوئی مقدمہ زیر تجویز رہتا قومی کارنامہ جات و مشغلے یا بحث متقاضی رہتے..... مسجد قصاباں کے مصروفیت و انتظام و معموریت و اہتمام میں شب و روز منہمک رہا کرتے۔ (۷)

خدمات :-

آپ کے پوتے حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ آپ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت جدامجدّ علیہ الرحمۃ نے مدرسہ علمیہ (قادریہ) کی بنیاد رکھی اور درس و تدریس میں مشغول ہوگئے" ..... (۸)

آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے

marfat.com

"مدرسہ علمیہ قرآنیہ" کے متعلق تحریر فرمایا ہے:

"یہ امر بھی پوشیدہ نہ رہے کہ احاطہ ٔ سندھ میں با الخصوص اس کراچی میں یہ پہلی بات اور تقدیم اُولی و اولی تھی کہ اس تعلق خاص کے ساتھ ان اطراف واکناف میں اس حیثیت و اہمیت سے تعلیم قرآنی و تجوید فرقانی کے تدریس و تعلیم ترتیل کا اجرا ہوا.....

آپ نے اس علم مبارک کو ایسا فروغ دیا کہ باید و شاید، چنانچہ الی یومنا ھذا ہی فیضان کلام باری تا حال جاری ہے۔ اس لحاظ سے ان بلاد و امصار میں فن تجوید کے اولاً اجراء میں آپ ہی نے پیش قدمی کی ہے۔ (۹)

حضرت مولانا حافظ قاری علم الدین القادری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے نام آپ کے پوتے حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے "تذکرہ ٔ علمیہ قادریہ" میں یوں تحریر فرمائے ہیں:

"حضرت جدامجدؒ کے ارشد تلامذہ میں حضرت مولانا شیخ طریقت عارف باللہ صوفی سائیں محمد عبدالغنی صاحب قبلہ و کعبہ علیہ الرحمۃ (نانائے بزرگوار مصنف قادری نامہ) جناب مولانا الحاج حافظ عبدالغفور صاحب قبلہ ہاشمی امام و خطیب ریلوے لوکو شیڈ (مولف کے پھوپھا صاحب) جناب حافظ محمد الدین صاحب ہزاروی لاہوری مرحوم و حاجی محمد عارف صاحب مرحوم امام مسجد کلاں کوٹ و حضرت مولانا محمد نذیر صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ (برادر حضرت سائیں غنی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ) اور حضرت مولانا سید اکبر شاہ صاحب مرحوم امام (مسجد سولجر بازار) جناب سیٹھ حاجی مولیڈنہ صاحب مرحوم (جن کا مولوی مسافر خانہ تعمیر کردہ عیدگاہ بندر روڈ کے قریب ہے)

marfat.com

و جناب مولوی علی محمد صاحب بروہی ساکن گڈاپ (مرحوم) و جناب حاجی مولا بخش مولودی (میلاد خوان) مرحوم منجملہ ناچیز علمی القادری کے والد ماجد قبلہ علیہ الرحمۃ اور قبلہ تایا صاحب صوفی عبدالرزاق مرحوم و چچا صاحب صوفی غلام محمد صاحب الغرض کہ اور بھی صدہا طلباء تلامذہ آنجہانی وایں جہانی موجود ہیں۔ (۱۰)

صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ اپنے جدامجد علیہ الرحمۃ کے "مدرسہ علمیہ قرآنی" کے بارے میں مزید تحریر فرماتے ہیں....

"ہمارے جدامجدؒ علیہ الرحمۃ کے مدرسہ میں بھی "جناتی بچے" زیر تعلیم رہتے تھے جن سے عجیب و غریب باتیں صادر ہوتی تھیں" (۱۱)

ادیب سندھ حضرت صاحبزادہ بشیر محقق القادری علمی کراچوی علیہ الرحمۃ اپنی گرانقدر تحقیقی تصنیف "اقبال کا نظریہ، تصوف" (۱۲) کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت پیر راشد اللہ صاحب قادری جھنڈے والے بانی "دارالرشاد" پیر جھنڈا گوٹھ سندھ کے ایما پر میرے جد بزرگوار اس درگاہ میں بطور ممتحن تشریف لے جایا کرتے تھے۔" (۱۳)

وفات:-

حضرت حافظ، قاری مولانا علم الدین القادری علیہ الرحمۃ نے ۲ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ بمطابق ۱۹۰۷ء میں پانچ روز علیل رہنے کے بعد ظہر اور عصر کے درمیانی وقفے میں قرآن کی تلاوت فرماتے ہوئے "اللہ حافظ ہے" کے آخری جملوں کے ساتھ رحلت فرمائی (۱۴) آپکی نماز جنازہ ہزارہا فرزندان توحید نے "جہانگیر باغ صدر" کے وسیع میدان میں پڑھی۔ (۱۵) امامت کے فرائض مولوی عبداللہ صاحب نے انجام دیئے۔ آپکی تدفین لیاری دھوبی گھاٹ (میوا شاہ) قبرستان میں عمل میں آئی۔ (۱۶)

marfat.com

حواشی و کتابیات

۱:- تذکرہ علمیہ قادریہ ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی ، کراچی ، قادری مسجد سولجر بازار ، ۱۹۷۸ء ص ۳۳

۲:- فیض علمی (سوانح مولانا حافظ قاری علم الدین القادری) ، مولانا محمد غلام رسول القادری ، ساڈھورہ ، بلالی پریس ، ۱۳۳۲ھ ص ۱۳ ، ۱۴

۳:- مسجد قصابان صدر اسوقت جامع اسلامیہ کے نام سے مشہور تھی حضرت مولانا الحاج منشی بشیر صاحب اسکے متولی تھے۔

۴:- فیض علمی ، محولہ بالا ص ۱۵

۵:- ایضاً ص ۱۶ ، ۱۷ ، ۱۸

۶:- ایضاً ص ۱۹ ، ۲۰

۷:- ایضاً ص ۲۲ ، ۲۳

۸:- تذکرہ علمیہ قادریہ ، محولہ بالا ص ۵۰

۹:- فیض علمی ، محولہ بالا ص ۲۳ ، ۲۵

۱۰:- تذکرہ علمیہ قادریہ ، محولہ بالا ص ۴۳

۱۱:- ایضاً ص ۵۲

۱۲:- اقبال کا نظریہ تصوف ، صاحبزادہ بشیر محمّی القادری ، لاہور ، شیخ غلام علی اینڈ سنز ص ۱۳۹

۱۳:- یہ تصنیف "انجمن ترقی اردو" کراچی کے کتب خانہ خاص میں بھی محفوظ ہے۔

۱۴:- تذکرہ علمیہ قادریہ محولہ بالا ص ۴۳

۱۵:- اس سے قبل پہلی مرتبہ آپکے خسر الحاج مولانا منشی بشیر قادری کی نماز جنازہ بھی ۱۳۱۲ھ میں اسی پارک میں ادا کی گئی تھی۔

۱۶:- تذکرہ علمیہ قادریہ ، محولہ بالا ص ۴۴

marfat.com

پیر حاجی ہدایت اللہ راشدی

(م ۱۳۳۲ھ)

حاجی پیر ہدایت اللہ حضرت پیر محمد یاسین ولد پیر محمد راشد روضے دھنی کے فرزند ارجمند تھے۔ آپکا سلسلہ طریقہ قادریہ تھا۔

اگرچہ آپ مسلک کے اعتبار اور خاندان کے لحاظ سے فقہ حنفی کے عامل تھے تاہم مسلک اہل حدیث کی طرف بھی رغبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپکے ذاتی کتب خانے میں اہل حدیث بسلک کی بھی کتابیں کافی تعداد میں موجود ہیں۔ آپکو کتابوں کے جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ آپ اپنے والد پیر محمد یاسین سے بیعت تھے۔

آپکے مریدین کی تعداد بمبئی، کراچی اور بلوچستان میں پھیلی ہوئی ہے اور انکی دعوت پر آپ ان کی طرف تبلیغ کیلئے سفر بھی فرماتے تھے۔

تصانیف :-

آپ نے قدیم سندھی زبان میں ایک کتاب کی صورت میں اپنے والد پیر محمد یاسین کے "ملفوظات" بھی جمع کئے ہیں۔

علاوہ ازیں "ارشاد الطالبین" کے عنوان سے اپنے والد کی تصنیف کا تحت اللفظ سندھی ترجمہ کر کے شائع کروایا جس میں قادری راشدی طریقے کی تعلیمات کا بیان ہے۔

marfat.com

وصال :-

آپ کا وصال ۶۳ ، سال کی عمر میں ۱۳۲۲ھ میں ہوا اور آپ اپنے والد کے پہلو میں ٹلاہ شریف میں دفن ہوئے۔ (۱)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ جلد اول ، مولانا دین محمد وفائیؔ مرحوم ، حیدر آباد ، سندھی ادبی بورڈ ، ۱۹۸۵ء ، ص ۲۸۴

marfat.com

پیر سید رشد اللہ شاہ

(م ۱۳۴۰ھ)

پیر سید رشد اللہ شاہ (ابو تراب) پیر سید محمد یسین شاہ (پیر جھنڈو اول) کے پوتے اور سید رشید الدین شاہ (پیر جھنڈو دوم) کے فرزند تھے۔ آپ پیر جھنڈو سوم یا صاحب العلم بھی کہلاتے ہیں۔

پیدائش :-

پیر رشد اللہ شاہ ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۰ء کو اپنے آبائی گاؤں "پیر جھنڈو" میں پیدا ہوئے۔

تعلیم :-

آپکی تعلیم و تربیت خاندانی روایت کے مطابق ہوئی شیخ حسین بن محسن کے زیر نگرانی متعدد علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل کی۔

پیر رشد اللہ شاہ نے تحریک خلافت میں سرگرمی سے حصہ لیا۔

دینی خدمات :-

مولانا پیر رشد اللہ شاہ عالم دین اور اپنے وقت کے بڑے محدث و مفسر تھے آپ نے "رجال طحاوی" پر عربی میں ایک عالمانہ کتاب لکھی جسے علمائے دیوبند نے شائع کیا پیر رشد اللہ شاہ نے اپنے آبائی گاؤں پیر جھنڈو میں دینی مدرسہ "دارالرشاد" قائم فرمایا جسکے اخراجات پیر رشد اللہ صاحب خود ادا کرتے تھے۔

مولانا عبید اللہ سندھی اس مدرسہ کے اول معتمد اور صدر مدرس مقرر

marfat.com

ہوئے پیر رشد اللہ شاہ نے طلباء کیلئے ایک علمی کتب خانہ بھی قائم کیا جو نہ صرف سندھ بلکہ پورے برصغیر پاک و ہند میں علوم و فنون کا ایک اہم مرکز ثابت ہوا اس کتب خانہ سے سندھ و بیرون سندھ اور اسلامی ممالک سے بڑے بڑے علماء کرام نے استفادہ کیا اسلامی علوم و فنون کی تقریباً پچیس ہزار کتابیں اس کتب خانہ میں موجود تھیں۔ (۱)

ڈاکٹر وفا راشدی اپنی تصنیف "مہران نقش" میں اس کتب خانے کے متعلق فرماتے ہیں۔

> کتب خانہ پیر جھنڈو کی خصوصیت و اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اکثر قلمی اور خطی نسخے جو دنیا کے کتب خانوں میں نایاب ہیں اس کتب خانے میں موجود ہیں ... عربی تصانیف و تالیفات کے خطی نسخوں کا جتنا نادر اور قیمتی ذخیرہ کتب خانہ جھنڈو میں محفوظ ہے وہ سندھ کی کسی اور لائبریری میں نہیں ہے۔ (۲)

پیر رشد اللہ شاہ عربی اور فارسی اور اردو پر بھی کامل عبور رکھتے تھے انکے گھر میں فارسی اور اردو بولنے اور لکھنے کا رواج تھا انکی تصنیفات، تالیفات اور مکتوبات ان زبانوں میں موجود ہیں۔

تصنیفات :-

حضرت پیر سید رشد اللہ شاہ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں جنمیں چند حسب ذیل ہیں۔

۱. الفارقۃ بین اھل اللہ وبین المارقہ (مطبوعہ)

یہ کتابچہ تیرہ صفحات پر مشتمل ہے جسمیں آپ نے پیر اور مرید کیلئے ہدایات تحریر فرمائی ہیں۔ اس کتاب کا ایک نسخہ درگاہ شریف سعید آباد میں موجود ہے۔

marfat.com

۲. عین المتانة فی تحقیق تکرار الجماعة (غیر مطبوعہ)

مذکورہ کتاب میں آپ نے قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں باجماعت نماز کے بعض متنازعہ مسائل پر نہایت علمی بحث کی ہے۔ یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔

وصال :-

آپکا وصال ٦، شعبان ١٣٤٠ھ بمطابق ٢٢، اپریل ١٩٢٢ء کو ہوا۔ (٣)

حواشی و کتابیات

(١) مہران نقش، ڈاکٹر وفا راشدی، کراچی، مکتبہ اشاعت اردو، ١٩٨٦ء، ص ٢٠٤، ٢٠٥، ٢٠٦

(٢ - ٣) ایضاً ص ٢٠٥، ٢٠٥ - ٢٠٧ - ٢٠٨

marfat.com

حاجی امام الدین راشدی

(م ۱۳۵۰ھ)

پیدائش:

سید امام الدین راشدی حضرت پیر سید رشید الدین (صاحب العلم ثالث) بن پیر محمد یاسین (صاحب العلم ثانی) بن پیر سید محمد راشد (روضے دھنی) کے فرزند تھے۔

تعلیم:-

آپ نے تصوف و سلوک کی تعلیم و تربیت قادریہ راشدیہ طریقے میں اپنے والد بزرگوار کے زیر نگرانی حاصل کی۔ اگرچہ آپ نے ظاہری علوم امتیازی طور سے حاصل نہیں کئے مگر علماء کی صحبت اور مذہبی کتابوں کے مطالعہ کے سبب آپکی معلومات بہت وسیع تھیں۔

عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کو خاندانی وراثت میں حکمت بھی ملی تھی اور آپ کے پاس بعض خاندانی نسخے بڑے مجرب تھے۔ علاوہ ازیں علم جفر اور علم رمل میں بھی آپکو مہارت حاصل تھی۔

marfat.com

حضرت سید امام الدین راشدی نے ۱۳۲۲ھ میں اپنے بڑے بھائی عالم و فاضل عارف با اللہ سید رشد اللہ شاہ (صاحب علم الرابع) کے ہمراہ حج بیت اللہ کا شرف بھی حاصل کیا۔

"مدرسہ دارالرشاد" جوکہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی نے ۱۹۰۱ء میں قائم کیا تھا اس وقت اسکی مجلس شوری کے ممبران میں آپ بھی شامل تھے۔

وصال :-

آپ نے ۲۷، ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ (۱)

حواشی وکتابیات

(۱) تذکرہ مشاہیر سندھ جلد اول، مولانا دین محمد وفائی مرحوم، حیدر آباد، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۸۵ء، ص ۱۷۶

marfat.com

مولانا سید سردار احمد شاہ قادری

(۱۳۰۲ھ / ۱۳۵۱ھ)

پیدائش :

حضرت مولانا پیر سردار احمد شاہ قادری ابن حضرت سید محمد جعفر شاہ قدس سرہ ۱۳۰۲ ھ / ۱۸۸۵ ء کو گڑھی اختیار خاں (۱) (ضلع رحیم یار خاں) میں پیدا ہوئے۔ آپکا سلسلہ ء نسب شیخ الشیوخ حضرت سید عثمان مروندی المعروف لعل شہباز قلندر (۲) پر منتہی ہوتا ہے۔ (۳)

آپ خاندانِ سادات میں بخاری قطبی کہلاتے تھے۔ (۴)

حضرت مولانا سید سردار احمد شاہ قادری علیہ الرحمۃ صاحب نے قرآن شریف پڑھنے کے بعد اپنے علاقے کے مشہور علماء سے عربی وفارسی کی کتابیں پڑھیں۔

آخری کتابیں اس علاقہ کے نامور عالم مولانا محمد حیات سے پڑھیں۔ (۵)

دورہ ء حدیث شریف اور "فصوص الحکم" (۶) مدینہ منورہ میں مولانا محمد عبدالباقی لکھنوی ثم المدنی سے پڑھا۔

آپ کو دو مرتبہ حرمین شریفین جانے کا شرف حاصل ہوا اور ایک ایک سال وہاں قیام فرمایا اور چار حج کئے۔ آپ جب پہلے حج سے فارغ ہو کر واپسی کا ارادہ فرماتے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے مشرف ہوتے اور حضور فرماتے۔

" المدینة خیر لهم لو کانو یعلمون "

چنانچہ آپ واپسی کا ارادہ ملتوی فرمادیتے۔ (۷)

آپ روزانہ قرآن مجید کے دس پاروں کی تلاوت فرماتے تھے جسمیں مرض الموت تک کبھی ناغہ نہ ہوا۔ فرماتے تھے کہ جب میں تلاوت کرتا ہوں تو زبان میں شہد کا مٹھاس آجاتا ہے۔ آپ حضرت شیخ ثانی حضرت عبداللہ قدس سرہ کی زندگی

marfat.com

میں بھر چونڈی شریف کی مسجد کی امامت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے اور حلقہ ذکر اللہ کے معمولات بھی آپ کے سپرد تھے۔ (۸)

عربی ، فارسی ، سندھی اور سرائیکی زبان پر یکساں عبور حاصل تھا اہل زبان کی طرح عربی میں گفتگو فرماتے اور عربی و فارسی کے اشعار محاورات اور ضرب الامثال کا برمحل استعمال فرماتے تھے۔ خوشنویسی میں بھی آپکو کمال حاصل تھا۔

آپکی تقاریر سادہ مگر پُراثر اور علم و معرفت سے لبریز ہوتی تھیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مشہور خطیب حضرت مولانا محمد یار خاں قدس سرہ فرماتے تھے کہ ...

"حضرت آپ وعظ و تقریر میں حصہ لیتے تو مجھے کوئی نہ پوچھتا" (۹)

آپ اپنے دور کے قادر الکلام شاعر بھی تھے ...

تفسیر، حدیث، فقہ کلام، تصوف، رمل، جفر، نجوم اور ہندسہ وغیرہ علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ (۱۰)

بیعت :-

آپ غوث وقت شیخ ثانی حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (بھرچونڈی شریف) سے بیعت تھے اور تھوڑے ہی عرصہ میں خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

آپ کے علمی مقام کے پیش نظر حضرت شیخ نے اپنے صاحبزادے حضرت مولانا پیر عبدالرحمن کو تعلیم و تربیت کیلئے آپ کے سپرد فرمایا تھا۔

تصانیف :-

آپ نے چند تصانیف یادگار چھوڑی ہیں جن میں "مجموعہ ، کلام" جس میں عربی، فارسی، سرائیکی و سندھی کے کلام ہیں۔ علاوہ ازیں جفر و نجوم پر مختصر عربی رسالہ و تصوف کی مشہور اصطلاحات کی تشریح میں فارسی شامل ہیں۔ (۱۱)

marfat.com

وفات :-

آپ کا وصال وجع مفاصل کی تکلیف میں بروز منگل نصف شب ۱۱ ، شعبان المعظم ۱۳۵۱ھ / ۱۹۳۱ء کو ہوا۔ شب وصال اپنے صاحبزادے و جانشین حضرت مولانا سید مغفور القادری علیہ الرحمۃ سے اعلحضرت احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کی نعت شریفہ سنی۔

"پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبریل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو"

آپ کا مزار مبارک شاہ آباد شریف گڑھی اختیار خاں (ضلع رحیم یار خاں) میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ (۱۲)

حواشی وکتابیات

(۱) :- گڑھی اختیار خاں ، خان پور سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک تاریخی قصبہ ہے۔ (راقم)

(۲) :- حضرت لعل شہباز قلندر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ آپ نے سیوستان اور سندھ میں دینی خدمات انجام دیں ۲۱ ، شعبان کو وصال فرما کر سیوستان میں مدفون ہوئے جو "سہون شریف" کہلاتا ہے۔ (راقم)

(۳) :- تذکرہ اکابر اہلسنت ، محمد عبدالحکیم شرف قادری ، لاہور ، مکتبہ قادریہ ص ۱۵۷

(۴) :- عبادالرحمن ، سید مغفور القادری ، گڑھی اختیار خاں ، دربار عالیہ شاہ آباد ، ص ۲۱۷
تذکرہ اولیائے سندھ ، مولانا اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ، ص ۷۸

(۵) :- تذکرہ اکابر اہلسنت ، محولہ بالا ص ۱۵۷

(۶) :- "فصوص الحکم" مشہور صوفی بزرگ وحدت الوجود کے قائل حضرت شیخ محی الدین ابن اکبر رضی اللہ عنہ کی مقبول عام تصنیف ہے متعدد صوفیا کی خانقاہوں میں اس کتاب کا درس دیا جاتا رہا ہے۔

(۷ - ۸) :- عبادالرحمن ، محولہ بالا ص ۲۱۷ ، ۲۱۷ - ۲۱۸

(۹) :- تذکرہ اکابر اہلسنت ، محولہ بالا ص ۱۵۸

(۱۰ - ۱۱ - ۱۲) :- ایضاً ص ۱۵۸ ، ۱۵۷ ، ۱۵۸ ، عبادالرحمن ، محولہ بالا ص ۲۱۹

marfat.com

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری

(م ۱۳۵۷ھ)

پیدائش :-

عارف باللہ صوفی سائیں عبدالغنی القادری القلندری علیہ الرحمۃ ۱۸۵۴ء میں صدر کراچی میں اپنے والد محترم مولانا الحاج منشی محمد بشیر صدیقی القادری علیہ الرحمۃ (۱) کے گھر پیدا ہوئے۔ (۲)

تعلیم :-

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ حاصل کی۔ (۳)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے اپنی خود نوشتہ سوانح قلمی میں ہندوستان کے شہر پونہ میں ایک بزرگ پیر حضرت سید شاہ غلام جیلانی قادری سے اپنی ملاقات کا ذکر فرمایا ہے جس میں پیر صاحب اور سائیں عبدالغنی صاحب کے درمیان ہونے والے سوالات و جوابات کے دوران پیر صاحب کی جانب سے دینی علم کے حاصل کرنے کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں آپ نے یوں ارشاد فرمایا...

> "قبلہ میں نے صرف قرآن شریف ناظرہ پڑھا ہے جیسا کہ عام طور سے پڑھایا جاتا ہے۔ اور ایک کتاب تعلیم نامہ اردو کے کچھ صفحے اپنے والد سے پڑھے اور مجھے نہ علم فارسی اور نہ عربی کی تعلیم ہے محض نماز پڑھ لیتا ہوں سوا اس کے مجھے کچھ علم نہیں ہے۔

میرے والد صاحب کو انگریزی علم سے سخت نفرت ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی قسم کی محنت مزدوری میں عیب نہیں مگر انگریزی علم نہ پڑھو۔ آجکل سر سید احمد خان نیچری صاحب نے علیگڑھ میں ایک

marfat.com

بڑا مدرسہ کھولا ہے جس میں ہر قسم کے علوم پڑھائے جاتے ہیں اور مجھے تو علم کا شوق ہی نہیں بلکہ خدا عزوجل کی راہ کے حصول کا عشق ہے خواہ کچھ ہو زندہ رہوں تو اسی کی دھن ہو یا مروں تو اسی کی دھن میں مرجاؤں" (۴)

چونکہ حضرت سائیں عبدالغنی کو بچپن ہی سے راہ فقیری کا شوق تھا لہذا کمسنی ہی میں آپ اپنے استعمال کے کپڑے غربا و مساکین میں تقسیم کرکے گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور ایک معتقد کے مکان کے صحن میں قبر نما گڑھا کھود کر یاد الہی میں بیٹھ گئے۔ آپکے والد نے آپکی یاد اللہ میں یہ لگن اور دھن دیکھ کر آپکو اللہ تعالی کے سپرد کردیا۔ (۵)

بیعت :-

آپ نے اپنی تیرہ سالہ عمر میں سندھ کے مشہور پگارا خاندان کے صوفی بزرگ حضرت پیر مٹھل شاہ پیر بقا قادری ولد ابوالبقا مظہر الدین راشدی سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ (٦)

حضرت پیر بقا قادری کے علاوہ تلاش مرد کامل میں حضرت سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے متعدد مقامات کا سفر کیا اور کئی مشائخ و فقرا سے ملاقات کی جن میں حضرت سید پیر محمد علی شاہ صاحب (۷) (نمک گنج اجمیر والے)، حضرت پیر باقر شاہ قلندر قادری (۸) (کچھ ناڑاپے والے)، حضرت پیر غلام شاہ جیلانی (پونہ والے)، حضرت پیر عظمت اللہ شاہ قادری رفاعی (۹) (سجادہ نشین درگاہ حضرت پیر حاجی حسن شاہ علیہ الرحمۃ ، احمد نگر)، حضرت آخوند جی مولانا محمد عمر (دھلی فراش خانہ)، حضرت فتح علی شاہ (ہانسی حصار) ، حضرت مولانا عابد حسین (دیوبند)، حضرت سید سرفراز علی شاہ (بڑودہ)، حضرت سید قطب علی شاہ جہانیاں پوٹے قادری (سندھ حیدر آباد)

marfat.com

اور کئی بزرگوں سے آپ نے فیض اور خدمت کا شرف حاصل کیا۔ جنھوں نے تبرکاً آپ کو بیعت و خلافت سے بھی نوازا۔ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے ہندو موحدین سے بھی ملاقاتیں کیں۔ جن میں ایک ہندو موحد دیونداس مہاراج (۱۰) (جودھپور) نامی تھے جو ایک خطرناک جنگل میں آسن لگائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپ کو ایک بزرگ مستان شاہ مجذوب کا نام بتلا کر رخصت کیا۔ سائیں غنی صاحب نے موحد دیونداس کے بارے میں ایک شعر کہا۔

ایسا ست گر ملگیو سری دیونداس
ایک گھڑی ست سنگ سے ہوئی پوری ردے کی آس

آخر میں آپ نے بٹالہ شریف کے ایک بزرگ حضرت پیر سید ظہور الحسن قادری بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایما پر پانی پت کے بزرگ حضرت سید گل حسن شاہ قلندر قادری پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ (مصنف تعلیم غوثیہ) کی خدمت میں حاضری دی جو کہ حضرت سیدنا غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے ان سے بیعت کی اور فیض حاصل کیا۔

حضرت گل حسن شاہ قلندر (م ۱۹۱۷ء) کے بارے میں آپ ہندی زبان میں فرماتے ہیں۔

سائیں غنی چھبیس برس میں ایک ملا ودوان
پورے گر سوا ملنا جگ میں بہت کٹھن ہے جان

دینی خدمات :-

سندھ کے مشہور صوفی بزرگ حضرت سچل سرمست رحمۃ اللہ علیہ کی طرح حضرت صوفی سائیں غنی القادری رحمۃ اللہ علیہ ہفت زبان شاعر بھی تھے۔ بیک وقت اردو، سندھی، سرائیکی، گجراتی، فارسی، بلوچی اور خاص کر ہندی زبان میں

marfat.com

حمدیہ، نعتیہ اور مدحیہ اشعار تحریر فرماتے تھے۔ خاص کر ہندی زبان میں آپکا ایک رسالہ "پستک برہم گیان اپدیش" کے نام سے ہے جس میں آپ نے ہندی اشعار اور انکا ترجمہ و تشریح اردو میں فرمائی ہے۔ (11)

آپ نے "قصیدہ ہفت زبانی" کے عنوان سے اردو، مرہٹی، گجراتی، ہندی، سندھی، فارسی اور پنجابی زبان میں چودہ اشعار پر مبنی قصیدہ حضور علیہ السلام کی شان اقدس میں تحریر فرمایا جو پیش خدمت ہے۔

اردو

"مجھ کو حضور میں بلا اے نور حق شہ عُلا
گرچہ برا ہوں یا بھلا اے نور حق شہ علا
اگلے بڑے کھو نصیب قرب جنہیں کہ ہو نصیب
ایسا کہاں ہوں میں بھلا اے نور حق شہ علا

مرہٹی

تم چاگرو پئے دھ امروز وتمی دیا کرا
تم چا دہرم کئی چانگلا اے نور حق شہ علا
شکر تمی گن دادے رگا مندے تمی پاوے
ہمچا تمی کرا بھلا اے نور حق شہ علا

گجراتی

ساری اے وات چھے نتھی ہند ما جاوں ہوں مری
ایاں کوں مارو چھے بھلا اے نور حق شہ علا
درشن رسول نو جی تھائے جنم جنم ناں پاپ جائے
ٹل سے تیں زگ نی بلا اے نور حق شہ علا

marfat.com

ہندی

دین دیال آپ ہو ست پرتھی پال آپ ہو
آپکا ہوں میں باؤلا اے نور حق شہ علا
اے پرتھی ناتھ ماہرو اے بندی چھوڑ ستگرو
مورے بھی بند دو کھلا اے نور حق شہ علا

سندھی

برھ جی باھ میں مدام دمدم برے تھو ہی غلام
نار فراق جی بلا اے نور حق شہ علا
لطف ھی عام تی مدام محروم چھو رہے غلام
کر رحم جی نظر سدا اے نور حق شہ علا

فارسی

ایں طور کن نظر دے بینم ایں نور رایکے
در ہر ملاؤ ور خلا اے نور حق شہ علا
اے ساقیء مئے الست دست کرم بدے بدست
بخش مرا مئے ولا اے نور حق شہ علا

پنجابی

رحمت خلق ہو تسی تم بن میڈا کوئی نہیں
کونین وچ ہوں ہیکلا اے نور حق شہ علا
باد صبا جے جائیں توں حال میڈا سنائیں توں
سائیں غنی دا ہو بھلا اے نور حق شہ علا" (۱۲)

marfat.com

سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے نثر و نظم میں کافی سرمایہ یادگار چھوڑا ہے جن میں سے کچھ شائع ہوچکا ہے اور بڑی تعداد میں اب بھی نظم و نثر غیر مطبوعہ ہے۔ آپ کے اردو کلام کے چند اشعار بطور نمونہ تحریر کئے جاتے ہیں ملاحظہ ہو۔

خدا بننا ہے آساں بندہ بننا ہی تو مشکل ہے
یہ وہ ہے رمز جو سمجھے سمجھ لو صاحب دل ہے
ہے سبحٰن الذی اسریٰ کے آگے کیا تلاوت کر
یہ شان عبدیت ہے اسلئے معراج حاصل ہے
غنی سائیں کی صحبت سے نرے ہوجاؤ گے ناداں
نہ عالم ہے نہ عاقل ہے نہ صوفی پر وہ جاہل ہے (۱۳)

روز ازل سے اپنے ہی مستی میں مست ہوں
ساقی میں مست میکش جام الست ہوں
اسماء اور صفات کا مظہر بنا تو کیا
میں اب بھی عین ذات کی مستی میں مست ہوں
عہد شب وصال جو بھولا اسی سبب
گر کر کے اس بلندی سے میں آج پست ہوں
پتلہ مرا بنا کے کیا پاک خاک کو
آیا یدِ خدا میں وہ وحدت پرست ہوں
سائیں غنی جو نیست تھا نابود ہوگیا
اب ہستی ء حقیقی کے میں ساتھ ہست ہوں (۱۴)

پیش خیال جب سے من عرف نفسہ ہے
مدت ہوئی کہ تب سے اپنی ہی جستجو ہے

marfat.com

تھا علم میں خدا کے میرا وجود اسدم
اب جسم عین میں ہوں نقشہ یہ روبرو ہے
وحدت سے اب یہ کثرت سائیں غنی میں پہنچا
کثرت سے پھر بوحدت پہنچوں یہ آرزو ہے (۱۵)

خدا کو ڈھونڈنے والے جہاں میں تھوڑے ہیں
اب ایسے بندے نرالے جہاں میں تھوڑے ہیں
ہزاروں دفترِ علم اب اٹھائے پھرتے ہیں
جو اک عمل کو اٹھالے جہاں میں تھوڑے ہیں
غنی ہیں پیر طریقت تو سینکڑوں لیکن
مرید کو جو سنبھالے جہاں میں تھوڑے ہیں (۱۶)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کے سرائیکی اشعار کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

چھڈ عادت گھونگھٹ پاوندی
کر صورت سانوں وکھاوندی
آکھیا کلیم نے جب رب ارنی
دتا جواب اسنوں لن ترانی
ایہہ سب باتیں تری میں جانی
دل عاشق دے جلاوندی
آکھے غنی کچھ فضل دا ور کر
میرے گناہاں ول نہ نظر کر
جام وصال دے شوق سے بھر کر
موج اڑے تدھ ساون دی (۱۷)

marfat.com

"توں شیر دلیر نیستاں دا کیوں بھیڑاندے وچ پھسدا ہے
کھول اکھ نوں ویکھ سروپ اپنا کیا نور ترے مکھ و سدا ہے
توں ذات نوں چھڈ کم ذات ہویا اے بھول ہے اصل نوں بھول گیا
جا پھڑ کوئی مرشد کامل نوں رہ تینوں فقیر اے دسدا ہے
دنیا دے کھیل تماشے وچ مت عمر اجائی ضائع کر
اے موت دا ناگ غنی سائیں بے وقت ہر اک نوں ڈسدا ہے" (۱۸)

حضرت سائیں غنی القادری علیہ الرحمۃ نے بے شمار سندھی کلام کافیاں وغیرہ بھی تحریر فرمائی ہیں ایک سندھی کلام کے چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

تھنجو شوق لقا مونکھے باریے تھو
تھنجی یاد جو دم دل ٹھاریے تھو
جو طالب دل جو طور ڈٹھو
سو موسیٰ وانگر نور ڈٹھو
سولی تے چڑھی منصور ڈٹھو
جو نعرو اناالحق مارے تھو (۱۹)

"توں آھیں جل جلال نی ماہی وے
آویں تھنجو بانھو عاجز آھیاں
تھنجی حقیقت میں گم آھن عقل دلیل و خیال
آویں تھنجو بانھو عاجز آھیاں
فقیر غنی کھے فقر عطا کر دائم رکھ خوشحال
آویں تھنجو بانھو عاجز آھیاں" (۲۰)

marfat.com

سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے شاعری میں حمد و نعت، غزل، مثنوی و مسدس کے اشعار بھی تحریر فرمائے ہیں۔ مسدس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

دنیا طلسم خانہ ہے یا ہے سرائے عیش
دھوکے میں مر رہے ہیں مسافر برائے عیش
کن کن مصیبتوں میں ہیں یہ مبتلائے عیش
گر فکر کچھ کریں تو کھلے ماجرائے عیش
جھک مارتے جو کہتے ہیں دنیا ہے جائے عیش
تکلیف سب اٹھاتے ہیں یاں پر بجائے عیش

دنیا میں عمر بیہودہ مت اختتام کر
پیدا ہوا ہے مرد تو مردوں میں نام کر
امید نیک کل پہ نہ چھوڑ آج کام کر
ذکر خدائے پاک غنی تو مدام کر
جھک مارتے جو کہتے ہیں دنیا ہے جائے عیش
تکلیف سب اٹھاتے ہیں یاں پر بجائے عیش (۲۱)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کے منظوم کلام میں اردو زبان میں قرآن مجید کی سورہء فاتحہ اور سورہء اخلاص کا ترجمہ بھی ملتا ہے۔ منظوم اردو ترجمہ سورہء فاتحہ کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

"پاک تو اللہ رحمان و رحیم
تین برتر تیرے اسمائے عظیم
تین کیا پر جملہ چیز کائنات
سب کے سب ہیں ظل اسما و صفات
نام سے اللہ کے بیت ہے عیاں

marfat.com

جو ہیں دو نام اس سے رحمت ہے عیاں
گویا تیرا اک ہے دریائے جلال
اور سمجھ لیں دو ہیں دریائے جمال
تو ہی سب سے ہے بڑا اے ربِّ نور
دست بستہ ہم کھڑے تیرے حضور
حلقے والے التجا کرتے سبھی
باادب سجدے میں سر رکھ کر ابھی
پاک ہے تو ربِّ اعلا ہے تو ہی
جگ کے ظلمت کا اجالا ہے تو ہی
سب تجھے شایاں ہے تعریف اے خدا
ربِّ عالم مالکِ یوم الجزا
تیری کرتے ہیں عبادت ہم تمام
ہیں مدد ہم مانگتے تجھ سے مدام
راہ تو اپنی ہمیں سیدھی دکھا
اور گمراہی سے تو ہم کو بچا
پیروی انکی نصیب اب ہم کو کر
ہیں ترے انعام سے جو بہرور
روک انکی راہ سے یارب سدا
جن پہ تیرا کچھ غضب نازل ہوا
تجھ سے جو گمراہ ہیں ربِّ الہ
ان سے دے سب اہل حلقہ کو پناہ" (۲۲)

قرآن مجید کے آخری پارے کی سورہء اخلاص کا منظوم ترجمہ آپ اسطور فرماتے ہیں۔

marfat.com

"دل سے ہم کہتے ہیں خالق ایک ہے
سب کا رب اور سب کا رازق ایک ہے
جتنی ہے مخلوق اسکی ہے عیال
جملہ بندے اس سے یکساں ہیں نہال
ہیں جدا آنکھیں پہ سب میں نور ایک
پیدا ہونے مرنے کا دستور ایک
اسکو کیا پرواہ کسی کے حال سے
ہے مگر ترجیح نیک اعمال سے
گو وہ ہے سارے جہاں کا کارساز
پر ہے بے پرواہ مطلق بے نیاز
وہ جنانے جننے سے بھی پاک ہے
اور تعلق سے بھی وہ بیباک ہے
وحدہ ہے گو وہ اپنی شان میں
جلوہ اسکا ہے مگر انسان میں
اے خدا ان دونوں سورت کے طفیل
جیت جائیں عالم فانی کا کھیل
نگہ لطف جود ہو ربّ انام
اس غنی اور اہل حلقہ پر مدام" (۳۳)

صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے ہندی زبان میں ایک منظوم رسالہ ترتیب دیا تھا جس میں ہندی میں اشعار اور اردو ترجمہ شامل ہے۔ چند ہندی اشعار مع ترجمہ ملاحظہ ہوں۔

مہا پرش اور مہاشی ہیں گیان دیا کے روپ
سائیں غنی ہر درشن چاہے اکا دیکھ سروپ

marfat.com

ترجمہ :- یعنی کامل انسان اور کامل بزرگ انبیاء اور اولیا ہیں جو خدا کے علم اور حمت کے جمال و صورت ہیں سائیں غنی اگر خدا کے دیدار کی خواہش ہے تو انکا دیدار کر۔

منش بڑا وہ بھاگونت جسے لگن ہر ہوئے
سائیں غنی وہ ڈھور سماں جو کھائے پئے اور سوئے

ترجمہ :- یعنی وہ انسان بڑا خوش نصیب ہے جسکی لو خدا سے لگ جائے۔ سائیں غنی وہ چوپایوں کے مثل ہے جو کہ کھائے پئے اور سو جائے۔

اپنا پتہ تو یاد نہیں اور ہر کو ڈھونڈن جائے
سائیں غنی ایسے مورکھ کو کوئی کیا سمجھائے

ترجمہ :- یعنی اپنا پتہ تو یاد نہیں کہ میں کون ہوں میری ہستی کیا ہے اور یہاں کیوں آیا ہوں، لیکن خدا کو ڈھونڈنے نکلا ہے۔ سائیں غنی ایسے جاہل کو کوئی کیا سمجھائے۔

ستگر پورا مل گیا کھول دیا گھٹ دوار
سائیں غنی پھر آپ کو جانا جان لیا کرتار

ترجمہ :- یعنی جب مرشد کامل مل گیا تو اس نے دل کا دروازہ کھول دیا پھر یہ جانا کہ میں کون ہوں اور خدا کیا ہے۔ (۲۴)

حضرت سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب مثلاً ہندو، پارسی، سکھ ذات کے افراد بھی آتے تھے آپ نے اپنی مشہور تصنیف "مثنوی عالم فیض" (۱۹۱۷ء) کے دوسرے حصہ کو ہندو سادھوؤں کی تعلیمات کے بیان کیلئے مخصوص فرمایا جس کا عنوان آپ نے "اہل ہنودان" منتخب فرمایا۔ اس حصہ میں آپ نے ہندو سادھوؤں کیلئے مختلف انداز میں تعلیم فرمائی ہے۔ مثلاً فرماتے ہیں۔

marfat.com

"اے ست روپ قلم اب جھکاوے اپنا سیس
کہ کوٹ کوٹ تو کر بندگی کہ ہو آسیس
وہ اوم ہے وہ ہے اجنم وہ شرب شگتیمان
اسی کا سب پہ ہے اپکار ہے وہی بھگوان
اسی کا نام ہے اللہ ہے وہی یزدان
اسی کا نام ہے گاڈ اور وہی جگت کی جان
سناوے گن وہ نراکار دیوتا کو تو
تو ہاتھ جوڑ نمسکار کر سبھا کو تو" (۲۵)

مذکورہ حصہ میں سادھوؤں کے طرز تعلیم کو آپ اس طور بیان فرماتے ہیں۔

"ہیں کرتے ذکر مسلمان جیسے اللہ ہو
ہیں کرتے ذکر اسی طرح سے سبھی سادھو
بہت زیادہ یہ رائج ہے ذکر سن اے ملنگ
سنا جو میں نے وہ اوہنگ اور دگر شوہنگ"

حضرت صوفی سائیں غنی القادری علیہ الرحمۃ ہندو سادھوؤں کی ریاضت کے طریقے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بہت فقیر مہا پرش ست اور سادھو
کہ دم چڑھاکے وہ لیتے سماد ہیں ہر سو
مگر کپالی کے سادھن میں سخت محنت ہے
نہیں عمل ہے یہ آساں بڑی ہی دقت ہے" (۲۶)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ (سائیں غنی کے نواسے) اپنی تصنیف "تذکرہ ء بزرگان ذیشان" میں سائیں عبدالغنی کے حالات

marfat.com

میں تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ کراچی شہر کے قدیمی بزرگان دین کے زمرے میں شامل تھے عارف خدا، فقیر کامل، اہل ریاضت و مجاہدات و کرامات صاحب سلسلہ ہیں۔ سندھ کے مشہور و معروف بزرگ شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمۃ کے "مسلک و مشرب" اور سلوک سے ایک گونہ مشابہت رکھتے تھے۔ علمی و ادبی کمال اور شعر و شاعری کے ذوق سے بھی واقف تھے۔ فن موسیقی کے بھی ماہر، گویا کہ "ہرفن مولی" تھے......۔

"مسلم اور غیر مسلم ہر مذاہب کے روحانیت پسند افراد انکی مجلس تعلیم و تربیت میں شریک ہوتے تھے"۔ (۲۷)

طالبان حق کی راہنمائی اور تعلیم و تربیت کی خاطر سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے "حلقہء ذکر اللہ" کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ ہر ہفتہ آپ اپنی صحبت میں آنے والوں کو درس رشد و ہدایت سے فیضیاب فرماتے تھے۔ اسکا ذکر آپ خود اپنے ایک ہندی شعر اور اسکے ترجمہ و تشریح میں اس طرح کرتے ہیں۔

اُسی ستگرُ کی دیَا سے چالو ہے منڈل ست سنگ
سائیں غنی ہر ہفتے لگتا ہے یہاں ہَر کا رنگ

ترجمہ:۔ یعنی اسی مرشد کامل (گل حسن شاہ قلندر پانی پتی علیہ الرحمۃ) کی مہربانی سے حلقے شریف کی مجلس جاری ہے۔ سائیں غنی ہر ہفتے اتوار کے روز شام کے پانچ بجے کے بعد یہاں خدا کا رنگ یعنی توحید حقیقی کی ہدایت ہوتی ہے اور خدا کی درگاہ عالی میں مناجات حصول نعمت حقیقی کیلئے کی جاتی ہے ایسی مجلس دنیا بھر میں کہیں کوئی نہ دیکھے گا جس میں مسلمان، ہندو، سکھ، پارسی، دیوان اور مرہٹے شریک ہوں اور مل بیٹھیں۔ (۲۸)

marfat.com

حضرت صاحبزادہ محمد بشیر محقی القادری علیہ الرحمۃ (سائیں عبدالغنی کے نواسے) اپنی تصنیف "عرفان اقبال اور افادات نیازی" میں اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اس آخر دور اور عصر حاضر میں یہ آپ کا تنہا تصرّف اور زور کمال تھا کہ "درگاہ معرفت" میں ہندو، سکھ، پارسی، دیوان، مرہٹے صاحبان مسلمانوں کے ساتھ یاد الٰہی اور ذکر و فکر میں ذوق و شوق سے حصہ لیتے تھے۔ اور کمال استغنا تھا کہ مقامی تھیو سوفیکل کانفرنسوں اور امارت و ناموس سے آخر دم تک علیحدہ رہے اور اپنے خاموش مشن کو چھبیس برس تک جاری رکھ کر متلاشیان حقیقی کو مالا مال فرمایا۔" (۲۹)

شاعر مشرق، مفکر پاکستان ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے بھی حضرت سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کے پیرو مرشد حضرت سید گل حسن شاہ قلندر پانی پتی سے استفادہ کیا تھا اور ان سے دعا لینے انکی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس بات کا ذکر صاحبزادہ بشیر محقی القادری علیہ الرحمۃ اس طرح کرتے ہیں۔

"حضرت علامہ کو یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ اور میرے نانا بزرگوار ایک ہی "درگاہ معرفت" کالج آف تھیالوجی اینڈ تھیوسافی ہی کے فیض یافتہ تھے" (۳۰)

چونکہ علامہ اقبال اور سائیں عبدالغنی ہم عصر تھے اگرچہ دونوں کی آپس میں ظاہری ملاقات یا خط وکتابت کا حوالہ نہیں ملتا تاہم علامہ اقبال کے نظریات اور فکر و نظر کے اثرات سائیں عبدالغنی کی شاعری اور لٹریچر میں پائے جاتے ہیں۔ اسکا ثبوت صاحبزادہ بشیر محقی القادری علیہ الرحمۃ کی اس تحریر سے ملتا ہے:

"اقبال کی تعلیمات اور میرے قبلہ گاہی نانا بزرگوار کے روحانی

marfat.com

مشن میں کس قسم کی یکسانیت تھی جو چاہتا تو آج ڈاکٹر ٹیگور کی طرح شہر بہ شہر لیکچر دے کر کافی شہرت حاصل کرتا مگر ایک فانی فا اللہ اور قلندر یگانہ کو ان باتوں سے کیا سروکار" (۳۱)

ایک اور جگہ اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں:

"گو علامہ (اقبال) کے تخیلات اور میرے قبلہ گاہی (نانا) کے انداز بیان میں بہت بڑا فرق ہے مگر "اصول و نظریات" میں کوئی اختلاف نہیں ... میرے قبلہ گاہی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کا بیشتر ذریعہ شاعری اور ارشادات عالیہ پر مشتمل ہے اسی طرح علامہ مغفور کا بھی" (۳۲)

سائیں عبدالغنی کی زندگی خلق خدا کی دینی و روحانی نشوونما کیلئے وقف تھی لیکن ساتھ ہی وہ حکمت کے فن سے بھی واقف تھے اور جسمانی علاج حکمت کے نسخوں اور دواؤں کے ذریعے کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ۱۹۰۵ء میں ایک ضخیم تصنیف "وشن گنج" کے نام سے شائع کی جس میں نظموں و غزلوں کے علاوہ ایک حصہ خاص حکمت کے اصولوں اور نسخوں کیلئے مخصوص کیا جس میں آپ نے نہ صرف اپنے بلکہ دیگر حکماء کے نسخے بھی شامل اشاعت کئے۔ آپ نے امراض اور انکے علاج کو اشعار کی صورت عطا کی۔

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کے نواسے ادیب سندھ صاحبزادہ محمد بشیر محقی القادری علیہ الرحمۃ "وشن گنج" کے بارے میں اپنی تصنیف "نوائے عارفانہ" میں یوں رقمطراز ہیں۔

"وشن گنج" میں آپکے اردو کلام کے علاوہ ہندوستان کے دور اول و آخر کے مشہور شعراء کے ارشادات بھی ہیں جو آپ کے مخلص عقیدت مند رائے بہادر سیٹھ وشن داس مانجھو والے

marfat.com

کی وساطت سے طبع ہوئی تھی ..... آپ نے وشن داس مانجھو والا کے خیر خیرات و سخاوت کے کارناموں کو اپنے کلام میں دہرایا۔ چنانچہ "وشن گنج" ۱۹۰۵ء میں چھپی جو ۸۰۰ صفحات پر شاہکار سائیں غنی علیہ الرحمۃ ہے۔ پہلے حصہ میں تندرستی، بیماریوں کے آسان نسخے اور اصول بیان کئے گئے ہیں اور اردو، سندھی مشکل الفاظ کی ایک لغت بھی دی گئی ہے۔ دوسرے حصے میں کراچی اور کوٹری میں پلیگ کی داستان، تاریخی حالات اور سیٹھ صاحب کی سخاوت کے کارنامے منظوم کئے گئے۔ تیسرے حصے میں اردو شاعروں، روحانی رمزوں، فارسی عارفوں عالموں کے اقوال و کلام ہیں اور سائیں صاحب علیہ الرحمۃ کی غزلیات وغیرہ ہیں۔ اردو کے ہندوستانی شعراء کا چیدہ کلام بھی درج کیا گیا ہے۔ "وشن گنج" نہایت قیمتی مخزن اور علمی خزینہ ہے جو ادب کے شائقین کو سیٹھ صاحب کی جانب سے بطور تحفہ دیا جاتا تھا۔ (۳۳)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف "وشن گنج" میں جس طرح امراض اور انکے علاج کو اشعار کی صورت میں بیان کیا ہے۔ اسکا نمونہ ملاحظہ ہو۔

مرض طاعوں کی نشانی سر بسر
یاد رکھئے ہے یہی بس پر خطر
ہو خمار آگیں و آنکھیں نیم وا
چشم خواب آلودہ ہووے برملا

marfat.com

سرخی کا مطلق نہ اس میں ہو اثر
بلکہ زرد ہو آنکھ اسکی پر خطر
قبض کے باعث نہ ہو کچھ اشتہا
سُست ہووے جسم سارا اے فتا
چہرہ مرجھایا ہوا اور زرد ہو
دل میں رنج و غم و سر میں درد ہو
ٹکٹکی باندھ اک طرف دیکھا کرے
جان لو وہ مرض میں بیشک پھنسے

علاج :-

مرض طاعون کا یہ بہتر ہے علاج
حق شفا بخشے تو جانبر ہے علاج
پاؤ تم جس میں علامات وبا
فوراً اسکی کیجئے دارُو دوا
پہلے تو اسکے لئے تنہا مکان
دیکھ کر اسمیں رکھو اسکو بجان
ہو مکان ایسا جہاں ہو خوش ہوا
کھاٹ پر اسکو سلاؤ برملا
اسکے پیشاب اور غلاظت کیلئے
اک جدا برتن خلاصہ چاہیئے
اسمیں کچھ چونا چھڑک کر اے فتا
رکھیئے زیر چارپائی برملا
ایک خدمت کیلئے ہو آدمی
دوسرا نزدیک نہ جاوے کوئی
گرمی کے دن ہوں تو بہتر ہے ہوا

marfat.com

سردی میں آتش جلاؤ برملا
ہو ہوا زیادہ تو در کو کیجے بند
پاس اسکے غل نہ کیجے ہوشمند
غم کی مت باتیں کرو اس سے کبھی
دو تسلی اسکے تیں تا خوش ہو جی
پانی گر بیمار مانگے تو بجاں
دیجئے اسکے تیں اے راز داں
سرد پانی بیچ کچھ سرکہ ملا
دیجئے پانی کی خاطر برملا
یا تو ایک ٹکڑا دو اسکو برف کا
منہ میں رکھ کے تاکہ چوسے وہ فتا
شربت لیموں یا شربت انار
دیجئے پانی ملاکے آشکار
یا برانڈی ایک حصے کے اندر
چار حصہ سوڈا واٹر ڈال کر
دو بلاشک آب سرد اس کو اے یار
پیاس سے تاکہ نہ ہو وہ بے قرار (۳۴)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے فارسی زبان میں بھی اشعار کہے ہیں۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

حق نور، نبی نوری و قرآں ہمہ نوراست
اسلام ہمہ نور مسلماں ہمہ نوراست
آں آل و صحابان محمد ہمہ نورند
خدام ہمہ نوری و درباں ہمہ نوراست

marfat.com

ہر برگ و گل و غنچہ و ہر شاخ و ثمرہا
ہر سبزہ ء اسلام گلستاں ہمہ نور است
گر کافر صد سالہ بدل کلمہ بخواند
لاریب شود صاحب ایماں ہمہ نوراست
ہر کلمہ گو نوراست ز انوار محمد
ایں نعت غنی سائیں یقیں داں ہمہ نوراست (۳۵)

ایک فارسی نعت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

"روح منور جسم مطہر ہادی رسول اللہ توئی
باعث آدم فخر دو عالم مہدی نور اللہ توئی
ہست خطاب داعی الی اللہ مظہر حق رحمت خلق اللہ
لا عین اللہ لا غیر اللہ الحق سر اللہ توئی
سائیں غنی من ذات ندیدم ذاتش غیر صفات ندیدم
غیر شفیع نجات ندیدم احمد صلی اللہ توئی" (۳۶)

قبلہ ء سالکان توحید است
کعبہ ء واصلان توحید است
نقطہ ء احدیت مقام ھو
منزل عاشقان توحید است
ماسوا ہست ظلمت و تاریک
نور دل نور جان توحید است
قطرہ ہائے سمندرِ ہستی
نور ریگِ روان توحید است
بہر مرغانِ قدس لاہوتی
چمن گل فشان توحید است

marfat.com

نقطہ ہائے صحیفہ ء حکمت
حرف ہائے قرآن توحید است
اے غنی قرب حق اگر خواہی
فکر خلاق جان توحید است (۳۷)

"بہتر ز جملہ دین ہا دین محمدی ہست
ہر کلمہ گو مسلماں لاریب جنتی ہست
خوش بخت خوش زمانہ خوش جسم و جان خوش دل
خوش دین خوش پیمبر خوشدم ہر امتی ہست
باامت محمد ہرگز نمی رسد کس
گر مرد موسوی ہست یا مرد عیسوی ہست
در راہ دین ایماں امداد گر تو خواہی
بر ہر مقام مشکل مشکلشا علی ہست
ایں بخشش و عنایت آں خواجہ ء زمانست
از گنج دین و ایماں سائیں غنی، غنی ہست" (۳۸)

"باد صبا برد تو آں کوئے مصطفی را
برساں پیام عاشق محبوب کبریا را
بعد از صلوۃ بیحد بعد از سلام غایت
باصد ادب بگو آں سلطان دوسرا را
در بلدہ ء کراچی یک ہست عاشق تو
بہر خدا طلب کن بہ حضور ایں گدا را
امید وار بیحد دیدار پاک تو ہست
محروم کن نہ شاہا ایں بندہ بینوارا

marfat.com

ایں عرض کن پیامی سائیں غنی زالفت
غمخوار بیکساں را آں فخر انبیاء را" (۳۹)

صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے اپنے مریدین و معتقدین کیلئے اردو میں دعائیں بھی تحریر فرمائی ہیں ان دعاؤں کو آپ "دعائے حلقہ شریف" کے نام سے تحریر فرماتے تھے اور اپنے حلقہ شریف میں حاضرین کے ہمراہ انہیں پڑھا کرتے تھے۔ آپکی تحریر کردہ دعائیں پرسوز اور رقت آمیز ہیں۔ یہ دعائیں عاجزی و انکساری کو ظاہر کرتی ہیں۔ چند دعائیہ اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

"اے خدا خود کر تو ہی کچھ انتظام
کردیئے تیرے سپرد سب اپنے کام
ہم کو موقع بخش اپنی یاد کا
کچھ نتیجہ ہو عیاں فریاد کا
اے غنی ہیں حلقے والے منتظر
دیکھیں کب رب کی ہو رحمت کی نظر" (۴۰)

"اے خدائے پاک خلاقِ جہاں
تیرے در کو چھوڑ کر جائے کہاں
زندگی بخشا ہے تو راحت بھی بخش
قسمت اچھی بخش اور نعمت بھی بخش
جزو میں کلُ اور کلُ میں جزو کو
اس غنی کو تو دکھا دے سو بسو" (۴۱)

"سن گناہگاروں کی یارب التجا
کرتے ہیں اب تجھ سے ہم سب التجا

marfat.com

جرم سے اپنے بہت ہیں شرمسار
فضل سے اب بخشدے اے کردگار
جگ کے جو نزدیک اک مھول ہو
تو اگر چاہے وہی مقبول ہو
حلقہ والوں اور غنی کی التجا
ہو قبول اے حضرت ربّ العلا (۴۲)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے منظوم رشد و ہدایت کے علاوہ عام مسلمین اور خصوصاً مریدین کیلئے نثر میں سوال و جواب کے انداز میں بھی بہترین عارفانہ رشد و ہدایت کا اہتمام فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے مختلف نوعیت کے شریعت و طریقت سے متعلق سوالات خود ہی ترتیب دیئے ہیں اور پھر خود ہی انکے جوابات بھی تحریر فرمائے ہیں۔ گویا ایک طالب کے ذہن میں کسی طرح کا کوئی سوال اگر پیدا ہوتا ہے تو اسکا جواب کیا ہونا چاہیئے۔ چند سوالات و جوابات ملاحظہ ہوں:

س : دل کیا چیز ہے؟

ج : محلِ کیفیت رازِ الٰہی ہے مشاہدہ اسی دل کے ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ دل بھی تین ہیں ایک کو قلب شہید، دوسرے کو قلب منیب، تیسرے کو قلب سلیم کہتے ہیں جب تک دل سینہ میں رہتا ہے گوشت کا لوتھڑا ہی رہتا ہے مگر جب خدا عزوجل کا فضل ہوتا ہے اور وہ اپنے رب تعالیٰ کو بے دیکھے جان لیتا ہے اور اسکی خالقیّت کا اعتراف کرلیتا ہے اس دل کو قلب شہید کہتے ہیں۔ اور جب اسکی طرف صداقت سے رجوع ہوتا ہے تو اسکو قلب منیب کہتے ہیں اور جب خاص تجلّی گاہ رب ہوتا ہے اور اسمیں درد و سوز و جذب و عشق الٰہی پیدا ہوتا ہے تو اسکے رہنے کا محل تمام عضو سے بالا دماغ میں ہوجاتا ہے اسکو قلب سلیم کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ جو ظاہری حواس عشرہ ہیں انکو قوت روح عنصری سے پہنچتی ہے اور ہر اک حواس اپنے اپنے مقام پر اسی روح سے فیضان حاصل کرتا ہے بہ مثل جاسوس کے ہیں جو بذریعہ حواس روح کو خوشی یا

marfat.com

غم یا رنج یا راحت یا جہل یا علم سے باخبر کرتے رہتے ہیں۔ عالم ظاہر سے یہ حواس عشرہ جو حاصل کرتے ہیں روح کو اس سے مستفید کرتے رہتے ہیں مگر وہ قلب سلیم جس کو روح ملکوتی سے فیض پہنچتا ہے تو اس کیلئے حواس اور ہیں۔" (۴۳)

س : علم کی کتنی اقسام ہیں؟

ج : علم کی اقسام تو بہت ہیں مگر غرض حصول علم کی تین ہیں ایک علم حاصل کیا جاتا ہے شکم پروری کیلئے، دوم علم حاصل کیا جاتا ہے دین، مذہب پروری کیلئے سوم علم حاصل کیا جاتا ہے خود شناسی و خدا شناسی کیلئے لیکن بالا اول علم و دوم علم کے مدرسے ہیں اور علم سوم کے لئے خوش نصیبی سے کوئی رہبر کامل ملے تب ہی اس علم سے بہرہ ور ہوگا ورنہ ادھورے پن کی حالت میں گزار دے گا۔" (۴۴)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کے والد ماجد حضرت مولانا منشی محمد بشیر القادری علیہ الرحمۃ کراچی کے ایک مشہور صوفی بزرگ حضرت میوا شاہ غازی کے ہم عصر تھے۔ حضرت میوا شاہ کے نام سے کراچی کا سب سے قدیمی قبرستان بھی لیاری دھوبی گھاٹ کے علاقہ میں واقع ہے حضرت صوفی سائیں غنی کے مکان میں حضرت میوا شاہ اپنے فرزندان کے ہمراہ بغرض ملاقات تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے حضرت میوا شاہ کی شان میں "قصیدہ میوا شاہ غازی" کے عنوان سے مدحیہ اشعار بھی تحریر فرمائے۔ اشعار درج ذیل ہیں۔

"درجہاں یک مرد کامل بود میوا شاہ ولی
باخدائے پاک واصل بود میوا شاہ ولی
در ولایت حکمرانی کرد تا عمر ابد
در صفِ ابدال شامل بود میوا شاہ ولی
قدم درویشاں بہر ردّ بلا مشہور ہست
بہر ہر آفات قاتل بود میوا شاہ ولی

marfat.com

بر ارادتمند نگراں بود در عالم مدام
بر مدد ہر وقت مائل بود میوا شاہ ولی
دستگیر درد مند بود اے سائیں غنی
از مریدِ خود نہ غافل بود میوا شاہ ولی" (۴۵)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے اپنی متعدد تصنیفات میں ایک منظوم کتاب "قصائد دعائے میت" کے عنوان سے بھی تحریر فرمائی جس میں آپ نے خصوصیت سے ایسے کلام تحریر فرمائے جو مسلمان اپنے عزیز و اقارب کی موت پر بغرض ایصال ثواب نماز جنازہ کے روز، سوئم و چہلم اور برسی کی فاتحہ کے موقع پر پڑھ سکتے ہیں۔ اس کتاب کی وجہ تصنیف جو آپ نے خود تحریر فرمائی یہ تھی کہ ۱۹۳۰ء میں آپ کے بھتیجے محمد سلیمان قریشی دل کا دورہ پڑنے کے سبب انتقال فرماگئے۔ مرحوم کی سوئم و چہلم کی فاتحہ میں مسلمان، ہندو بھی بکثرت شریک ہوئے اور کئی میلاد خواں انجمنوں نے اس موقع پر مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کے قصائد پڑھے۔ ان قصائد کو سن کر سائیں عبدالغنی علیہ الرحمۃ کے دل میں ایسے قصائد تحریر کرنے کی تحریک پیدا ہوئی جو مسلمان اپنے عزیزوں کی اموات پر انکی مغفرت اور اپنی روحانی تسکین کیلئے پڑھ سکیں۔ چنانچہ آپ نے یوم وفات سے لیکر سوئم اور چہلم اور برسی کے موقع کی مناسبت سے اشعار تحریر فرمائے۔ بطور نمونہ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

"اے محبّو جو میت پہ آؤ
سورہ ء فاتحہ پڑھتے جاؤ
جبکہ میت مسلماں کی پاؤ
سورہ ء فاتحہ پڑھتے جاؤ
جو کروگے نہ ہوگا وہ زائل
ہوگا بیشک ثواب اسکو حاصل

marfat.com

اسکے حق کو نہ تم بھول جاؤ
سورہ ء فاتحہ پڑھتے جاؤ
یہ غنی سائیں کی ہے گزارش
اہل موتیٰ کے خاطر سفارش
جس جگہ کوئی میت کو پاؤ
سورہ ء فاتحہ پڑھتے جاؤ" (۴۶)

"اے یارو یہاں بہر دعا ہو جئے شامل
یہ میت مرحوم کے ہے تیجے کی محفل
اب فاتحہ پڑھئے کہ ثواب اسکو ہو حاصل
یہ میت مرحوم کے ہے تیجے کی محفل
اسکے لئے قرآن پڑھو اور پڑھاؤ
غربا کے تئیں بہر خدا کھانا کھلاؤ
تا رحمت حق سائیں غنی اسپہ ہو کامل
یہ میت مرحوم کے ہے تیجے کی محفل" (۴۷)

"اے یارو دعا کیجئے از صدق بجاں آج
مرحوم کی ہی محفل چہلم ہے یہاں آج
اور بخشئے میت کے تئیں ختم قرآں آج
مرحوم کی ہی محفل چہلم ہے یہاں آج
قرآں جو پڑھائیں تو ثواب اسکا ہے بسیار
غرباؤں کو کھانا بھی کھلانا ہے بڑا کار
خوش ہووے کسی خیر سے وہ روح رواں آج
مرحوم کی ہی محفل چہلم ہے یہاں آج

marfat.com

یارب تو اسے گلشن فردوس عطا کر
پس ماندگوں کو صبر سے رکھ خرّم و خوشتر
اے سائیں غنی فاتحہ قل پڑھئے بجاں آج
مرحوم کی ہی محفل چہلم ہے یہاں آج" (۴۸)

"محبّو محفل برسی میں اب تشریف لاؤ گر
درود و فاتحہ قل پڑھکے بخشو روح موتا پر
گیا ملک عدم میں جو وہ واپس آنہیں سکتا
کوئی انساں جو جانا چاہے واں تک جا نہیں سکتا
مگر اعمال خیر اسکے لئے پہنچانا جو چاہے
پہنچ جاتے ہیں وہ بے شک کوئی لوٹا نہیں سکتا
محبو محفل برسی میں اب تشریف لاؤ مگر
درود و فاتحہ قل پڑھکے بخشو روح موتا پر" (۴۹)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے مشہور مجموعہ ء وظائف عربی "دلائل الخیرات" کی طرز پر عربی زبان میں مشکل پیش آنے کے سبب اردو زبان میں "اردو دلائل الخیرات مقبول یعنی ہدیہ ء رسول" کے عنوان سے پورا ہفتہ کیلئے اردو میں صلوۃ و سلام کے اشعار تحریر فرمائے ہیں۔ ساتھ ہی حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ اور حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے فرمائے ہوئے عربی درود شریف کو بھی جمع فرمایا ہے۔ اس "اردو دلائل الخیرات مقبول" کی وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے آپ عربی میں حمد و ثنا کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"فیقول المحتاج الی ربہ الغنی عبدالغنی بن محمد بشیر الصوفی قد رسم فی البال حبّ النبی الکریم واعظم الطرّق الی قربہ الصلوٰۃ علیہ والتسلیم فاحببتُ لھذا الجمع وسمیّۃ بحزب دلائل الخیرات

marfat.com

ارجو اللہ ان ینفع المسلمین" (۵۰)

مذکورہ بالا عربی زبان میں وجہ تصنیف کا اردو ترجمہ آپ اس طور فرماتے ہیں:

"خدا کو حمد کہ جس نے شرف ہمیں بخشا
نبی پاک رفیع المکاں کی خدمت کا
اسی نے دی ہمیں عظمت لکھیں صلوۃ و سلام
منیع قدر نبی کے جو ہیں منیع مقام
درود اسکے سلام اسکے اس نبی پہ مدام
کہ جس نے نوش کیا رب کے ہاں شراب و طعام
اور اسکے آل اور اصحاب اور محبوں پر
چلیں ہوائیں جہاتک تھمے رہیں پتھر
ہے اسکے بعد یہ عبدالغنی کا عرض و نیاز
کہ اپنے ربّ غنی پر جسے ہے فخر و ناز
کہ میرے والد محسن نکو منش خوش خو
ہے نام جنکا محمد بشیر غفرلہ
نبی کے حب کا مرے دل میں ہے جما نقشہ
اور اسکے قرب کا سب سے بڑا یہ ہے رستہ
کہ لوگ اسپہ پڑھا ہی کریں درود و سلام
اسی کیواسطے میں نے کیا جمع یہ کلام
ہو نام اور ہو تاریخ اور ہو بات کی بات
یہی کمال ہے حزب دلائل الخیرات" (۵۱)

۱۳۳۶ھ

آپ نے "اردو دلائل الخیرات مقبول" میں ہر ہر دن کیلئے اردو درود شریف نظم کی صورت میں تحریر فرمائے جسکا ایک نمونہ ملاحظہ ہو:

marfat.com

"الٰہی بھیج درود و سلام احمد پر
حبیب اپنے مقدس نبی محمد پر
الٰہی آل محمد پہ ہوں درود و سلام
اور انکے جملہ صحابہ پہ ہوں سلام مدام
الٰہی برکتیں نازل ہوں روح حضرت پر
اور انکی آل اور اصحاب و اہل ملت پر" (۵۳)

"الٰہی بھیج تو اس فخر انبیاء پہ درود
الٰہی بھیج تو اس تاج اولیاء پہ درود
الٰہی بھیج تو اس دافع الوبا پہ درود
الٰہی بھیج تو اس قاطع البلا پہ درود
الٰہی بھیج تو اس صاحب لقا پہ درود
الٰہی قافلہ ء دیں کے مقتدا پہ درود" (۵۳)

مذکورہ "اردو دلائل الخیرات" میں سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے "درود تاج" اور حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا عربی قصیدہ درج کر کے ان دونوں درود شریف کا اردو ترجمہ بھی فرمایا ہے اور ان دونوں درود شریف کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ بڑے ولی کامل کی تصنیف ہیں اور اولیائے کاملین کا وظیفہ اور معمول رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اسکی اجازت مجھے میرے والد ماجد سے حاصل ہے اور اب اسے اس کتاب میں پیش کر دیا ہے۔ (۵۴)

اسی "اردو دلائل الخیرات" میں آپ نے ایک منفرد دعا بھی "دلائل الخیرات اجنہ" کے نام سے عربی زبان میں نقل فرمائی ہے جسکی اجازت آپ کو عامل کامل حضرت شیخ عبید زمزمی مکی علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوئی۔ مذکورہ دعا عالم غیب یعنی جنات میں بمنزلہ دلائل الخیرات کے سمجھی

marfat.com

جاتی ہے اور شیخ عبید زمزی نے آپکو اسکا مشاہدہ بھی کروایا۔ آپ نے اس دعا کو بوقت عشاء شب جمعہ ایک بار صدق و اخلاص سے پڑھنے پر ہفتہ بھر کے صغیرہ و کبیرہ گناہ کی بخشش کی بشارت سنائی ہے۔ (۵۵)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے طالبان حق کو شریعت و طریقت کی تعلیمات و رشد وہدایات کے علاوہ عوام الناس کیلئے اصلاحی اشعار اور نصیحتوں سے بھی فیض پہنچایا ہے۔ آپ نے اپنے حلقہ ذکر اللہ میں اپنی زبان مبارکہ کے علاوہ بھی لوگوں کی اصلاح اور معاشرے کے بے جا رسوم و رواج کے خلاف تصنیفات بھی شائع فرمائیں جن میں آپ نے اپنے قلم کے ذریعے جہاد فرمایا اور معاشرتی خامیوں کی نشاندہی فرماکر انکی اصلاح فرمائی۔ اپنی مختصر تصنیف "ذخیرہء ہدایت خزینہء فراست" میں عوام کی تعلیم و تربیت کی خاطر آپ نے جو اشعار تحریر فرمائے ان میں سے چند بطور مثال ملاحظہ ہو۔

کر بزرگوں کی تو خدمت باادب
رکھ مروّت اور مودّت کا تو ڈھب
کر سخاوت ساتھ درویشوں کے تو
رکھ لے مرہم دل پہ دل ریشوں کے تو
دوست بن کر کر سدا دشمن کا ساتھ
لطف احساں کا بڑھا رکھ اس پہ ہاتھ
صحبت ناداں نہ کر اور دور بھاگ
انکی قربت سے لگے حرمت میں آگ
مت طمع رکھ غیر کی تو ملک پر
ظاہر و باطن ہے چوری میں ضرر
جمع مت کر مال اور مت بن بخیل
جائے گا وہ یونہی تو ہوگا ذلیل
مت بھروسے پر کسی کے کام کر

marfat.com

اپنا ہی بل کام آئے وقت پر
غیر محرم کو کبھی گھر میں نہ لا
مت بھروسہ کر تو عورت ذات کا
رکھ شریفوں کے تو ہمسائے میں گھر
بد پڑوسی سے ہمیشہ کر حذر
گھر سے باہر زن کو تو تنہا نہ چھوڑ
اپنا سر سنگِ ندامت سے نہ پھوڑ
اپنی ہمت سے نہ بڑھ کے کام کر
ہے پشیمانی کا ان باتوں میں ڈر
نفع آدھا ہو تو سارے پر نہ جا
ورنہ تو ہوگا پشیماں برملا
گر کسی سے تو کرے اقرار و قول
کر وفا اس قول کو مت جھوٹ بول
مرد و زن کا ہو جہاں جھگڑا اگر
خود سے جا کر فیصلہ ان کا نہ کر (۵۶)

صوفی سائیں عبدالغنی القادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک اور تصنیف "ہدایت عام" میں بھی مسدس اشعار کے ذریعے لوگوں کی اصلاح فرمائی اور لوگوں کے درمیان خوشی و غمی میں ہونے والے بے جا رسوم و رواج کی خامیاں اجاگر فرما کر ان سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ "ہدایت عام" میں آپ نے جن موضوعات پر اشعار کی صورت میں ہدایت فرمائی ہے ان میں چند یہ ہیں۔

ہدایت بر نفرت نفاق، ہدایت بر وصلت اتفاق، ہدایت بر پرہیز از بدگمانی، ہدایت بر مذمت غیبت، ہدایت بر مذلت حسد، ہدایت بر بخل اہل دول، ہدایت بر معرفت محبّ خدا،

marfat.com

ہدایت بر کاہلی محنت و مزدوری، ہدایت بر محافظت رسوم شادی، ہدایت بر اصلاح رسم و رواج، ہدایت بر نفرت قرض، ہدایت بر نقص زیوارت، ہدایت بر ممانعت میکشی، ہدایت بر ممانعت زنا، ہدایت بر مذمت خوشامد وغیرہ آپکی تصنیف " ہدایت عام " سے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

مری جاں سے پیارے عزیز و محبوّ
میں اک عرض کہنے کو ہوں دل سے سن لو
نیا چرخ کھانے پہ ہے چرخ بدخو
کہیں اسکے حلقہ میں تم آ نہ بھولو
اجازت سخن کی ذرا چاہتا ہوں
میں کہنے کو اب ماجرا چاہتا ہوں
ہو کس سوچ میں سر ذرا تو اٹھاؤ
ذرا دائیں بائیں نظر تو پھراؤ
جو ہیں خواب غفلت میں انکو جگاؤ
بچو خود بھی اور ساتھیوں کو بچاؤ
جو بھڑکی یہ نا اتفاقی کی آتش
یقیں ہے سبھوں کا جلا دیگی آتش
یہ نااتفاقی کی آتش ہے بدتر
سلگتے ہی الفت کا دیوے جلا گھر
بھڑک جبکہ اٹھی یہ مجمع کے اندر
تو ہر ایک بھاگے گا جان اپنی لیکر
نہ بھائی کی بھائی کو چاہت رہیگی
نہ یاروں کے اندر رفاقت رہیگی (۵۷)

marfat.com

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے اشعار کی صورت میں بے شمار حمد، نعت و مناقبات بزبان اردو ہندی، سنسکرت، فارسی، سندھی یادگار چھوڑا ہے علاوہ ازیں نثر میں بھی آپ کے مطبوعہ وغیرہ مطبوعہ تصنیفات دستیاب ہیں۔ آپکی علمی و دینی خدمات کے اعتراف میں آپ کے بڑے نواسے حضرت صاحبزادہ بشیر محمی القادری علیہ الرحمۃ اپنے ایک مضمون "عارف حق غنی سائیں اور اقبال" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت صوفی سائیں غنی علیہ الرحمۃ قبلہ کا بہت بڑا لسانی ادبی علمی کارنامہ منظوم ارشادات، خطب اردو اور مجموعہ نظم و نثر علم تصوف و روحانیت میں ضخیم کتاب یادگار تصنیف مثنوی عالم فیض وغیرہ قابل ذکر ہیں۔"

اردو سنسکرت سے حضرت قبلہ سائیں صاحب علیہ الرحمۃ نے عالم شباب سے لے کر آخری دور تک نظم و نعت غزل منقبت فارسی سندھی سرائیکی عربی اردو ہندی دوہے سنسکرت میں کافی سرمایہ ء ادب چھوڑا گو فن شاعری کے اصناف و انداز سخن و معیار میں کما حقہ آپکو بلندی کامل حاصل نہ ہو لیکن تخیلات عارفانہ سلیس وجدانہ انداز میں تعلیم ہدایت روحانی کا ایک دلچسپ اور عمیق مطالعہ ایک جدید عارفانہ تخیل کی عکاسی بھی کرتا ہے۔

کراچی میں اردو شعر و ادب کی ترقی و فلاح اور نشوونما میں انکی تصنیفات سرمایہ ء کلام کو ایک خاص حیثیت حاصل ہے۔ (۵۸)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ اور مفکر پاکستان حکیم الامت ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمۃ ہم عصر ہونے کے علاوہ ایک ہی بزرگ کے نام لیوا بھی تھے۔ یعنی موئف تذکرہ ء غوثیہ حضرت علامہ گل حسن شاہ قلندر قادری پانی پتی علیہ الرحمۃ سے حضرت سائیں عبدالغنی القادری کو شرف بیعت حاصل تھا اور علامہ اقبال علیہ الرحمۃ بھی علامہ گل حسن قلندر کی خدمت مین بغرض دعا حاضری دے

marfat.com

چکے تھے۔ حضرت صاحبزادہ محمد بشیر محقی القادری علیہ الرحمۃ اپنی تصنیف "اقبال کا نظریہ ء تصوف" میں اس طرف اشارہ فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

میرے قبلہ گاہی نانا بزرگوار عارف سندھ اور عارف ہند علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا سلسلہ ء نسبت ایک ہی "آستانہ ء فیض" کاشانہ سے وابستہ تھا۔ مگر ایک دوسرے سے تعارف کا موقع نہ ملا۔ (۵۹)

حضرت علامہ گل حسن قلندر پانی پتی علیہ الرحمۃ (مرشد حضرت سائیں عبدالغنی) سے علامہ اقبال کی ارادت و عقیدت کے بارے میں ایک اور جگہ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"آثار سے اور میرے بزرگوں کے بیانات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اقبال کا حضرت قلندر صاحب سے رابطہ ء عقیدت و ارادت تھا۔ اور آپ نے اپنی ایک تصنیف آپ کی خدمت میں بھیجی تھی جسے میرے نانا بزرگوار اور دیگر احباب و اخوان طریقت نے مجلس قلندر صاحب میں دیکھا اور اسکا خاص طور پر تذکرہ حضرت علامہ حسن پانی پتی نے میرے قبلہ نانا بزرگوار علیہ الرحمۃ سے کیا" (۶۰)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی اور ڈاکٹر علامہ اقبال میں معاصرت کے علاوہ دونوں بزرگ ہستیوں کے کلام اور فکر و نظر میں بھی بعض جگہ یکسانیت پائی جاتی ہے اور خصوصاً نظریہ خودی و خودشناسی میں سائیں عبدالغنی اور علامہ اقبال کے کلام و اشعار میں بڑی حد تک مماثلت ہے۔ چنانچہ حضرت سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کی ایک تصنیف "ہدایت خودشناسی" کے حوالہ سے آپ کے نواسے حضرت صاحبزادہ بشیر محقی القادری علیہ الرحمۃ بطور نمونہ سائیں عبدالغنی اور علامہ اقبال کے ایک شعر کو تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

marfat.com

میرے قبلہ گاہی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کا بیشتر ذریعہ شاعری اور ارشادات عالیہ پر مشتمل ہے اسی طرح علامہ مغفور کا بھی ...

اس وقت میرے قبلہ گاہی علیہ الرحمۃ کی ایک مختصر سی تصنیف "ہدایت خود شناسی" کے چند افادات اظہار میں لاتا ہوں۔ حضرت قبلہ گاہی عارف سندھ اپنے ایک دوہے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"جو نہ جانے آپ کو ہر کو جانے نانھ
سائیں غنی جو آپ کو جانے سب کچھ پا کے مانھ

عارف سندھ اپنی اس تصنیف کے آغاز میں اقبال کا یہ شعر لکھتے ہیں:

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تو
قطرہ ہے لیکن مثال بحر بے پایاں بھی ہے (۶۱)

چونکہ حضرت سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کی تعلیمات کا محور و مرکز خودشناسی و خدا شناسی ہے اس لئے آپکے کلام میں خواہ وہ نثر میں ہو یا نظم میں، نظریہ، خود شناسی نمایاں نظر آتا ہے۔ گویا آپ اپنے مریدین و طالبان حق کو پہلے خود شناسی کی تعلیم و تربیت دیتے ہیں۔ ایک جگہ آپ اپنے شعر میں اسی خود شناسی کی طرف توجہ دلاتے ہیں:

"وہ نہیں مرشد مرا پہنچائے جو حق تک مجھے
مجھ کو جو پہنچائے مجھ تک میرا مولا ہوگیا" (۶۲)

وصال:-

حضرت سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ نے چوراسی سال کی عمر شریفہ میں ۱۹۳۸ء مطابق ۱۳۵۷ھ کراچی میں وصال فرمایا۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھانجے، داماد، و خلیفہ حضرت مولانا حافظ قاری الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ (۶۳) نے پڑھائی۔ آپ کا مزار اقدس لیاری قبرستان دھوبی گھاٹ میں واقع ہے۔ آپ نے بے شمار، مطبوعہ و غیر مطبوعہ کلام یادگار چھوڑا ہے۔ جو تصنیفات اب تک شائع

marfat.com

ہو چکی ہیں ان میں عالم فیض ، آئینہ ء قلندری، دعائے قصائد میت، اردو دلائل الخیرات، ذخیرہ ء ہدایت خزینہ ء فراست، پستک برہم گیان ایڈیشن ، عرفان غنی حصہ اول و دوم، فیضان غنی حصہ اول دوم و سوم، ہدایت خود شناسی، ہدایت توحید حق، ہدایت عام اور وشن گنج شامل ہیں۔

آپکے وصال باکمال پر متعدد علماء و صوفیائے عظام نے تاریخ وفات و قطعات و تعزیتی اشعار تحریر فرمائے جن میں سے چند بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔

قطعات تاریخ وصال حضرت سائیں غنی از مولانا ظہور الحسن درس علیہ الرحمۃ ابن مولانا عبدالکریم درس علیہ الرحمۃ :

"نیک سیرت حضرت سائیں غنی خلد آشیاں
زینت بزم تصوف افتخار خانداں
جنکی صورت سربسر اخلاص کی تصویر تھی
انکی صحبت سے شگفتہ تھا ولا کا بوستاں
آہ یکشنبہ کا دن اکیس از شہر نبی
چلدیئے دنیائے دوں سے جانب ملک جناں
اسطرح مغفور کی تاریخ کہدے اے ظہور
ہوگئے پیر حقیقی داخل قصر جناں" (٦٣)

سن ١٣٥٧ھ

جناب محمد خاں صغیر چھینوی شاگرد نواب فصاحت جنگ بہادر جانشین حضرت امیر مینائی نے حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کے پہلے عرس ١٣٥٨ھ پر آپکی یاد میں خراج عقیدت کے طور پر اشعار تحریر فرمائے جن میں سے چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

"رہبر اہل طریقت حضرت سائیں غنی
وہ نبی ء ہاشمی کا جانشین معنوی

marfat.com

انکا فیض عام تھا ہر وقت خاص و عام پر
سچ اگر پوچھو تو یہ احسان تھا اسلام پر
اتحاد ہندو مسلم کی یہ اک تفسیر تھے
انکے کیا کہنے یہ اک پیر سبکے پیر تھے
از سرنو ملت بیضا کو زندہ کردیا
یعنی اس بندے نے ہر بندہ کو بندہ کردیا (۶۵)

حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کے داماد، بھانجے و خلیفہ ء مجاز حضرت مولانا حافظ قاری شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے بھی آپ کی تعریف میں طویل اشعار تحریر فرمائے جن میں سے چند پیش کئے جاتے ہیں۔

مرشد و مولائے ما سائیں غنی
راحت دلہائے ما سائیں غنی
سر گروہ حلقہ ء ذکر خدا
یاد و بود کبریا سائیں غنی
کیا کہیں کس سے کہیں کس کی سنیں
ہم نے کیا کیا کھودیا سائیں غنی
سر گروہ حلقہ تم تھے اٹھ گئے
ہم ہوئے بے دست و پا سائیں غنی
عاشقاں را مذہب و ملت خداست
تھا یہ مذہب آپکا سائیں غنی
اے غلام قادری پڑھ دل سے اب
رحمت اللہ علی سائیں غنی (۶۶)

marfat.com

حواشی وکتابیات

(۱) مولانا منشی محمد بشیر القادری کا ذکر گزشتہ صفحات میں ملاحظہ ہو۔

(۲) عرفان غنی ، سائیں عبدالغنی القادری ، کراچی ، ادارہ محراب و منبر قادری مسجد ۱۹۸۷ء ص ۱

(۳) سوانح سائیں غنی (قلمی) ، سائیں عبدالرشید ، کراچی ، عثمان آباد ص ۹

(۴) قلمی سوانح ، سائیں عبدالغنی ص ۱۹ - ۲۰

(۵) سوانح سائیں غنی (قلمی) ، محولہ بالا ص ۹

(۶) عرفان غنی ، محولہ بالا ص ت

(۷) آپ ستائیس برس سے اپنے مکان میں گوشہ نشین تھے چہرے پر ہمیشہ نقاب رہا کرتا تھا۔ ایک سو ستائیس برس کی عمر شریفہ تھی۔

(۸) آپ حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے تھے۔ اور مرلی والے سائیں کے نام سے مشہور تھے۔

(۹) آپ کا مزار مستان تالاب کرٹیل باڑی بمبئی ہندوستان میں ہے۔

(۱۰) سائیں غنی نے اپنی شاہکار تصنیف "مثنوی عالم فیض" کا ایک حصہ ہندو موحدین کی تعلیمات کے بارے میں مخصوص فرمایا ہے۔ (عالم فیض ۱۹۱۷ء)

(۱۱) عرفان غنی ، محولہ بالا ص ت

(۱۲) محفل میلاد شریف ، مرتبہ غلام احمد نظامی ، کراچی ، عباسی کتب خانہ ، ۱۹۳۶ء ، ص ۹

(۱۳) ملفوظات سائیں غنی ، سائیں عبدالرشید ، کراچی ، عثمان آباد ، ۱۹۶۶ء ، ص ۶

(۱۴) ہدایت توحید حق ، سائیں عبدالغنی القادری ، کراچی ، عباسی لیتھو آرٹ پریس ، ۱۹۳۱ء ص ۱۴

(۱۵) ایضاً ص ۱۸

(۱۶) فیضان غنی حصہ دوئم ، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری ، کراچی ، قادری پبلی کیشنز ،

marfat.com

۱۹۹۱ء، ص ۱۲
(۱۷) مثنوی عالم فیض ، سائیں عبدالغنی ، کراچی ، دبدبہ حیدری مشین پریس ، ۱۹۱۷ء ص ۱۹۳
(۱۸) محفل میلاد شریف، محولہ بالا ، ص ۲۰۴
(۱۹) مثنوی عالم فیض ، محولہ بالا ، ص ۱۹۶
(۲۰) محفل میلاد شریف، محولہ بالا ، ص ۱۹۶
(۲۱) مثنوی عالم فیض ، محولہ بالا ، ص ۱۹۸
(۲۲ - ۲۳) سہ ماہی محراب و منبر، مدیر صاحبزادہ فرید الدین القادری، کراچی ، قادری مسجد سولجر بازار، ص ۲۲ - ۲۱
(۲۴) پستک برہم گیان اپدیش ، سائیں عبدالغنی ، کراچی ، ۱۳۵۳ھ ص ۵، ۹، ۱۳، ۱۷
(۲۵ - ۲۶) محفل میلاد شریف، محولہ بالا ، ص ۱ - ۱۰
(۲۷) تذکرہ بزرگان ذیشان ، محمد علم الدین القادری علمی ، کراچی ، ۱۳۷۰ھ ص ۵
(۲۸) پستک برہم گیان اپدیش ، محولہ بالا ص ۷
(۲۹) عرفان اقبال اور افادات نیازی ، صاحبزادہ بشیر محقی القادری علمی ،لاہور ، کتاب منزل کشمیری بازار ۱۹۴۸ء ص ۲۳۶
(۳۰) ایضاً ص ۲۳۶
(۳۱) ایضاً ص ۲۲۵
(۳۲) اقبال کا نظریہ ء تصوف ، بشیر محقی القادری ، لاہور ، شیخ غلام اینڈ سنز ۱۹۳۸ء ص ۹۸
(۳۳) نوائے عارفانہ ، بشیر محقی القادری علمی کراچوی ، ادارہ ء تصنیف و تالیف جامع قادریہ ۱۹۵۶ ء باب الاسلام پریس ص ۵، ۶
(۳۴) وشن گنج حصہ اول ، سائیں عبدالغنی ، مطبع حوت کراچی بندر ۱۹۰۵ء ص ۲۷، ۳۱
(۳۵) قصائد دعائے میت ، سائیں عبدالغنی ، کراچی ، عباسی لیتھو آرٹ پریس ۱۹۳۱ء ص ۴۱
(۳۶) قصائد دعائے میت، محولہ بالا ، ص ۴۰
(۳۷) ہدایت توحید حق، صوفی سائیں عبدالغنی، کراچی، عباسی لیتھو پریس ، ۱۳۵۴ھ ، ص ۲
(۳۸ - ۳۹) محفل میلاد شریف، محولہ بالا ، ص ۱۲

marfat.com

(۴۰ - ۴۱ - ۴۲) دعائے غنی، صوفی سائیں عبدالغنی، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری پبلیکشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۱۲ - ۱۸ - ۳۲

(۴۳ - ۴۴) عرفان غنی، صوفی سائیں عبدالغنی، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۸۷ء، ص ۱۵ - ۲۱

(۴۵) ایضاً، ص ۷۱

(۴۶ - ۴۷ - ۴۸ - ۴۹) ایضاً، ص ۱۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸

(۵۰ - ۵۱) اضراب الصلوٰۃ و السلام، صوفی سائیں عبدالغنی قادری، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۳۳۴ھ، ص ۶ - ۷

(۵۲ - ۵۳) ایضاً، ص ۱۲ - ۲۱

(۵۴ - ۵۵) ایضاً، ص ۷۱ - ۷۵

(۵۶) ذخیرہ ہدایت خزینہ ء فراست، سائیں عبدالغنی، ۱۹۳۵ء ص ۵، ۶، ۸، ۱۲، ۱۳، ۱۷

(۵۷) ہدایت عام، عبدالغنی صوفی سائیں، مطبع ہوت کراچی بندر ۱۹۰۵ء ص ۱، ۲

(۵۸) نوائے عارفانہ، محولہ بالا ص ۱۰، ۱۱

(۵۹) اقبال کا نظریہ ء تصوف، محولہ بالا ص ۹۸

(۶۰) عرفان اقبال اور افادات نیازی، محولہ بالا ص ۱۷۲

(۶۱) اقبال کا نظریہ ء تصوف، محولہ بالا ص ۹۹

(۶۲) پستک برہم گیان اپدیش، محولہ بالا ص ۱۷

(۶۳) بانی قادری مسجد و خانقاہ قادریہ علمیہ سولجر بازار کراچی المتوفی ۱۹۷۱ء

(۶۴) سوانح سائیں غنی قلمی، محولہ بالا ص ۱۲

(۶۵) گلدستہ ء فیضان غنی، عبدالرشید سائیں، کراچی، کامل پریس ۱۳۴۸ھ ص ۲۶

(۶۶) ایضاً ص ۴۵

marfat.com

سید عبدالقادر جیلانی (حاجی شاہ)

(م ۱۳۶۳ھ)

حضرت سید عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ المعروف پیر حاجی شاہ جیلانی بن حضرت سید سخی بچل شاہ علیہ الرحمۃ (ثانی) حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے تھے۔

آپ ایک عارف کامل اور زاہد و عابد تھے۔ کئی حج کئے اور دو مرتبہ بغداد، کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی۔

بیعت :-

بغداد میں نقیب الاشراف حضرت سید احمد شرف الدین جیلانی قادری سجادہ نشین دربار غوث اعظم سے بیعت کی۔

آپ تہجد گزار اور شب بیداری کرنے والے تھے اکثر بزرگان دین کے مزارات پر جایا کرتے تھے۔

"تذکرہ ء اولیائے سندھ" کے مطابق چونکہ آپکی ولادت ۹، ذالحجہ کو ہوئی تھی اسلئے آپکو حاجی شاہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

وصال :-

آپ نے ۱۹، شوال ۱۳۶۳ھ کو ۶۳ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ مزار شریف حضرت سید بچل شاہ جیلانی علیہ الرحمۃ کے پائینتی نورائی شریف میں واقع ہے۔ (۱)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ ء اولیائے سندھ، مولانا محمد اقبال نعیمی، کراچی، شارق پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء ص ۱۱۸

marfat.com

پیر سید بھلن شاہ جیلانی

(م ۱۳۶۷ھ)

حضرت پیر سید بھلن شاہ جیلانی بن یاسین شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہما حضرت سید شاہ محمد اسماعیل قادری جیلانی علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ انکے آخری سجادہ نشین تھے۔

آپ عقائد کے اعتبار سے اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھتے تھے تاہم ایام محرم شریف میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کربلا کے واقعات سنتے تھے اور نیاز کا بھی اہتمام فرماتے تھے البتہ ذاکرین کو یہ اجازت نہ تھی کہ وہ صحابہ کرام کے بارے میں کوئی گستاخی یا توہین آمیز بات کریں۔

لوگ آپ کو نورائی شریف کا حاکم تسلیم کرتے تھے۔ آپ کے مریدین کی تعداد پورے سندھ میں پھیلی ہوئی ہے۔

آپ کا وصال نورائی شریف ۲۲ ، صفر ۱۳۶۷ھ بمطابق ۵ ، جنوری ۱۹۴۸ء کو ہوا۔ آپکے بنگلے ہی میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ (۱)

حواشی و کتابیات

۱) تذکرہ اولیائے سندھ ، مولانا محمد اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلیکیشنز ، ۱۹۸۷ء ص ۳۶

marfat.com

مولانا محمد قدیر بخش بدایونی

(۱۳۰۷ھ / م ۱۳۷۶ھ)

پیدائش :-

حضرت مولانا علامہ محمد قدیر بخش علیہ الرحمۃ کی پیدائش مولانا مفتی حافظ بخش علیہ الرحمۃ کے ہاں آنولہ (مضافات بریلی) میں ۱۳۰۷ھ / ۱۸۸۹ میں ہوئی۔ والد ماجد نے آپ کا تاریخی نام ۱۳۰۷ ھ کے حوالے سے "منظور الحبیب" رکھا۔ آپ نے درس نظامی کی اکثر کتابیں مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ شرح جامی کی ابتداء اور بعض درسی کتابوں کی تعلیم آپ نے مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔

۱۹۰۹ء میں حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی قدس سرہ کے عرس کے موقع پر سند اور دستار فضیلت حاصل کی بعد ازاں حکیم سید حسن مراد آبادی سے دو سال میں طب کی کتابوں کا درس لیا۔ آپ نے ۱۹۲۰ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

دینی خدمات :-

علامہ قدیر بخش بدایونی نے ۱۹۱۲ء مدرسہ شمس العلوم، بدایوں میں مدرس کے فرائض انجام دیے، ۱۹۲۴ء میں مدرسہ تعلیم الاسلام، جے پور میں صدر مدرس کی حیثیت سے آپکا تقرر ہوا جہاں ۳۲ سال آپ نے کمال محنت و جانفشانی سے خدمات انجام دیں۔

حضرت علامہ قدیر بخش بدایونی علیہ الرحمۃ ۱۹۵۶ء میں مستقلاً پاکستان

marfat.com

تشریف لے آئے اور حیدر آباد (سندھ) میں قیام فرمایا۔

مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری علیہ الرحمۃ نے آپکے وصال پر قطعہ تاریخ لکھا جس میں آپکی سندھ تشریف آوری کا تذکرہ یوں فرمایا۔

برائے چندے ، ریاست سے آئے پاکستان
یہاں مقیم تھے ممدوح کے کچھ اہل و عیال
پسر تھے آپ کے مسکن گزین حیدر آباد
یہیں قیام پذیر آپ بھی ہوئے فی الحال

علوم دینیہ کی تحصیل اور اسکا فروغ آپکا مشن تھا اس سلسلہ میں پروفیسر محمد ایوب قادری علیہ الرحمۃ کے نام ایک مکتوب میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"میری زندگی کا نصب العین علوم دین کی اشاعت ہے بحمداللہ تعالی میں اپنے اساتذہ کے مسلک کے مطابق اس باب میں جدوجہد عمل میں لارہا ہوں میں نے درس نظامی کے مروجہ نصاب کی ہی تعلیم جاری رکھی جو بڑی بابرکت ہے اور جامعیت علوم و فنون کے اعتبار سے درس نظامی اکمل ترین نصاب ہے اس نظام کی تکمیل سے تمام علوم و فنون کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے ..... اس درس کے ساتھ ساتھ زمانہ کے رجحانات کے پیش نظر پنجاب اور الہ آباد کی یونیورسٹیوں کے نصابوں کی تعلیم بھی جاری رکھی جو درس نظامی ہی میں قدرے ترمیم کے بعد ترتیب دیئے گئے ہیں"۔ (۱)

تلامذہ :-

آپ نے ایک طویل عرصہ درس و تدریس کی خدمات انجام دیں جن سے

marfat.com

کئی علماء نے استفادہ کیا چند تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں۔

۱ : حضرت مفتی عزیز احمد علیہ الرحمۃ (خطیب گڑھی شاھو لاہور)

۲ : مولانا محمود الحسن بدایونی علیہ الرحمۃ

۳ : مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ

۴ : مولانا عبدالواحد عثمانی علیہ الرحمۃ

۵ : مولانا حکیم نسیم الدین نقوی علیہ الرحمۃ (سندھ)

۶ : حافظ مبارک علی نابینا علیہ الرحمۃ (سندھ) وغیرہ

تصانیف :-

آپکی تصانیف میں سے ایک رسالہ "کتاب النکاح و الطلاق" ۱۹۵۶ء میں حیدر آباد سندھ سے شائع ہوا ایک اور رسالہ "عمل الفرائض" کا اصل مسودہ آپکے فرزند مولوی عبدالباری کے پاس محفوظ ہے۔ (۲)

وصال :-

حضرت مولانا قدیر بخش بدایونی علیہ الرحمۃ کا وصال ۹ ، ربیع الآخر ، ۱۲ ، نومبر ۱۳۷۶ھ / ۱۹۵۶ء کو حیدر آباد سندھ میں ہوا۔ (۳)

حواشی و کتابیات

(۱ - ۲ - ۳) تذکرہ اکابر اہلسنت ، عبدالحکیم شرف قادری ، لاہور، مکتبہ قادریہ ، ۱۹۷۶ء ، ص ۳۹۸ ، ۳۹۹

marfat.com

مولانا مشیت اللہ قادری

(۷ - ۱۳۰۶ / ۱۳۷۹ھ)

پیدائش :-

تذکرہ اکابر اہلسنت کے مطابق حضرت مولانا مشیت اللہ قادری ابن مولانا رحیم بخش قادری ابن مولانا حکیم سعید اللہ قادری ابن مولانا حافظ عظیم اللہ قادری رحمھم اللہ تعالیٰ اپنے وطن مالوف آنولہ (ضلع بریلی، یوپی) میں ۷ - ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم خلیفہ ضیاء علی سے حاصل کی اور فارسی کی کتب اپنے والد ماجد مولوی رحیم بخش اور مولوی اسد علی سے پڑھیں۔ عربی کتب اپنے جدامجد مولانا سعید اللہ قادری سے پڑھیں۔ کچھ کتابیں مولانا سید سراج الدین شاہ جہانپوری سے پڑھیں۔ فن شاہسواری اور بعض دیگر فنون بھی حاصل کئے۔

آپ تاریخ و ادب کے ماہر تھے اور خاص طور پر "تاریخ روہیل کھنڈ" پر گہرا مطالعہ تھا، انساب و رجال کے حافظ تھے۔

۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۲ء تک بمبئی میں قیام کیا اور اس دوران آغاخانیوں کا ردبلیغ کیا۔ پھر ۱۹۳۵ء سے ۱۹۲۷ء تک آپ دہلی میں مقیم رہے اور بھرپور تبلیغ کی جس کے نتیجے میں بہت سے غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے مولانا مشیت اللہ قادری علیہ الرحمۃ تحریک پاکستان میں بھرپور طریقہ سے پیش پیش تھے اور ۱۹۵۰ء میں ہجرت فرما کر دادو (سندھ) آگئے۔

marfat.com

آپ کی یادگار تصانیف میں "تاریخ الانساب" اور بعض رسائل ردِّ آریہ اور ردِّ شیعہ معروف ہیں۔

وفات:-

آپ ۲۱ ، ربیع الآخر، ۲۵ ، اکتوبر (۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء) کو بروز اتوار انتقال فرما گئے۔ (۱)

کتابیات و حواشی

(۱) تذکرہ ء اکابر اہلسنت ، محمد عبدالحکیم شرف قادری ، لاہور ، مکتبہ قادریہ ص ۵۲۱

marfat.com

پیر عبدالرحمن بھرچونڈی شریف

(۱۳۱۰ھ / ۱۳۸۰ھ)

پیدائش :-

مجاہد ملت، شیخ ثالث حضرت پیر عبدالرحمن ابن حضرت مولانا حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہما (۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ - ۹۳ء) میں بھرچونڈی شریف (ضلع سکھر) میں پیدا ہوئے۔ (۱)

آپ نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں وہ عشق الٰہی کی سرمستیوں کا زمانہ تھا۔ بھرچونڈی شریف میں فقراء کی ایک جماعت قرآن و ذکر اللہ میں ہمہ تن مشغول رہتی تھی۔ (۲)

سن تمیز پر مکتب میں بٹھائے گئے قرآن مجید پڑھنے کے بعد سراج العلماء مولانا سراج احمد (خان بیلوی ثم خانپوری) کو آپ کی تعلیم پر مقرر کیا گیا جن سے آپ نے نحو اور فقہ حنفی کی کتابیں پڑھیں۔ (۳)

پھر خانگی مصروفیات کی بناء پر حضرت مولانا گھر واپس چلے گئے چنانچہ کچھ عرصہ کیلئے تعلیمی سلسلہ رک گیا۔ (۴)

اسی اثناء میں مولانا عبدالکریم علیہ الرحمۃ (۵) ساکن میانوالی (پنجاب) ضلع ہزارہ کے ایک مدرسہ سے اپنی تعلیم مکمل کر کے سیر و سیاحت کرتے ہوئے بھرچونڈی میں تشریف لائے۔ حضرت کے والد شیخ ثانی علیہ الرحمۃ ان دنوں سفر پر تھے لیکن آپ نے مولانا صاحب کو بھرچونڈی شریف میں اقامت کیلئے مجبور کیا اور ان سے "بیضاوی شریف" پڑھنا شروع کر دی۔ (۶)

۱۳۴۶ھ میں والد ماجد کے وصال کے تیسرے روز خانقاہی دستور کے مطابق آپکی دستار بندی کرائی گئی۔ (۷)

دستار بندی کے فرائض مولوی احمد علیہ الرحمۃ سجادہ نشین خان گڑھ

marfat.com

شریف نے انجام دیئے جو کہ اس دربار کے خلفاء میں سے تھے نہایت ہی باکمال بزرگ عالم، فاضل اور سندھی زبان کے بہترین شاعر تھے۔ (۸)

حضرت شیخ ثالث علیہ الرحمۃ حد درجہ شرع کے پابند تھے نماز باجماعت کے پابند تھے اذان کے دوران گفتگو کو سخت ناپسند رکھتے تھے، "تقبیل ابہامین" کو مستحسن سمجھتے تھے۔ (۹)

نہایت سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور آپ کے ہر کام میں للہیت ہوتی تھی۔ (۱۰)

آپ انسانیت کی فلاح و بہبود کی طرف متوجہ رہتے تھے اس سلسلہ میں آپ کا ایک واقعہ بے مثال ہے کہ آپ جمعہ کے دن کسی کی دعوت پر تشریف فرما تھے کہ اچانک کسی کا جنازہ لایا گیا آپ نے نماز جنازہ پڑھا کر فرمایا کہ آج اتفاق سے جمعہ کے دن جنازہ پڑھا گیا ہے اور تمام جماعت روزہ سے ہے آؤ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اتباع کریں پھر آپ نے وہ حدیث شریف بیان فرمائی جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا تھا کہ تم میں سے آج روزہ دار کون ہے؟ جنازہ کی نماز کس نے پڑھی؟ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے والا کون ہے؟ اور تمام سوالات کے جواب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا تھا کہ یہ تمام کام میں نے کئے ہیں۔ جسکے نتیجے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ چنانچہ حضرت پیر عبدالرحمن علیہ الرحمۃ نے اپنے خرچ سے دیگ پکوائی اور فرمایا کہ افطار کے وقت ہر فرد اپنا حصہ یتیم اور بیوہ کو کھلائے چنانچہ تمام دن جماعت نے اپنے امام سمیت بیمار کی عیادت، بیوہ کی خبر گیری اور یتیم کی ہمدردی میں گزارا۔ (۱۱)

خدمات :-

حضرت پیر عبدالرحمن علیہ الرحمۃ اپنے دور کے سیاسی حالات سے بھی پوری طرح باخبر تھے اسلئے جب آپ نے دیکھا کہ انتخابی امیدوار ووٹ لینے کیلئے بڑے

marfat.com

لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں لیکن ایوان میں جانے کے بعد سب بھول جاتے ہیں تو آپ نے صوبہ ء سندھ میں افراد کو جمع کرکے "انجمن احیاء الاسلام" قائم کی جسکا مقصد قوانین شرعیہ کا نفاذ، چوری، ڈکیتی اور تمام غیرشرعی امور کا انسداد اور ملک و ملت کے خیر خواہ ممبروں کو کامیاب کرانا تھا آپ کو متفقہ طور پر انجمن کا صدر منتخب کیا گیا۔ جماعت کی طرف سے ایک اخبار "الجماعۃ" جاری کیا گیا۔

۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور مولانا سید محمد محدث کچھوچھوی کی کوششوں سے ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس میں حضرت شیخ ثالث ڈیڑھ سو رفقاء کے ساتھ شریک ہوئے اور کانفرنس کو کامیاب کرانے میں نمایاں حصہ لیا۔ مسجد منزل گاہ (۱۲) سکھر کو ہندوؤں کے قبضہ سے آزاد کرانے کیلئے آپ نے بھرپور جدوجہد کی اور قید کی مشقتوں کو بھی برداشت کیا آپ کی تبلیغ اور پرکشش شخصیت کا یہ اثر تھا کہ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا تھا جب کوئی غیر مسلم آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان نہ ہوتا ہو۔

آپ کی تمام عمر اشاعت اسلام کیلئے وقف تھی۔ شیخ اعظم حضرت مولانا محمد صدیق علیہ الرحمۃ (بانی بھرچونڈی شریف) کے معمول کے مطابق حضرت شیخ ثالث بھی ربیع الاول کا پورا مہینہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے تھے۔ (۱۳)

شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے "فتاویٰ رضویہ" جلد اول اور "بہار شریعت" کی اشاعت آپ ہی کی تحریک پر کی تھی۔ (۱۴)

حضرت پیر عبدالرحمن علیہ الرحمۃ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے ہوئے تھے اور گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نفرت کرتے تھے اس کی مثال یہ واقعہ ہے کہ ایک موقعہ پر پیر سید مغفور القادری (۱۵) نے مولانا مسعود عالم ندوی کی کتاب "ایک بدنام مصلح" کے کچھ اقتباسات سنوائے جن میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو شیخ الاسلام، ہادی، مصلح اور اسی قسم کے دوسرے القابات سے یاد کیا گیا تھا آپ نے فرمایا۔

"جو علماء ان کے ہم زمان ہیں جنہیں ان کے دعاوی اور

marfat.com

عقائد کو خوب غور سے دیکھنے کا موقع ملا ہے وہ تو انہیں خارجی قرار دیتے ہیں اور یہ صاحب شیخ الاسلام لکھ رہے ہیں۔ صاحب درالمختار علامہ ابن عابدین شامی اور امام احمد صادی مالکی کی دیانت، تقوی، اور خشیتہ الی اللہ مولوی مسعود عالم ندوی سے زیادہ مسلم اور مستند ہے آخر ان کے اقوال کو نظر انداز کر کے ایک ایسے شخص کے نظریے کو جو ان سے دو سو سال بعد پیدا ہوتا ہے ہم کیوں تسلیم کریں؟" (۱۶)

چونکہ پیر عبدالرحمن شیخ ثالث علیہ الرحمۃ کا سلسلہ ء قادریہ سے تعلق تھا اور اس سلسلہ میں ذکر اللہ اور خصوصاً ذکر جہر کو بڑی اہمیت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ شیخ ثالث بھی اپنے مریدین کے ساتھ ذکر جہری کو توجہ دیتے تھے۔

چنانچہ ایک مرتبہ روہڑی جنکشن کے پلیٹ فارم پر آپ نے عشاء کی نماز کے بعد تقریباً دو سو فقراء مریدوں کے ساتھ ذکر الہی کا حلقہ شروع کیا یہ برطانیہ کا دور حکومت تھا۔ (۱۷)

آپ کی دینی و تبلیغی خدمات و کوششوں کا یہ حال تھا کہ "مسجد منزل گاہ سکھر" کے واقعہ کے دوران آپ کو حکومت نے فسادات کے الزام میں نظر بند کر دیا اور کراچی سنٹرل جیل میں آپ چھ سات ماہ رہے مگر جیل کے احاطہ میں بھی آپ نے تبلیغ دین کا کام جاری رکھا کئی کافروں نے قدموں پر گر کر کلمہ پڑھا۔ (۱۸)

وفات :-

حضرت پیر عبدالرحمن علیہ الرحمۃ مرض الموت میں بھی قرآنی آیات سے نہایت شغف رکھتے تھے۔ چنانچہ ایام مرض میں ۷ جمادی الاول کو آپ نے علامہ سید مغفور القادری سے "سورہ ء واقعہ" سماعت فرمائی اور ۸ جمادی الاول کو "سورہ ء فتح" کا پہلا رکوع سنا۔

marfat.com

وصال :-

۹ جمادی الاول ۳۰ اکتوبر (۱۳۸۰ھ / ۱۹۶۰ء) بروز اتوار ایک بجے دن آپ نے دارفانی سے کوچ فرمایا۔

آپ کا مزار مبارک بھرچونڈی شریف (ضلع سکھر) میں مرجع خلائق ہے۔ (۱۹)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ اکابر اہل سنت، محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، مکتبہ قادریہ ص ۲۱۸

(۲) عبادالرحمٰن، پیر سید مغفور القادری، گڑھی اختیار خان، دربار عالیہ شاہ آباد، ص ۱۳۶

(۳) تذکرہ اکابر اہل سنت، محولہ بالا، ص ۲۱۸

(۴) عبادالرحمٰن، محولہ بالا ص ۱۳۷

(۵) مولانا عبدالکریم کو شیخ ثانی علیہ الرحمۃ سے عقیدت پیدا ہوگئی تھی چنانچہ وہ شیخ ثانی کے دست حق پر بیعت ہوکر یہیں رہ گئے تقریباً چالیس سال مولانا نے بھرچونڈی شریف میں گزارے جسمیں سے تین سال شیخ ثانی اور بقیہ عرصہ شیخ ثالث علیہ الرحمۃ یعنی اپنے شاگرد کے ساتھ عمر بسر کی۔ (عبادالرحمٰن) ص ۱۳۹

(۶) عبادالرحمٰن، محولہ بالا ص ۱۳۹

(۷) تذکرہ اکابر اہل سنت، محولہ بالا، ص ۲۱۸

(۸) عبادالرحمٰن، محولہ بالا ص ۱۳۸

(۹) اذان کے دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی پر انگوٹھے چومنا۔ (راقم)

(۱۰) تذکرہ اکابر اہل سنت، محولہ بالا ص ۲۱۸

(۱۱) عبادالرحمٰن، محولہ بالا ص ۱۴۱، ۱۴۲

(۱۲) سکھر میں دریائے سندھ کے کنارے ایک مسجد ہے اس مسجد کے سامنے ایک وسیع میدان اور کنواں بھی ہے اسی میدان کا نام "منزل گاہ" ہے۔ (عبادالرحمٰن ص ۱۸۲)

(۱۳ - ۱۴) تذکرہ اکابر اہل سنت، محولہ بالا ص ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۱۲

(۱۵) آپ حضرت حافظ محمد عبداللہ بھرچونڈوی سے بیعت تھے جو کہ پیر عبدالرحمٰن کے والد بزرگوار تھے۔

(۱۶ - ۱۷ - ۱۸ - ۱۹) عبادالرحمٰن، محولہ بالا ص ۱۲۷، ۱۴۹، ۱۸۳، ۱۸۷، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۲۱

marfat.com

حضرت مخدوم سید محمد طاہر اشرف شاہ جیلانی

(۱۳۰۵ھ / ۱۳۸۱ھ)

پیدائش :-

حضرت ابو سید محمد طاہر اشرف شاہ اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید حسین اشرف شاہ جیلانی (م ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء) ۱۲ ربیع الاول یعنی ۲۸ نومبر ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء (۱) کو بوقت پانچ بجے صبح دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپکا سلسلہ ء نسب حضور سیدنا غوث اعظم (شیخ عبدالقادر جیلانی) رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔ (۲)

چار سال چار ماہ کی عمر شریف میں آپکی تسمیہ خوانی ہوئی۔ والد بزرگوار نے اپنے مکتب میں داخل فرمایا جہاں آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت حاصل کی۔ تزکیہ نفس کے ابتدائی مراحل بھی انہی سے طے فرمائے۔ (۳)

تقریباً ایک سال سات ماہ میں آپ نے قرآن مجید ناظرہ ختم کیا۔ چھ سال کی عمر میں بہترین قرات کرتے تھے مدرسہ مظہرالاسلام میں حدیث فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ سترہ سال کی عمر میں والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ (۴)

والد کے وصال کے بعد "جامع فتحپوری" سے ملحقہ مدرسہ میں مولانا مفتی غلام حبیب احمد علوی سے دینی علوم کی تکمیل کی اور انہوں نے آپکو اپنی دامادی کا شرف بھی بخشا۔ (۵)

اس دوران روحانی تربیت میں ایک کمبل پوش بزرگ حضرت امیر علی شاہ قادری نے آپکی رہنمائی فرمائی اور مرشد کامل ملنے کی بشارت دی (۶)

آپ نے دہلی میں حضرت سید شاہ علی حسین شاہ اشرفی علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور سلسلہ ء عالیہ قادریہ، سراجیہ، اشرفیہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ (۷)

marfat.com

"تذکرہ اولیائے سندھ" میں لکھا ہے کہ آپکو مزید چند بزرگان دین سے بھی خلافتیں ملیں۔ مثلاً

۱۔ شاہ احمد حسین شاہ جہانپوری سے فخریہ نظامیہ میں۔

۲۔ سید آل رسول سے سلسلہ نقشبندیہ احراریہ ابوالعلائیہ میں۔

۳۔ سید مصطفی فیروز پوری سے سلسلہ قادریہ اویسیہ میں۔ (۸)

آپ اپنے مرشد پاک کے حکم پر کشمیر روانہ ہوئے اور وہاں بارہ سال تک ریاضت مجاہدہ میں مصروف رہے واپس تشریف لانے پر لاکھوں مسلمان آپکی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور صدہا غیر مسلم آپکے دست مبارک پر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے بعد اہل و عیال سمیت ہجرت فرما کر کراچی تشریف لے آئے ابتداءً "کمبائنڈ ملٹری ہسپتال" کی بیرکوں میں مقیم رہے۔ بعد ازاں فردوس کالونی "مسکن سادات اشرفیہ" کی بنیاد رکھی۔ (۹)

آپ انتہائی درجہ کے متبع شریعت تھے آپکی زوجہ محترمہ کے بقول:

"میں آپکے ساتھ چالیس برس رہی مگر اس طویل عرصہ میں ایک روز بھی آپکی نماز تہجد قضا نہ ہوئی"۔ (۱۰)

آپکے معمولات روزمرّہ میں تہجد کے علاوہ ناشتہ سے فراغت کے بعد معتقدین سے ملاقات تلاوت کلام پاک، دلائل الخیرات، حزب البحر شامل تھی۔ (۱۱)

آپ اوراد و وظائف کی ادائیگی کے علاوہ پابندی کے ساتھ تبلیغ و رشد و ہدایت کی محفل منعقد فرماتے اور دعا، تعویزات اور دم کے ذریعے اہل حاجت کی دستگیری فرماتے۔ (۱۲) "تذکرہ اولیائے سندھ" میں درج ہے کہ آپ تبلیغ اسلام کیلئے دوردراز کے سفر کرتے اور بمشکل تین ماہ گھر پر قیام فرماتے۔ وعظ و تقریر، قرات قرآن اور نعت شریف پڑھنے میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے بنگال، بمبئی، جے پور، اودے پور، گجرات، دھولپور، رامپور، مالدہ اور بہار اور تقریباً پورے ہند میں سفر کیا۔ اور ایسے علاقوں میں بھی تشریف لے گئے جہاں مسلمانوں کا نام تک نہ تھا۔ آپ نے پانچ ہزار غیر مسلموں کو مشرف بہ اسلام کیا اور دو ہزار مرتدین کو دوبارہ

marfat.com

اسلام میں داخل فرمایا۔ (۱۳) آپ کے مریدین کی تعداد تقریباً ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔ (۱۴)

وفات:-

۱۷ جمادی الاول ، ۲۷ اکتوبر (۱۳۸۱ھ / ۱۹۶۱ء) کو صبح نو بجے آپکا وصال ہوا اور آپکی وصیت کے مطابق حاجی مرید گوٹھ فردوس کالونی میں آپکی تدفین ہوئی۔ (۱۵)

مولانا سید حامد حسن قادری نے (۱۶) آپکی وفات پر مندرجہ ذیل قطعہ تاریخ لکھا۔

مخدوم جناب طاہر اشرف
دین و دنیا میں فردِ کامل
اشرفی و قادری و چشتی
اہل تقویٰ و صاحب دل
پردہ فرماکر اس جہاں سے
اب ہوگئے اپنے رب سے واصل
ہو روح پر انکی رحمت حق
گلزار ہو انکی پہلی منزل
تاریخ یہ قادری نے لکھی
"جاوید وصال ذات حاصل" (۱۷)
۱۳۸۱ھ

marfat.com

حواشی وکتابیات

(۱) "تذکرہ اولیائے سندھ" میں آپکا ہجری سنہ پیدائش ۱۳۰۷ھ درج ہے۔ (راقم)

(۲) تذکرہ اکابر اہلسنت، محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، مکتبہ قادریہ ص ۱۹۵

(۳) تذکرہ اولیائے سندھ، مولانا محمد اقبال نعیمی، کراچی، شارق پبلیکیشنز، ۱۹۸۷ء ص ۱۶۲،
تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۱۹۵

(۴) تذکرہ اولیائے سندھ، محولہ بالا ص ۱۶۲

(۵) تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۱۹۵

(۶) تذکرہ اولیائے سندھ، محولہ بالا ص ۱۶۲

(۷) تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۱۹۵

(۸) تذکرہ اولیائے سندھ، محولہ بالا ص ۱۶۲

(۹) تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۱۹۵

(۱۰ - ۱۱) تذکرہ اولیائے سندھ، محولہ بالا ص ۱۶۳

(۱۲) تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۱۹۶

(۱۳) تذکرہ اولیائے سندھ، محولہ بالا ص ۱۶۳

(۱۴) تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۱۹۷

(۱۵) "تذکرہ اولیائے سندھ" میں آپکی تاریخ وفات ۱۸ جمادی الاول درج ہے۔ (راقم)

(۱۶) پروفیسرالحاج مولانا حامد حسن قادری ۲۵ مارچ کو سنہ ۱۸۸۷ء کو بچھراواں ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور اردو فاضل کیا سینٹ جانسن کالج آگرہ میں پروفیسر رہے۔ آپ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے خلیفہ ء مجاز تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ تصانیف میں داستان تاریخ، اردو، تاریخ و تنقید اردو ادب میں قابل قدر ہیں۔ ممتاز شاعر و افسانہ نگار اور دانشور کی حثیت سے مشہور تھے۔ ۶ جون ۱۹۶۴ء میں کراچی میں وفات پائی۔ (بحوالہ تاریخ رفتگاں) ص ۸۰

(۱۷) تذکرہ اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۱۹۷

marfat.com

صاحبزادہ محمد بشیر احمد مخفی القادری کراچوی

(م ۱۳۸۱ھ)

پیدائش :-

صاحبزادہ محمد بشیر احمد مخفی القادری علیہ الرحمۃ قیام پاکستان سے تقریباً تیس سال قبل کراچی کے ایک علمی و دینی گھرانے میں پیدا ہوئے۔

تعلیم :-

آپکے والد ماجد حافظ مولانا محمد غلام رسول القادری اور جدامجد حضرت حافظ قاری محمد علم الدین القادری رحمۃ اللہ علیہما کراچی کے مقامی علمائے کرام و صوفیائے عظام میں شمار ہوتے تھے۔ لہذا آپ کی تمام تر دینی تعلیم اپنے والد بزرگوار کے زیر نگرانی ہوئی۔ آپ کو علم و ادب و تصوف کا ذوق و شوق خاندانی ورثے کے طور پر حاصل ہوا تھا۔ چونکہ آپ کے خانوادے میں دینی شاعری کا رجحان تھا لہذا آپ نے بھی مذہبی و روحانی شاعری کے حوالہ سے بے شمار حمد و نعت و مناقبات تحریر فرمائیں جو شائع ہوچکی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے نثر میں بے شمار مضامین تحریر فرمائے جو کہ ادبی و دینی حوالوں سے تحقیق میں ایک مقام رکھتے ہیں۔

چونکہ آپ کا تصنیف و تالیف کا زمانہ قیام پاکستان سے قبل ہی شروع ہوچکا تھا لہذا آپ نے قیام پاکستان سے قبل متعدد روزناموں اور ہفت روزہ اخباروں میں ادبی و دینی مضامین تحریر فرمائے جن میں سے چند کتابی صورت میں بھی شائع ہوکر مقبولیت حاصل کرچکے ہیں۔

خاندانی ورثے کے طور پر تصوف سے آپ کو ایک خاص شغف تھا اسلئے "تصوف اور اسلام" کے موضوعات پر آپنے بہت کچھ تحریر فرمایا۔ آپکے برادر اصغر

marfat.com

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ (امام و خطیب و سجادہ نشین اول قادری مسجد و خانقاہ قادریہ علمیہ سولجر بازار کراچی) اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ...

"ہمارے اخی معظم ادیب سندھ صاحبزادہ محمد بشیر صاحب القادری علیہ الرحمۃ المتخلص محقی القادری نے کم از کم ۷ یا ۸ برس تک علمی و ادبی طور پر خدمت انجام دی ہے اور انہوں نے نقلی و عقلی طور پر بے شمار دلائل و براہین و شواہدات اولیائے کرام کے اور مشاہیر کی مشہور تصنیفات سے اقتباسات پیش کرکے ہزاروں صفحات پر مشتمل باالاقساط یہ مضامین کا سلسلہ ہفتہ وار اخبار "دبدبہ ء سکندری" ریاست رامپور (جسکے مدیر خاص حضرت مولانا فضل خاں صاحب صابری رحمۃ اللہ علیہ تھے) کئی برسوں تک برابر جاری رکھا" (۱)

حضرت صاحبزادہ محمد بشیر احمد محقی القادری علیہ الرحمۃ اپنی گرانقدر تحقیقی تصنیف "اقبال کا نظریہ تصوف" میں خود ایک جگہ واضح فرماتے ہیں۔

"میں ایک عرصے سے اپنے فطرتی انس کی وجہ سے عصر حاضر کے رجحانات کے لئے "دبدبہ ء سکندری" ریاست رامپور یوپی میں مقالہ "اسلام اور تصوف" لکھ رہا تھا" (۲)

صاحبزادہ محمد بشیر احمد محقی القادری علیہ الرحمۃ نے دینی و روحانی مضامین کے علاوہ ادبی حوالے سے بھی بہت سا سرمایہ چھوڑا ہے آپ کی ادبی خدمات کے پیش نظر آپ کے کئی معاصرین نے آپ سے خط و کتابت اور ملاقات کے ذریعے علمی و ادبی مسائل پر گفتگو کی ہے اور آپ کے علمی و ادبی تحقیقی مضامین کو پسند کیا ہے۔

marfat.com

بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے آپکی ادبی خدمات کے نتیجے میں آپ کو "ادیب سندھ" کا لقب دیا تھا۔ اپنی ایک تصنیف "اقبال کی خودی اور حافظ کی بیخودی" کے تعارف میں آپ خود تحریر فرماتے ہیں۔

"ناچیز ایک بار اپنی علالت کے دوران میں بابائے اردو جناب ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کی خدمت (اردو کالج) میں حاضر ہوا اور یہ ناچیز تصنیف پیش کرتے ہوئے سند کی درخواست کی .... موصوف نے ازراہ عنایت اس کتاب پر اپنے قلم سے یہ عبارت تحریر فرمائی "بشیر محی القادری جیلانی اردو کا فارغ التحصیل"۔ (۳)

صاحبزادہ بشیر احمد محی القادری علیہ الرحمۃ شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کی شخصیت اور تعلیمات سے بہت متاثر تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے علامہ اقبال کی نظر و فکر اور شاعری کے حوالے سے بے شمار مضامین تحریر فرمائے اور علامہ اقبال کی نظم و نثر کی گرانقدر خدمات کے حوالے سے کئی تحقیقی مقالوں کو کتابی صورت میں شائع کیا۔ جو کہ کراچی کی مختلف بڑی لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ اپنی ایک تصنیف میں ڈاکٹر علامہ اقبال سے عقیدت و محبت کے اظہار کے طور پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اقبال کی روحانی محبت کے ساتھ فطرتاً یہ شوق بھی مجھے پیدا ہوا کہ اقبال کے مختلف نظریات و تعلیمات کا صحیح تعین اور تحقیق کا مقصود بھی حاصل ہو۔" (۴)

اخبار "چٹان" لاہور کی ۲۱، مئی ۱۹۴۹ء کی اشاعت میں اسی ضمن میں ایک مضمون میں بعنوان "کچھ فیض اقبال سے" میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"علامہ کی عقیدت و محبت نے مجھ دور افتادہ سے علامہ کے روحانی

marfat.com

مشن کی خدمت کے لئے کچھ مقدور بھر کام لیا ہے اور علامہ کے نظریات کی تفہیم و تلاش و تحقیق کے لئے مقتدر ارباب علم اور فضلا سے مجھے گفتگو اور استفادہ کا شرف حاصل ہوا ہے" (۵)

آپ نے علامہ اقبال کے علاوہ ایران کے مشہور صوفی شاعر حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کے کلام میں انکے نظر و فکر پر بھی تحقیقی مضامین لکھے جو کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ نے حافظ شیراز کے کلام کا تحقیقی انداز سے جائزہ لیتے ہوئے ثابت کیا کہ حافظ شیراز صرف ایک غزل گو شاعر نہ تھے بلکہ انکا روحانیت میں بھی ایک خاص مقام و مرتبہ تھا۔ اپنے مضمون "حافظ کی بیخودی اور اقبال کے نظریہ ء خودی کی روشنی میں" میں تحریر فرماتے ہیں۔

ایران کے صوفی اور غزل گو شعراء میں خواجہ حافظ کا ایک بلند مرتبہ ہے۔ حافظ ایک غزل گو شاعر ہونے کی حیثیت سے بھی کافی شہرت رکھتے ہیں حافظ کی غزلیں نہ صرف عیش و طرب کے جلسوں میں دلچسپی اور مسرت کا باعث ہیں بلکہ اہل دل اور سوختگان عشق و محبت کے روحانی حلقوں میں بھی سوز و گداز پیدا کر کے خراج عقیدت حاصل کرتی ہیں۔ (۶)

حضرت صاحبزادہ بشیر احمد محقق القادری علیہ الرحمۃ نے "تصوف" سے قلبی لگاؤ کی بناء پر متعدد تحقیقی مقالات تحریر فرمائے جو مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں تاہم بیشتر مضامین غیر مطبوعہ بھی ہیں۔

آپ نے مشہور محقق شیخ محمد اکرام کی تصنیف "تاریخ رود کوثر" پر تنقیدی تبصرہ فرماتے ہوئے تصوف کے مشہور نظریہ ء "وحدت الوجود" اور "وحدت الشہود" پر مصنف کے نقطہ ء نظر اور تبصرہ کے رد میں "تاریخ رود کوثر

marfat.com

پر ایک نظر" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ میں امام المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ اور مکتبہ ، دیوبند کے حوالہ سے مولوی اشرف علی تھانوی کی تصنیفات کا حوالہ دیتے ہوئے تصوف کے مسائل وجودی و شہودی پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"مشائخ نقشبندیہ کے "مکشوفات" توحید وجودی کے سلسلے میں جن خیالات و معروضات کو پیش کیا گیا ہے اسکا جواب آج سے سو سال پیشتر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنی محققانہ بصیرت سے "فتاوائے عزیزیہ" میں دیدیا ہے۔ فاضل مصنف فتاوی کے ان افادات سے استفادہ کرتے تو مختلف غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا۔" (۷)

صاحبزادہ محمد بشیر احمد محقق القادری علیہ الرحمۃ "تاریخ رود کوثر" کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے مزید تحریر فرماتے ہیں:

"محترم مصنف "رود کوثر" نے شاہ صاحب کی فکر اور دیوبند کے مکتبہ ، خیال کو مانا ہے اسلئے بہتر ہوتا کہ وہ اس سلسلے میں مولانا اشرف علی تھانوی کی کتاب "السنۃ الجلیّہ فی الچشتیہ العلیّہ" اور "التکشف عن مہمات التصوف" بھی زیر نظر فرماتے جن میں "سلاسل ثلاثہ اور توحید وجودی و شہودی" کے متعلق مختلف شبہات کا جواب دیا گیا ہے۔" (۸)

حضرت صاحبزادہ محمد بشیر احمد محقق القادری علیہ الرحمۃ نے نثر کے علاوہ نظم میں ہندوستان و پاکستان کے اکابر اولیائے کرام کی شان میں منقبتی اشعار بھی لکھے ہیں جو مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں۔ بطور نمونہ چند بزرگان دین کی شان میں منقبتی اشعار ملاحظہ ہوں۔

marfat.com

(حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی شان میں)

حضرت بابا فرید اے ہادیء راہ نبی
مظہر خواجہ بھی ہیں محبوب درگاہ علی

(حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی شان میں)

عشق خواجہ میں عشق غوث بھی ہے
قادری میں ہیں عیاں خواجہ

(حضرت امامؒ ربانی مجدد الف ثانی کی شان میں)

رئیس عابداں حضرت مجدد
امیر کاملاں حضرت مجدد
فقیر قادری محتی ہے حاضر
اے فخر مقبلاں حضرت مجدد

(سندھ کے صوفی بزرگ حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کی شان میں)

عرصہء لاہوت کے شہباز ہو
اور منزل آشنا عبداللطیف
اے قلندر اے بھٹائیؒ بادشاہ
اے کمال اولیا عبداللطیف
نور چشم حضرت عبدالکریم (۹)
مرد کامل باصفا عبداللطیف

(حضرت بیدل فقیر سندھی قادری (روہڑی) کی شان میں)

حضرت بیدل سخی مرد خدا
شاعر شیریں زباں صد مرحبا
صاحب علم و سخن مرد فقیر
اہل دل تھے آپ بھی روشن ضمیر

marfat.com

(حضرت گل حسن شاہ قادری مولف تذکرہ غوثیہ کی شان میں)

مرحبا اے گل حسن اے مرد حق
تو نے کھولا مصحف دل کا ورق

(حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی کی شان میں)

زمانہ جسکے تجسس میں آج حیراں ہے
وہ آفتاب فراست ہیں شاہ غوث علی
امین صدق و کرامت ہیں شاہ غوث علی
کمال فقر و ولایت ہیں شاہ غوث علی (۱۰)

حضرت صاحبزادہ محمد بشیر محقی القادری علیہ الرحمۃ حمد و نعت و منقبت کے ایک اچھے شاعر تسلیم کئے جاتے تھے آپ نے اپنے وقت میں بے شمار اشعار تحریر فرمائے جن میں سے کچھ شائع ہو چکے جبکہ کچھ غیر مطبوعہ ہیں۔ آپ کے شائع شدہ کلام میں سے حمد کے چند اشعار بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔

مرے مولا مرا دل شاد کردے
مجھے ہر رنج سے آزاد کردے
فنا ہو جاؤں تیرے ذکر ہی میں
مجھے ایسا شہید یاد کردے
تمنائے دل محقی یہی ہے
غم دارین سے آزاد کردے (۱۱)

آپ کی نعتیہ شاعری سے کچھ انتخاب ملاحظہ ہو۔

سخی دلنواز و شہِ بیکساں
ہمارے نبی سرورِ سروراں

marfat.com

خدا آشنا ہو خدا سے ملے
جو ہو آشنائے شہ دوجہاں
گنہگار محقی پہ بھی ہو کرم
یہ ناچیز ہو حاضرِ آستاں (۱۲)

السلام اے مالک کونین اے شاہ امم
السلام اے ہادیء برحق رسول محتشم
رفعت کونین قرباں گنبد خضرا پہ ہے
لطف حق آرام گاہ سید والا پہ ہے
آج اے سالار امت اپنی حالت ہے خراب
ہاں خدارا ہو کرم اے شافع یوم الحساب
اے مرے آقا یہ محقی بھی ہے محتاج کرم
صدقہء محبوب سبحانی مٹادو درد و غم (۱۳)

سلام اے قبلہء ایماں ہمارے رہنما تم ہو
رسول دوسرا صل علی نور خدا تم ہو
ترے دم سے ہی ہر جا پرچم اسلام لہرایا
جہاں میں نور وحدت کا اجالا مصطفی تم ہو
یہ نذر بینوا محقی بھی ہو مقبول اے مولا
سہارا بندہء ناچیز کا خیرالوری تم ہو (۱۴)

صاحبزادہ محمد بشیر محقی القادری علیہ الرحمۃ نے اہل بیت پاک خصوصاً شہدائے کربلا کی شان میں بھی متعدد قصائد تحریر فرمائے جو مختصر کتابچوں کی شکل میں شائع ہو کر داد تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

marfat.com

شہدائے کربلا کی شان میں اپنے تحریر کردہ چند قصائد آپ خود بھی اپنے والد محترم کی قائم کردہ "قادری مسجد" سولجر بازار میں عشرہ، محرم میں ہر سال منعقد ہونے والی "قدیمی یادگارِ مجالس شہادت حسینی" کے موقع پر پرسوز انداز میں پڑھا کرتے تھے۔

بطور نمونہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ عالی میں آپکے تحریر کردہ قصیدہ کے چند اشعار تحریر کئے جاتے ہیں۔

اے ابن مصطفی شہِ ذیشان اولیا
مولا حسین آپ ہیں سلطانِ اولیا
امت کو یاد کیوں نہ رہے آج بھی حسین
سالار دیں ہے قائد ایوان اولیا
محقی کو فیض عرس حسینی ملے حضور
یہ بھی ہو زیر سایہ ء دامان اولیاء (۱۵)

ہمیں دل سے عقیدت ہو شہید کربلا تیری
زباں پر رات دن جاری رہے مدح و ثنا تیری
کرم محقی پہ ہو تیرا شہ ابرار کا صدقہ
ملے عرس حسینی میں اسے بھی اب دعا تیری (۱۶)

ہمارے رہبر ہمارے آقا شہیدِ اعظم شہید اعظم
ہمارے مولا امامِ والا شہیدِ اعظم شہیدِ اعظم
تری نگاہ بلند سے دینِ حق کی عظمت ہوئی ہے قائم
تری صداقت ہے آشکارا شہید اعظم شہیدِ اعظم
بصد ادب تیرے در پہ آیا ہے ہاتھ پھیلائے آج محقی
حضور ناچیز نام لیوا شہیدِ اعظم شہیدِ اعظم (۱۷)

marfat.com

آپ نے سلسلہ قادریہ کے بانی و پیشوا سلطان الاولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی بے شمار اشعار قلمبند فرمائے جو کہ متعدد مختصر کتابچوں کی شکل میں شائع ہو کر عوام و خواص کی پذیرائی حاصل کر چکے ہیں۔ ایک کلام کے اشعار میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

آؤ پھر تازہ کریں ہم آج ذکر نام غوث
خوش نصیبی سے ملا ہے دامنِ اکرام غوث
مذہب اسلام ممنون کرم ہے آپ کا
محی دینِ حق ہوا ہے ہر جگہ پیغام غوث
خود پرستی سے نکل آ دیکھ محقی قادری
آج ملتا ہے تجھے بھی لطف سے انعام غوث (۱۸)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ سے گہری عقیدت و محبت اور شہر کراچی کے معروف دینی و روحانی صوفی قادری خانوادے سے وابستہ ہونے کی بناء پر آپ نے قیام پاکستان سے قبل عرس غوث الاعظم المعروف گیارہویں شریف کے موقع پر "جلوس غوثیہ" کی تحریک کی بنیاد ڈالی اور اس سلسلے میں آپکی کوششوں اور تجاویز سے کراچی میں "انجمن جلوس غوث پاک کراچی" کی بنیاد بھی پڑی جسکے صدر اول آپکے نانا بزرگوار کراچی کے معروف صوفی بزرگ عارف باللہ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ (م ۱۳۵۷ھ) تھے اس جلوس غوثیہ کی تحریک کے بارے میں آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ...

"مجھ ناچیز ادنی عقیدت کیش نے اسی مقصد سے تقسیم ہند و پاکستان سے قبل سرکار بغداد کی یادگار روحانی و اسلامی قائم کرنے کیلئے ایام ذکر و اذکار قادریہ میں خاص تجویز کے لئے جو کوششیں حسب ارشاد باری واما بنعمت ربک فحدث. واتبع سبیل من اناب الی. وکونو مع الصادقین. برکات غوثیہ سے بتوفیق

marfat.com

باری تعالی کی ہیں وہ کافی کامیاب ثابت ہوئیں"۔ (۱۹)

حضرت صاحبزادہ محمد بشیر احمد محقق القادری علیہ الرحمۃ نے سلسلہ قادریہ کے ایک جلیل القدر صوفی بزرگ حضرت شاہ عبداللطیف (۲۰) القادری مہاجر مدنی سائری علیہ الرحمۃ کے "دیوان" سے منتخب نعتیہ اشعار پر مشتمل ایک کتابچہ مع مختصر تعارف بھی شائع کیا جسمیں آپ نے شاہ عبداللطیف القادری علیہ الرحمۃ کی چند خوبصورت اشعار پر مبنی نعتوں کو جمع فرمایا ہے یہ کتابچہ شائع ہوکر عوام میں پذیرائی حاصل کرچکا ہے۔

تصنیفات :-

آپ نے نظم و نثر میں کئی کتابیں شائع کیں اور کثیر تعداد میں مطبوعہ و غیر مطبوعہ مضامین بھی یادگار چھوڑے۔ چند مضامین (مطبوعہ و غیر مطبوعہ) کے عنوانات درج ذیل ہیں۔

۱. یادِ غنی (اپنے نانا صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کے وصال پر تحریر کردہ مقالہ جو ماہنامہ "العزیز" بہاولپور میں شائع ہوا)

۲. عارفِ سندھ میری نظر میں (صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کی شخصیت پر تحریر کردہ مضمون جو رسالہ "پرچم" لائلپور میں شائع ہوا)

۳. عارف حق غنی سائیں اور اقبال (صوفی سائیں غنی اور علامہ اقبال کے کلام کا موازنہ)

۴. شاعری اور تصوف (سلور جوبلی انجمن ترقی اردو کراچی سندھ کی تقریب پر تحریر کیا گیا)

۵. سندھ میں اردو کی اشاعت میری نظر میں۔

۶. کراچی کی قدیم اردو شاعری (جناب حفیظ ہوشیارپوری کے ایماء پر کراچی کے قدیم دور اول کے صوفی شعراء کا تذکرہ)

۷. اقبال اور بارگاہ قلندر (علامہ اقبال کی سید گل حسن قلندر پانی پتی علیہ

marfat.com

الرحمۃ سے عقیدت و محبت کے بیان میں تحریر کیا گیا)

۸. ولی دکنی اور نجم ناگوری (رسالہ "آجکل" دہلی میں شائع کردہ)

۹. کراچی سے اعظم گڑھ (علامہ سید سلیمان ندوی علیہ الرحمۃ کو تحریر کئے گئے مکتوبات جو ماہنامہ "شاعر" آگرہ دسمبر ۱۹۴۳ء میں شائع ہوئے)

آپ کی تصانیف میں سے درج ذیل کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔

۱. یادگار محبّی

۲. نوائے عارفانہ

۳. فیضان غوث الاعظم (تحریک جلوس غوثیہ)

۴. بادۂ نور کے چند قطرے

۵. یادگار لطیف

۶. ارمغان اہل دل

۷. چند جرعات رومی اور اقبال

۸. نذر حسینی

۹. اقبال کی خودی اور حافظ کی بیخودی

۱۰. اقبال کا نظریۂ تصوف

۱۱. عرفان اقبال اور افادات نیازی

۱۲. تاریخ رود کوثر پر ایک نظر وغیرہ

وفات :-

آپ پر عمر کے آخری دور میں اکثر جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔

آپ کا وصال ۱۳۸۱ھ میں کراچی میں ہوا اور کراچی کے قدیمی قبرستان لیاری دھوبی گھاٹ میوا شاہ میں اپنے نانا حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کے پہلو میں آپکی تدفین عمل میں آئی۔

marfat.com

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ علمیہ قادریہ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، لاہور، شیخ نیاز احمد پرنٹر، ۱۹۷۶ء ص ۲۲

(۲) اقبال کا نظریہ تصوف، صاحبزادہ محمد بشیر احمد مخفی القادری، لاہور، دین محمدی پریس، ص ۱۳

(۳) اقبال کی خودی اور حافظ کی بیخودی، بشیر مخفی القادری علمی کراچوی، کراچی، ضیاء پریس، ۱۹۴۶ء ص الف

(۴) عرفان اقبال اور افادات نیازی، بشیر مخفی، لاہور، علمی پرنٹنگ پریس، ۱۹۴۸ء، ص ۲۰۱

(۵) ارمغان اہل دل، بشیر مخفی علمی القادری، کراچی، کامل پریس، ۱۹۴۹ء، ص ۱۹

(۶) اقبال کی خودی اور حافظ کی بیخودی، محولہ بالا، ص ۲

(۷) تاریخ رود کوثر پر ایک نظر، بشیر مخفی علمی القادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ص ۵

(۸) ایضاً، ص ۷

(۹) جد بزرگوار شاہ عبداللطیف بھٹائی علیہ الرحمۃ۔

(۱۰) ارمغان اہل دل، محولہ بالا، ص ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۸

(۱۱) یادگار مخفی، صاحبزادہ محمد بشیر مخفی القادری، کراچی، قادری پبلی کیشنز، ۱۹۹۴ء، ص ۵

(۱۲) جواہر عرفانی، سید عبدالرسول شاہ بخاری قادری، کراچی، کامل پریس، ص ۲۹

(۱۳) گلدستہ ء تسلیمات، مولانا غلام رسول القادری، کراچی، آستانہ غوثیہ قادری مسجد سولجر بازار، ۱۳۸۹ھ، ص ۷

(۱۴) گلدستہ ء عید میلاد النبی، مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ، کراچی، ارجنٹ پرنٹنگ پریس، ص ۴

(۱۵) مجموعہ کلام مع ذکر اللہ اللہ نور، مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ، کراچی، کامل پریس ص ۱۲

marfat.com

(۱۶) چمنستان حسینی کے چند پھول، مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ، کراچی، ایجوکیشنل پریس، ص ۱۴

(۱۷) یادگار محقی، محولہ بالا، ص ۱۸

(۱۸) نذر حسینی، صاحبزادہ بشیر محقی القادری علمی، کراچی، رنگین پریس ص ۱۱

(۱۹) فیضان غوث الاعظم، بشیر محقی القادری علمی، کراچی، باب الاسلام پریس، ص ۴

(۲۰) حضرت شاہ عبداللطیف قادری مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ ہندوستان ساگر سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں رہائش پذیر ہوگئے تھے۔ آپ دہلی کے مشہور استاد منشی عبد دہلوی مرحوم کے شاگرد تھے اور صاحبِ "دیوان" تھے۔ آپ نے نظم و نثر میں بہت بڑا سرمایہ چھوڑا جسمیں دیوان لطیف، مثنوی میلاد نامے، سفرنامہ ٔ حرمین اور حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی کے حالات میں تصنیف "بوستان غوثیہ" بھی شامل ہیں۔ حضرت شاہ عبداللطیف قادری صاحبزادہ بشیر محقی کے والد حضرت مولانا غلام رسول القادری کے مرشد بھی تھے۔ (یادگار لطیف، مرتبہ: بشیر محقی القادری مطبوعہ ادبی پریس کراچی)

marfat.com

سید حاجی نور علی شاہ جیلانی

(م ۱۳۸۳ھ)

پیدائش :-

حضرت سید حاجی نور علی شاہ جیلانی قادری حضرت سخی بچل شاہ جیلانی کے ہاں نورائی شریف ضلع حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت :-

آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد اور بڑے برادر حضرت عبدالقادر شاہ المعروف پیر حاجی شاہ قادری (متوفی ۱۳۱۰ھ) کے زیر نگرانی ہوئی۔

خدمات :-

آپ کا شمار اہل کشف بزرگان دین میں ہوتا ہے۔ اکثر مریض بے اولاد افراد آپکی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کی دعا سے صاحب اولاد ہوجاتے تھے۔

آپ کے عقیدت مندوں کی پورے سندھ میں ایک کثیر تعداد ہے۔

وصال :-

آپ کا وصال نورائی شریف میں ۱۸ ، شعبان ۱۳۸۳ھ بروز پیر کو ہوا۔ اپنے برادر اکبر حضرت عبدالقادر شاہ المعروف حاجی شاہ کے پہلو میں آپکی تدفین عمل میں آئی۔ (۱)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ اولیائے سندھ ، محمد اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ، ص ۲۰۹

marfat.com

مولانا عبدالصمد مقتدری

(م ۱۳۸۴ھ)

پیدائش :-

حضرت مولانا عبدالصمد مقتدری خاندان حمیدی میں شیخ غلام حامد کے ہاں بدایوں میں پیدا ہوئے۔ بدایوں کے مدرسہ قادریہ میں مولانا محب احمد قادری، مولانا مفتی حافظ بخش بدایونی اور دیگر اساتذہ سے علم دین کی تحصیل کی۔ الہ آباد یونیورسٹی سے آپ نے "ملا" کا امتحان پاس کیا۔

بیعت :-

حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی قدس سرہ (م ۱۳۳۴ھ) کے دست اقدس پر قادریہ سلسلے میں بیعت کا شرف حاصل کیا اور حضرت شاہ عبدالقدیر بدایونی سے اجازت و خلافت پائی۔

خدمات :-

تحریک پاکستان میں مولانا عبدالصمد مقتدری علیہ الرحمۃ نے بڑا کردار ادا کیا۔ آپ یوپی، مسلم لیگ کے ایک سرگرم کارکن تھے۔

سیاسی میدان میں آپ مولانا عبدالماجد بدایونی کے تربیت یافتہ تھے۔ تحریر و تقریر کے فن میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ تحریک خلافت اور تبلیغ و تنظیم میں آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ آگرہ اور اسکے گرد و نواح میں شدھی تحریک اور سنگھٹن تحریک نے زور پکڑا تو آپ نے اسکے سدباب کی خاطر آگرہ میں مستقل قیام کیا۔ صحافت سے بھی آپکو لگاؤ رہا ہے چنانچہ آپ نے ماہنامہ "الھدی" جاری کیا

marfat.com

اور اگرچہ اس سلسلہ میں حکومت کے زیر عتاب رہے اور نظر بند بھی ہوئے مگر بدستور کلمہ حق بلند کرتے رہے۔ (۱)

آپ نے دو دیگر اخبارات "تبلیغ" اور "خلافت" بھی شائع کئے جنکے ذریعے خلافت کے پیغام کو برصغیر میں عام کیا۔ (۲)

حضرت مولانا عبدالصمد مقتدری قیام پاکستان کے بعد کراچی میں قیام پذیر ہوگئے آپ نے مولانا شاہ عبدالقدیر بدایونی علیہ الرحمۃ کی سوانح حیات مرتب فرمائی جو شائع نہ ہوسکی۔ علاوہ ازیں اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کا مشہور قصیدہ چراغ انس (در مدح حضرت مولانا شاہ عبدالقادری بدایونی) مرتب کرکے شائع کیا۔ (۳)

صوبہ یوپی مسلم لیگ کے کنوینر اور آرگنائزز کی حیثیت سے تحریک پاکستان میں آپکے نمایاں کردار کا اعتراف قائداعظم، مولانا حسرت موہانی، نواب اسماعیل خان اور راجہ صاحب محمود آباد جیسے اکابرین نے بھی کیا۔ آپ قیام پاکستان تک "آل انڈیا مسلم لیگ" کے کونسلر رہے۔ جس وقت جمعیت علمائے ہند اپنے نصب العین سے ہٹ کر کانگریس کی ہمنوا بن گئی تو آپ نے علمائے حق کے ساتھ مل کر "جمعیت علمائے ہند" کانپور کی بنیاد ڈالی جسکے آپ صدر رہے۔

مذکورہ جمعیت کے زیر اہتمام ہر سال "سیرت کانفرنس" مختلف شہروں میں منعقد ہوتیں جس میں علماء شرکت کرکے مسلم لیگ کے پیغام کو عام کرتے رہے۔

کراچی آنے کے بعد آپ نے "آل پاکستان انجمن مہاجرین والانصار" کی بنیاد رکھی اور آپ اسکے جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے۔

کراچی ہی میں آپ نے "روزنامہ خورشید" اور "ماہنامہ ترجمان" جاری کیا جسکے ذریعے آپ اپنے پیغام حق کو عام کرتے رہے۔ (۴)

marfat.com

تصانیف :-

آپ نے کثیر تعداد میں کتابیں لکھیں جنمیں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔
۱. مباحث الاذان ۲. بریلوی تحریر کا شافی جواب ۳. تحقیق البیان وغیرہ

وصال :-

آپ کی وفات ۱۵ ، رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۰ ، نومبر ۱۹۶۴ء کو ہوئی۔ نماز جنازہ کی امامت مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ نے کی۔ بعد ازاں آپ کو میوہ شاہ قبرستان (کراچی) میں دفن کردیا گیا۔ (۵)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ اکابر اہلسنت ، محمد عبدالحکیم شرف قادری ، لاہور، مکتبہ قادریہ ص ۲۲۹
(۲) اکابر تحریک پاکستان، جلد دوم ، محمد صادق قصوری ، لاہور ، نوری بک ڈپو، ۱۹۷۶ء ص ۱۵۱
(۳) تذکرہ اکابر اہلسنت ، محولہ بالا ص ۲۲۹
(۴ - ۵) اکابر تحریک پاکستان، جلد دوم محولہ بالا ص ۱۵۳ - ۱۵۴

marfat.com

مولانا مفتی محمد عمر نعیمی

(۱۳۱۱ھ / م ۱۳۸٦ھ)

پیدائش :-

مولانا محمد عمر نعیمی (محدث و مفسر) ابن محمد صدیق مراد آبادی ربیع الآخر اکتوبر ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء میں مراد آباد ہند میں پیدا ہوئے۔ (۱)

آپ کے والد کے ہاں کئی بچے کم سنی میں انتقال کر گئے تھے اسلئے آپ کے نانا کی یہ منت تھی کہ اب ان کی بیٹی کے ہاں جو اولاد نرینہ زندہ بچے گی وہ اس کو علم دین کیلئے وقف کردیں گے چنانچہ آپ کی پیدائش کے بعد آپ کے نانا نے آپ کو دینی علوم کی دولت سے مالا مال کرایا۔ (۲)

قرآن مجید کی تعلیم آپ نے الحاج حافظ محمد حسین سے حاصل کی اور فارسی و صرف و نحو کی کتابیں مولانا نظام الدین سے پڑھیں۔ (۳)

۱۳۲۴ھ / ۱۹۰٦ء کو صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت جلد علوم و فنون اور حدیث شریف کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ادب عربی اور طب میں عبور حاصل کیا۔ (۴)

صدر الافاضل نے آپ کو اپنے قائم کردہ مدرسہ "جامعہ نعیمیہ" مراد آباد میں تدریس و فتاوی نویسی کے فرائض سپرد کئے جو آپ قیام پاکستان تک نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ حضرت صدر الافاضل نے آپ کو "تاج العلماء" کا لقب بخشا۔ (۵)

تقریباً ۱۹ سال کی عمر میں آپ نے علوم عالیہ سے سند فراغت حاصل کی آپ کی رسم فضیلت دستار بندی کی ادائیگی کیلئے امام اہل سنت مجدد ملت مراد آباد تشریف لائے اور دستار فضیلت آپ کے سر پر رکھی۔ (٦)

marfat.com

اس موقع پر مولانا حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ، شاہ عبدالمقتدر بدایونی علیہ الرحمۃ ، مولانا محب احمد بدایونی علیہ الرحمۃ ، مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری علیہ الرحمۃ اور مولانا اعجاز حسین رامپوری علیہ الرحمۃ وغیرھم بھی موجود تھے۔ (۷)

آپ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں سلسلہ ء اشرفیہ کے بزرگ حضرت شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ قدس سرہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے اور ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۱ء میں آپ اجازتِ بیعت و خلافت سے نوازے گئے۔ (۸)

خدمات :-

مفتی محمد عمر نعیمی صاحب نے "آل انڈیا سنی کانفرنس" کے نائب ناظم کی حیثیت سے نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس کے تاریخی اجلاس میں تحریک پاکستان کی پر زور تائید فرمائی۔

مراد آباد میں قیام کے دوران ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء میں آپ نے نہایت اہم ماہنامہ "السوادالاعظم" جاری کیا۔ (۹)

جب آپ نے دیکھا کہ تقسیم ہند کے بعد ہندوستان میں سکون سے رہنا مشکل ہے تو ہجرت کر کے بغداد شریف جانے کے ارادے سے کراچی تشریف لائے تو اتفاقاً پاک و ہند کی سرحدیں بند ہوگئیں۔ آپ کے اہل خانہ ۱۹۵۱ء ہی میں کراچی آگئے تھے چنانچہ آپ اکیلے اور حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمۃ کے اصرار پر کراچی ہی میں قیام پذیر ہوگئے۔ اور یہیں تبلیغ اسلام کے فرائض انجام دینا شروع کردیئے۔ آپ نے ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۱ء میں جامع کلاتھ مارکیٹ کے عقب میں ایک دارالعلوم کی بنیاد رکھی جس کا نام "دارالعلوم مخزن عربیہ بحرالعلوم" تھا نیز جامع مسجد آرام باغ میں بھی خطابت کے فرائض انجام دینے شروع کردیئے اور تاحیات درس و تدریس اور خطابت سے وابستہ رہے۔ (۱۰)

آپ نے پہلی مرتبہ نعیمی پریس میں اعلیٰحضرت کا ترجمہ قرآن اور

marfat.com

صدر الافاضل کی تفسیر کنزالایمان اور خزائن العرفان کو شائع کیا۔ آپ نے اہلسنت مسلک کی کتابوں کے فروغ و اشاعت کیلئے اپنے ایک صاحبزادے کے نام پر "ازہر بک ڈپو" قائم کیا اس ادارے کے تحت اردو، سندھی، گجراتی وغیرہ زبانوں میں کئی کتب شائع ہوئیں ان کتابوں میں

"الحبیب البیان، الکلمۃ العلیاء، شان حبیب الرحمن، رحمت خدا، سلطنت مصطفی، سوانح کربلا اور حدائق بخشش وغیرہ قابل ذکر ہیں"۔ (۱۱)

"تفرقہ ء اقوام" اور "مسائل رمضان و عیدالفطر" بھی آپکی یادگار ہیں۔ (۱۲)

۱۹۵۳ء میں "تحریک ختم نبوت" چلی تو کراچی میں مفتی صاحب نے ناموس مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر بے مثال جدوجہد کی۔ (۱۳)

وصال :-

آپ کا وصال کراچی میں بروز جمعرات ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۸۶ھ بمطابق ۱۷ مارچ ۱۹۶۶ء کو ہوا۔ نماز جنازہ آپ کے خلف اکبر حضرت مولانا محمد اطہر نعیمی صاحب نے پڑھائی۔ (۱۴)

آپ کو "مسجد دارالصلوۃ" ناظم آباد میں جس میں کہ آپ نے عرصہ ء دراز تک اعزازی طور پر امامت کے فرائض انجام دیئے سپرد خاک کیا گیا۔ (۱۵)

marfat.com

کتابیات و حواشی

(۱) تذکرہ ء اکابر اہلسنت ، محمد عبدالحکیم شرف قادری ، لاہور ، مکتبہ قادریہ ص ۴۹۶

(۲) تذکرہ ء اولیائے سندھ ، مولانا اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ، ص ۱۶۷ ، ۱۶۸

(۳ - ۴) تذکرہ ء اکابر اہل سنت ، محولہ بالا ص ۴۹۶

(۵) تاریخ رفتگاں ، صابر براری ، کراچی ، ادارہ ء فکر نو ، ص ۹۰

(۶) تذکرہ ء اولیائے سندھ ، محولہ بالا ص ۱۶۸

(۷) تذکرہ ء اکابر اہل سنت ، محولہ بالا ص ۴۹۶

(۸ ، ۹) ایضاً ص ۴۹۶ ، ۴۹۶

(۱۰ - ۱۱) تذکرہ ء اولیائے سندھ ، محولہ بالا ، ص ۱۶۸ ، ۱۶۹

(۱۲) تذکرہ ء اکابر اہل سنت ، محولہ بالا ص ۴۹۷

(۱۳) تذکرہ ء اولیائے سندھ ، محولہ بالا ص ۱۶۹

(۱۴) مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب جامع مسجد آرام باغ کے اعزازی خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ دارالعلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا کراچی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے ہیں۔

(۱۵) تذکرہ ء اولیائے سندھ ، محولہ بالا ص ۱۶۹

marfat.com

صوفی سید اکرم علی بنگالی قادری

(م ۱۳۸۸ھ)

پیدائش :-

حضرت صوفی سید اکرم علی شاہ ابن سید رحمت علی شاہ علیہ الرحمتہ کی پیدائش موضع بھویاں پاڑہ (چٹاگانگ) میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت :-

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور خاندانی بزرگوں کے ذریعے حاصل کی۔ تیس سال کی عمر میں باطنی تعلیم کیلئے وطن سے ہجرت کی اور سیاحت کرتے ہوئے رنگون پہنچے اور وہاں تقریباً پانچ سال قیام فرمایا بعدازاں سیاحت کرتے ہوئے جوت پور، ناگپور، اجمیر شریف اور دہلی سے ہوتے ہوئے صوبہ سرحد میں سلسلہ قادریہ کی خانقاہ مانکی شریف میں حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہاں سے موضع یار حسین تحصیل صوابی ضلع مردان کے معروف عالم دین اور شیخ طریقت مولانا عبدالحنان کی خدمت میں حاضر ہوکر طریقت میں صاحب مجاز ہوئے۔ آپ اپریل ۱۹۴۷ء میں کراچی تشریف لے آئے۔

دینی خدمات :-

کراچی رنچھوڑلائن میں "مسجد اللہ والی" میں آپ نے قیام فرمایا۔ بعدازاں صدر کے علاقے میں سیکریٹریٹ کی طرف ایک مسجد "اللہ والی" کے نام سے بنائی جہاں آپ سلسلہ قادریہ کی تعلیمات اور دعوت حق کی تبلیغ میں مصروف رہے۔

marfat.com

وفات :-

آپ کا وصال ۱۵ ، رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ مطابق ۷ ، ستمبر ۱۹۶۸ء کو کراچی میں ہوا اور "مسجد اللہ والی" صدر سیکرٹریٹ ہی کے احاطے میں تدفین ہوئی۔ (۱)

حواشی و کتابیات

(۱) احوال العارفین ، غلام فرید حافظ ، نذیر سنز پبلشرز ، ۱۹۷۹ء ، ص ۴۸۰ - ۴۸۱

marfat.com

حاجی صوفی کفایت علی شاہ قادری

(م ۱۳۸۹ھ)

پیدائش :-

حاجی مولوی صوفی کفایت علی شاہ قادری علیہ الرحمۃ ایٹہ (یوپی ہند) کے ایک گاؤں بلرام میں ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے۔

بیعت :-

اپنے وقت کے صوفی بزرگ سید تجمل حسین شاہ قادری المعروف سید جمن میاں شاہ جہاں پوری کے دست حق پرست پر بیعت کی اور صاحب مجاز ہوئے۔

دینی خدمات :-

آپ نے اپنی زندگی دین اسلام کی تبلیغ میں بسر کی۔ آپ کے ہاں گیارہویں شریف کی محفل ہر ماہ پابندی کے ساتھ ہوتی تھی جس میں آپ وعظ و رشد و ہدایات فرماتے۔ آپ نے آنے والے خواتین و حضرات پر نماز باجماعت کی پابندی لگائی تھی آپ متقی اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ قرآن و سنت کے مطابق تعویذات بھی دیا کرتے تھے جسکے لئے آپ نے کوئی معاوضہ مقرر نہیں فرمایا تھا۔
آپ نے ذاتی رقم سے کراچی میں پیر کالونی کے علاقے میں "قادریہ مسجد" تعمیر کی۔
آپ کے مریدین ہزاروں کی تعداد میں پاکستان، عرب اور یورپی ممالک میں موجود ہیں۔

تصنیفات :-

آپ نے مختلف مسائل پر کئی رسائل تصنیف فرمائے ہیں جو شائع شدہ

marfat.com

ہیں آپ متعدد کتابوں کا خلاصہ ایک کتاب کی شکل میں جمع فرما دیتے تھے جس سے عام قاری کو مطالعہ اور معلومات میں سہولت حاصل ہو جاتی تھی۔

آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں:

۱. انوار معرفت ۲. انوار پنج گنج

۳. انوار زکوٰۃ و خیرات ۴. انوار تجمل

۵. احکام حج و زیارت شریف ۶. فرض نماز پنج گانہ

۷. فرض روزہ رمضان شریف ۸. انوار پردہ، شرعیہ نسوانی وغیرہ

وصال :-

آپ نے ۲، جمادی الثانی ۱۳۸۹ھ کو پیر الٰہی بخش کالونی میں وصال فرمایا اور اپنی تعمیر شدہ مسجد قادریہ کے احاطے میں مدفون ہوئے۔ (۱)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ اولیائے سندھ، مولانا اقبال نعیمی، کراچی، شارق پبلی کیشنز، ص ۱۴۵

marfat.com

حضرت مولانا حافظ سید مغفور القادری

(۱۳۲۶ھ / ۱۳۹۰ھ)

پیدائش :-

حضرت مجاہد ملت، شیخ طریقت مولانا سید مغفور القادری علیہ الرحمۃ ابن حضرت سید سردار احمد علیہ الرحمۃ (۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ھ) میں گڑھی اختیار خاں ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نے آپ کا تاریخی نام "مغفور" تجویز فرمایا۔

تعلیم :-

والدہ ماجدہ کمسنی میں آپ کو چھوڑ گئیں آپ نے نو سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا ابتدائی کتابیں مولانا مفتی محمد حیات گڑھی والے اور جامع معقول و منقول مولانا عبدالکریم ہزاروی ثم بھرچونڈوی سے پڑھیں بقیہ تعلیم مدرسہ شمس العلوم بستی مولویاں ضلع رحیم یار خاں میں تکمیل فرمائی۔ مولانا سراج احمد مکھن بیلوی سے بھی تعلیم حاصل کی بائیس برس کی عمر میں تمام علوم سے فراغت حاصل کرلی۔ (۱)

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ بھرچونڈی شریف کے قدیمی دارالعلوم میں مسند درس و افتاء پر فائز ہوئے۔ اس مدرسہ سے سندھ اور بیرون سندھ سے سینکڑوں طلباء مستفید ہوئے۔

حضرت پیر مغفور القادری علیہ الرحمۃ تحریک پاکستان سے قیام پاکستان اور پھر پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی مملکت بنانے کی ہر تحریک میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۴۶ء میں ایک سو افراد کے ہمراہ "آل انڈیا سنی کانفرنس" میں سندھ کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی۔

marfat.com

بیعت :-

آپ حافظ محمد عبداللہ علیہ الرحمۃ (شیخ ثانی) بھرچونڈوی سے بیعت تھے۔

آپ نے پیر عبدالرحمن بھرچونڈوی کی معیت میں بھی سندھ کے چپے چپے کا دورہ فرمایا تقریریں کیں اور مناظرے کئے اور ہزاروں مسائل کے جوابات دیئے۔

آپ ایک سحربیان خطیب، اردو اور سرائیکی کے بلند پایہ شاعر بھی تھے۔

تصانیف :-

آپ کی کتابوں میں چند ایک کے نام یہ ہیں۔

۱ : عبادالرحمن ، مشائخ بھرچونڈوی کا تذکرہ

۲ . تنویر العینین فی تقبیل الابہامین (غیر مطبوعہ)

۳ : الرسول ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و منصب کی تشریح۔

۴ : کلام مغفور ، (عربی، اردو، فارسی اور سرائیکی کلام) وغیرہ

وفات :-

آپکا وصال ۵ صفر ۱۲ اپریل (۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) بروز اتوار ہوا۔ (۲)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ اکابر اہل سنت ، محمد عبدالحکیم شرف قادری ، لاہور ، مکتبہ قادریہ ، ص ۵۲۸

(۲) ایضاً ص ۵۲۸ ، ۵۲۹

marfat.com

مولانا شاہ محمد عبدالحامد بدایونی قادری

(۱۳۱۸ھ ۱۳۹۰ھ)

پیدائش :-

حضرت مولانا شاہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی علیہ الرحمۃ ابن مولانا حکیم عبدالقیوم شہید (۱) (م ۱۳۱۸ھ) ابن مولانا حافظ فرید جیلانی ابن مولانا محی الدین ابن مولانا سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی ۱۳۱۸ ھ \ ۱۸۹۸ ء کو دہلی میں اپنے ننھیال کے ہاں پیدا ہوئے۔

آپکا تاریخی نام "محمد ذوالفقار حق" تجویز ہوا۔ (۲)

آپکی تعلیم و تربیت کا انتظام آپکے بڑے بھائی مولانا عبدالماجد بدایونی اور والدہ ماجدہ (سید بہاؤالدین دہلوی کی ہمشیرہ) نے کیا۔ (۳)

آپکی والدہ کا سلسلہ ء نسب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے ہے۔ (۴)

آپ نے قرآن مجید حافظ محمد صفدر سے پڑھا (۵)

ابتداءً اپنے آبائی مدرسہ، "مدرسہ ء قادریہ" میں تعلیم حاصل کی۔ آخری دو سال الہیات کی تکمیل اور فن قرات کی تحصیل کے لئے "مدرسہ ء الہیہ" کانپور میں رہے۔ آپ نے جن مقتدر و جید علمائے کرام و اساتذہ سے فیض حاصل کیا ان میں درج ذیل نام قابل ذکر ہیں۔

۱ : آپ کے مرشد برحق حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی ۲ : حضرت مولانا محب احمد قادری ۳ : مولانا حافظ بخش بدایونی ۴ : مولانا قدیر بخش بدایونی ۵ : مولانا مفتی محمد ابراہیم ۶ : مولانا مشتاق احمد کانپوری ۷ : مولانا واحد حسین ۸ : اور مولانا عبدالسلام فلسفی (۶)

marfat.com

بیعت :-

تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ مولانا شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی علیہ الرحمۃ سے اجازت و خلافت حاصل کر کے مدرسہ شمس العلوم بدایوں میں مدرس و مفتی نائب مہتمم مقرر ہوئے اور بدایوں کی جامع مسجد میں خطیب رہے۔

مولانا عبدالحامد بدایونی نے اسلام اور مسلمانوں کیلئے عظیم خدمات انجام دی ہیں۔

جب ہندوؤں نے "شدھی تحریک" چلائی اور مسلمانوں کو ہندو بنانے کی کوشش اور سازش کی تو مولانا نے ڈٹ کر تحریک کا مقابلہ کیا اور اپنی شعلہ بار تقریروں سے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ (۷)

مولانا عبدالباری فرنگی محلی نے "تحریک خلافت" شروع ہونے پر مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کو حضرت مولانا شاہ عبدالمقتدر بدایونی کی خدمت میں بدایوں بھیجا آپ نے مولانا عبدالحامد بدلیونی کو علی برادران کا ساتھ دینے کی ہدایت کی اور مولانا نے ہندوستان کے گوشے گوشے میں تحریک خلافت کا پیغام پہنچایا۔

آپ "ڈسٹرکٹ خلافت کمیٹی" بدایوں کے جنرل سیکریٹری رہے، اسکے علاوہ "خلافت پراونشل کمیٹی" اور "سینٹرل خلافت کمیٹی" بمبئی کی مجلس عاملہ کے رکن رہے۔ (۸)

آپ تحریک پاکستان کے شروع ہونے سے قبل ہی دو قومی نظریہ کے حامی اور پرجوش مبلغ تھے تحریک خلافت، تحریک پاکستان، اور تحریک فلسطین میں آپ نے نمایاں حصہ لیا ..... مولانا عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمۃ کی قائم کردہ "مجلس مویّد السلام" کی تحریک پر مسلمانان ہند کے مطالبات مرتب کرنے کیلئے مختلف مکاتب فکر کے علمائے دین کا پہلا سیاسی جلسہ لکھنؤ میں ہوا جس میں علماء فرنگی محل کے علاوہ حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان بریلوی، حضرت مولانا عبدالماجد قادری بدایونی، مولوی ولایت حسین الہ آبادی وغیرہ شریک ہوئے۔ آپ بھی اس جلسہ میں شریک تھے .....

marfat.com

۱۹۴۰ء میں اقبال پارک (منٹو پارک) لاہور میں قرارداد پاکستان کے سلسلے میں جو اجلاس منعقد ہوا تھا، مولانا عبدالحامد بدایونی نے علماء مشائخ اہل سنت کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اجلاس میں شرکت فرمائی۔ (۹)

تقسیم کے وقت مولولانا عبدالحامد بدایونی مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کیلئے کراچی تشریف لائے اور یہیں مقیم ہوگئے ..... مولانا ابوالحسنات نے مرکزی جمعیت العلمائے پاکستان کی بنیاد رکھی تو مولانا بدایونی کو سندھ و کراچی کا صدر منتخب کیا گیا .....

مولانا ابوالحسنات کی وفات کے بعد اتفاق رائے سے آپکو جمعیت علمائے پاکستان کا مرکزی صدر چن لیا گیا اور آپ تاحیات صدر رہے۔ (۱۰)

۱۹۴۷ء میں آپکی تحریک پر میری ویدر ٹاور کراچی سے میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم الشان جلوس نکالا گیا ..... اسکے علاوہ خلفاء راشدین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے ایام منانے کا اہتمام بھی آپ نے شروع کیا ..... ۱۹۴۸ء میں مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی کی قیادت میں سندھ کے علماء و مشائخ کے ایک وفد نے قائداعظم سے ملاقات کی جس میں مولانا بدایونی بھی شریک تھے اور تفصیلی یادداشت پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا:

> "ملکِ پاکستان کا دستور کتاب و سنت کی روشنی میں تیار کیا جائے اور دیگر اسلامی ممالک کی طرح پاکستان میں بھی وزارت امورِ مذہبیہ قائم کی جائے۔ (۱۱)

۱۹۵۳ء میں جب تحریکِ ختم نبوت شروع ہوئی تو اس میں آپ نے کھل کر حصہ لیا اور انتہائی علالت کے باوجود فروری ۱۹۵۳ء سے جنوری ۱۹۵۴ء تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ (۱۲)

مولانا عبدالحامد بدایونی نے قدیم اور جدید علوم کے ساتھ ساتھ دنیا کی اہم زبانوں کی تعلیم کیلئے کئی لاکھ روپے صرف کرکے منگھوپیر روڈ کراچی میں "جامعہ تعلیمات اسلامیہ" کے نام سے درسگاہ قائم کی ..... یہ ادارہ آج بھی علوم دینیہ کی

marfat.com

خدمت میں مصروف ہے۔ آپ نے چین، روس، مصر، ترکی، تیونس، نائیجیریا، کویت، عراق ایران اور حجاز مقدس کا دورہ کیا اور مسئلہ کشمیر کی اہمیت کو واضح کیا۔ آپ نے بائیس مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کا شرف حاصل کیا.....

تصانیف :-

آپ کی چند مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں:

۱ :- فلسفۂ عبادات اسلامی

۲ :- تصحیح العقائد

۳ :- کتاب و سنت غیروں کی نظر میں

۴ :- اسلام کا معاشی نظام

۵ :- نظام عمل

۶ :- اسلام کا زراعتی نظام

۷ :- حرمت سود

۸ :- انتخابات کے ضروری پہلو وغیرہ (۱۳)

وصال :-

مولانا عبدالحامد بدایونی نے ۱۵ جمادی الاول ، ۲۰ جولائی (۱۳۹۰ھ \ ۱۹۷۰ء) کو جناح اسپتال کراچی میں وصال فرمایا۔ اور اپنی جامع تعلیمات اسلامیہ منگھو پیر روڈ کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔ (۱۴)

marfat.com

حواشی و کتابیات

(۱) آپ بیس دن کے تھے کہ آپ کے والد ایک مذہبی جلسے میں شرکت کیلئے دہلی سے پٹنہ جاتے ہوئے ریل کے حادثے میں شہید ہوگئے۔ (اکابر تحریک پاکستان ص ۱۰۵)

(۲ - ۳) تذکرہ اکابر اہلسنت ، محمد عبدالحکیم شرف قادری ،لاہور ،مکتبہ قادریہ ص ۲۰۲

(۴) تذکرہ علمائے اہلسنت ، محمود احمد قادری ، فیصل آباد ، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ص ۱۵۹

(۵) اکابر تحریک پاکستان ،محمد صادق قصوری ،لاہور ،نوری بک ڈپو ص ۱۰۵

(۶) تذکرہ اکابر اہلسنت ، محولہ بالا ، ص ۲۰۲

(۷) اکابر تحریک پاکستان ، محولہ بالا ص ۱۰۵

(۸) تذکرہ اکابر اہلسنت ، محولہ بالا ص ۲۰۲

(۹ ۱۰) اکابر تحریک پاکستان ، محولہ بالا ص ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۹

(۱۱ - ۱۲ - ۱۳ - ۱۴) تذکرہ اکابر اہلسنت ، محولہ بالا ص ۲۰۶ تا ۲۰۸

marfat.com

مولانا یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی

(۱۳۰۰ھ / م ۱۳۹۰ھ)

پیدائش :-

شاعر اہلسنت مولانا محمد یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمۃ ۲۶ ، رجب ۲ ، جون (۱۳۰۰ ھ / ۱۸۸۳ ء) کو بعد نماز عشاء بدایوں میں پیدا ہوئے۔

تاریخی نام "محمد فضل رحمن" تجویز کیا گیا۔ آپ "ضیاء" تخلص کرتے تھے۔ اسلئے "ضیاء القادری" کہلانے لگے۔ (۱)

آپ کے مورث اعلیٰ مولانا خواجہ عبداللہ چشتی بدایوں کے مایہ ناز عالم اور مشہور محدث و مفسر تھے۔ (۲)

آپ چار سال کے تھے کہ والدین کے سایہء عاطفت سے محروم ہو گئے۔ اسلئے آپکی تربیت و پرورش کا اہتمام آپکے خالو غالب و مومن کے شاگرد مولانا علی احمد خاں اسیر بدایونی (پروفیسر سینٹ جانسن کالج آگرہ) نے کیا۔ (۳)

سات سال کی عمر میں فاضل اساتذہ نے آپ کو تعلیم دینی شروع کی چنانچہ پہلے قرآن مجید، پھر فقہ، تفسیر اور حدیث کی کتابیں پڑھائیں۔

تقریباً چودہ سال کی عمر میں آپ میں عالمانہ استعداد پیدا ہو گئی تھی۔ آپ نے دس سال کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا اور ساری زندگی حمد و نعت ، مناقبات اور سلام لکھے جسکے کئی مجموعے شائع ہوئے۔ (۴)

آپ نے تحریک پاکستان میں علمائے کرام کے ساتھ جوش و خروش سے حصہ لیا تحریک خلافت میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی کے جلسوں میں نظمیں پڑھتے۔

آپ کے پہلے دیوان نعت "تجلیات نعت" میں شمس العلماء خواجہ حسن نظامی نے دیباچہ لکھا۔ آپ کے زیر اہتمام ۱۹۱۷ء سے ایک عرصہ تک بدایوں

marfat.com

میں "رجبی شریف" کے عظیم الشان جلسے منعقد ہوتے رہے۔
تقریباً ۳۵ سال تک آپ سرکاری ملازمت سے بھی وابستہ رہے۔ (۵)

دہلی میں حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی علیہ الرحمۃ کے دربار سے شائع ہونے والے مشہور رسالہ "آستانہ" کے آپ شاعر خصوصی تھے۔

تقسیم ہندوستان سے قبل ہندوستان میں "لسان الحسان" کے خطاب سے نوازے گئے۔ (۶)

مولانا ضیاء القادری علیہ الرحمۃ "آستانہ" میں ایک عرصہ تک کلام لکھتے رہے۔ جن میں مختلف سلاسل کے شجرے، حمد و نعت و مناقبات و سلام شامل ہیں "آستانہ" کے ایک شمارہ میں شائع ہونے والا ایک "سلام بحضور محبوب رب الانام" روضہ ء اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت مولانا شاہ عبدالسلام قادری باندوی، حضرت صوفی سید شاہ مسعود احمد کاشمیری، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی قادری اور الحاج سید اکبر حسن رحمۃ اللہ علیہم رضوی نے علیحدہ علیحدہ پیش کیا۔ سلام کے چند اشعار ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

سلام اے تاجدار عرش مسند یارسول اللہ
سلام اے سرور کل یا محمد یارسول اللہ
سلام اے صاحب خُلق عظیم و رحمت عالم
سلام اے حامل اوصاف بیحد یارسول اللہ
دعا فرمایئے امت رہے اسلام پر قائم
عطا مسلم کو ہو امنِ مخلّد یا رسول اللہ (۷)

"آستانہ" میں شائع ہونے والی آپ کی ایک حمد کے چند اشعار ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

marfat.com

یا غفور و رحیم یااللہ
خالق ہر کمال یااللہ
تو ہے مختار کائنات کریم
ہادیٔ کل ہے تو رؤف و رحیم
تو ازل کا، ابد کا خالق ہے
جملہ مخلوق کا تو رازق ہے
اے خدا تیری ذات کا صدقہ
سرور کائنات کا صدقہ
صدقہ اصحاب و آل اطہر کا
صدقہ ہر عاشق پیمبر کا
اے خدا واسطہ شہیدوں کا
سن لے معروضہ ناامیدوں کا
غوث اعظم کا واسطہ یارب
قطب اکرم کا واسطہ یارب (۸)

مندرجہ ذیل پاک و ہند کے مشہور شعرائے کرام کا آپ کے شاگردوں میں شمار ہوتا ہے

شکیل بدایونی، مضطر صابری، ماہر القادری، محشر بدایونی، سحر اکبر آبادی، تابش قصوری، طالب انصاری اور رضا قریشی۔

دہلی کے ممتاز بزرگ و مصنف حضرت خواجہ حسن نظامی آپ کے کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"مولانا ضیاء القادری کے کلام میں ایسی مذہبی زندگی ہے جو ایک دفعہ کے لئے ان مردہ دلوں کو بھی گرما دے گی جو مذہبی تاثرات کے معاملہ میں بالکل ٹھنڈے ہو چکے ہیں" (۹)

آپ نے نظم و نثر کا ایک یادگار ذخیرہ چھوڑا ہے چند قابل ذکر تصانیف کے

marfat.com

نام یہ ہیں۔

۱ : اکمل التاریخ (۲ جلد) ۲ : تاریخ اولیائے بدایوں ۳ : ستارہ ء چشت ۴ : جوار غوث وری ۵ : تجلیات نعت ۶ : خزینہ ء بہشت ۷ : مرقع شہادت ۸ : دیار نبی ۹ : مجموعہ ء اسلام ۱۰ : قصائد صبح نورانی وغیرہ

۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء میں آپ نے حج بیت اللہ و زیارت روضہ ء نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کیا اور اسی سفر میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار پر بھی حاضری دی آپ پاکستان کے سب سے پہلے حاجی تھے۔

وفات :-

۱۲ ، جمادی الآخر (۱۰) ۱۵ ، اگست (۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) بروز ہفتہ کراچی میں آپکا وصال ہوا اور فیڈرل ایریا کراچی میں مدفون ہوئے۔ (۱۱)

marfat.com

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ ء اکابر اہلسنت ، محمد عبدالحکیم شرف قادری ، لاہور ، مکتبہ قادریہ ، ص ۵۷۳

تاریخ رفتگاں ، صابر براری ، کراچی ، ادارہ فکر نو ، ص ۱۰۸

(۲) تذکرہ ء اکابر اہلسنت ، محولہ بالا ص ۵۷۳

(۳) تذکرہ ء اکابر اہلسنت ، تاریخ رفتگاں ، محولہ بالا ص ۵۷۳ ، ص ۱۰۸

(۴ - ۵ - ۶) ایضاً ، ص ۵۷۳ ، ۱۰۸

(۷) آستانہ ، صاحبزادہ محمد مستحسن فاروقی ، دہلی ، اکتوبر ۱۹۵۲ء ص ۲۵

(۸) ایضاً ، اپریل ۱۹۶۱ء ص ۳۸

(۹) تذکرہ ء اکابر اہلسنت ، محولہ بالا ص ۵۷۴

(۱۰) "تاریخ رفتگاں" میں آپ کی تاریخ وصال ۱۴ ، اگست تحریر ہے۔ (راقم)

(۱۱) تذکرہ ء اکابر اہلسنت ، محولہ بالا ص ۵۷۴

marfat.com

حضرت مولانا حافظ قاری الشاہ محمد غلام رسول القادری

(۱۳۰۶ھ / ۱۳۹۱ھ)

پیدائش:

حضرت مولانا الحاج، الحافظ، القاری الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۶ء میں کراچی صدر میں مسجد "قصابان" سے ملحقہ مکان میں تولد ہوئے۔ (۱)

آپکی تعلیم و تربیت خود آپکے والد ماجد کی زیر نگرانی انہی کے "مدرسۃ العلمیہ قادریہ" متصل مسجد قصابان صدر میں ہوئی آپ نے علوم دینی کے ساتھ ساتھ تجوید حفظ و قرآن کی تکمیل کی۔ (۲)

اپنے والد بزرگوار کے علاوہ بھی آپ نے جید قاری و عالم دین سے قرآن کی تعلیم حاصل فرمائی آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں اٹھارہ سال تعلیماً بہت بڑے جید قاری نظام محمد صاحب سے قرآن مجید پڑھتا رہا ہوں۔ (۳)

منازل سلوک کی تکمیل اور اکتساب علم کی خاطر آپ نے نہ صرف سارے ہندوستان بلکہ بیرون ہند بھی تمام بلاد اسلامیہ کا سفر فرمایا۔ (۴)

اوائل عمری ہی سے آپ کو دینی تعلیم کا ذوق اور فقر و درویشی سے شغف رہا۔ آپ نہ صرف مختلف زبانوں پر مہارت تامہ رکھتے تھے بلکہ ایک شعلہ بیان خطیب، بہترین نعت گو شاعر تھے آپ کی تمام عمر مواعظ حسنہ اور تبلیغ و اشاعت دین میں گزری۔ آپ نے عہد جوانی میں فریئر اسٹریٹ صدر کراچی میں "انجمن حزب الاحناف" (۵) کی بنیاد بھی رکھی۔ (۶)

marfat.com

آپ نے یہ انجمن ۱۳۳۲ھ (مطابق ۱۹۱۳ء) میں قائم فرمائی تھی جسکے آپ صدر تھے۔ جبکہ انجمن کے معتقدین و سربرآوردگان میں سے چند افراد مندرجہ ذیل ہیں:

۱. سید محمد حسن عرف محمد علم الدین حنفی القادری ناظم مجلس علیہ۔

۲. منشی خان صاحب قادری نائب ناظم۔

۳. حضرت مولانا حکیم سائیں عبدالغنی قادری حنفی۔

۴. مولوی حافظ محمد عبدالغفور امام مسجد ریلوے گودی۔

۵. جناب بلو بھائی وغیرہ۔ (۷)

حضرت مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے مذکورہ بالا جمعیت الاحناف کی بنیاد بہترین مقاصد پر رکھی مثلاً قوم کے افراد میں خلوص دینی و عقیدت مذہبی کی روح پھونکنا، اتفاق باہمی و اخوت و ہمدردی و محبت و مودت واقعی کا پیدا کرنا، حقوق اللہ و حقوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوف بخشنا، حقوق مسلمین سے آگاہ کرنا، مذہبی تقاریب میں تلاوت کلام الٰہی وعظ و نصائح و نعت و میلاد خوانی کے جلسوں کا انعقاد کرنا، تحریری طور پر اسلامی شعور بیدار کرنے کی غرض سے ایک ماہوار رسالے کے اجراء کا اہتمام کرنا اس جمعیت الاحناف کے اہم مقاصد و اغراض تھے۔ (۸)

آپ کی قائم کردہ "جمعیت الاحناف" کی رکنیت حاصل کرنے والوں کیلئے کچھ قواعد و ضوابط بھی وضع کئے گئے تھے جنکے مطابق ہر رکن کیلئے ضروری تھا کہ وہ ان شرائط پر پورا اترے۔ چند شرائط حسب ذیل ہیں۔

۱. ہر رکن ظاہری و باطنی طور پر صحیح العقیدہ سنّی و حنفی ہو۔

۲. ملاقات پر سلام و مصافحہ عافیت پرسی و دعاگوئی سے پیش آئے۔

marfat.com

۳. ہم مشرب افراد کی شادی و غمی میں شریک ہو۔
۴. شادی و غمی کی تقاریب میں ہر رکن ایک مجلس وعظ و مولود منعقد کرے اور نعت خوانوں کو ہدیہ پیش کرے۔
۵. کوئی رکن غیر سنّی، تارک الصلوۃ و الصّیام، شراب خور نہ ہو۔ (۹)

مذکورہ جمعیت الاحناف کے تحت ہر ماہ جامع مسجد قصابان (صدر کراچی) میں ایک جلسہ کا انعقاد بھی قواعد و ضوابط کا حصہ تھا اسی طرح جمعیت الاحناف کے صدر دفتر میں سالانہ عظیم الشان جلسہ کا اہتمام بھی کیا گیا تھا جس میں اندرون و بیرون شہر سے علماء اہلسنت و عمائدین ملت بھی مدعو کئے جاتے۔

جلسہ میں تکبیر و تہلیل، تسبیح و تحمید استغفار و اذکار کا شغل، صلوۃ و سلام کا ورد، آیات قرآن مجید کی تلاوت اور مختصر وعظ، اور وعظ سے قبل اور بعد نعت خوانی اور اختتام پر سلام و قیام بھی قواعد و ضوابط میں شامل تھا۔ (۱۰)

حضرت مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کی زندگی دین حق کی تبلیغ و اشاعت کیلئے وقف تھی چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

> "کراچی کا کوئی کوچہ کونہ کونہ ایسا نہ ہوا ہوگا کہ جہاں اس فقیر حقیر سے قدرت کاملہ نے مولا کریم کا نام پکارنے کا کام نہ لیا ہو۔" (۱۱)

آپ کے تبلیغ دین کے ذرائع میں بڑے بڑے مذہبی تہوار مثلاً میلاد النبی، معراج النبی، شب برات، شب قدر، گیارہویں اور ہفتہ وار حلقہ ذکر اللہ شامل تھے علاوہ ازیں آپ روزانہ بعد نماز عصر خصوصی طور پر حاضرین سے خطاب فرماتے تھے۔ (۱۲) روزانہ بعد نماز عصر کی خصوصی نشست میں کثیر تعداد میں آپکے مریدین و معتقدین

marfat.com

شرکت کرتے تھے۔ آپ اس محفل میں تلاوت کلام پاک کے بعد قرآن و حدیث کی روشنی میں مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے تھے۔ آپکا معمول تھا کہ آپ روزانہ اس نشست میں خطاب سے قبل قرآن مجید کے آخری پارے کی پہلی سورت "النباء" پوری تلاوت فرماتے تھے۔ اپنے اس معمول کے بارے میں آپ نے ایک مرتبہ اسی محفل میں ارشاد فرمایا:

"قرآن مجید کی یہ سورہ ء عمّ یتساء لون بعد عصر پڑھنے کا ہزاروں مشائخ کا وظیفہ ہے انہی کی برکت سے یہاں یہ معمول اللہ تعالی نے جاری رکھا ہے۔" (۱۳)

محرم الحرام کی چاند رات سے عاشورہ تک آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر خلفائے راشدین و اہلبیت عظام خصوصاً امامین حسنین علیہم السلام کے شہادت کے واقعات بیان فرماتے تھے۔

ہر سال ماہ محرم کے اول عشرہ میں چاند رات سے یوم عاشورہ اور تیسرے روز اور چہلم پر واقعات کربلا و فضائل اہلبیت کا آغاز اہلسنت والجماعت کے طرز اور عقائد کے تحت کراچی شہر میں آپ ہی کے خانوادہ سے ہوا۔

اہلبیت پاک کی یادگار میں ان مجالس کی کراچی میں شروعات کے ثبوت میں آپکے خلف اکبر ادیب سندھ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد محقق القادری علی علیہ الرحمۃ "تذکرہ ء حسینی" کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس مبارک یادگار کو قائم کرنے کیلئے عشرہ ء محرم الحرام میں کراچی کی سرزمین پر "قدیمی مجالس یادگار شہادت حسینی" کی بنیاد آج سے ستّر سال قبل ہمارے خاندان کے مورث اعلی حضرت مولانا الحاج منشی محمد بشیر صاحب صدیقی قریشی القادری

marfat.com

داتا پوری نور اللہ مرقدہ (سرگروہ اول و بانی جماعت قدیم انتظامیہ جامع مسجد قصابان و عیدگاہ بندر روڈ کراچی) نے ڈالی اور جو آج بھی موروثی طور پر تبلیغی و مشروع انداز میں سالہا سال سے بے مثال اہتمام کے ساتھ میرے قبلہ ء معظم والد ماجد مدظلہ العالی "خطیب و مہتمم جامع قادریہ" کے وجود مسعود سے مسلمانان کراچی کو فیض یاب کر رہی ہے۔" (۱۴)

حضرت مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کی "قدیمی یادگار شہادت حسینی" کے عنوان سے ہر سال محرم کے پہلے عشرہ میں ہونے والی ہر شب کی مجلس میں مسلمانان کراچی کا ایک عظیم اجتماع ہوا کرتا تھا جس میں دیگر مسلک کے افراد بھی شریک ہوتے رہے ہیں۔ جسکا ذکر کرتے ہوئے آپ کے فرزند اکبر صاحبزادہ بشیر احمد محنی القادری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

"اسکی مقبولیت عامہ کی یہ روشن دلیل ہے کہ ان مجالس مبارکہ میں ہر شخص بلا امتیاز مشرب و ملت حصہ لے رہا ہے۔ چنانچہ کراچی کے بوہرہ مسلمان داؤدی جماعت کے ممتاز افراد و اکابر بھی اس عرس پاک حسینی میں شریک ہوا کرتے ہیں۔ اس جماعت کے قومی رسالہ "حقیقت" گجراتی کے مالک و ایڈیٹر جناب محمد علی صاحب مودی بوہری نے وعظ شب عاشورہ متبرکہ منعقدہ "مسجد میمناں صدر" کا بہت سا حصہ قلمبند کرکے اپنے رسالے کی اشاعت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۳۹ء میں شائع کیا۔ داؤدی بوہرہ جماعت کے پیشوائے اعظم ہز ہائینس حضرت ملا سید سردار طاہر سیف الدین صاحب بالقابہ نے کراچی میں حضرت قبلہ معظم والد ماجد کو شرف ملاقات بھی بخشا تھا۔" (۱۵)

marfat.com

حضرت مولانا الشاہ غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے ماہ محرم کے عشرہ یا دیگر مذہبی ایام پر منعقد کی جانے والی مجالس کے سلسلے میں "قادری مسجد" یا شہر کراچی و بیرون شہر و بیرون ممالک میں کئے جانے والے خطابات کا کبھی کوئی معاوضہ طلب نہیں فرمایا اور نہ ہی آپ نے تمام عمر اپنی تقریروں یا خطبات کی تشہیر کیلئے انکے حقوق کسی ریکارڈنگ کمپنی کو فروخت کئے۔ آپ کی محرم کی عشرہ کی تمام تقاریر آپ کے ایک معتقد نے اپنے خرچ پر اپنے شوق کی خاطر محفوظ کی تھیں جس کے بارے میں انہوں نے آپکو تحریری طور پر یہ یقین دلایا تھا کہ وہ ان تقاریر کو بازار میں فروخت نہیں کریں گے۔ آپ نے اپنی تقاریر کے تمام حقوق "قادری مسجد" کیلئے وقف فرمادیئے تھے۔ اس ضمن میں آپ نے اپنی قادری مسجد کی کمیٹی کو یہ اختیار دیدیا تھا کہ اگر بازار میں آپ کا کوئی وعظ بک رہا ہو یا اسکی نمائش کی جارہی ہو تو کمیٹی قانونی چارہ جوئی کرسکتی ہے کیونکہ آپ کے وعظ کے تمام حقوق قادری مسجد کیلئے محفوظ ہیں۔ (۱۶)

آپ اپنے عہد کے مشہور علمائے کرام اور صوفیائے عظام، اولیا و اقطاب کے فیض صحبت سے بہرہ ور ہوئے اور ان سے فیوض ظاہری و باطنی حاصل فرمائے جن علماء و مشائخین سے آپ نے ملاقات فرمائی ان میں چند خاص قابل ذکر اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱. اعلیٰحضرت احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ۔
۲. مفتیء اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ۔
۳. حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ (گولڑہ شریف)۔
۴. حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی علیہ الرحمۃ۔
۵. حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی القادری علیہ الرحمۃ۔
۶. حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقی القادری میرٹھی علیہ الرحمۃ۔

marfat.com

۷. حضرت مولانا پیر سید قاسم مشوری علیہ الرحمۃ (لاڑکانہ)۔

۸. حضرت مولانا پیر سید حسن جان سرہندی علیہ الرحمۃ۔

۹. حضرت علامہ مفتی احمدیار خاں علیہ الرحمۃ۔

۱۰. حضرت مولانا سید سردار احمد خاں علیہ الرحمۃ۔

۱۱. حضرت علامہ سید محمد یوسف عزیز الملک سلیمانی علیہ الرحمۃ۔

۱۲. حضرت بابا ولایت علی شاہ علیہ الرحمۃ (ملیر کراچی)۔

۱۳. حضرت پیر خواجہ محمد فاروق رحمانی چشتی قادری علیہ الرحمۃ۔

۱۴. حضرت علامہ سید عبدالرحمن الگیلانی نقیب الاشراف البغداد علیہ الرحمۃ۔

۱۵. حضرت پیر سید محمود حسام الدین الگیلانی علیہ الرحمۃ۔

۱۶. حضرت پیر سید عاصم الگیلانی علیہ الرحمۃ۔

۱۷. حضرت پیر سید احمد شرف الدین الگیلانی علیہ الرحمۃ۔

۱۸. حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین الگیلانی علیہ الرحمۃ۔

۱۹. حضرت پیر سید ظہور الحسن جیلانی فاضلی بٹالوی علیہ الرحمۃ۔

۲۰. حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ۔

۲۱. حضرت مولانا ہدایت رسول قادری علیہ الرحمۃ۔

۲۲. حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی القادری علیہ الرحمۃ۔

۲۳. حضرت مولانا فضل الرحمان مدنی مدظلہ العالی۔

حج بیت اللہ کے سفر کے دوران آپ نے مشہور عالم و صوفی بزرگ حضرت شاہ عبدالحق محدث الہ آبادی مہاجر مکی مدنی علیہ الرحمۃ کی صحبت سے اکتساب فیض کیا۔ (۱۷)

آپ نے جوانی میں روضہ ٔ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر باب الرحمت میں حضرت مولانا شاہ عبداللطیف القادری مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ سے قادریہ چشتیہ سلسلہ

marfat.com

میں بیعت فرمائی جو کہ ہندوستان سے ہجرت فرماکر مدینہ طیبہ میں مقیم ہوگئے تھے (حضرت شاہ عبداللطیف القادری علیہ الرحمۃ نے نظم و نثر میں بڑا سرمایہ ء علم و ادب یادگار چھوڑا ہے جس میں ضخیم دیوان لطیف، منظوم سفرنامہ ء حج و سفرنامہ ء مدینہ و سفرنامہ ء بغداد، میلاد نامے اور تصنیف بوستان غوثیہ شامل ہیں) علاوہ ازیں اپنے خاندانی بزرگ ماموں، خسر حضرت عارف باللہ صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ سے بھی آپ نے حصول برکت و علم کیلئے بیعت کی۔ (۱۸) (۱۹)

آپکے مرشد مدنی حضرت شاہ عبداللطیف القادری علیہ الرحمۃ نے روضہ ء نبوی پر آپ کو بیعت سے مشرف فرماکر "وظیفہ ء پنج گنج" (۲۰) عنایت فرمایا..... "وظیفہ ء پنج گنج" کو آپ عرش الہی کے پانچ خزانوں سے تشبیہ دیتے تھے اکثر داخل سلسلہ ہونے والوں کو یہی بطور وظیفہ کے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ (۲۱)

حضرت مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے اپنے سلسلہ کی بنیاد بھی پانچ زریں اصولوں پر رکھی تھی یعنی ۱۔ ذکر ودود، ۲۔ ذوق سجود، ۳۔ شوق درود، ۴۔ آئین جود، ۵۔ نور شہود۔

آپ نے اپنے مرشد مدنی حضرت شاہ عبداللطیف القادری مہاجر مدنی ساگری علیہ الرحمۃ کی شان میں ایک منقبت بھی تحریر فرمائی جس میں آپ نے انکے فقر و ارادت، ہجرت مدینہ اور ان کی تصنیفات کا ذکر فرمایا ہے۔ منقبت کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

"کیا ہی والا شان ہے شانِ لطیف قادری
ہے بہارِ معرفت آنِ لطیف قادری
مسند فقر و ارادت کے ہیں شاہ و شیخ آپ
جوش پر ہے بحرِ فیضانِ لطیف قادری

marfat.com

چھوڑ کر ہندوستاں بالکل مہاجر ہوگئے
مرحبا اخلاص و ایمانِ لطیف قادری

ہے ہر اک تصنیف حضرت کی کلیدِ معرفت
یا کتابِ عشق یا خوانِ لطیف قادری

یہ غلامِ زار یارب قادری ہو کر اٹھے
ہاتھ سے چھوٹے نہ دامانِ لطیف قادری" (۲۲)

آپکے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں جنکا سلسلہ پاکستان کے علاوہ یورپ، مشرق وسطی، سعودی عرب تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے دست حق پرست پر دو ہزار سے زائد غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔ (۲۳)

تحریک پاکستان کے موقع پر حضرت مولانا شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے قیام پاکستان کے حوالہ سے بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں آپ نے ہم عصر مقتدر علماء و مشائخ کے ساتھ مل کر عوام میں دینی و روحانی شعور بیدار فرمایا اور دینی جلسوں کی صدارت فرماتے ہوئے تحریک پاکستان کو بھرپور تقویت فراہم کی۔

"خطبات آل انڈیا سنی کانفرنس" میں مولانا محمد جلال الدین قادری نے قیام پاکستان کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ " ۱۳ / ۱۲ - اکتوبر ۱۹۴۶ء میں "سنی کانفرنس کراچی" آپ ہی کی صدارت میں منعقد کی گئی تھی جس میں پاکستان بنانے پر زور دیا گیا۔" (۲۴)

اس کانفرنس میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے صدر حضرت علامہ سید محمد اشرفی محدث کچھوچھوی، حضرت علامہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور مولانا

marfat.com

عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ نے بھی تقاریر فرمائیں۔ ان تمام تقاریر کا خلاصہ حضرت مولانا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کے فرزند جانشین حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے قلمبند فرمایا جو کہ رامپور سے شائع ہونے والے معروف ہفت روزہ دبدبہ ء سکندری مطبوعہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔ (۲۵)

تحریک پاکستان کے سلسلہ میں "آل انڈیا سنّی کانفرنس" (مراد آباد) کی ایک شاخ ۱۹۴۵ء میں کراچی شہر میں "جمعیۃ عالیہ سنّیہ" کے نام سے قائم ہوئی جسکی تشکیل مبلغ اسلام شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری میرٹھی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست سے ہوئی۔ حضرت مولانا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ "جمعیۃ عالیہ سنّیہ" کے صدر منتخب ہوئے اور شہر کراچی کے اکابر علماء و مشائخ حضرات، دیگر عہدیداران اور ارکان میں شامل ہوئے "جمعیۃ عالیہ سنّیہ" کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ مقامی خانقاہی نظام اور اسکی اصلاح۔

۲۔ مقامی مرکزی دارالافتاء اور دارالمطالعہ کا اجراء۔

۳۔ دارالتصنیف کا قیام۔

۴۔ باہمی اتحاد و تنظیم اور سنّی عقائد کی نشرواشاعت وغیرہ۔

جمعیۃ عالیہ سنّیہ کے صدر کی حیثیت سے حضرت مولانا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ اور جمعیت کے دیگر عہدیداران ہر اتوار کو مجوزہ مساجد میں "سنّی عقائد کی تصحیح، اتحاد تنظیم اہلسنت اور تبلیغ اولیائے متقدمین و متاخرین" کے موضوع پر مواعظ حسنہ سے سامعین و حاضرین کو مستفیض فرماتے تھے۔

کراچی شہر کے بیشتر سنّی ائمہ مساجد جمعیت عالیہ سنّیہ کراچی کے ارکان میں شامل تھے۔ (۲۶)

marfat.com

حضرت مولانا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے ۱۹۲۳ء میں کراچی سے شائع ہونے والے اپنے ایک مجموعہ ء کلام "بہار بے خزاں" کے صفحہ نمبر ۱۹ پر ایک منظوم دعا "فتح اسلام" کے عنوان سے تحریر فرمائی جس میں آپ نے مسلمانوں کی رہبری اور ہمت افزائی کیلئے چند مخصوص اوصاف کے حامل ایک شخصیت کے سامنے آنے کی دعا کی جس میں آپ نے لفظ "قائداعظم" پہلی بار استعمال فرمایا ہے۔ (۲۷)

مذکورہ نظم میں آپ نے ایک شعر میں پہلی بار لفظ "قائداعظم" جس طرح سے استعمال فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

"دغدغے مٹ جائیں سارے عالم اشرار کے
قائداعظم کی قوت جب سر اظہار ہو" (۲۸)

۱۹۲۳ء میں کراچی کے "سندھ مدرسۃ الاسلام" کی تقریب میں جسکی صدارت قائداعظم محمد علی جناح فرمارہے تھے حضرت مولانا شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کو تلاوت کیلئے مدعو کیا گیا تھا۔ جلسہ میں راجہ صاحب محمود آباد بھی شریک تھے۔ آپ کی تلاوت شروع ہوتے ہی قائداعظم اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے جسکے ساتھ ہی تمام حاضرین جلسہ بھی کھڑے ہوگئے۔ (۲۹)

اسکے علاوہ بھی حضرت مولانا شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے مملکت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے استحکام اور بقا کیلئے متعدد دعائیہ اشعار تخلیق فرمائے تھے جنہیں آپ اکثر جمعہ کے خطبوں اور دینی تہواروں کے مواقع پر پڑھا کرتے تھے۔ چند دعائیہ اشعار درج ذیل ہیں۔

یاالٰہی کر مدد اسلام کی ایمان کی
ہو حکومت مستقل آزاد پاکستان کی
لفظ "پاکستان" کی یارب سمجھ بھی کر عطا
اصل پاکستان عمل ہے مرد پاکستان کا

marfat.com

اور عمل بھی وہ کہ جسمیں روح ہو اخلاص کی
کر عطا نعمت یہ یارب تیرے فضل خاص کی
ہوویں پاکستان کے نعرے نہ خالی نام کے
بج رہے ہوں اسمیں ڈنکے دین کے اسلام کے
ایسا پاکستاں اسلامی ہو اے رب العلی
ہو فروزاں جس میں شمع شرع پاک مصطفی
ایسا پاکستاں کہ قرآں کا علمبردار ہو
جس کو ہر حکم خدا سے عشق ہو اور پیار ہو
عاشق شرع محمد سارا پاکستان ہو
سنّت نبوی کا جس میں روز و شب اعلان ہو
دشمنان دین کے منصوبے سب برباد ہوں
حامیان دین و ملت شاد ہوں آباد ہوں
اس غلام قادری کی ہو دعا یہ مستجاب
آپ کی رحمت کا اب ہوجائے یارب فتح باب (۳۰)

"اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے بارے میں آپ بارگاہ الٰہی میں مزید اسطور دعائیہ اشعار تحریر فرماتے ہیں۔

دبدبہ ایسا ہو یارب نام پاکستان کا
سر کچل کر رکھدے ہر طاغوت اور شیطان کا
جابجا اخلاق و روحانیت اسلام ہو
جابجا قانون قرآنی کا جاری کام ہو
انبیاء و اولیاء کا چشمہ ء فیضان ہو
پاک دل ہوں سب مسلماں ایسا پاکستان ہو
ملک تیرا، حکم تیرا، ہم ترے بندے ہیں سب
تجھ سے سب کچھ مانگتے ہیں اے ہمارے پاک رب

marfat.com

ہند ہو یا سندھ ہو یا ہو عرب یا ہو عجم
سب کو کافی ہے مرے مولا تری نظر کرم (۳۱)

حضرت مولانا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے عالم اسلام کی ترقی و خوشحالی اور انکے دینی جوش و جذبہ کو بیدار کرنے کیلئے بھی دعائیں تحریر فرمائیں اور پڑھی ہیں۔ مسلمانوں کی عزت و ترقی کے چند دعائیہ اشعار جو آپ ہمیشہ جمعہ کے خطبہ ء ثانی میں پڑھا کرتے تھے ملاحظہ ہو۔

الٰہی ہو ترقی پر ہمیشہ جوش ایمانی
بڑھے عزو جلال و شوکت و جاہ مسلمانی
خدایا سارا عالم ہو مسخر دین برحق کا
نظر آئے جہاں میں مومنوں کی سلطنت رانی
صدا اللہ اکبر کی اٹھے ہر گوشے گوشے سے
بجے اسلام کا ڈنکا ہر اک سو با نکوشانی
جلال لشکر توحید کل دنیا میں قائم ہو
مٹے تثلیث اور تکفیر کا یہ زور طوفانی
فزوں ہو عزت و شوکت مسلمانان عالم کی
ہمیشہ دشمنان دین کو ہو سخت حیرانی (۳۲)

حضرت مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کی تعلیمات میں عبادت، اللہ کی راہ میں انفاق مال اور خدمت خلق کو بڑی اہمیت حاصل تھی ایک مرتبہ بعد نماز عصر کی مجلس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ "خیرالناس من ینفع الناس " اچھا بندہ وہی ہے جس سے کسی دوسرے کو نفع نصیب ہو۔ (۳۳)

اپنے کلام کے ایک شعر میں آپ نے اسی طرف اشارہ فرمایا۔

marfat.com

"ہے عبادت خدمت خلق خدا
سب بزرگوں نے ہے یوں فرمادیا" (۳۴)

حضرت مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ ایک جید عالم دین و صوفی بزرگ تھے آپ نے تمام زندگی بے لوث دینی خدمات انجام دیں اور رضائے الہی کے حصول کیلئے وعظ و رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ آپ خود ایک موقع پر ارشاد فرماتے ہیں۔

"یہ فقیر کوئے قادری آج تک کسی قیمت پر خدا کے فضل سے نہیں بکا۔ نہ میرے وعظ بکے نہ میرے بیانات بکے کیونکہ میں بکا ہوا ہوں صرف نام نامی و اسم گرامی پر اپنے آقا محمد رسول اللہ کے" (۳۵)

حضرت مولانا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے نقیب الاشراف حضرت سید عبدالرحمن آفندی قادری علیہ الرحمۃ کے عہد نقابت میں بغداد شریف کی زیارت کی اور دوران قیام جامع غوثیہ اور بغداد شہر میں آپکے متعدد جلسہ ہائے وعظ ہوئے۔ (۳۶)

حضرت مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے قیام پاکستان سے قبل کراچی کے علاقے موجودہ سولجر بازار میں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جسکا نام سلسلہ ء قادریہ سے نسبت اور الفت کی بنا پر "قادری مسجد" رکھا کراچی شہر میں اس نام کی یہ پہلی مسجد تھی۔ اسی مسجد میں آپ نے امامت و خطابت کے فرائض بھی انجام دیئے اور سلسلہ قادریہ کی تعلیمات کے حوالے سے خانقاہی معمولات بھی انجام دیتے رہے۔

کراچی میں سلسلہ ء قادریہ کی نشرو اشاعت میں آپکے اہم کردار کے بارے میں پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری تحریر فرماتے ہیں۔

marfat.com

"شاہ غلام رسول القادری نے ۲۰ ویں صدی کے شروع سے لیکر ۱۹۷۰ء تک کراچی کے کونے کونے میں سلسلہ قادریہ پھیلا کر قادریت کی صحیح معنوں میں بنیاد ڈالی۔ اگر آپ کو سلسلہ قادریہ کراچی کا بانی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ کئی اور نام قادری سلسلے کے بزرگوں کے ملتے ہیں لیکن پاکستان آزاد ہونے سے قبل اس شہر کی آبادی چند لاکھ نفوس پر مشتمل تھی اس میں اکثریت غیر مسلموں کی تھی لیکن آپ کی خانقاہی خدمت کے باعث بہت سے غیر مسلم بھی دولت ایمان سے فیضیاب ہوئے بلکہ اکثر قدیم باشندے قادری سلسلے میں آپ ہی سے بیعت ہیں۔ دیگر قادری بزرگوں کے نام تاریخ میں ضرور ملتے ہیں لیکن سلسلے کو فروغ اور وسعت آپ ہی کی ذات سے حاصل ہوا۔" (۴۷)

حضرت مولانا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ نے تصوف کے عظیم روحانی سلسلہ ء قادریہ کی تعلیمات کی نشرواشاعت میں خود کو وقف کر رکھا تھا اور اس ضمن میں آپ نے تقاریر کے علاوہ اپنی تحریر کے ذریعے اکثر و بیشتر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اور انکے سلسلہ ء قادریہ کی اہمیت و فضیلت کو عوام و خواص کے سامنے بھرپور انداز میں پیش فرمایا ہے چنانچہ آپ نے حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں بے شمار مدحیات و مناقبات کے علاوہ ۱۳۶۶ ھ میں "مثنوی قادری" کے عنوان سے فارسی زبان میں پانچ سو سولہ اشعار پر مشتمل ایک طویل مثنوی لکھی جس کے چند اشعار میں آپ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی شان اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"بالخصوص آں غوث اعظم غوث ما
اوست غوث الارض وہم غوث السما

marfat.com

ہست آں شیخ دو عالم شیخ ما
غوث جن و انس قطب الاولیا
عبد قادرؒ شہ ز ربّ قادرش
شہ جلال حق عتاب قاہرش
اے خدا از بہر آں غوث الوری
در طریق قادری راہم نما
از شراب غوث اعظم مست کن
نشہ ء او در دلم پیوست کن
سید الاقطاب غوث العالمین
برزبان غیب نامش محی الدین" (۳۸)

فارسی زبان میں طویل "مثنوی قادری" کے اشعار کے علاوہ آپ نے افغانستان کے سابق تاجدار نادر شاہ شہید کی فقراء نوازی کی تعریف میں بھی اٹھائیس اشعار پر مشتمل نظم "ارمغان فقیر قادری بہ فقراء دربار نادری" کے عنوان سے تحریر فرمائی جو ملک کے جرائد میں شائع ہوئی اور افغانستان روانہ کی گئی۔ مذکورہ فارسی نظم ریاست رامپور سے شائع ہونے والے ہفت روزہ جریدہ "دبدبہ ء سکندری" کے مورخہ ۱۷ فروری ۱۹۳۲ء کے شمارہ میں بھی شائع ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر ادیب سندھ حضرت صاحبزادہ محمد بشیر احمد محقی القادری کراچوی علیہ الرحمۃ اس نظم کا پس منظر بیان کرتے ہوئے اپنی تصنیف "عرفان اقبال اور افادات نیازی" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اعلحضرت نادر شاہ شہید سابق تاجدار افغانستان کی معارف نوازی سے مجھ ناچیز کے قبلہ والد ماجد مدظلہ العالی کو بھی ایک

marfat.com

خاص نسبت حاصل ہے۔ جبکہ ہز رائل ہائی نس الحاج سردار احمد شاہ خان وزیر دربار دولت افغانستان نے سفرحج کی واپسی پر قبلہ معظم کی اقتدا میں فریضہ ء جمعہ ادا فرمایا اور آپ کے پراثر خطبہ و دعا اور اخوت ملیہ کے احساسات سے اپنی دلی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "میں ان احساسات کا اظہار اعلحضرت تاجدار افغانستان سے بھی کروں گا" آپکے رفیق سفر علامہ سید البشر طرازی نے بھی افغانستان آنے کی دعوت دی تھی۔ ہز رائل ہائی نس سردار احمد شاہ خان باالقابہ نے اپنی مختلف ملاقاتوں میں قبلہ والد ماجد مدظلہ سے مختلف مسائل اور افغانستان کے علمی و مذہبی رجحانات پر تبادلہ ء افکار فرمایا اور قومی زبان کی ترویج، نظام خطبہ وغیرہ پر گفتگو کی۔ افغانستان پہنچ کر اعلحضرت نادرشاہ شہید تاجدار افغانستان سے آپ نے تذکرہ فرمایا اور اعلحضرت کی جانب سے باعزاز خاص مراحم خسروانہ سے خلعت شاہانہ و کلاہ و لنگی و ملکی لٹریچر عنایت فرمایا گیا جسے مقامی قونصل صاحب کراچی سفیر دولت افغانستان نے قبلہ والد ماجد مدظلہ کے سپرد کیا اب تک یہ سلسلہ ء روابط قائم ہے۔" (۳۹)

صاحبزادہ بشیر احمد محقی القادری کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نظم کے ساتھ کتاب "ارمغان جہاں" بھی افغانستان سے روانہ کی گئی تھی جو وہاں کے تاریخی حالات پر مشتمل تھی۔ (۴۰)

تاجدار افغانستان کی تعریف میں فارسی نظم کے چند منتخب اشعار ملاحظہ ہوں۔

من نمی دانم خدایا شیوہ ء مدحت گری
از کلام بے حقیقت باشم اے اللہ بری

marfat.com

رشتہ ء در گردنم دانم کہ انگندست دوست
درحقیقت می برد ہر جاکہ خاطر خواہ اوست
دیدہ ام مرد خدا را در لباس شہریار
تا بوصفت آمدہ اے افتخار روزگار
حبذّا سلطان نادر شاہ فخر تاج و تخت
طرہ ء دستارش آمد اختر فیروز بخت
مرحبا اے تاجدار دولت افغانیاں
مرحبا اے آنکہ خلقش آیت اسلامیاں
ارض افغاں فخر کن برایں چنیں نادر وجود
ملک افغاں شکر حق کن بر چنیں سلطان جود
دور دستاں را بہ احساں یاد کردن ہمت است
ہرکہ ایں ہمت بدارد بر روانش رحمت است
اے غلام قادری دائم دعا گویش بباش
سطوت سلطان نادر زندہ باد و زندہ باش
معذرت گویم بدانایان فن اہل کلام
پہلوی داں نیستم ہندی نژادم والسلام (۴۱)

آپ نے منظوم دینی خدمات کے حوالے سے حمد و نعت کے علاوہ خصوصیت سے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش فرمایا ہے لیکن انکے علاوہ بھی آپ نے جن مشہور اولیاء و صوفیائے عظام کی شان میں مناقبات تحریر فرمائیں ان کے چند اشعار بطور نمونمہ ملاحظہ ہو۔

(حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کی شان میں)

"خواجہ ء خواجگاں معین الدینؒ
مقتدائے جہاں معین الدیں

marfat.com

افسر عاشقاں معین الدیں
قدوہ ء عارفاں معین الدیں
چوں نہ گویم غیاث ہند توئیَ
فخر ہندوستاں معین الدیں
ایں غلام فقیر ہست از جاں
خادم خاداماں معین الدیں"

(حضرت مخدوم علاؤالدین صابر کلیری رضی اللہ عنہ کی شان میں)
"عاشق رب العلا مخدوم صابر کلیری
مصدر فیض و عطا مخدوم صابر کلیری
فخر فرماتے ہیں تم پر حضرت بابا فرید
شمع ایوان ولا مخدوم صابر کلیری
اس غلام قادری پر بھی نگاہ لطف ہو
اے یم جود و سخا مخدوم صابر کلیری"

(حضرت حاجی غائب شاہ ولی علیہ الرحمۃ کراچی کیماڑی والے کی شان میں)
"عارف باللہ یا حاجی غائب شاہ ولی
زینت برم ولا حاجی غائب شاہ ولی
ہے جو کیماڑی کراچی ہی میں روضہ آپکا
چشمہ ء فیض و عطا حاجی غائب شاہ ولی
آیا جنبش میں مزار آپکا شب قدر میں
سب نے دیکھا برملا حاجی غائب شاہ ولی
یہ غلام قادری بھی اب ہے محتاج دعا
آپکی درگاہ کا حاجی غائب شاہ ولی"

marfat.com

(حضرت سیدنا میراں علی داتار علیہ الرحمۃ ہندوستان گجرات والے کی شان میں)

"عجب دربار ہے تیرا شہا میراں علی داتار
برستا ہے جہاں نور خدا میراں علی داتار
علی کا تو ہے پوتا اور نواسہ ہے نبی کا تو
صفت تیری کریں کیا کیا بھلا میراں علی داتار
غلام عاجز مسکیں کی بھی سن لے مرے میراں
کھڑا در پر ہے یہ دیتا صدا میراں علی داتار"

(حضرت نظام الدین اولیا محبوب الٰہی علیہ الرحمۃ کی شان میں)

"سلام اے خواجہ محبوب الٰہی
نظام الدین حق روشن نگاہی
ہو فرزند نبی محبوب حق تم
ہو دل بند علی محبوب حق تم
نظام دیں ہے رونق یاب تم سے
قیام دیں ہے رونق یاب تم سے
غلام قادری پر بھی کرم ہو
طریق عشق میں ثابت قدم ہو"

(حضرت سلطان منگھو پیر شاہ علیہ الرحمۃ کی شان میں)

"حضرت سلطان منگھو پیر شاہ
عاشق رحمان منگھو پیر شاہ
ہے کراچی کی قدیمی یادگار
درگہ ذی شان منگھو پیر شاہ

marfat.com

اس غلام قادری کو بخش دو
نعمت عرفان منگھو پیر شاہ"

(حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی شان میں)
"سید السادات داتا گنج بخش
اے فنا فی الذات داتا گنج بخش
گنج بخش فیض عالم آپ ہیں
عشق کی سوغات داتا گنج بخش
نفی جس کی کوئی کرسکتا نہ ہو
تو ہے وہ اثبات داتا گنج بخش
در جناب تو غلام قادری
طالب خیرات داتا گنج بخش " (۴۲)

بائیس اشعار پر مشتمل حضرت مخدوم سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ کی شان میں آپ کی تحریر کردہ مذکورہ بالا منقبت عرصہ ء دراز تک حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے مزار شریف پر سرہانے کی جانب آویزاں رہی ہے۔

تصانیف :-

آپ نے تصانیف میں زیادہ تر نثر کی بجائے نظم کو ترجیح دی ہے اور آپ کی حیات مبارکہ میں متعدد منظوم رسائل شائع ہوئے ہیں چند تصنیفات کے نام درج ذیل ہیں :

۱ . فیض علی۔ (سن اشاعت اول ۱۳۳۳ھ) (اس کتاب میں آپ نے اپنے والد ماجد کے حالات تحریر فرمائے ہیں۔)

marfat.com

۲ . گلدستہ ء غوثیہ

۳ . فیضان غوث اعظم

۴ . فیضان معینی (حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی شان میں مناقبات)

۵ . افضال سرمدی و اجلال محمدی

۶ . گل یازدہ صد برگ

۷ . تحفہ ء عید الضحی

۸ . بہار بے خزاں

۹ . تحفہ ء زیارات ہدیہ ملاقات (اول دوم)

۱۰ . مجموعہ ء فسانہ ء قوم

۱۱ . تحفہ ء رجبی شریف

۱۲ . نذر حسینی وغیرہ۔ (۴۳)

وفات :-

آپ کا وصال باکمال طویل علالت کے بعد اٹھارہ جمادی الاول ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۳ ، جولائی ۱۹۷۱ء بروز منگل تقریباً ساڑھے آٹھ بجے شب ہوا۔ بروز بدھ بعد نماز ظہر ہزاروں مریدین و معتقدین و علما و مشائخ کی موجودگی میں کراچی کے مشہور نشتر پارک کے میدان میں حضرت علامہ سید محمد یوسف عزیز الملک سلیمانی کی اقتداء میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ آپکا مزار مبارک آپکی قائم کردہ " قادری مسجد " و خانقاہ قادریہ علمیہ سولجر بازار کراچی کے احاطہ میں مرجع خلائق ہے۔ (۴۴)

marfat.com

حواشی وکتابیات

(۱ - ۲) تذکرہ ء علمیہ قادریہ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری، لاہور، شیخ نیاز احمد پرنٹنگ پریس، ادارہ قادری مسجد سولجر بازار کراچی، ۱۹۷۸ء، ص ۹۸

(۳) ملفوظات، مرتبہ: صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، غوثیہ پرنٹنگ پریس، قادری مسجد، ۱۹۸۴ء، ص ۸

(۴) تذکرہ ء علمیہ قادریہ، محولہ بالا، ص ۹۹

(۵) اصل نام "جمعیت الاحناف" تھا جو کہ جمعیت کے شائع شدہ دستور العمل و قواعد سے ثابت ہوتا ہے۔

(۶) تذکرہ ء علمیہ قادریہ، محولہ بالا، ص ۹۹

(۷) قواعد و ضوابط جمعیت الاحناف، کراچی، دبدبہ حیدری مشین پریس، ۱۹۱۳ء، ص ۱

(۸) ایضاً، ص ۴ - ۵

(۹ - ۱۰) قواعد و ضوابط، محولہ بالا، ص ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۹، ۱۲

(۱۱) ملفوظات، محولہ بالا، ص ۱۴

(۱۲) روزانہ بعد نماز عصر مجلس کے آغاز میں آپ قرآن مجید کے تیسویں پارے کی سورہ النبا تلاوت فرماتے تھے جس کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ ہزاروں مشائخ کا یہ وظیفہ ہے بعد نماز عصر وہ سورہ النبا کی تلاوت کرتے ہیں۔ (ملفوظات حضرت مولانا محمد غلام رسول، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، ص ۸۱)

(۱۳) ملفوظات، محولہ بالہ، ص ۸۱

(۱۴) تذکرہ ء حسینی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، لاہور، شیخ غلام اینڈ سنز، ۱۹۳۶ء، ص ۲۲

(۱۵) ایضاً، ص ۲۲ - ۲۳

(۱۶) ملفوظات، محولہ بالا، ص ۵۵

marfat.com

(۱۷) تذکرہ ء علمیہ قادریہ ، محولہ بالا ، ص ۹۹

(۱۸) حضرت صوفی سائیں عبدالغنی ہندوستان پانی پت کے بزرگ (تذکرہ ء غوثیہ) کے مولف حضرت گل حسن شاہ قادری پانی پتی کے مرید و خلیفہ تھے آپ کا وصال ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۹۳۸ء کو کراچی میں ہوا آپکا مزار مبارک لیاری قبرستان دھوبی گھاٹ میں مرجع خلائق ہے۔

(۱۹) تذکرہ ء علمیہ قادریہ ، محولہ بالا، ص ۹۸

(۲۰) وظیفہ پنج گنج یعنی بعد نماز فجر ۱۰۱ مرتبہ سبحان اللہ ، بعد نماز ظہر الحمد للہ ، بعد نماز عصر اللہ اکبر، بعد نماز مغرب کلمہ شریف ، بعد نماز عشاء درود شریف

(۲۱) تذکرہ ء علمیہ قادریہ ، محولہ بالا، ص ۷۷ - ۸۰

(۲۲) کلیات قادری، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار ، ۱۹۸۵ ء، ص ۱۱۸

(۲۳) ایضاً، ص ۱۰۲

(۲۴ - ۲۵) خطبات آل انڈیا کانفرنس ، محمد جلال الدین قادری، گجرات ، مکتبہ رضویہ ، ۱۹۷۸ ء، ص ۲۲۳

(۲۶) روئداد جمعیت عالیہ سنّیہ، کراچی سندھ ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی ، عباسی لیتھو آرٹ پریس ، ۱۹۴۶ء ، ص ۵، ۷، ۱۲

(۲۷) تذکرہ ء علمیہ قادریہ، محولہ بالا ، ص ۹۷

(۲۸) مجموعہ ء فسانہ ء قوم، مولانا محمد غلام رسول القادری، کراچی، کامل پریس ، ص ۱۲

(۲۹) تذکرہ ء علمیہ قادریہ، محولہ بالا ، ص ۹۷

(۳۰) کلیات قادری ، محولہ بالا ، ص ۱۸۶ - ۱۹۱

(۳۱) دعائے مرشدی ، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی ، قادری پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء ، ص ۲۸، ۲۹

(۳۲) ایضاً ، ص ۲۵

(۳۳) ملفوظات ، محولہ بالا ، ص ۶۰

marfat.com

(۳۴) کلیات قادری، محولہ بالا، ص ۶۰

(۳۵) ملفوظات ، محولہ بالا، ص ۵

(۳۶) تذکرہ ء علمیہ قادریہ ، محولہ بالا ، ص ۱۰۰

(۳۷) امام احمد رضا اور علمائے سندھ ، پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری ، کراچی ، المختار پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء ، ص ۳۳

(۳۸) کلیات قادری ، محولہ بالا، ص ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸

(۳۹) عرفان اقبال اور افادات نیازی، صاحبزادہ بشیر محمد القادری علمی کراچوی، لاہور، کتاب منزل کشمیری بازار، ۱۹۴۸ء ص ۱۹۳

(۴۰ - ۴۱) ایضاً، ص ۱۹۵

(۴۲) کلیات قادری، محولہ بالا ، ص ۱۰۶ - ۱۰۸ - ۱۱۱ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۲۱ - ۱۲۳

(۴۳ - ۴۴) تذکرہ ء علمیہ قادریہ ، محولہ بالا ، ص ۱۰۳

marfat.com

پیر عبدالرحیم بھرچونڈی شریف

(۱۳۳۰ھ / ۱۳۹۱ھ)

پیدائش :-

حضرت پیر عبدالرحیم علیہ الرحمۃ (بھرچونڈی شریف) ابن پیر عبدالرحمن ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء کی پیدائش بھرچونڈی شریف ضلع سکھر (۱) میں ہوئی۔ یہ آپکے دادا حضرت عبداللہ شیخ ثانی کا دور تھا۔ پیدائش کے ساتویں دن حضرت شیخ ثانی نے آپ کا نام "عبدالرحیم" تجویز فرمایا۔ (۲)

چونکہ آپ نے اپنے دادا کا زمانہ پایا اسلئے حضرت شیخ ثانی علیہ الرحمۃ کی تربیت بھی آپکو حاصل رہی علاوہ ازیں ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ ثالث حضرت عبدالرحمان علیہ الرحمۃ سے حاصل کی قرآن مجید سے تعلیم شروع ہوئی اور پندرہ پارے حفظ اور پندرہ ناظرہ پڑھے اسکے بعد مولانا عبدالکریم (ضلع میانوالی) جو آپکے دادا کی مہربانیوں کی وجہ سے وہیں مقیم تھے کے پاس آپ کو اور آپ کے بھائی میاں عبدالکریم علیہ الرحمۃ کو حضرت شیخ ثانی (آپکے دادا) نے بدھ کے روز شام کے وقت اردو کا قاعدہ شروع کروایا۔

اسکے بعد مولانا سراج احمد خانپوری علیہ الرحمۃ سے بھی آپ نے کچھ اسباق پڑھے اور آخر میں غلام سید مغفور القادری علیہ الرحمۃ (شاہ آباد شریف ضلع رحیم یار خاں) سے بھی آپ نے درس لیا اور شرح ملا، شرح وقایہ اور مشکوۃ شریف تک آپ نے کتابیں پڑھیں اور غیر معمولی ذہانت کی وجہ سے دوسری کتابوں کو سمجھنے کا خاصہ ملکہ پیدا ہوگیا۔ (۳)

حضرت پیر عبدالرحیم علیہ الرحمۃ نے اپنے دور میں اسلام کی عظیم خدمات انجام دی ہیں چنانچہ آپکے والد حضرت شیخ ثالث علیہ الرحمۃ کے دور میں جبکہ ایک

marfat.com

ہندو عورت بھرچونڈی شریف میں مسلمان ہوئی تو ہندوؤں نے اس کو زبردستی واپس لے لیا چنانچہ حضرت شیخ ثالث نے حضرت پیر عبدالرحیم علیہ الرحمۃ کو اس معاملہ کے حل کیلئے مقرر فرمایا اور آپ نے تمام ضروری اقدامات فرمائے جس کے نتیجہ میں وہ عورت آزاد ہوئی اور بخوشی مسلمانوں کے ساتھ رہنا پسند کیا۔

حضرت پیر عبدالرحیم علیہ الرحمۃ شجاعت اور بلند ہمتی کی اعلیٰ مثال تھے۔ (۴)

آپ نے اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ (شیخ ثالث) کے زیر سایہ رہ کر "انجمن احیاء الاسلام" اور "تنظیم المشائخ" کی بے مثال خدمات انجام دیں اور اسی دور میں جبکہ کانگریس پوری طرح صوبہء سندھ پر چھائی ہوئی تھی آپ نے تحریک پاکستان اور دو قومی نظریہ کی بھرپور اشاعت کی انہی قربانیوں کے نتیجہ میں صوبہء سندھ کی رائے عامہ مسلم لیگ کے حق میں ہموار ہوگئی۔

آپ ۱۹۴۶ء میں والد ماجد کی قیادت میں ڈیڑھ سو افراد کی جماعت کے ساتھ آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس میں شریک ہوئے اور قیام پاکستان کی پرزور تائید کی۔ "احیاء الاسلام" اور "تنظیم المشائخ" کے بعد آپ جمعیۃ علمائے پاکستان، سندھ کے نائب صدر ہوئے۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں راجھستان سیکٹر میں عملی طور پر حصہ لیا، اپنے مریدین حر مجاہدین کے کئی دستے مسلح کر کے محاذ پر بھیجے اور انہیں تمام ضروریات پہنچانے کا باقاعدہ انتظام کیا اور دو دفعہ خود محاذ پر تشریف لیگئے۔ (۵)

پیر عبدالرحیم علیہ الرحمۃ اسلام کے دشمنوں کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھے۔ ۱۹۷۰ء میں جب سندھ میں فتنہ دہریت عروج پر تھا پیر صاحب اس فتنہ کے خلاف سینہ سپر ہوگئے اور لاہور میں "یوم محمد بن قاسم" کے اجلاس کی صدارت کی۔

marfat.com

وفات :-

۳۰ رجب المرجب ، ۲۱ ستمبر (۱۳۹۱ھ / ۱۹۷۱ء) کی شام کو جبکہ پیر صاحب چار غیر مسلح آدمیوں کے ساتھ کھڑے تھے مخالفین نے فائرنگ کر کے آپ کو شہید کردیا آپ کے جنازے میں ایک لاکھ افراد نے شرکت کی آپ کی تدفین بھرچونڈی شریف میں عمل میں آئی۔ (٦)

حواشی و کتابیات

(۱) بھرچونڈی شریف ڈہرکی ریلوے اسٹیشن جو لاہور ، کراچی مین لائن پر ضلع سکھر میں واقع ہے سے شمال کی طرف ڈیڑھ میل دور ہے شاہراہ پاکستان سے پختہ سڑک جاتی ہے۔

(۲) عباد الرحمن ، پیر سید مغفور القادری ، گڑھی اختیار خاں ، دربار عالیہ شاہ آباد ص ۲۰۲

(۳ - ۴) ایضاً ص ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶

(۵ - ٦) تذکرہ اکابر اہلسنت ، محمد عبدالحکیم شرف قادری ، لاہور ، مکتبہ قادریہ ص ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۲۲۴

marfat.com

سید زین العابدین قادری جیلانی

(م ۱۳۹۳ ھ)

حضرت سید زین العابدین قادری جیلانی کا اصل نام احمد بخش تھا لیکن آپ زین العابدین کے نام سے معروف تھے۔ آپ نسباً حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد سے ہیں۔

ولادت :-

آپ ۱۳۳۲ ھ میں درگاہ نورائی شریف (حیدر آباد) میں حضرت عبدالقادر المعروف حاجی شاہ جیلانی کے ہاں تولد ہوئے۔ (۱)

"تذکرہ اولیائے سندھ" میں آپ کی ولادت کی پیشگوئی کے بارے میں تحریر ہے....

> آپ کی ولادت سے پہلے آپکے والد کے پاس ایک فقیر آیا تھا اور یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ اے حاجی شاہ آپ کو ایک فرزند عطا ہوگا پیدا ہوتے ہی اسکے سامنے دو دانت ہونگے اور اس کا نام زین العابدین رکھنا۔ آپ کی ولادت ہوئی اس فقیر کی پیشگوئی کے مطابق دو سامنے والے دانت موجود تھے لیکن زین العابدین نام رکھنا آپکے والد بھول گئے۔ پھر وہ فقیر آیا اور دریافت کیا کہ آپکو میری دعا سے جو لڑکا ہوا ہے اسکا کیا نام رکھا ہے؟ آپکے والد نے فرمایا کہ نام تو اسکا ہم نے احمد بخش رکھا ہے لیکن اب انہیں زین العابدین کے نام سے ہی پکاریں گے چنانچہ آپ اسی نام سے مشہور ہوگئے۔ (۲)

marfat.com

حضرت سید زین العابدین پر بارہ سال تک مجذوبانہ کیفیت رہی آپ نے سندھی کی پہلی تک فارسی گلستان اور قرآن شریف کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد آپکو ایک سیدہ خاتون جو کہ اپنے وقت کی کامل ولیہ تھیں کی خدمت میں لیکر گئے۔ حضرت زین العابدین نے حضرت سیدہ خاتون کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہوں نے آپ کو سلسلہ ء قادریہ میں داخل فرماکر خلعت خلافت سے نوازا ... حضرت سیدہ خاتون کے انتقال کے بعد آپ بغداد شریف لیگئے اور حضرت سید محمد سالم الجیلانی سے تجدید بیعت کی اور انہوں نے آپکو خلافت سے نوازا حضرت سید محمد سالم الجیلانی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد آپ مدینہ منورہ کے مشہور بزرگ حضرت سید احمد بن مختار تارک سلطنت المغرب کے دست مبارک پر سلسلہ قادریہ میں بیعت ہوکر خلافت سے مشرف ہوئے۔ (۳)

آپ شاعری سے بھی رغبت رکھتے تھے اور کمسنی ہی میں شاعری شروع کی۔

آپ کے فرزند پیر غلام جیلانی نے ایک ملاقات میں ذاتی طور پر راقم الحروف کو بتایا کہ حضرت سید زین العابدین نے ایک شعر نو برس کی عمر میں کہا اور نو دس سال کی عمر میں آپکی شاعری ایک کرامت تھی۔ (۴)

"تذکرہ ء اولیائے سندھ" میں آپکی شاعری کے بارے میں تحریر ہے کہ آپ نے تقریباً چودہ زبانوں میں شعر کہے ہیں۔ آپ کی محفل میں ہر وقت نعت خوانی اور مولود خوانی ہوا کرتی تھی۔ آپ نے آٹھ حج ادا کئے ہر سال بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اہتمام فرماتے تھے جس میں علمائے کرام میلاد شریف بیان فرماتے تھے۔ اسکے علاوہ ہر ماہ گیارہویں شریف بھی آپکا معمول تھا۔ (۵)

آپ کے دست مبارک پر لاکھوں افراد نے بیعت کی اور تقریباً پانچ ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ (۶)

marfat.com

تصانیف :-

آپ کی تصانیف مطبوعہ و غیر مطبوعہ ہیں۔ مطبوعہ تصانیف میں:

۱. قصہ حضرت یوسف و زلیخا (سندھی)

۲. شہادت کربلا (سندھی)

۳. مداحوں شریف (سندھی)

۴. شان مجاہد سفرناموں (سندھی)

۵. بیاض جیلانی (سندھی)

۶. خطبات جمعہ و عیدین (سندھی) شامل ہیں۔

وصال :-

آپ کا وصال ۱۲ ، محرم الحرام ۱۳۹۳ ھ بمطابق ۱۹۷۳ ء کو ۶۳ سال کی عمر میں ہوا۔ مزار مبارک نورائی شریف پھلیلی نہر کے کنارے ضلع حیدر آباد میں واقع ہے۔ (۷)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ ء اولیائے سندھ ، مولانا محمد اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ، ص ۷۳

(۲ - ۳) ایضاً ، ص ۷۳ - ۷۴

(۴) ذاتی معلومات

(۵) تذکرہ ء اولیائے سندھ ، مولانا محمد اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ، ص ۷۵

(۶) حضرت پیر سید غلام جیلانی نے ذاتی طور پر ایک ملاقات میں راقم الحروف کو بتایا۔

(۷) تذکرہ ء اولیائے سندھ ، مولانا محمد اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ، ص ۷۶

marfat.com

علامہ محمد بخش جیلانی قادری

(م ۱۳۹۳ھ)

پیدائش :-

حضرت علامہ مولانا سید محمد بخش المعروف بچل شاہ جیلانی (ثالث) بن حضرت سید عبدالقادر شاہ المعروف پیر حاجی شاہ جیلانی ۱۳۲۶ھ میں حیدر آباد سندھ کی ایک عظیم درگاہ نورائی شریف میں پیدا ہوئے۔

آپ کے والد ماجد پیر حاجی شاہ صاحب نے آپ کی تعلیم و تربیت کیلئے متعدد علماء کا تقرر کیا جن سے آپ نے حصول علم کیا۔ ان علماء میں حضرت مولانا محمد شاہ مصطفائی امری والے ، حضرت مولانا محمد فاضل مٹیاری والے ، حضرت مولانا نور محمد بلوچ جوہی والے ، حضرت مولانا محمد اکترائی ، حضرت مولانا علی محمد درس ماتلی والے شامل ہیں۔ (۱)

تحصیل علم کے بعد آپ نے نورائی شریف میں سلسلہ درس و تدریس شروع فرمایا ساتھ ہی نورائی شریف کی جامع مسجد جیلانی میں تاحیات امامت و خطابت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ سندھی زبان کے بہترین واعظ و خطیب تھے۔ (۲)

آپ علم فقہ میں بھی ماہر تھے اور شروع شروع میں منصب افتاء پر بھی فائز رہے۔ بعد میں افتاء کا کام ترک کردیا۔

آپ سلسلہ ء قادریہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت حاجی شاہ علیہ الرحمۃ سے

marfat.com

بیعت و مجاز بھی تھے۔ انکی وفات کے بعد آپ ہی انکے جانشین ہوئے۔

آپ نہایت متقی، تہجد گزار اور باجماعت نماز کے پابند تھے۔ لوگ آپکی تقاریر سننے کیلئے دور دراز سے آتے تھے۔ آپ اپنی تقریر میں سندھ کے مشہور صوفی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ کے اشعار موقع کی مناسبت سے پڑھتے تھے۔

آپ کا وصال عین حالت نماز میں ۱۳۹۳ھ کو ہوا۔ دربار نورائیؒ شریف میں آپکو مدفون کیا گیا۔ (۳)

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ اولیائے سندھ ، مولانا محمد اقبال نعیمی ، کراچی ، شارق پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ص ۱۸۳
(۲ - ۳) ایضاً ، ص ۱۸۴ - ۱۸۵

marfat.com

مولانا مفتی سید مسعود علی قادری

(۱۳۲۷ھ / م ۱۳۹۳ھ)

پیدائش :-

حضرت علامہ مفتی سید مسعود علی قادری علیہ الرحمۃ ابن حافظ سید احمد علی ابن سید قاسم علی ابن سید ہاشم علی (رحمہم اللہ تعالیٰ) کی پیدائش ۱۳۲۷ھ / ۱۹۰۹ء کو علیگڑھ کی ایک ریاست بوڑھا گاؤں میں ہوئی۔ (۱)

آپ کا تعلق سرزمین ہند کے ایک علمی و عملی خانوادے سے ہے جنگ آزادیء ہند کے ایک عظیم ہیرو مولانا قدرت اللہ آپ کے اسلاف میں سے تھے۔ (۲)

تعلیم :-

آپ نے ابتدائی تعلیم مارہرہ ضلع ایٹہ میں حاصل کی، ۱۹۱۹ء مدرسہ لطفیہ جامع مسجد علیگڑھ میں مولانا عبدالرحمن سے عربی کی تعلیم شروع کی، ۱۹۲۱ء میں نواب ابوبکر خاں کے قائم کردہ مدرسہ عربیہ قادریہ دادوں ضلع علیگڑھ میں داخلہ لیا جہاں مولانا وجیہہ الدین احمد خاں رامپوری، مولانا نعمانی اور قاری محی الدین جیسے فاضل اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ ۱۹۲۸ء تا ۱۹۳۱ء مدرسہء عالیہ رامپور میں تعلیم حاصل کی اور دیگر اساتذہ کے علاوہ مولانا فضل حق رامپوری اور انکے فرزند مولانا افضال الحق رامپوری کی شاگردی کا شرف ملا۔

حضرت مولانا وجیہہ الدین سے حدیث کی سند لیکر انہی کے حکم پر مدرسہ نعمانیہ دہلی تشریف لیگئے جہاں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ (۳)

۱۹۵۱ء سے ۱۹۷۰ء تک غزالیء دوراں علامہ احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ کے قائم کردہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم (ملتان) میں تدریس، افتاء اور نائب مہتمم کے فرائض انجام دیتے رہے۔

marfat.com

۱۹۷۰ء میں عارضہ ء ذیابیطس اور عارضہ ء قلب لاحق ہونے کی بناء پر اپنے صاحبزادے مفتی سید شجاعت علی قادری کے اصرار پر بمع اہل وعیال کراچی منتقل ہوگئے اور یہاں "دارالعلوم امجدیہ" میں تدریس و افتاء کا کام شروع کردیا اور ساتھ ہی اپنے بڑے صاحبزادے مولانا سید سعادت علی قادری کے تبلیغی مشن پر جنوبی امریکہ چلے جانے کے باعث انکی جگہ "مسجد قصاباں" صدر میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ (۴)

بیعت :-

حضرت مفتی صاحب سلسلہ ء قادریہ میں اپنے استاد مولانا وجیہہ الدین احمد خان کے مرشد حضرت پیر مکھن میاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور انہی سے صاحب مجاز تھے لیکن آپ نے بہت کم لوگوں کو بیعت کیا۔

آپ نے تقریباً ۴۵ سال جملہ علوم دینیہ کا درس دیا اور بے شمار علماء فضلاء نے آپ سے فیض حاصل کیا آپ ابتداء ہی سے "جمعیۃ العلماء پاکستان" سے وابستہ رہے۔

وفات :-

آپ کی وفات ۵ ، محرم الحرام ، ۹ ، فروری (۱۳۹۳ھ / ۱۹۷۳ء) کو مسجد قصابان صدر میں نماز جمعہ پڑھانے کے بعد دل کے دورے کے سبب ہوئی۔ دو مرتبہ نماز جنازہ ہوئی ایک مرتبہ شہر میں مولانا شاہ احمد نورانی نے اور دوسری مرتبہ قبرستان میں مفتی شجاعت علی قادری نے پڑھائی آپ کا مزار نارتھ ناظم آباد کے قبرستان میں ہے۔ (۵)

marfat.com

کتابیات و حواشی

(۱) تذکرہ ء اکابر اہلسنت، محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، مکتبہ قادریہ ص ۵۱۸

(۲) تذکرہ ء اولیائے سندھ، مولانا اقبال نعیمی، کراچی، شارق پبلی کیشنز، ۱۹۸۷ء، ص ۱۷۴

(۳) تذکرہ ء اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۵۱۸

تذکرہ ء اولیائے سندھ، محولہ بالا ص ۱۷۴

(۴) تذکرہ ء اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۱۸

تذکرہ ء اولیائے سندھ، محولہ بالا ص ۱۷۵

تاریخ رفتگاں، صابر براری، کراچی، ادارہ فکر نو ص ۱۲۸

(۵) تذکرہ ء اکابر اہلسنت، محولہ بالا ص ۵۱۹

تذکرہ ء اولیائے سندھ، محولہ بالا ص ۱۷۵

marfat.com

پیر سید عبدالقادر الگیلانی (سفیر عراق)

(۱۳۲۴ھ / ۱۳۹۶ھ)

پیدائش :-

حضرت سید عبدالقادر الگیلانی علیہ الرحمۃ (سفیر عراق برائے پاکستان) ۳ اگست ۱۹۰۵ء مطابق یکم جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ کو حضرت غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے خانوادہ بغداد شریف "عراق" میں پیدا ہوئے۔ (۱)

آپ کے والد محترم سید عبداللہ گیلانی رضی اللہ عنہ نے نومولود کا نام عبدالقادر رکھا اور عرفیت کمال الدین، لیکن آپ عبدالقادر کے نام سے ہی مشہور ہوئے۔ علوم دینی کی تعلیم مفتی بغداد السید یوسف علی عطا علیہ الرحمۃ کی نگرانی میں مدرسہ ٔ قادریہ میں پائی۔ قانون کی سند لاء کالج بغداد سے حاصل کی اسکے بعد لندن اسکول آف اکنامکس سے امتیاز کے ساتھ گریجویٹ کی سند پائی۔ (۲)

فقہ، حدیث و تفسیر کا علم دارالعلوم قادریہ میں مفتی بغداد حضرت سید یوسف علی عطا علیہ الرحمۃ کی زیر نگرانی حاصل فرمایا۔

۱۹۴۸ء کو پاکستان میں بحیثیت سفیر عراق تشریف لائے اور اگلے روز قائداعظم محمد علی جناح علیہ الرحمۃ کو اسناد سفارت پیش کیں۔ (۳)

حضرت سید عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ نے تقریباً ۲۲ سال نہایت خوش اسلوبی سے سفارتی منصب کے فرائض انجام دیئے۔ (۴)

marfat.com

حضرت سید عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ کا شجرہ نسب ستائیس واسطوں کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر اور تقریباً پندرہ واسطوں سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ پر منتہی ہوتا ہے۔ (۵)

آپ نے اپنے عم محترم سید احمد عاصم گیلانی علیہ الرحمۃ سے خرقہ ء طریقت پایا تھا اسلئے بے شمار افراد آپ سے بیعت ہوکر سلسلہ ء قادریہ میں داخل ہوئے۔ (۶)

حضرت سید عبدالقادر الگیلانی علیہ الرحمۃ کی قیام گاہ صحیح معنوں میں ایک روحانی مرکز تھی انکی زندگی میں صحیح معنوں میں حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار کا مکمل عکس دکھائی دیتا تھا۔

خدمات :-

ہر اتوار کو آپ کی قیام گاہ "الگیلانی" میں محفل ہوتی عقیدت مندوں اور اہل دل کا اجتماع ہوتا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر، تذکرہ ء غوث الاعظم ، نعت خوانی اور منقبت خوانی ہوتی۔ آپ ہر سال ربیع الثانی کے مہینہ میں گیارہویں شریف کی محفل مقدسہ بہت شاندار طریقہ پر منعقد فرماتے جس میں کراچی کے علاوہ دور دراز سے لوگ شرکت کیلئے آتے۔ (۷)

حضرت سید عبدالقادر الگیلانی علیہ الرحمۃ کی خواہش تھی کہ اپنی حیات مبارکہ ہی میں ایک دارالعلوم کی بنیاد قائم فرمائیں چنانچہ "المرکز القادری" کی تعمیر کے سلسلہ میں ایک آٹھ کمروں کی دو منزلہ عمارت (دارالاقامہ) طلبہ کی رہائش کیلئے تعمیر فرمائی۔ (۸)

marfat.com

"المرکز القادری" کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے خود حضرت عبدالقادر الگیلانی علیہ الرحمۃ نے مولانا سید منتخب الحق قادری (صدر مدرس) کو اپنے دست مبارک سے یہ تحریر رقم فرمائی .....

ترجمہ :- "المرکز القادری" ایک دینی ادارہ ہے جو مدرسہ قادریہ کے طریقہ پر قائم کیا گیا ہے۔ جسکو قطب اعظم شیخ عبدالقادر الگیلانی رضی اللہ عنہ نے قائم کیا تھا اس ادارہ کو قائم کرنے کی غرض مسلمانوں کی خدمت ہے اور یہ شریعت اسلامیہ کی تدریس اور زبان عربی کی تعلیم کے ذریعہ ایسے مدرسّین کو پیدا کرنا ہے جو اسلامی دعوت کی اور انسانیت کی خدمت کے لئے بھی، جس طرح فریضہء دعوت کو انجام دیا ہمارے ان اسلاف نے جو دین حنیف کے خدام ہیں اور اسی کے ساتھ اس ادارہ کا مقصد یہ بھی ہے کہ وہ ایک اسلامی لائبریری کا قیام عمل میں لائے جس سے مسلمانوں کی ذہنی تربیت ہو اس اسلامی ادارہ کا قیام "گلشن اقبال" میں ہوگا اور اسکی تعمیر پر اخراجات اہل خیر کے ذریعہ پورے کئے جائیں گے اور اس ادارہ کے اغراض و مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ مسلمانوں کی دینی رہنمائی کریں اور دینی اجتماعات قائم کریں۔ (۹)

"المرکز القادری" کا سنگ بنیاد ۱۰ جنوری ۱۹۷۵ء کو رکھا گیا۔ (۱۰)

جسٹس (ریٹائرڈ) شمیم حسین قادری حضرت السید عبدالقادر الگیلانی علیہ الرحمۃ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ :

> "آپ لوگوں کو شریعت کی تلقین فرماتے اور نماز اور روزے کے لئے بڑے اصرار سے پابندی کا حکم دیتے اوراد واذکار سے اکثر لوگوں کو نوازتے اور دعا فرماتے حاجت مند غریب و امیر اکثر وبیشتر آپ سے فیضیاب ہوتے" (۱۱)

marfat.com

خلفاء :-

حضرت السید عبدالقادر الگیلانی علیہ الرحمۃ کے خلفاء کی تعداد طویل ہے چند کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

۱. الحاج احمد علی خان۔

۲. سید غلام جیلانی القادری صاحب۔

۳. حاجی محمد عبدالعزیز خاں عرفی صاحب۔

۴. الحاج محمد احمد خان صاحب۔

۵. الحاج سیٹھ سلیمان کوچین والا وغیرہ (۱۲)

وصال :-

حضرت السید عبدالقادر الگیلانی علیہ الرحمۃ کا وصال باکمال ۲۴ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ مطابق ۲۶ مارچ ۱۹۷۶ء کو کراچی میں ہوا اور اپنے قائم کردہ "المرکز القادری" کے احاطہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔ (۱۳)

marfat.com

حواشی و کتابیات

(۱) تاریخ رفتگاں ، صابر براری ، کراچی ، ادارہ فکر نو ، ص ۱۵۶

(۲) مجلہ "عین القادر" شفیق بریلوی، کراچی، المرکز القادری ، شمارہ ۱۰ جنوری ۱۹۸۳ء ص ۳۳

(۳) مجلہ "عین القادر" ڈاکٹر محمد اکرم شہزاد، کراچی، المرکز القادری، شمارہ ۶ نومبر ۱۹۸۸ء ، ص ۴۵ ، ۴۶

(۴) تاریخ رفتگاں ، محولہ بالا ، ص ۱۵۶

(۵) مجلہ "عین القادر" ڈاکٹر محمد اکرم شہزاد، محولہ بالا ، ص ۴۵

(۶) تاریخ رفتگاں ، محولہ بالا ، ص ۱۵۶

(۷) مجلہ "عین القادر" شفیق بریلوی، محولہ بالا ص ۳۴

(۸) مجلہ "عین القادر" ڈاکٹر محمد وجیہہ اللہ علوی، کراچی، المرکز القادری، ۱۹۸۳ء، ص ۷۶

(۹) مجلہ "عین القادر" ، ترجمہ عکس تحریر، کراچی، المرکز القادری، ۱۹۸۸ء ص ۶

(۱۰) مجلہ "عین القادر" ڈاکٹر محمد اکرم شہزاد، محولہ بالا ، ص ۴۷

(۱۱) مجلہ "عین القادر" عکس مکتوب جسٹس شمیم حسین قادری، کراچی، المرکز القادری، ۱۹۸۳ء ص ۱۰۶

(۱۲ - ۱۳) مجلہ "عین القادر" ، کراچی ، المرکز القادری ، ۱۹۸۳ء ص ۶۴ - ۸۳

marfat.com

حضرت سید ظہور الحسنین شاہ

(م ۱۴۰۱ھ)

پیدائش :-

حضرت سید ظہور الحسنین شاہ علیہ الرحمۃ سلسلہ ء قادریہ کے بانی و پیشوا حضرت سید عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بائیسویں پشت میں آپ کے خانوادے کے ایک بزرگ حضرت عبدالوہاب شاہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کی ولادت ہندومت کے اہم شہر متھرا کے قریب قصبہ اول آباد جو بعد میں "اول" کے نام سے مشہور ہوا میں ہوئی۔

تعلیم :-

آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے نانا سید اعجاز حسین شاہ علیہ الرحمۃ کے زیر نگرانی مکمل کی۔ آپ کو اپنے گھر سے مکمل مذہبی ماحول میسر ہوا۔ عالم شعور میں آئندہ تعلیم کیلئے آپ نے سرسید کے مدرسہ علی گڑھ کا انتخاب کیا۔ آپ نے نویں جماعت سے لیکر ایم اے اور ایل ایل بی کی ڈگریاں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے حاصل کیں۔ علی گڑھ کے قیام کے دوران ہی آپ نے تصوف کا مطالعہ کیا۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے عملی زندگی میں وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔

خدمات :-

پاکستان کے قیام کے بعد آپ حیدرآباد تشریف لے آئے اور پیشہ ورانہ خدمات کے ساتھ ساتھ دین کی تبلیغ و دعوت حق کی خدمات بھی انجام دینی شروع کردیں۔ آپ اپنے پاس آنے والے لوگوں کو نماز کی تاکید فرماتے تھے اور زندگی کے

marfat.com

ہر مسئلہ کا حل نماز میں بتلاتے تھے آپ بچپن ہی سے صاحب ترتیب اور اسلامی تعلیمات و احکامات کے پابند تھے شب بیداری اور دن کو روزے رکھتے تھے۔

آپ کو نقشبندی، قادری چشتی اور سہروردی سلسلوں مین خلافت حاصل تھی۔

وصال :-

تقریباً نصف صدی تک تبلیغ دین میں مشغول رہنے کے بعد یکم رمضان ۱۴۰۱ھ کو آپکا انتقال ہوگیا آپکی تدفین حیدر آباد کے میروں کے قبرستان میں ہوئی۔ (۱)

حواشی وکتابیات

(۱) روزنامہ جنگ بحوالہ مضمون سید ظہور الحسنین شاہ، تحریر مظہر یوسف زئی، جمعہ ایڈیشن مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء، ص ۸

marfat.com

مولانا عبداللہ نعیمی

(م ۱۴۰۲ھ)

پیدائش :-

مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی بن محمد رمضان ۱۳۴۴ھ / ۱۹۲۵ء میں بمقام چاہ بار محلہ خارانی (ایرانی بلوچستان) پیدا ہوئے۔

آپ کا خاندان مذہبی روایات کا حامل تھا آپ کے والد ماجد درویش صفت پابند صوم و صلوۃ تھے۔

آپ ۱۹۳۵ء میں اپنے والد محترم کے ہمراہ کراچی تشریف لے آئے۔

تعلیم :-

آپ کے والد ماجد نے بارہ سال کی عمر میں آپ کو کراچی ملیر کی بستی کے ایک عالم دین و ممتاز خطیب حضرت مولانا الحاج حکیم اللہ بخش سندھی کے پاس تحصیل علم کیلئے بٹھایا جہاں آپ نے قرآن مجید اور کافیہ تک کتابیں پڑھیں۔

آپ نے ملیر کینٹ (فوجی چھاؤنی) میں حضرت علامہ مولانا حافظ محمد بخش سے منطق ، فلسفہ اور اصول کی کتابیں اور مشکوۃ شریف اور جلالین بھی پڑھیں۔ آپ نے حضرت مولانا الحاج محمد عثمان مکرانی خطیب سے علم میراث کی تعلیم حاصل کی فنون کی تکمیل پر تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی علیہ الرحمۃ کے دارالعلوم مخزن عربیہ آرام باغ کراچی میں دورہ ء حدیث کر کے ۱۹۶۰ء میں سند فراغت اور دستار فضیلت حاصل کی۔

marfat.com

خدمات :-

تدریس کا شوق آپ کو بچپن سے ہی تھا چنانچہ ۱۹۵۵ء میں صاحب داد گوٹھ ملیر میں آپ نے قرآنی تعلیمات کا مدرسہ قائم کیا جہاں آپ تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

آپ نے ۱۹۶۱ء میں دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کی بنیاد رکھی جسکا افتتاح تاج العلماء حضرت مولانا محمد عمر نعیمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

آپ نے ملیر کھوکھراپار کی مرکزی جامع مسجد غوثیہ میں خطابت کے فرائض بھی انجام دیئے آپ سے اکتساب فیض کے بعد کثیر تعداد میں علماء سندھ، بلوچستان، ایران، دوبئی اور مسقط وغیرہ میں دین اسلام کی تبلیغ و تدریس میں مصروف ہیں۔

آپ نے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔
آپ نے متعدد بار عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ (۱)
آپ نے ۱۹۷۱ء میں حج بیت اللہ شریف اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی۔

بیعت :-

حضرت علامہ مفتی عبداللہ نعیمی علیہ الرحمۃ سلسلہ قادریہ میں حضرت الحاج سید عبدالخالق شاہ مکرانی علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور سلسلہ نقشبندیہ میں آپکو حضرت الحاج عبداللہ سوئی سندھی علیہ الرحمۃ سے بیعت اور خلافت حاصل تھی۔ مگر آپ نے بیعت لینے سے ہمیشہ احتراز فرمایا۔ (۲)

marfat.com

وصال :-

مفتی عبداللہ نعیمی علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۰ ، شوال الکرم بمطابق ۳۰ جولائیَ ۱۹۸۲ء کو کراچی میں ہوا۔ آپ کی تدفین دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ کے احاطہ میں عمل میں آئیَ۔ (۳)

حواشی و کتابیات

(۱) تعارف علماء اہل سنت ، مولانا محمد صدیق ہزاروی ، لاہور ، مکتبہ قادریہ ، ۱۹۷۹ء ، ص ۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳

(۲ - ۳) فتاوی مجددیہ نعیمیہ جلد اول ، مفتی عبداللہ نعیمی ، کراچی ، دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ، ۱۴۱۱ھ ص ۱۴ - ۱۹

marfat.com

علامہ قاری مصلح الدین قادری

(۱۳۳۶ھ / م ۱۴۰۳ھ)

پیدائش :-

حضرت علامہ قاری مصلح الدین قادری علیہ الرحمۃ ۱۱، ربیع الاول ۱۳۳۶ھ بمطابق ۱۹۱۷ء بروز پیر بوقت صبح صادق قندھار شریف ضلع ناندیڑ ریاست حیدر آباد دکن میں مولانا غلام جیلانی کے گھر پیدا ہوئے۔ (۱)

تعلیم :-

حکیم رمضان علی صاحب "عرفان منزل" مصلح الدین نمبر میں حضرت علامہ قاری مصلح الدین قادری علیہ الرحمۃ کے متعلق ایک مضمون میں تحریر فرماتے ہیں۔

> "آپ نے بعمر ۱۴، سال ۱۳۵۰ھ میں اپنے والد ماجد سے قرآن مجید حفظ کیا اور حافظ ملت مولانا عبدالعزیز مبارکپوری علیہ الرحمۃ نے تکمیل حفظ قرآن کے موقع پر آپ کی دستار بندی فرمائی۔ مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے قاری صاحب نے بعمر ۱۷، سال ۱۳۵۴ھ بمطابق ۱۹۳۵ء میں دارالعلوم اشرفیہ قصبہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ (یوپی) میں داخلہ لیا اور وہاں آٹھ سال تک زیر تعلیم رہے۔ (۲)

حضرت قاری صاحب نے دینی تعلیم کی تکمیل جامعہ عربیہ ناگپور میں کی اور وہیں علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمۃ کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی

marfat.com

ہوئی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا عبدالعزیز مبارکپوری، مولانا حامد رضا خان، مولانا امجد علی اعظمی وغیرہ شامل ہیں۔ (۳)

بیعت و خلافت :-

حضرت علامہ قاری مصلح الدین قادری علیہ الرحمۃ سے لئے گئے ایک انٹرویو میں بیعت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا۔

"میری عمر تقریباً ۲۱، سال یا اس سے کچھ کم تھی اس وقت میں روایا کا امتحان دے چکا تھا۔ (۴)

حضرت علامہ قاری علیہ الرحمۃ نے جامع الشریعۃ والطریقۃ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی علیہ الرحمۃ سے بیعت کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں منازل سلوک طے فرمائیں۔

ایک روز آپ اپنے پیر و مرشد کی محفل نعت میں بیٹھے تھے حضرت پیر و مرشد کی فرمائش پر آپ نے نعت شریفہ سنائی حضرت پیر و مرشد نے خوش ہو کر آپ کو اسی مجلس میں خلافت عطا فرمائی۔ (۵)

حضرت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی قادری علیہ الرحمۃ سے لئے گئے ایک انٹریو سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر الشریعۃ حضرت امجد علی علیہ الرحمۃ کے علاوہ مفتی اعظم ہند حضرت مصطفی رضا خان علیہ الرحمۃ نے بھی باقاعدہ ۱۳۷۶ھ میں آپ کو اپنا خلافت نامہ سلسلہ ء قادریہ رضویہ نوریہ میں عطا فرمایا۔ اسکے علاوہ آپ کو اعلیحضرت احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا ضیاء الدین علیہ الرحمۃ سے بھی اسکے پانچ سلسلوں میں اجازت و خلافت حاصل تھی یعنی سلسلہ ء قادریہ رضویہ ، سلسلہ ء سلوسیہ ، سلسلہ ء شاذلیہ ، منوریہ معمریہ اور سلسلہ ء اشرفیہ۔ (۶)

marfat.com

خلفاء :-

آپ نے بنگال کے رہنے والے مولوی عبدالعظیم صاحب کو کراچی میں باقاعدہ تحریری خلافت عطا فرمائی علاوہ ازیں ۱۹۸۲ء میں حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری صاحب کو بھی سند خلافت و اجازت بیعت عطا فرمائی۔ (۷)

خدمات :-

حضرت علامہ قاری مصلح الدین صاحب علیہ الرحمۃ نے ناگپور اور حیدر آباد دکن کے علاوہ پاکستان کراچی میں اخوند مسجد میں تقریباً ۱۹ سال امامت و خطابت کے فرائض انجام دینے کے علاوہ کھوڑی گارڈن (موجودہ مصلح الدین گارڈن) کی مسجد میں بھی امامت و خطابت کے فرائض انجام دیئے۔

آپ نے دارلعلوم امجدیہ کراچی اور دارلعلوم مظہریہ کراچی میں بحیثیت مدرس بھی خدمات انجام دیں۔ (۸)

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ نے قاری مصلح الدین صدیقی قادری علیہ الرحمۃ کے بارے میں ایک انٹرویو میں بتایا کہ حضرت علامہ قاری صاحب ۱۹۶۹ء میں دارالعلوم امجدیہ میں مدرس ہوئے آپ زیادہ تر دینیات کی کتب کے اسباق پڑھاتے اور تفسیر و فقہ کی کتب کا درس دیتے تھے۔ (۹)

حضرت علامہ قاری مصلح الدین علیہ الرحمۃ سے لئے گئے ایک انٹرویو میں آپ کے تحریری کام سے متعلق ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

"تحریری کام تو واہ کینٹ کے فتوے ہیں وہ میں نے تیار کئے تھے۔ وہ بعض رسائل میں چھپے بھی ہیں۔" (۱۰)

حضرت علامہ قاری صاحب نے "ترمذی شریف" کا ترجمہ بھی سو یا ڈیڑھ سو صفحات تک فرمایا تھا۔ (۱۱)

حضرت علامہ قاری مصلح الدین دارلعلوم امجدیہ میں فن تجوید و قرأت بھی

marfat.com

پڑھایا کرتے تھے۔ (۱۲)

۱۹۴۶ء سے ۱۹۷۲ء تک دارلعلوم امجدیہ میں "تفسیر جلالین" اور "مشکوٰۃ شریف" باقاعدگی سے پڑھائیں۔ علاوہ ازیں اصول فقہ کی کتابیں اور اصول شاشی اور شرح وقایہ، شرح کامل اور ہدایت اولین پڑھایا کرتے تھے۔ (۱۳)

حضرت علامہ قاری مصلح الدین قادری علیہ الرحمۃ نے کراچی کی "اخوند مسجد" میں بھی امامت کے فرائض انجام دیئے۔

حضرت قاری صاحب کے اخوند مسجد میں تشریف لانے سے قبل جماعت اسلامی اور اسلامی جمعیت کا کافی زور تھا آپ نے تشریف لانے کے بعد بچوں اور نوجوانوں پر خصوصی توجہ دی۔ آپ بچوں اور نوجوانوں کی محافل میلاد میں بطور خاص شرکت فرماتے۔ (۱۴)

حضرت علامہ قاری صاحب کے مشورہ پر چند حضرات نے "رضا عرس کمیٹی" قائم کی جسکا پہلا جلسہ ۲۸، ذوالحج ۱۳۹۲ھ میں یوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے موقع پر کیا گیا مختلف کتابچے و رسائل اردو و گجراتی میں شائع کئے گئے آپ ہی کے مشورہ پر اس کمیٹی کا نام ۱۳۹۵ھ میں "بزم رضا" رکھا گیا۔ آج بھی یہ بزم اسی طرح قائم ہے۔ (۱۵)

حضرت علامہ قاری صاحب حافظ قرآن تھے۔ آپ نے تقریباً پچاس سال تک قرآن حکیم سنایا جس میں انیس مرتبہ آخوند مسجد کھارادر اور گیارہ مرتبہ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن میں ختم قرآن فرمایا۔

ماہ رمضان المبارک میں نماز فجر سے قبل درس حدیث دیتے اور نماز ظہر کے بعد میمن مسجد میں روزہ و زکوٰۃ کے مسائل بتاتے اور لوگوں کے سوالوں کے جواب بھی مرحمت فرماتے عصر کی نماز کے بعد مخلوق خدا کی خدمت کی خاطر تعویذات بھی عطا فرمایا کرتے تھے۔ (۱۶)

ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح میں آپکا معمول تھا کہ آپ پورا سوا پارہ سناتے تھے اسطرح رمضان کی ستائیس ویں شب کو ختم قرآن فرماتے۔

marfat.com

اپنی وفات سے تین سال قبل آپ نے شب قدر کی نسبت سے اس شب و محفل کا سلسلہ شروع فرمایا تھا جس میں تقریر، ذکر الٰہی، نعت شریف و صلوٰۃ و سلام کے بعد آخر میں رقت انگیز دعا فرمایا کرتے تھے۔ (۱۷)

حضرت قاری صاحب نے ۸، رجب ۱۴۰۰ھ بمطابق ۲۳، مئی ۱۹۸۰ء کو مدرسہ انوار القرآن کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ (۱۸)

وصال :-

آپ کا وصال بعمر ۶۷ سال ۷، جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲۳، مارچ ۱۹۸۳ء کو ہوا۔ مزار مبارک کھوڑی گارڈن کی مسجد کے احاطہ میں واقع ہے۔ (۱۹)

حواشی و کتابیات

(۱) :- عرفان منزل، مصلح الدین نمبر، بحوالہ مضمون حکیم رمضان علی قادری، کراچی، دارالکتب حنفیہ کھارادر، ۱۴۰۵ھ ص ۵۴

(۲ - ۳ - ۴) ایضاً ص ۵۴، ۵۷، ۲۲۹

(۵ - ۶ - ۷) ایضاً ص ۵۷، ۲۳۱، ص ۲۳۲

(۸ - ۹) ایضاً ص ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۵۷

(۱۰ - ۱۱) ایضاً ص ۲۳۲

(۱۲ - ۱۳) :- ایضاً ص ۳۲۶، ۳۲۹

(۱۴ - ۱۵) :- ایضاً ص ۳۵۰

(۱۶ - ۱۷) :- ایضاً ص ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰

(۱۸ - ۱۹) ایضاً ص ۴۸۷، ۴۸۷

marfat.com

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی

(م ۱۴۰۶ھ)

پیدائش :-

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری کی ولادت ۱۹۲۱ء کو کراچی صدر میں ہوئی۔ (۱)

آپ کے والد بزرگوار کراچی کے مقامی ممتاز عالم دین و صوفی بزرگ نقیب الاولیاء حضرت مولانا غلام رسول القادری رحمۃ اللہ علیہ تھے اور آپ کی والدہ محترمہ کراچی کے صوفی بزرگ عارف باللہ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی تھیں۔

آپ کے والد محترم نے آپ کا نام اپنے والد کے نام پر "علم الدین" (۲) رکھا۔ (۳)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری اپنے جد امجد ہی کے حوالہ سے شاعری تخلص میں "علمی" فرماتے تھے۔

آپ کی دینی تعلیم و تربیت آپ کے والد محترم کی زیر نگرانی ہوئی۔ ظاہری طور پر آپ نے پرائمری کی سطح تک تعلیم حاصل کی۔ چونکہ آپ کا خاندان بنیادی طور پر ایک دینی و علمی و روحانی خانوادہ تھا لہذا خطابت، شاعری اور علمی و ادبی صفات آپ کو ورثے میں ملی تھیں۔

marfat.com

جس زمانے میں آپ نے کراچی میں وعظ و تبلیغ کی خدمات انجام دیں اس وقت کراچی کی آبادی اتنی وسیع نہ تھی چنانچہ کراچی شہر کے ہر حصہ میں آپ کے وعظ و تبلیغ کے اجتماعات ہوا کرتے تھے خصوصاً محرم کے عشرہ میں آپ کے پرسوز ذکر شہادت حسینی کی مجالس جگہ جگہ منعقد ہوتی تھیں۔ (۴)

آپ اپنے والد بزرگوار حضرت مولانا الحاج، الحافظ، القاری الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کی قائم کردہ قدیمی "قادری مسجد" میں ان کی حیات مبارکہ ہی سے بحیثیت نائب امام و خطیب کے دینی معمولات انجام دیتے رہے ہیں لیکن ۱۹۶۴ء میں والد ماجد کی ضعیفی و ناسازیٔ طبع کے باعث آپ نے انکی اجازت سے مکمل طور پر "قادری مسجد" کی اعزازی امامت و خطابت اور روحانی سلسلہ کے معمولات حسنہ انجام دینے شروع کردیئے۔

۱۹۷۱ء میں اپنے والد بزرگوار کے وصال کے بعد آپ خانقاہ قادریہ علمیہ (قادری مسجد) کے اول سجادہ نشین بھی ہوئے۔

چونکہ قرآن و حدیث کی درس و تدریس آپ کے خاندان عالیہ قادریہ علمیہ کا خاصہ تھا لہذا آپ نے بھی قادری مسجد سے ملحق بچے اور بچیوں کیلئے "مدرسہ قادریہ علمیہ" کی بنیاد رکھی جہاں آپ نے بے شمار بچے بچیوں کو قرآنی تعلیم کے زیور سے آراستہ فرمایا اور کراچی کے دیگر علاقوں میں بھی دینی تعلیم کے مدرسوں کی اپنی امداد سے حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ (۵)

آپ نے مدرسہ قادریہ علمیہ کیلئے چند دعائیہ اشعار بھی تحریر فرمائے ہیں۔ بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

درسگاہ قادریہ علمیہ آباد ہو
ہر معاون اسکا یارب دوجہاں میں شاد ہو

marfat.com

درس قرآن و حدیث اور اولیاء اللہ کے
علم و عرفاں سے خدا اور مصطفیٰ کی یاد ہو
ہے دعائے مخلصانہ اب یہ علی قادری
درسگاہ علمیہ کی غیب سے امداد ہو (۶)

آپ کی خواہش تھی کہ قادری مسجد سے ملحق مدرسہ قادریہ علمیہ میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ پرائمری اسکول کی بھی تعمیر ہو تاکہ مسلمانوں کے بچوں کو دینی تعلیمات کے ساتھ دنیوی ابتدائی علوم کا بھی انتظام کیا جاسکے۔ (۷)

آپ کی تقاریر و رشد و ہدایت میں خالصتاً صوفیانہ رنگ پایا جاتا تھا اکثر اپنے مواعظ میں حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کے مثنوی کے اشعار موقع کی مناسبت سے پڑھا کرتے تھے آپ کے مواعظ حسنہ کی محافل کا دورانیہ اکثر اوقات ڈھائی سے تین گھنٹہ پر مشتمل ہوتا تھا۔

آپ نے اپنی تقاریر اور تحریروں میں دینی تعلیمات کے حصول اور عبادت کے ذوق شوق کے علاوہ لوگوں کو خدمت خلق پر بے انتہا رغبت دلائی چنانچہ آپ نے اس مقصد سے نثر کے علاوہ نظم میں بھی لوگوں کو اس طرف بھرپور توجہ دلائی ایک جگہ فرماتے ہیں کہ...

"نذر و نیاز کا صحیح مصرف "بدعات" نہیں "حسنات" ہیں۔ خیر کا مصرف بھی خیر ہونا چاہیے شر نہیں، صدقہ فطر مسلمان غریبوں، مفلسوں، یتیموں اور ناداروں کا حق ہے۔ (۸)

علماء و مشائخ کی خدمت اور آداب کے بارے میں طالبان خدا کو توجہ دلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

marfat.com

"جن کے دل و دماغ مجسم مسجد و مدرسہ کی حقیقی معنویت و افادیت رکھتے ہیں ان کے وجود ان کی زندگی مستعار کا بھی خیال رکھا جائے مسجدیں اور مدرسے تو بنتے ہی رہیں گے لیکن جو انسانی وجود میں مسجدوں اور مدرسوں کے روح رواں ہیں ان کی خدمت و محبت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا بہت اہمیت رکھتا ہے۔" (۹)

آپ نے اہلسنت والجماعت کے عقائد کے مطابق لوگوں کو ایصال و ثواب اور نذرونیاز کرنے کے صحیح طریقے سے آشنا فرماتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرمایا۔

"ہم قادری اور نظامی بھائیوں نے اگر نذرونیاز گیارہویں شریف کو صرف "بریانی زردہ" کا لنگر اور سترھویں شریف کی نذرونیاز کو نیاز طعام و شیرینی اور محفل قوالی ہی کو اپنے قادری اور نظامی ہونے کا قبلہ مقصود ٹھہرالیا ہے اور اس نذرونیاز میں اپنے قادری اور نظامی غریب و نادار و مفلس بھائیوں کی ضروریات زندگی اور رفاہ عام کے نیک کاموں کو انجام نہ دینے کا سلوک اختیار کرلیا ہے یا ہم نذر و نیاز گیارھویں شریف اور سترھویں شریف میں ان رفاہ عام کے کاموں کو مقصد زندگی سمجھنے میں کسی قسم کی برائی یا ناجائز تصور کرتے ہیں تو یہ کتنی بڑی نادانی اور کوتاہی و غلط فہمی ہے۔

اور ہم صحیح نظام کے تحت نذرونیاز گیارہویں اور سترھویں شریف کو قادری و نظامی غریب و مفلس برادری کی دینی و دنیاوی فلاح و بہبودی و خوشحالی کیلئے استعمال کریں اور ذرا وسعت قلبی اور وسیع النظری سے اپنے جذبات عقیدت و محبت کو عقل و دانش و شعور کی روشنی میں پرکھیں اور غور کریں تو انشاء اللہ

marfat.com

تعالی قادری و نظامی غریب مفلس معاشرہ کے معاشی و معادی و اقتصادی دینی و دنیوی حالت بہت ہی بہتر ہوجائے۔ دینی و اسلامی تبلیغی خدمات کے ساتھ دکھی انسانی خدمات کو بھی لائحہ عمل بنائیں۔" (۱۰)

نذرونیاز ہی کے متعلق عوام کو صحیح طریقے سے روشناس کراتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ....

"نذرونیاز گیارہویں کو صرف لنگر ہی کے لئے مخصوص کردینا اور مساجد و مدارس و خانقاہوں کے روحانی و تبلیغی دینی تحریکات و امور میں نہ خرچ کرنا بلکہ عام انسانی ہمدردی اور فلاح و بہبود کیلئے نذرو نیاز گیارہویں کو مصرف میں نہ لانا کتنی بڑی غلطی اور کوتاہی ہے۔" (۱۱)

نذرونیاز کے آداب و طریقہ کے بارے میں نثر کے علاوہ آپ نے منظوم طور پر بھی عوام الناس کو تعلیم دی ہے۔ ایک کلام کے اشعار بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

"چاہیے نذر گیارہویں ہر قلب کی دعا بنے
ہر درد کی دوا بنے ، ہر مرض کی شفا بنے
لنگر غوثیہ تو ہے خلق میں رحمت خدا
بھوک میں جو غذا بنے درد میں جو دوا بنے"

"نذرونیاز گیارہویں کا بھی فیض عام ہے
انساں کے دکھ اور درد کا جس میں کہ اہتمام ہے
نذرونیاز گیارہویں خدمت خلق کیلئے
لنگر غوث پاک کا "مائدہ دوام" ہے" (۱۲)

marfat.com

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے بحیثیت شیخ طریقت اکابرین صوفیاء کی تعلیمات اور پیری مریدی کے صحیح آداب و شرائط سے عوام کو اپنی تقریروں اور تحریروں سے آگاہ فرمایا۔

ایک جگہ مرشد اور مرید کے مقدس رشتہ کی حقیقت کو واضح فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ..

"بزرگان اہل طریقت کے رشد و ہدایت کا مقصد اور ان کے سلسلہ مریدی کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہوتا کہ نشستند و گفتند و برخاستند، بلکہ وہ تو اپنی مقدس جان و ایمان کے انوار کی روشنی سے مریدوں کے ذہن و دل کی دنیا کو مکے مدینے کی مقدس بہاروں سے ہم کنار کرتے ہیں مریدی و مرشدی کوئی دنیا داری کا کھیل اور تماشہ نہیں اور نہ ہی یہ تعویذ گنڈے کی چلتی پھرتی دو پہیوں والی گاڑی ہے۔" (۱۳)

آپ نے دینی و روحانی محافل و تقریبات کے انعقاد میں اس مقصد میں استعمال ہونے والے سرمائے کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کی تعلیم دی یعنی محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، گیارہویں شریف و سترھویں شریف کے اخراجات میں سے ایک حصہ مجالس وعظ و جلسہ پر خرچ کیا جائے دوسرا حصہ انسانی ضروریات فلاح و بہبود آبادی پر خرچ ہو اور تیسرا حصہ مساجد و مدارس و خانقاہوں پر خرچ کیا جائے۔ (۱۴) اس طرح آپ نے صحیح معنوں میں ایک فلاحی معاشرے کے قیام کی تجویز عوام کو پیش فرمائی ہے۔

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ کی تعلیمات، تقاریر اور شاعری میں جا بجا خدمت خلق اور ہمدردی انسانیت کا سبق نمایاں نظر آتا

marfat.com

ہے آپ نے اپنے کلام میں واضح فرمایا کہ اسلام کی تعلیمات میں انسانیت اور ہمدردی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ ایک کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

"اسلام ہے وہی جو انسانیت سکھائے
ہے وہ مریدی جو بس حقانیت سکھائے
وحدانیت کا ہے یہ پہلا سبق کہ انساں
ہمدرد خلق والی روحانیت سکھائے" (۱۵)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

"یہی ہو میرا مذہب اور یہی مشرب اٹھے دائم
دکھی انسانیت کی راہ خدمت میں قدم میرا" (۱۶)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علیہ الرحمۃ جہاں بڑے دینی و روحانی تہواروں کے مواقع پر طویل تقاریر فرماتے تھے وہیں آپ نے ہر اسلامی سال کی بڑی بڑی مقدس راتوں کی فضیلت اور خصوصیات کو منظوم بھی فرمایا چنانچہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع کی مناسبت سے آپ نے منظوم میلاد نامہ ء محمدی تحریر فرمایا علاوہ ازیں شب معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، شب برائت اور شب قدر کے حوالہ سے بھی آپ نے اشعار ترتیب دیئے جو آپ اپنی محافل میں حاضرین کی ہمنوائی میں ترنم و خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ چند کلام کے منتخب اشعار بطور نمونہ پیش خدمت ہیں:

میلاد نامہ ء محمدی:-

"پیارے نبی جی دنیا میں آئے الحمد للہ والشکر للہ
نورانی دنیا دل میں بسائے الحمد للہ والشکر للہ
آمنہ بی بی کا لعل آیا فرمانے سب کو خوشحال آیا
دنیا میں فرحت کا سال آیا سب بتکدوں میں بھونچال آیا

marfat.com

وقت ولادت جھک گئے ستارے اترے فرشتے فرش پہ سارے
خلق نے دیکھا نوری نظارے کس شاں سے آئے آقا ہمارے
نور ایسا وقت ولادت ہے چمکا جس میں وہ حسن سعادت ہے چمکا
بصرے کا محل امارت ہے چمکا جلوہ ء نور ہدایت ہے چمکا
ایوانِ کسریٰ بھی ہل گیا جب فارس کا آتشکدہ بجھ گیا تب
آواز غیبی سنتے تھے یہ سب نور محمد روشن ہوا اب" (۱۷)

معراج نامہ منظوم:-

"اللہ و رسول کی پیاری ملاقات ہے معراج کی رات ہے
حسن صفات میں وہ نور ذات ہے معراج کی رات ہے (۱۸)

شب برائت نامہ منظوم:-

"واہ صلّ علی مرحبا مرحبا شب برائت مبارک بڑی رات ہے
رحمت کبریا صدقہ ء مصطفی شب برائت مبارک بڑی رات ہے
فیصلے اسمیں بھی ہوں مقدر کے سب ہم کریں وہ عمل جن سے راضی ہو رب
مانگیں الفت نبی کی خدا کی رضا شب برائت مبارک بڑی رات ہے
دیکھا محبوب حق نے ہی اس رات کو سن لیا مغفرت والی ہر بات کو
آئی جنت سے رضواں کی پیاری صدا شب برائت مبارک بڑی رات ہے
قادری علی کی ہے یہ حق سے دعا سبکی ہو خیر یارب ہو سبکا بھلا
مغفرت سبکی ہو اور ہو لطف و عطا شب برائت مبارک بڑی رات ہے" (۱۹)

نغمہ ء لیلۃ القدر:-

"واہ صلّ علی مرحبا یہ شب قدر پیاری بڑی رات ہے
دونوں عالم ہیں نور علی نور کیوں کیسی رونق فزا آج کی رات ہے (۲۰)

marfat.com

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے ہندوستان کے مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ (م ۶۳۵ ھ) کی بانیء سلسلہء قادریہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (م ۵۶۱ ھ) کی ولادت شریفہ اور آپ کے حالات زندگی پر تحریر کردہ فارسی نظم کا منظوم اردو ترجمہ بھی فرمایا جسے آپ اپنی قادری مسجد و خانقاہ قادریہ علمیہ میں ہونے والی سالانہ گیارہویں شریف کی محفل میں حاضرین کی ہمنوائی میں پڑھا کرتے تھے۔ نیز اپنے والد ماجد علیہ الرحمۃ کی زندگی میں بھی آپ یہ منقبت شریفہ اکثر جمعہ کے خطبوں میں پڑھتے رہے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں :

"ہو بسم اللہ سے آغاز مدح شاہ جیلانی
کہ انکے قد پہ سجتا ہے لباس اعظم الشانی
کنّیت انکی ہے مشہور عالم بو محمد بس
وہی ہیں دستگیر بے کساں محبوب سبحانی
لقب ہے محی الدین اور نام انکا عبد قادر ہے
انہوں نے زندہ کرکے رکھ دیا دین مسلمانی
ہیں والد انکے نورالدین جنگی دوست بو صالح
مسمّہ فاطمہ مادر ہیں انکی مریم ثانی
ہیں شیخ سلسلہ ابن مبارک مخزومی انکے
ملا ہے جن سے انکو خرقہء روحانی نورانی
ولایت اور کرامت میں ہیں یکتائے زماں بیشک
کہ ہیں وہ پیرپیراں میرمیراں پیر لاثانی" (۲۱)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے اپنی زندگی دین اسلام کی نشرواشاعت اور تبلیغ کیلئے وقف کردی تھی اور یہی وجہ ہے کہ

marfat.com

آپ تمام وقت اپنی مسجد میں تشریف فرما ہو کر خلق خدا کی خدمت میں مشغول رہتے تھے۔ تلاوت قرآن مجید، تصنیف و تالیف اور طالبان حق کیلئے دعاگوئی ہمہ وقت آپ کا شیوہ تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری آپ کے بارے میں ایک مضمون میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ...

"یہ مرد قلندر صبح سے رات تک اللہ اور اس کے رسول کی یاد میں مشغول رہتا دن بھر لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہر کوئی تعویذ و دعا کروانے کیلئے بھائی صاحب کے پاس موجود رہتا بھائی صاحب نے کبھی کسی دعا اور تعویذ کا معاوضہ نہ لیا" (۲۲)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ کو کتب تصوف میں مشہور و معروف کتاب "مثنوی معنوی" (مصنفہ حضرت مولانا جلال الدین رومی) سے گہرا شغف تھا آپ نے کئی مرتبہ مثنوی شریف کا سبقاً مطالعہ فرمایا اور اکثر اپنے مواعظ حسنہ میں موقع کی مناسبت سے مولانا روم کے اشعار ترنم سے پڑھا کرتے تھے۔ مولانا روم کے ارشادات کی روشنی میں آپ نے کئی اشعار بھی ترتیب دیئے جنکو آپ وقتاً فوقتاً محافل میں یا نماز جمعہ کے اجتماع میں پڑھا کرتے تھے۔ ڈاکٹر شاہدہ بیگم اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ "سندھ میں اردو" میں ایک جگہ آپ کے تذکرہ میں رقمطراز ہیں۔

"آپ کو اردو نظم و نثر دونوں سے شغف ہے بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں مثنوی مولانا روم کے بعض حصوں کا منظوم ترجمہ فرمایا ہے" (۲۳)

مثنوی مولانا روم سے آپکے شغف کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ناسازیٔ طبع کے باوجود دیگر دینی معمولات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ مثنوی رومی کے درس سے متعلق ایک مرتبہ عیدالفطر کے موقع پر اعلان فرمایا:

marfat.com

"ہمارے یاران سلسلہ میں سے جو نوجوان تعلیم یافتہ ہیں انکو امام غزالی کی احیاء العلوم اور مولانا رومی کی مثنوی شریف جو میں نے حضرت صاحب علیہ الرحمۃ (والد ماجد) سے پڑھی ہے درس دینے کیلئے ایک گھنٹہ وقت دوں گا ..... یہ اللہ واسطے ہوگا تم سے کوئی معاوضہ نہیں لوں گا۔" (۲۴)

آپ نے حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کی مثنوی کے مطالعہ کے نتیجہ و روشنی میں جو متعدد غیر مطبوعہ اشعار موزوں فرمائے ان میں سے چند بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔

"اتحاد مسلمیں کا مخلصانہ یہ پیام
حضرت مولانا رومی نے دیا انساں کے نام
انبیاء و اولیا کے جوہر ارواح سے
اتحاد معنوی خالص ہو حاصل صبح و شام
قادری علمی جو عام انسانوں میں ہو اتحاد
ہوگا بس عشق محمد سے ہی حاصل والسّلام" (۲۵)

اردو کے ممتاز محقق جناب ڈاکٹر وفا راشدی مولانا روم سے آپ کے عشق و محبت اور انکے کلام پر تحقیق کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مولانا روم انکے روحانی مرشد تھے۔ مثنوی مولانا روم کا نہایت غائر مطالعہ کیا۔ انکے افکار و خیالات سے بے حد استفادہ کیا۔ علمی کا یہ کمال ہے انہوں نے پوری مثنوی کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ انکا یہ کارنامہ ایک طرف مولانا روم سے والہانہ عشق کا نتیجہ ہے تو دوسری جانب علمی کی شاعرانہ عظمت کا مظہر ہے۔ یہ ترجمہ مخطوطے کی شکل میں مولانا علمی قادری کے پاس موجود ہے۔" (۲۶)

marfat.com

چونکہ آپ ایک عالم دین ، امام و واعظ و خطیب ہونے کے علاوہ طریقت کے سب سے بڑے روحانی سلسلہ "قادریہ" کے ایک روحانی پیشوا بھی تھے اسلئے آپ نے بالعموم تمام سلاسل سے وابستہ خواتین و حضرات اور بالخصوص سلسلہ ء قادریہ اور اپنے حلقہ کے مریدین کیلئے "قادری نامہ" کے عنوان سے دو جلدوں میں کتابیں تحریر فرمائیں جن میں نظم و نثر کے ذریعے مریدین و معتقدین کیلئے رشد و ہدایت اور اصلاحی مضامین و پیغامات پیش کئے گئے ہیں۔ اس تصنیف کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں۔

"اس قادری نامہ میں دین اسلام کے زریں اصول اور ضروری ارکان کو بھی مختصر طور پر منظوم کردیا گیا ہے ... مختصر طور پر ہی دین اسلام کے عقائد و معاملات اور روحانی مشاغل کے مسائل کو بھی ظاہری و باطنی طریقے پر حجتہ الاسلام امام غزالی اور حضرت مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کی فکر و نظر کی روشنی میں نظم میں ترتیب دیا گیا ہے۔" (۲۷)

"قادری نامہ" کے ذریعے آپ نے طالبان حق کیلئے بہترین انداز میں دعوت و تبلیغ کے انداز کو اپناتے ہوئے انہیں دین اسلام کے زریں اصولوں پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"ہر مرید قادری کو روزہ، نماز، حج و زکات اور کلمہ شریف کا پابند ہونا چاہیے، حنفی المذہب ، صوفی المشرب اہل سنت والجماعت کے عقیدے پر رہنا چاہیے۔ قرآن شریف کی بامعنی تلاوت کرنا بہتر ہے بزرگان دین کے حالات و ارشادات کے پڑھنے اور سننے کا ذوق پیدا کرنا چاہیے"۔ (۲۸)

marfat.com

اپنی گرانقدر تصنیف "قادری نامہ" حصہ اول و دوم میں آپ نے جس طرح قادری سلسلہ سے وابستہ حضرات کیلئے منظوم پیغام دیا ہے، بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

"مرید قادری تو کر جہاد فی سبیل اللہ
مجاہد قادری بن ، کر جہاد فی سبیل اللہ
جہاد فی سبیل اللہ تو ہے دو قسم کا اس جا
ہے اک اصغر تو اک اکبر جہاد فی سبیل اللہ"

"اے مرید قادری کیا مانگتا تعویذ ہے
تیری خاطر تیرے مرشد کی رضا تعویذ ہے
ہیں نقوش اور کتنے تعویذات خود تجھ میں نہاں
امر حق سے ہو کے تو کیا ڈھونڈتا تعویذ ہے" (۲۹)

"ہو قادری جو تیرا معیار مخلصانہ
ہو تجھ میں خود ہی پیدا کردار عاشقانہ
دنیا میں رہ کے خود کو دنیا نہ تو بنالے
تو دین مصطفٰی کا ہے گوہر یگانہ" (۳۰)

آپ نے "قادری نامہ" حصہ سوم بھی تحریر فرمایا تھا لیکن وہ شائع نہ ہوسکا۔ مذکورہ قادری نامہ حصہ سوم میں آپ نے حقوق اللہ و حقوق العباد و معاشرتی آداب کے حوالہ سے تقریباً پچاس کلام تحریر فرمائے۔ بطور مثال کے مختلف عنوانات پر مبنی چند منتخب اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

طہارت کے موضوع پر آپ کلام میں فرماتے ہیں۔

"اے مرید قادری کیا ہے طہارت جان تو
کس سے اور کسطرح سے ہوتی ہے یہ پہچان تو

marfat.com

پاک پانی سے طہارت اور ہو غسل اور وضو
پاک کپڑوں سے بھلا معلوم ہو انسان تو
پاک روزی سے دل و جاں کی طہارت ہو تری
پاک ذکر و فکر سے بن جائے ذی عرفان تو
فقہ حنفی سے طہارت کا تو فتویٰ لے مگر
اور تقویٰ کو سلوک قادری سے جان تو
قادری علمی ہو حاصل عشق غوث پاک گر
پاک ساری زندگی ہو وہ بنے انسان تو"

نماز کے بارے میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"اے مرید قادری کیا ہے نماز اب جان تو
بندگی کا حق کے حاصل کرلے کچھ عرفان تو
پانچ بنیادی ہیں ارکاں دین اسلامی کے جو
ہے نماز ان میں نمایاں فرض یہ پہچان تو
ہاں یہی تنھی عن الفحشاء والمنکر ہے بس
ہر بدی اور فحش کاموں سے بھی بچ نادان تو
یا تو دیکھے حق کو یا حق تجھ کو دیکھے یوں سمجھ
پھر ادا کرلے نماز اپنی ہو ذی عرفان تو
ظاہری پاکی طہارت اور وضو سے اسکی ہے
باطنی، پاکیزہ دل رکھنے سے ہے یہ مان تو
حسن نیت اور خلوص دل سے علمی قادری
ہر عمل مقبول حق ہو جان لے ہر آن تو"

marfat.com

حقیقت زکوۃ کے موضوع پر آپ نے تحریر فرمایا۔

"اے مرید قادری کیا ہے زکات اب جان تو
پانچ ارکاں فرض میں یہ دوسرا ہے مان تو
فرض ہے یہ ہر مسلماں پر جو ہو اہل نصاب
سال میں اکبار دینا ہے ضروری جان تو
اہل دولت ہو کے بھی دیتا نہیں ہے جو زکات
نذر دوزخ مال و جاں اسکی سمجھ انسان تو
قادری علمی زکاتِ مال و جانِ عاشقاں
ہے فنا ہوجانا ہستی سے ہے بس یہ جان تو"

روزہ کے عنوان سے آپ مرید قادری کی اصلاح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اے مرید قادری روزہ ہے کیا یہ جان تو
روزہ ء رمضاں کا حاصل کرلے اب عرفان تو
روح کی پاکیزگی اور نفس کی تہذیب کا
سہل ہے بس یہ طریقہ جان اے انسان تو
صرف کھانے پینے سے پرہیز ہی لازم نہیں
بلکہ ہر ممنوع باتوں سے ہو دور انسان تو
چشم و گوش و دست و پا اور فکر و ہوش و قلب و جاں
سب کا روزہ ہو تو حق کا پائیگا عرفان تو
قادری علمی ہے روزہ عارفوں کا دید حق
ایسا روزہ کس طرح رکھیگا اے نادان تو"

حج بیت اللہ کی فضیلت و حقیقت کے بارے میں آپ کے تحریر کردہ چند اشعار۔

"اے مرید قادری حج فرض ہے یہ جان تو
اور حقیقت حج کی ہے کیا وہ بھی اب پہچان تو

marfat.com

حج کعبہ فرض ہے اک بار ساری عمر میں
حج کعبہ دل سے کرنے کا بھی رکھ ارمان تو
عمرہ اور احرام و قربانی ہو یا رمی جمار
طبع و نفس و عقل سے ہر گز نہ ہو پہچان تو
قادری علمی ہے حج بھی اک ادا محبوب کی
اس ادا پر جان و دل سے ہو فدا ہر آن تو"

تلاوت قرآن کی فضیلت کے بارے میں اپنے کلام میں آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اے مرید قادری بس پڑھ سدا قرآن تو
سب سے افضل تر عبادت ہے بڑی یہ جان تو
ہر حرف میں اسکے دس نیکی کا پائیگا ثواب
اسکے پڑھنے اور سننے سے لگالے دھیان تو
معنی و مفہوم سمجھے یا نہ سمجھے پر سدا
ذوق قرآں رکھ جو چاہے زندگی میں شان تو
قادری علمی ہے زندہ معجزہ قرآن جب
کر تمسّک اس سے اور رکھ الفتِ قرآن تو"

صوفیائے عظام و مشائخ میں بیعت کو سنّت نبوی کی حیثیت سے اہمیت دی جاتی ہے آپ نے بیعت کی فضیلت میں درج ذیل اشعار تحریر فرمائے ہیں۔

"اے مرید قادری بیعت ہے کیا پہچان تو
بیعت مرشد کی بھی کیا ہے حقیقت جان تو
سورت انّا فتحنا میں ہے بیعت کی خبر
کی صحابہ نے نبی سے دیکھ لے قرآن تو
بیعت رسمی ہے نقل اور بیعت نبوی ہے اصل
اصل کی ہے نقل بھی محمود بس یہ جان تو

marfat.com

قادری علمی ہے کافی پند رومی کی یہی
گر کوئی مانے نہ مانے، مان لے ہر آن تو"

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے معاملات کے بارے میں بھی قرآن و حدیث اور بزرگان دین کی تعلیمات کی روشنی میں تعلیم و تربیت کی غرض سے اشعار تحریر فرمائے ہیں۔ مثلاً کھانے کے آداب کے بارے میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"اے مرید قادری کھانا ہے کیسے جان تو
کھانے کے آداب اسلامی کو بھی پہچان تو
ہاتھ منہ دھو پڑھ کے بسم اللہ کھا اکل حلال
بعد کھانے کے دعائے شکر کر نادان تو
میزبانی اور مہمانی کے بھی آداب ہیں
کیمیا میں ہے غزالی نے لکھا یہ جان تو
اسکے آداب و اصول اور قاعدے بھی ہیں بہت
قادری علمی یہی کافی ہیں بس پہچان تو"

نکاح کا عمل نہ صرف سنت نبوی ہے بلکہ دیگر انبیاء کرام اور صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ عنہم بھی اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔ حضرت مولانا علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ اپنے کلام میں نکاح کی فضیلت اور آداب اسطور تحریر فرماتے ہیں۔

"اے مرید قادری کیا عقد ہے یہ جان تو
کیا ہیں آداب نکاح حق یہ اب پہچان تو
ہے یہ راہ دین سے، گر ہو نہ شہوت کیلئے
نسل انساں کی بقا کا ہے یہ باعث جان تو

marfat.com

آدم و حوّا کی پیدائش سے ہوتا ہے عیاں
حق کا مقصد کیا تھا اس سے دیکھ لے قرآن تو
تین چیزیں تھیں نبی جی کو بھی دنیا سے پسند
قادری علمی نماز و خوشبو، عورت جان تو" (۳۱)

مذکورہ بالا عنوانات کے علاوہ آپ نے تربیت اولاد، آداب کسب و تجارت، آداب سفر، حقیقت بزم سماع، ریاضت نفس، توبہ، صبر و شکر کے عنوانات کو بھی اپنے اشعار کا موضوع بنایا ہے۔ مذکورہ بالا تمام کلام تقریباً بارہ بارہ اشعار پر مبنی ہیں۔

آپ نے تحریک پاکستان کے دور میں علمائے کرام کے شانہ بشانہ اپنے دینی و روحانی پلیٹ فارم سے دین اسلام اور سنی مسلمانوں کی نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۶ء میں "آل انڈیا سنی کانفرنس" کی شاخ "جمعیت عالیہ سنیہ" کے نام سے کراچی میں قائم ہوئی جسکے صدر آپکے والد بزرگوار حضرت مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ تھے اور آپ "جمعیت عالیہ سنیہ" کے نائب ناظم مقرر ہوئے۔ آپ نے "جمعیت عالیہ سنیہ" کے تحت کراچی میں ہونے والے اجلاس میں اکابرین علمائے کرام کی تقاریر کا خلاصہ قلمبند فرمایا جو کہ ہفت روزہ "دبدبہ ء سکندری" رامپور میں شائع ہوا۔

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علیہ الرحمۃ نے "جمعیت عالیہ سنیہ" کے اغراض و مقاصد اور اس میں شامل ائمہ کرام کے اسمائے گرامی تحریر فرمائے جو "روئداد جمعیۃ عالیہ سنیہ" کے نام سے شائع ہوئے۔ آپ نے دینی امور و تبلیغ و نشر و اشاعت میں بھرپور حصہ لینے کیلئے سنی مسلمانوں کو بیدار کرنے کی غرض سے "سنی مسلمانوں کا ترانہ ء بیداری" نظم فرمایا جسکے چند اشعار بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

marfat.com

"اب اے سنی مسلمانو! ذرا بیدار ہوجاؤ
کمربستہ خدا کے واسطے تیار ہوجاؤ
ہوئی "جمعیتہ سنیہ" قائم اب کراچی میں
بنو رکن اسکے اور امداد کو تیار ہوجاؤ
ملے گی اس سے تقویت بھی مسلم لیگ کو بیحد
جو "پاکستان" کا تم لشکر جرار ہوجاؤ
مشائخ، صوفیا، علماء ہیں سارے ایک مرکز پر
تم انکی اقتدا کرنے کو اب تیار ہوجاؤ
یہی ہے التجا بس قادری علمی کی اب سب سے
چلو! اٹھو! بڑھو تیزی سے محوکار ہوجاؤ" (۳۲)

آپ طالبان حق میں دینی و روحانی جذبہ بیدار رکھنے کی غرض سے اپنی خانقاہ کے معمول کے مطابق روزانہ بعد نماز عصر اپنی مسجد میں تشریف فرما ہوتے تھے. جہاں خلق خدا آپ کے پاس اپنے مسائل کے حل کیلئے مشورہ لینے حاضر ہوتی تھی آپ انہیں قرآن و حدیث و بزرگان دین کے اقوال و احوال کی روشنی میں فیضیاب فرماتے تھے۔

آپ ہر ہفتہ شب جمعرات و ہر ماہ چاند کی دس تاریخ یعنی گیارہویں شب کو سلسلہ ء قادریہ اور اپنی خانقاہ شریف کے معمول کے مطابق حلقہ ء ذکر اللہ کے ذریعے اہل سلسلہ اور معتقدین کی راہنمائی فرماتے تھے۔ علاوہ ازیں ہر چاند کی چودھویں شب کو حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمتہ کی معروف روحانی تصنیف "مثنوی معنوی" کا درس بھی دیتے تھے۔ چاند کی ہر سترہ تاریخ کو شہدائے بدر رضی اللہ عنہم اجمعین ، حضرت سیدنا عبدالقادری جیلانی رضی اللہ عنہ ، اور سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام اولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کی یاد میں مجلس فاتحہ سے خطاب فرماتے تھے۔

marfat.com

معروف اسلامی تہواروں اور مقدس راتوں مثلاً میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، شب معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، شب برائت و شب قدر و سالانہ گیارہویں شریف کی محافل میں آپ کئی کئی گھنٹے مسلسل نثر و نظم سے حاضرین کو مستفیض فرماتے تھے۔

آپ کی تقاریر اور منظوم اشعار میں کسی بھی روحانی سلسلہ میں داخل بیعت ہونے والے مریدین کیلئے پیری مریدی کی حقیقت و معرفت اور اپنے شیخ طریقت کی محبت کا درس جابجا نمایاں نظر آتا ہے آپ نے عوام کو رسمی رواجی پیری مریدی کے دائرہ سے نکال کر اکابرین اولیاء اللہ کے دستور العمل کے مطابق مریدی کا ذوق و شوق اپنے رشد و ہدایت اور کلام کے ذریعے عطا فرمایا اس ضمن میں آپ فرماتے ہیں۔

"اس بات کو بخوبی ذہن نشین کرلینا چاہیے کہ مریدی یا مرید ہونا کس لئے؟ اور کون سے مقصد کے واسطے ضروری ہے؟ کسی مخصوص شکل و صورت کا بنالینا اور ایک رنگ ڈھنگ کا لباس پہننا یا رسمی و رواجی طور پر تقلیداً کچھ باتیں کرلینا ہی مقصود مریدی نہیں۔ یہ تو ہم نے خود ساختہ اپنے وہم و خیال سے ایک ایسا مسئلہ گھڑ لیا ہے۔ "مریدی" تو مرید کے ذہن و دل اور سیرت و کردار کے فعلی و عملی پاکیزہ زندگی سے متعلق ہے۔" (۴۳)

سچی پیری مریدی ہی کی حقیقت و فضیلت کو واضح کرتے ہوئے ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"در حقیقت قول و فعل بھی یہی ہے کہ صوفیائے کرام کی تعلیمات اور انکے روحانی اشغال کا ماخذ قرآن و حدیث ہی کی روشنی سے متعلق ہے لیکن افسوس کہ ہمارے اسلامی معاشرے

marfat.com

میں جبکہ "نقل اور اصل" دونوں طرح کی تحریکات "مولوی اور صوفی" اور "پیر و فقیر" کی اصطلاح سے عام طور پر مروج ہے اور ہمارا ایک بہت بڑا طبقہ ناخواندہ عوام الناس کا "پیری مریدی" اور صوفیانہ تعلیمات کو صحیح معنوں میں سمجھنے سے قاصر رہا ہے اور صرف ظاہری سطح پر اسکی افادیت اور اہمیت کو رسمی و رواجی طور پر بہرصورت قبول کر لینے میں بہت آگے نکل چکا ہے یہی وجہ ہے کہ آئندہ آنے والی نوجوان نسل اس موضوع کو ہی ناقابل توجہ گردانتی ہے بلکہ اس ترقی یافتہ دور میں اسکے نظریات و عقائد اور تعلیمات کو ایک فرسودہ تخیّل سمجھتی ہے۔" (۳۴)

اسی طرح آپ نے بے شمار عارفانہ کلام و کلام راز میں بھی اشعار کے ذریعے مریدی کے مقصد و مفہوم سے سلسلہ ء طریقت میں داخل ہونے والے خواتین و حضرات کو آگاہ فرمایا ہے بطور نمونہ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

"مریدی نام ہے اصلاح نفس و صدق نیت کا
نہیں یہ نسخہ ء طب ہے بدلنے میں طبعیت کا
مریدی رسمی تو ہرگز بدل سکتی نہیں سیرت
حقیقت میں مریدی تو بدل دینا ہے سیرت کا" (۳۵)

"مریدی نام ہے ذہنیت و دل کا بدل دینا
برائے حق مزاج آب اور گل کا بدل دینا" (۳۶)

آپ کی تحریروں اور تعلیمات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ تصوف کے روحانی سلاسل میں داخل ہونے والے افراد اور خصوصاً اپنے حلقہ ء ارادت میں شامل

marfat.com

ہونے والے مریدین کو داخل بیعت ہونے سے قبل کی حالت اور بعد کی حالت میں ایک واضح فرق پیدا کرنے کی کوشش پر زور دیتے تھے آپ لوگوں کے صرف رسمی و رواجی مرید بننے کے برعکس انہیں مریدی کے اصل مقصد کی طرف اپنے کلام میں اکثر وبیشتر توجہ دلاتے تھے۔ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

"مرید ہونے سے پہلے تھی دل کی کیا حالت
مرید ہونے کے بعد اب ہے کیا بتا حالت
مرید ہونے سے پہلے تھی زندگی کیسی
ہوئی ہے صحبتِ مرشد سے کیا بجا حالت
مرید کوئی بھی ہو سلسلے کا اسکے لئے
بدلتی صحبتِ مرشد سے ہے بجا حالت" (۳۷)

تصوف کے تمام روحانی سلاسل میں تمام مریدین کیلئے ہر روحانی سلسلہ کے "شجرہ ء طریقت" کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ "شجرہ ء طریقت" میں اس روحانی سلسلہ کے تمام مشائخ کے اسماء گرامی شامل ہوتے ہیں جن میں آپس میں پیر و مرید کا ایک گہرا روحانی تعلق ہوتا ہے۔ شجرہ ء طریقت سے ایک طرف ہر مرید کو اپنے سلسلہ کے شیوخ کا پتہ چلتا ہے اور دوسری جانب وہ شجرہ میں شامل تمام مشائخ کے اسماء گرامی کا توسل اللہ کی بارگاہ میں پیش کرسکتا ہے۔ متعدد روحانی سلاسل کی طرح حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے والد ماجد اور جدامجد کے روحانی سلاسل کے "شجرہ ء طریقت" کو منظوم کرنے کی خدمت انجام دی اس ضمن میں آپ نے اپنے جدامجد حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری محمد علم الدین القادری علیہ الرحمۃ کے شجرہ ء طریقت کو "شجرہ ء علمیہ قادریہ" کے عنوان سے منظوم فرمایا ہے۔ مذکورہ شجرہ ء علمیہ قادریہ کے متعلق آپ فرماتے ہیں۔

"شجرہ ء علمیہ قادریہ کہ جو ہمارے دادا صاحب علیہ الرحمۃ کا شجرہ ء طریقت ہے میں نے اسے زندہ کیا۔" (۳۸)

marfat.com

مذکورہ بالا "شجرہ ءعلمیہ قادریہ" آپ کے جدامجد حضرت مولانا حافظ قاری محمد علم الدین القادری علیہ الرحمۃ کے مرشد گرامی حضرت قاری سید محمد حسین الجیلانی البغدادی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے پچیس واسطوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے اور مذکورہ شجرہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں شامل حضرت قاری سید محمد حسین الجیلانی البغدادی سمیت تمام مشائخ نسباً حضور سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ "شجرہ ءعلمیہ قادریہ" بائیس اشعار پر مبنی ہے۔

آپ نے "شجرہ ءعلمیہ قادریہ" کے اشعار اور شجرہ میں شامل شیوخ کے بارے میں ایک جگہ ارشاد فرمایا۔

"ہمارے شجرہ ءعلمیہ قادریہ میں پہلے پانچ اشعار اس سلسلہ ءعلمیہ قادریہ کے پانچ بنیادی اصولوں پر مبنی ہیں اور انکے بعد جو اشعار ہیں وہ شجرہ میں شامل حضور غوث الاعظم کی اولاد امجاد کے اسمائے گرامی ہیں اور آخری شعر شجرہ شریف کا دعائیہ اختتامیہ شعر ہے۔" (۳۹)

"شجرہ ءعلمیہ قادریہ" کے فروغ کے ضمن میں آپ نے ایک مرید خاص کو خط میں تحریر فرمایا۔

"مجھے اس وقت صرف "شجرہ ءعلمیہ قادریہ" ہی کو فروغ دینا ہے مصلحتاً بھی یہ ضروری ہے اور میں اس وقت نئے مریدوں کو بھی یہی شجرہ دے رہا ہوں جو خاص سرکار غوث پاک کی اولاد امجاد کا نسباً اور جدامجد اور والد ماجد کا حسباً ہے۔" (۴۰)

آپ نے مذکورہ بالا "شجرہ ءعلمیہ قادریہ" کو اپنے ایک مرید خاص کے

marfat.com

ذریعہ کہ جو سفر حج بیت اللہ کیلئے روانہ ہو رہے تھے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں شرف قبولیت کے حصول کیلئے بھی روانہ فرمایا جس کا ذکر کرتے ہوئے آپ خط میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اس وقت یہ "شجرہ ء علمیہ قادریہ" اپنے سلسلے کے ایک باا‌ثر معزز فرد مدینہ شریف میں حج کے موقع پر دربار نبوی میں پیش کر کے قبولیت کا پروانہ حاصل کریں گے تاکہ اس شجرہ ء علمیہ قادریہ کے پانچ بنیادی اصولوں (یعنی ذکر ودود، ذوق سجود، شوق درود، شیوہ ء جود، نور شہود) کو بارگاہ نبوی سے شرف قبول کی سند مرحمت ہوجائے۔" (۴۱)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے "شجرہ ء علمیہ قادریہ" کو نہ صرف اوراد و وظائف کے ساتھ کتابی شکل میں شائع فرمایا بلکہ گھروں میں فریم کی صورت میں لگانے کیلئے بھی خوبصورت انداز میں اسکی اشاعت فرمائی۔ ساتھ ہی آپ نے مذکورہ شجرہ کو پڑھنے کے آداب بھی تلقین فرمائے اس ضمن میں آپ نے ارشاد فرمایا۔

"اسکے آداب میں سے ہے کہ روزانہ صبح باوضو چاروں قل اور سورہ ء فاتحہ پڑھکر ان تمام مرشدان عظام کی ارواح کو بخش کر اپنے والدین کیلئے دعائے مغفرت اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے دعائے خیر و برکت مانگیں۔ یہ ہمارے دادا جان حضرت حافظ قاری شاہ علم الدین القادری کا اویسیہ فیض ہے جو سوا سو برس کے بعد پھیلا ہے۔" (۴۲)

آپ نے مذکورہ بالا "شجرہ ء علمیہ قادریہ" کو جس طرح منظوم فرمایا چند منتخب اشعار سے اسکا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

marfat.com

"دے قبولیت الٰہی اس دعا کے واسطے
فضل تیرا ساتھ ہووے مدعا کے واسطے
جذبہ ء ذکر ودود اب ہووے دل میں جاگزیں
نسخہ ء اکسیر ہو جان بقا کے واسطے
سر میں ہو ذوق سجود اک سرفرازی کا نشاں
خوئے شان بندگی کی اک ادا کے واسطے
درگہِ عشق نبی کا قرب حاصل ہو مجھے
کر عطا شوق درود اب التجا کے واسطے
ہو مری دید شہود اک نورِ وحدت کی ضیاء
دل کی آنکھیں وقف ہوں تیری لقا کے واسطے
سلسلہ ء قادریہ علمیہ تھا جو نہاں
ہوگیا اب یہ عیاں راہِ صفا کے واسطے" (۴۳)

آپ نے شجرہ ء علمیہ قادریہ کے علاوہ اپنے نانا عارف باللہ صوفی سائیں عبدالغنی القادری علیہ الرحمۃ سے اپنے والد بزگوار مولانا الشاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ (جو کہ سائیں عبدالغنی کے مرید و خلیفہ و بھانجے و داماد بھی تھے) کو حاصل ہونے والے "شجرہ ء قادریہ غنیہ" کو بھی منظوم فرمانے کی سعادت حاصل فرمائی ہے۔ مذکورہ شجرہ حضرت صوفی سائیں عبدالغنی علیہ الرحمۃ کے مرشد گرامی حضرت سید گل حسن شاہ قلندر قادری پانی پتی (خلیفہ ء مجاز حضرت غوث علی شاہ قلندر قادری پانی پتی) علیہ الرحمۃ کے حوالے سے تینتیس واسطوں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے۔

"شجرہ ء قادریہ غنیہ" ستائیس اشعار پر مبنی ہے۔ آپ نے مذکورہ شجرہ کو جس طرح منظوم فرمایا اسکے چند منتخب اشعار سے اسکا اندازہ ہوسکتا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

marfat.com

"یاالٰہی ہو اجابت اس دعا کے واسطے
تاکہ ہووے ذوق کچھ جام بقا کے واسطے
یاالٰہی جام اذکرکم کا ہمکو ذوق دے
فاذکرونی کا ملے رتبہ فنا کے واسطے
یاالٰہی علم دے اور علم میں روحِ عمل
ہر عمل ہووے فقط تیری رضا کے واسطے
یاالٰہی نور عرفاں سے منور قلب ہو
ترجمانِ دل رہے تیری ثنا کے واسطے
دین و دنیا میں ہمیں تو دولت عرفان بخش
کر عطا نورِ یقیں فکرِ رسا کے واسطے
جام وحدت جن بزرگوں سے عطا ہمکو ہوا
انکے ناموں کا وسیلہ ہے دعا کے واسطے" (۴۴)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علی علیہ الرحمۃ نے اپنے سلسلہ ٔ روحانی کے شجرہ ٔ طریقت کو منظوم کرنے کے علاوہ مختلف مہینوں اور خاص دنوں کی مناسبت سے منظوم اردو خطبے بھی تحریر فرمائے جو آپ جمعہ کے اجتماعات میں پڑھا کرتے تھے۔ ان خطبوں میں فضیلت ماہ رمضان، فضیلت ماہ ذالحج، اولیاء اللہ کا حج، فتح پاکستان، خواب ابراہیم، شہادت حضرت علی کے عنوان سے خطبات شامل ہیں۔ بطور نمونہ چند منتخب اشعار ملاحظہ ہوں۔

"ہو مبارک روزے داروں کو یہ رمضاں کی عطا
عشرہ ٔ رحمت کے دس دن کی ہوئی حاصل لقا
پہلے روزے سے ہے دس دن تک تو رحمت کی لقا
دس سے لیکر بیس روزے تک ہے بخشش ہر خطا
بیس سے پھر تیس روزوں تک یہ ہے فضل خدا
نار و دوزخ سے رہائی ہووے بہر مصطفی

marfat.com

ہو مبارک روزے داروں کو یہ رمضاں کی عطا
عشرہ ٔ رحمت کے دس دن کی ہوئی حاصل لقا"

"بعد حمد حق کے ہو روئے پیمبر پر سلام
و ز پس نعتِ نبی ہو شان حیدر پر سلام
شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار
ہو سدا تاحشر اس ولیوں کے سرور پر سلام
تھے وہ داماد نبی اور خسر تھے فاروق کے
ایسے رشتہ ٔ نور کے وجہِ منور پر سلام"

آپ اکثر ماہ ذالحج کے جمعوں میں مختلف اولیاء اللہ کے سفر حج کے واقعات کو تقریر کا موضوع بناتے تھے اور ان واقعات کو نظم کی شکل میں جمعہ کے اجتماع میں پڑھا کرتے تھے۔ بطور مثال حضرت فتح الموصلی کے سفر حج کے چند اشعار پیش کئے جاتے ہیں۔

اک دفعہ حج میں تھے فتح الموصلی
سفر حج میں دیکھا اک حق کا ولی
پاپیادہ رکھتا ہے حج کا سفر
عشق حق میں مست ہو یوں سر بسر
ہے وہ متوکل علی اللہ بس رواں
ہے مگر عشق محمد میں جواں
پوچھا میں نے زاد راہ کیا ساتھ ہے
بولا سر پر میرے حق کا ہاتھ ہے"

marfat.com

ماہ ذالحج کی فضیلت اور استقبال کے ضمن میں آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ مبارک ماہ ذالحج آگیا
ابر رحمت حق کا بنکر چھا گیا
حاجیوں کے کھل گئی دل کی کلی
دیکھ لی مکے مدینے کی گلی
ہے یہ بابرکت مہینہ ماہ حج
اس میں کھل جاتی ہے دیکھو راہ حج" (۴۵)

سلسلہ ء قادریہ سے گہری وابستگی کی بناء پر آپ اس عظیم روحانی سلسلہ کی بنیادی تعلیمات و مشاغل یعنی حلقہ ء ذکر اللہ و رشد وہدایت سے گہرا شغف رکھتے تھے البتہ دیگر سلاسل میں رائج "محفل سماع" کی جانب آپ کو رغبت نہ تھی تاہم آپ نے سماع کا انکار نہ کرتے ہوئے محفل سماع کے آداب و ضوابط سے بھی طالبان حق کو روشناس فرمایا البتہ آپ ایک ہی نشست میں مجلس وعظ و محفل سماع کے انعقاد کے خلاف تھے۔

اس بارے میں ایک جگہ واضح فرماتے ہیں۔

"اگرچہ یہ "محفل سماع" اور بزم قوالی ہمارے ہی مقدس بزرگان اہل طریقت میں سے خصوصاً خواجگان چشت اہل بہشت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خاص مسلک اور جان سلوک ہے لیکن مکمل آداب سماع کے ساتھ زمان و مکان اخوان کے شرائط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے گیارہویں شریف بارہویں شریف اور ایصال ثواب کی ان مقدس مجلسوں میں جن میں قرآن و حدیث اور وعظ و تدریس ہوتی ہے بیک وقت دونوں جمع نہیں کئے جاسکتے۔ "مجلس وعظ" میں صرف مجلس وعظ اور بزم قوالی میں صرف بزم سماع۔" (۴۶)

marfat.com

محفل سماع کے آداب و قواعد جو بزرگان دین نے مقرر فرمائے انکی وضاحت آپ کے ایک کلام کے چند اشعار سے بھی ہوتی ہے جو درج ذیل ہیں۔

"ہے زماں، اخواں، مکاں کی قید اسمیں لازمی
یہ رکھے ملحوظ خاطر عامل بزم سماع
قول رومی برسماع راست ہر تن چیر نیست
اسکے معنی کو سمجھ لے قائل بزم سماع" (۴۷)

حضرت صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے کراچی کے قدیمی قبرستان "لیاری قبرستان میوہ شاہ" دھوبی گھاٹ میں مدفون اپنے آباؤاجداد و عزیز و اقارب سمیت چند بزرگوں کے مختصر حالات بھی تحریر فرمائے ہیں جو کتابچہ کی شکل میں شائع ہو چکے ہیں۔ (۴۸)

حضرت صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علیہ الرحمۃ نے اپنے منظوم اشعار کے ذریعے اہلسنت و الجماعت کے عقائد خصوصاً صوفیائے عظام کے عقائد کو بخوبی واضح فرمایا۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ حنفی مسلک پر عمل کرتے ہوئے اولیائے کرام کے عقائد کی روشنی میں اہلسنت والجماعت کے عقائد کے قائل تھے اور اسکے برعکس وھابی عقائد سے اختلاف رکھتے تھے اور سنی مسلمانوں کو بھی وھابیہ عقائد کی تقلید سے پرہیز کی ہدایت فرماتے تھے۔ آپ کا وہ کلام جن سے آپکے عقائد اہلسنت والجماعت سے گہری عقیدت کا ثبوت ملتا ہے بطور نمونہ پیش خدمت ہے۔

"سنو سنی مسلمانو! وہابی تم نہ بن جانا
عقیدہ اولیاء کی بس خرابی تم نہ بن جانا
ہے لاکھوں اولیاء اللہ کی جو توحید حقانی
اسی پہ رہنا قائم اور وہابی تم نہ بن جانا
ہمارے مذہب حنفی میں ہیں جو اولیاء اللہ
کبھی بھی ان سے بدظن اب شتابی تم نہ بن جانا

marfat.com

کہیں گستاخی بے ادبی نہ کرنا حق کے پیاروں کی
عتاب حق سے بچنا یوں عتابی تم نہ بن جانا
فقیر قادری علمی یہ مرشد کی ہدایت ہے
کہ رہنا سنی حنفی بس وہابی تم نہ بن جانا" (۴۹)

آپ اپنے ایک اور کلام میں عقائد اہلسنت و الجماعت کے مطابق حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کو بطور ندا لفظ "یا" سے متعلق عقیدے کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

"میں مسلماں ہوں جیوں گا میں مسلماں بنکر
اور مروں گا میں غلام شہ دوراں بنکر
مجھ کو مشرک نہ کہو اپنے عقیدے سے سنو
یا محمد کی صدا اب ہے مری جاں بنکر
یارسول اللہ کا نعرہ میری توحید کی جاں
یہ صدا رہ گئی توحید کی ارماں بنکر" (۵۰)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ اپنی تقاریر اور تحریروں کے ذریعے مسلک اولیاء اللہی کو فروغ دینے میں ہمیشہ کوشاں رہے ہیں اس سلسلہ میں آپ نے نثر و نظم دونوں طرح سے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ آپ اپنی تصنیف "جہاد اکبر" (تحریر کردہ ۱۹۴۶ء) کے باب اول میں اس بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"موجودہ دور میں جبکہ ایک طرف لا مذہبیت اور دہریت کا سیلاب امڈتا آرہا ہے اور دوسری جانب بزرگان سلف کی درخشندہ یادگاروں کو انواع و اقسام کے فرقے اپنی تاریک سرگرمیوں سے مٹانے کے لئے آمادہ ہیں، ضرورت ہے کہ

marfat.com

اسلام کے بنیادی اصول اور صوفیائے کاملین کے درخشندہ اشغال کو برقرار رکھا جائے۔" (۵۱)

آپ نے اپنی ایک تحریر میں اکابر اولیاء و مشائخ کے حوالہ سے یہ ثابت فرمایا کہ چونکہ بڑے بڑے صوفیا و اولیا مسلک حنفی پر عمل پیرا رہے ہیں لہذا وہ وہابی عقائد کے مخالف ہیں اور ان کی تعلیمات وہابیانہ عقائد کی نفی کرتی ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

" ۶۱ ہجری سے جتنے روحانی سلسلے خلفائے راشدین اور صحابہ کرام و ائمہ اہل بیت کی نسبت سے جاری ہوئے ہیں ان میں خصوصی طور پر یہ بات نمایاں ہے کہ وہ سب کے سب "حنفی المذہب اور سنی المشرب" تھے کوئی بھی روحانی مشہور سلسلہ "وہابیہ اور خارجیہ" عقائد کا ہرگز نہیں تھا۔ یہی سب سے بڑا ثبوت ہے اس بات کا کہ ایک ہزار برس قبل سے عقائد اہل السنّت و الجماعت کی تبلیغ و اشاعت بزرگان متقدمین و متاخرین کے روحانی سلسلوں کے ذریعے عرب و عجم اور ہندوستان اور پاکستان میں ہوئی ہے ..... ہمارے اہلسنّت و الجماعت کے تمام روحانی سلسلوں کے بزرگوں کے عقائد مذہبی وہابیانہ نہیں تھے بلکہ صحیح طور پر اہلسنّت والجماعت کے تھے جو آج ہمارے مذہبی عقائد ہیں۔

۱۱۵۰ ہجری میں محمد ابن عبدالوہاب نجدی نے وہابی فرقے کے عقائد کی بنیاد سیاسی پولیٹکل نظریات پر رکھی گویا مذہب نما سیاسی دینی فرقہ تھا۔

۱۲۰۹ ہجری کے بعد سے یہ وہابی عقائد دین اسلام میں پھیلے ہیں اس سے قبل دین اسلام میں کسی دور میں بھی یہ وہابی

marfat.com

عقائد نہیں تھے۔" (۵۴)

حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ اپنی تقاریر اور اشعار میں جابجا اولیاء اللہ کے حوالہ سے توحید کا عرفان حاصل کرنے پر زور دیتے ہیں انکے نزدیک صوفیا اور اولیاء نے خود کو توحید میں فنا کرکے توحید کا درس دیا ہے اور اولیاء کے عقائد ہی توحید کی جان ہیں۔ آپ نے یہ تصوّر اپنے متعدد کلام میں پیش کیا ہے۔ بطور نمونہ مختلف کلام کے منتخب اشعار ملاحظہ ہوں۔

"اہلسنّت والجماعت کے عقائد کا نشاں
اولیاء اللہ کے ایمان و جاں میں ہے عیاں
ہو مبارک یہ تمہیں سنّی مسلمانو سدا
اولیاء اللہ کے ہی توحید اسلامی کی جاں
قال میں اور حال میں توحید کے سچے ہیں وہ
زندہ اعجازِ محمد ہیں وہ دنیا میں ہر آں"

ایک کلام میں اولیاء اللہ سے توحید کا سبق حاصل کرنے کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

"عاشقو توحید کے ، توحید اہل اللہ سے لو
آل و اصحابِ نبی کی دید اہل اللہ سے لو
حرف و لفظ اور بس زباں کی چھوڑ دو توحید کو
نفس کش توحید کی تمہید اہل اللہ سے لو
ہر نبی اور ہر ولی کے پاس جو توحید ہے
اسکی بس توثیق اور تائید اہل اللہ سے لو
غلبہ ء توحید کب ہو مولوی کے پاس بس
قادری علمی صحیح توحید اہل اللہ سے لو"

marfat.com

ایک اور جگہ اولیاء اللہ کے تصوّر توحید کا نقشہ اسطرح کھینچتے ہیں۔

"کہنے، سننے سے ہی توحید اگر ہو حاصل
ملّا اور مولوی بھی ہوتا ولیٔ کامل
اولیاء اللہ فقط سنتے ہی اور کہتے نہیں
بلکہ توحید میں ہوتے تھے فنا وہ تہہِ دل
برسوں وہ نفس سے کرتے تھے جہاد اکبر
تب کہیں انکو یہ توحید کی ملتی منزل" (۵۳)

حضرت صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ نے اپنی تقاریر، رشد و ہدایت اور اپنے کلام میں عوام الناس کو اس حقیقت سے روشناس کرایا کہ اولیائے کرام و صوفیائے عظام کا مسلک اور عقیدہ سنی حنفی اہلسنت والجماعت کے عین مطابق ہے اور عوام و خواص کو اہلسنت والجماعت کے عقائد کے ضمن میں اولیائے کرام کی تقلید کرنی لازم ہے کیونکہ انکا قول و فعل ہی اہلسنت والجماعت کے عقائد کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ اپنے اشعار میں ایک جگہ اسی مفہوم کو اسطرح بیان کیا ہے۔

اولیاء اللہ کا مسلک غیر اسلامی نہیں
عاشقان مصطفی کے دین میں خامی نہیں
بدعتی مشرک نہیں ہیں اولیاء اللہ کبھی
انکے قول و فعل میں کچھ بات الزامی نہیں
آل و اصحاب نبی اور اولیاء اللہ کی
راہ حق کی پیروی میں سن لو ناکامی نہیں (۵۴)

آپ نے اپنی تقاریر اور تصانیف میں لوگوں کو بڑے بڑے مذہبی تہواروں اور بزرگان دین کے اعراس و فاتحہ کی ترغیب دی اور ان امور کی انجام دہی کو بدعت

marfat.com

اور مشرکانہ فعل سے تعبیر کرنے کی مذمت فرمائی۔ "تذکرہ علمیہ قادریہ" میں اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔

"دین اسلام میں فرض، واجب، سنت کے علاوہ مستحب اور مباح کا بھی ایک تسلیم شدہ نظریہ عقائد ہے ہمارے مذہب اہلسنت والجماعت میں جو تقریبات مذہبی مختلف دنوں اور راتوں اور مہینوں میں کی جاتی ہیں ان میں مشہور تقریبات محرم شب عاشورہ، یوم عاشورہ، بارہویں شریف، گیارہویں شریف کے علاوہ عام رسم و رواج ایصال ثواب میں دسواں، بیسواں، تیسواں، چالیسواں اور نیاز و فاتحہ کی تقریبات جنکو فرقہ وہابیہ اور غیر مقلد حرام، شرک، بدعت ناجائز وغیرہ سمجھتے ہیں یہ سب امور مذہبی نعوذ باللہ لہو و لعب میں تو شمار نہیں ہوتے بلکہ یہ سب دائرہ مستحبات میں صدقہ و خیرات اور باقیات الصالحات کے ضمن میں نیک و مستحسن کام سمجھے جاتے ہیں" (۵۵)

تصانیف:-

آپکی تصانیف میں مطبوعہ و غیر مطبوعہ نظم و نثر کی متعدد کتابیں موجود ہیں۔ خصوصاً آپکا غیر مطبوعہ حمدیہ، نعتیہ و مناقبات پر مشتمل کلام بڑی تعداد میں اشاعت طلب ہے۔ آپکی مطبوعہ تصانیف اور ان میں شامل مضامین کی فہرست و ابواب حسب ذیل ہیں۔

۱۔ قادری نامہ حصہ اول و دوم (سن اشاعت ۱۹۶۲ء) ان میں آپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی شاعری، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین میں شعر گوئی کا ذوق اور نعتیہ شعر گوئی کی قدر و منزلت اور روحانی سلاسل سے وابستہ مریدین خصوصاً اپنے اہل حلقہ قادری مریدین کی دینی و روحانی تعلیم و تربیت و اصلاح کی غرض سے متعدد کلام موزوں فرمائے ہیں۔ نیز حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ کی

marfat.com

مشہور تصنیف "الفتح الربانی" سے آپ نے چند اقتباسات بھی تحریر فرمائے ہیں۔

مذکورہ "قادری نامہ" میں ہی آپ نے منظوم طور پر "گیارہویں شریف" کی فاتحہ و نیاز کو بھی بزرگان دین کے عمل سے پیش فرمایا ہے۔ قادری نامہ حصہ دوم کے باب اول میں آپ نے اکابر طریقت کے رشد و ہدایات کو جمع فرمایا ہے باب دوم میں قرآن و احادیث کے ارشادات موجود ہیں۔ جنکی روشنی میں ضرورت بیعت، بلند آواز سے درود و سلام اور نعت خوانی کا جواز، محفل سماع کے شرائط اور تصور شیخ کو بیان فرمایا ہے۔ باب سوم میں ذکر کی فضیلت اور قرآن و احادیث و بزرگان دین کے ارشادات کی روشنی میں ذکر کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ باب چہارم میں آپ نے اپنے سلسلہ میں ہونے والے حلقہء ذکر اللہ کے اوراد و وظائف کی تشریحات کی ہیں۔ باب چہارم میں آپ نے اپنے سلسلہ کے شجرہء طیبہ کو پیش فرمایا ہے۔

۲۔ تذکرہء حسینی : (سن اشاعت اول ۱۹۴۹ء) اس کتاب میں آپ نے پہلے باب میں خانوادہء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے فضائل قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کئے ہیں۔ دوسرے باب میں مختلف صوفیائے عظام کی طرف سے بیان کئے گئے "تذکرہء شہادت حسینی" کا بیان ہے۔ تیسرے باب میں اہل بیت پاک کی آزمائشوں پر نہ صرف عوام بلکہ اولیاء کرام کے گریہ و بکا کو پیش کیا ہے۔ چوتھے باب میں یوم عاشورہ کے فضائل و احکامات کا بیان ہے۔ پانچویں باب میں مختلف بزرگان دین اور شعراء کی پیش کی ہوئی رباعیات تحریر کی گئی ہیں۔

۳۔ تذکرہء محرم : (سن اشاعت ۱۹۸۵ء) اس تصنیف میں آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور اہلبیت پاک رضی اللہ عنہم کی شہادت خصوصاً شہدائے کربلا کے حالات و واقعات کربلا کو بیان فرمایا ہے۔

۴۔ تحفہء علمی : (سن اشاعت ۱۳۹۸ھ) اس کتاب میں آپ نے خلفائے

marfat.com

راشدین اور اہلبیت پاک کی شان میں مدحیات تحریر فرمائی ہیں۔

۵.   زوال اسلام (سن تصنیف ۱۹۴۶ء) اس تصنیف میں آپ نے عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر موجودہ دور تک دین اسلام میں مذہب کے نام پر ہونے والے فتنوں اور اسکے اسباب کی نشاندہی فرمائی ہے۔ منافقین کی شرانگیزیاں اور اہلسنت والجماعت کے خلاف منافق فرقوں کی سازشوں کو بے نقاب فرمایا ہے۔

۶.   خطبات علمی منظوم : (سن اشاعت ۱۹۹۶ء) اس کتاب میں آپ کے تحریر کردہ اردو منظوم خطبوں کو جمع کیا گیا ہے۔ آپنے مختلف مہینوں اور بڑی مذہبی راتوں اور دنوں کی فضیلت میں اردو اشعار تحریر فرمائے جنہیں آپ اکثر جمعہ کے خطبوں میں پڑھا کرتے تھے۔

۷.   مکتوبات علمی : (سن اشاعت ۱۹۹۰ء) اس مختصر کتاب میں آپکی جانب سے برطانیہ میں مقیم ایک مرید خاص جناب صوفی نذیر احمد خان قادری کو لکھے گئے ۱۹۷۲ء سے ۱۹۸۵ء تک کے سترہ خطوط کو جمع کیا گیا ہے ان خطوط میں آپ نے متعدد علمی نکات بیان فرمائے ہیں اور قرآن و احادیث کی روشنی میں اظہار خیال فرمایا ہے۔

۸.   تذکرہ ء علمیہ قادریہ: (سن اشاعت ۱۹۷۸ء) اس کتاب میں آپ نے اپنے خاندانی بزرگوں کے حالات زندگی اور واقعات تحریر فرمائے ہیں۔ نیز قرآن و حدیث کی روشنی میں سلوک مریدی کو بیان فرمایا ہے۔

۹.   بیاض علمی اول ، دوم : (سن اشاعت ۱۹۸۹ء ، ۱۹۹۱ء) ان مختصر کتابچوں میں آپ کی تحریر کردہ نعتیں ، حمد اور بزرگان دین کی شان میں مناقبات و عارفانہ کلام کو یکجا کیا گیا ہے۔

marfat.com

۱۰. چشتی شمامہ : (سن اشاعت ۱۹۸۵ء) اس مختصر کتابچہ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کی شان میں آپ کی تحریر کردہ مدحیات جمع کی گئی ہیں۔

۱۱. گلدستہ ء غوثیہ : (سن اشاعت ۱۹۹۲ء) اس کتاب میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں آپ کی تحریر کردہ مناقبات کو شائع کیا گیا ہے۔

۱۲. میلاد نامہ ء محمدی: اس مختصر کتابچہ میں آپ نے میلادنامہ یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کے احوال و واقعات کو منظوم بیان فرمایا ہے۔

۱۳. معراج حسینی: (سن تصنیف ۱۹۴۵ء) اس مختصر کتابچہ میں اہلبیت پاک کی شان میں آپکی تحریر کردہ مدحیات ہیں۔

۱۴. گیارہویں نامہ : اس کتاب میں آپ نے گیارہویں شریف کی فاتحہ کا طریقہ اور فضیلت بیان فرمائی ہے نیز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کی حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی ولادت و حالات و واقعات میں تحریر کردہ فارسی نظم کا منظوم اردو ترجمہ بھی تحریر فرمایا ہے۔

۱۵. کرامات غوثیہ : (سن اشاعت ۱۹۹۳ء) اس کتاب میں آپ کی اردو منظوم تحریر کردہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی چند وہ مشہور کرامات جو مستند کتابوں میں شائع ہوئی ہیں کو جمع کیا گیا ہے۔

۱۶. نذر حسینی (سن اشاعت ۱۹۹۴ء) اس کتاب میں اہل بیت پاک کی شان میں آپکی تحریر کردہ اردو مدحیات کو جمع کیا گیا ہے۔

marfat.com

۱۷۔ سترہویں نامہ : اس مختصر کتابچہ میں آپ نے شہدائے بدر رضی اللہ عنہم اجمعین کی فضیلت اور انکی بارگاہ میں منظوم خراج عقیدت پیش فرمایا ہے۔ نیز اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کی شہدائے بدر کی شان میں تحریر کردہ مدح کو بھی شامل کیا ہے۔

۱۸۔ ارشادات علمی: (سن اشاعت ۱۹۹۷ء) اس کتاب میں آپ کے ارشادات عالیہ جو آپ نے مختلف مجالس اور مواقع پر بیان فرمائے بطور ملفوظات کے جمع کردیئے گئے ہیں۔

آپ نے نوجوان مسلمان خواتین و حضرات کی دینی و ذہنی نشوونما اور تعلیم و اصلاح کی غرض سے ایک ناول "نومسلمہ" کے نام سے تحریر فرمایا تھا جو غیر مطبوعہ ہے۔ مذکورہ ناول کے بارے میں اردو کے ممتاز محقق ڈاکٹر وفا راشدی اپنی تصنیف "اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ" میں صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی کی دینی و علمی خدمات کے ذکر میں تحریر فرماتے ہیں۔

"یہ ایک ناول ہے جو عبدالحلیم شرر کے مشہور ناول ملک عزیز ورجنا کی نہج پر لکھا گیا ہے۔ سن تصنیف ۱۳۶۵ھ ہے۔" (۵۶)

وصال :-

حضرت صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ کا وصال پینسٹھ برس کی عمر شریفہ میں فروری ۱۹۸۶ء بمطابق ۲۵ / جمادی الاول ۱۴۰۶ھ کو بروز جمعرات بوقت ظہر کراچی میں ہوا۔ نماز جنازہ دوسرے دن بعد نماز جمعہ ہزاروں مریدین و معتقدین و علما و مشائخ کی موجودگی میں کراچی کے مشہور نشتر پارک کے میدان میں ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض آپ کے بہنوئی مولانا حافظ قاری عبدالحی ہاشمی القادری نے انجام دیئے۔ آپ کی تدفین آپکے والد بزرگوار کے پائینتی میں قادری مسجد و خانقاہ قادریہ علمیہ سولجر بازار کراچی کے احاطے میں ہوئی۔

marfat.com

حواشی وکتابیات

(۱ - ۲) یادگار علمی، صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۴۰۷ھ ص ۵ - ۲

(۳) حضرت مولانا حافظ قاری علم الدین القادری ایک جید عالم دین تھے۔

(۴ - ۵) ایضاً ص ۲ - ۳

(۶) تحفہ علمی، صاحبزادہ علم الدین القادری، کراچی، ۱۳۹۸ھ ص ۹

(۷ - ۸) ایضاً ص ۱۲ - ۱۷

(۹) تحفہ علمی، ص ۱۸

(۱۰) سترھویں نامہ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، ارجنٹ پبلسٹی پریس ص ۳ - ۵

(۱۱) گیارھویں نامہ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار ص ۴

(۱۲) ایضاً ص ۴ - ۵

(۱۳) تذکرہ علمیہ قادریہ، صاحبزادہ محمد علم الدین قادری، لاہور، شیخ نیاز احمد پرنٹر ۱۹۷۶ء ص ۹

(۱۴) ایضاً ص ۱۴

(۱۵) بیاض علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، قادری پبلی کیشنز ۱۹۸۹ء ص ۸

(۱۶) ایضاً ص ۱۵

(۱۷) میلاد نامہ محمدی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، ص ۴

(۱۸ - ۱۹ - ۲۰) بیاض علمی (قلمی)، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۷۸ء ص ۱۱، ۱۸، ۳۲

marfat.com

(۲۱) گیارہویں نامہ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، ص ۱۲

(۲۲) یادگار علمی (خصوصی مجلہ بتقریب عرس مبارک اول) مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، مضمون "مرد قلندر" ڈاکٹر مجید اللہ قادری، ص ۳۶

(۲۳) سندھ میں اردو، ڈاکٹر شاہدہ بیگم، اردو اکیڈمی سندھ ۱۹۸۰ء ص ۲۲۲

(۲۴) ارشادات علمی، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری پبلیکشنز، ۱۹۹۷ء، ص ۹۳

(۲۵) بیاض علمی (قلمی نسخہ) صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی

(۲۶) اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ، ڈاکٹر وفا راشدی، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۴ء، ص ۲۶۲

(۲۷) قادری نامہ حصہ اول، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، کامل پریس ۱۹۶۲ء ص ۲۵

(۲۸) قادری نامہ حصہ دوم، محولہ بالا ص ۲۰۱

(۲۹) قادری نامہ حصہ اول، محولہ بالا ص ۴۳ - ۴۴

(۳۰) قادری نامہ حصہ دوم، محولہ بالا ص ۲۴۱

(۳۱) قادری نامہ حصہ سوم (قلمی)، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی

(۳۲) روئداد جمعیت عالیہ سنیہ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، عباسی لیتھو پریس ۱۹۴۶ء ص ۲

(۳۳ - ۳۴) تذکرہ علمیہ قادریہ، محولہ بالا ص ۱۵ - ۲۴

(۳۵ - ۳۶) ایضاً ص ۱۵ - ۲۴

(۳۷) بیاض علمی (قلمی)، محولہ بالا، ۱۹۷۵ء

(۳۸) ارشادات علمی، محولہ بالا، ص ۵۱

(۳۹) ایضاً، ص ۸۴

(۴۰ - ۴۱) مکتوبات علمی، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری پبلیکشنز، ۱۹۹۰ء، ص ۴۴

marfat.com

(۴۲) ارشادات علمی ، محولہ بالا ، ص ۱۰۹

(۴۳) شجرہ ٔ علمیہ قادریہ ، مرتبہ صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار ، ۱۹۸۵ء ، ص ۷

(۴۴) ایضاً ، ص ۹

(۴۵) خطبات علمی (منظوم) مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی ، کراچی، قادری پبلیکشنز ، ۱۹۹۶ء ، ص ۲۹ - ۴۷ - ۶۳ - ۶۵

(۴۶ - ۴۷) ایضاً ص ۸۵ - ۸۴

(۴۸) تذکرہ بزرگان ذیشان ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی ، کراچی ، کامل پریس ۱۳۷۰ھ ص ۲

(۴۹) یادگار علمی ، محولہ بالا ص ۱۲

(۵۰) بیاض علمی حصہ دوم ، محولہ بالا ص ۱۰

(۵۱) قادری نامہ حصہ دوم، محولہ بالا ،ص ۳۶

(۵۲) مضمون عقائد اہلسنت والجماعت کا تاریخی جائزہ، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی، سہ ماہی محراب و منبر کراچی، شمارہ نمبر ۳۰ ، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۴ء ، ص ۳۲

(۵۳) بیاض علمی (قلمی) ، محولہ بالا ، ۱۹۷۸ء

(۵۴) بیاض علمی حصہ اول ، محولہ بالا ص ۴

(۵۵) تذکرہ علمیہ قادریہ ، محولہ بالا ص ۱۲

(۵۶) اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ، محولہ بالا ، ص ۶۶۴

marfat.com

مولانا حافظ عبدالحئ ہاشمی قادری

(م ۱۴۰۷ھ)

پیدائش :-

حضرت الحاج حافظ قاری عبدالحئ ہاشمی القادری علیہ الرحمۃ کی ولادت ۱۹۲۴ء میں کراچی میں اپنے آبائی مکان میں ہوئی۔ آپکے جد امجد حافظ غلام مرتضی اور آپکے والد ماجد حافظ قاری مولانا عبدالغفور ہاشمی بھی عالم دین و مدرس تھے۔

تعلیم :-

حافظ عبدالحئ ہاشمی نے ہوش سنبھالنے کے بعد قرآن مجید ناظرہ و حفظ قرآن کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپکے والد ماجد آپکے جدامجد کے بعد جامع مسجد حنفیہ ریلوے کالونی کینٹ کراچی میں امامت، و خطابت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ (۱)

آپکے خاندان میں آپکے ماموں و خسر حضرت الحاج حافظ قاری مولانا محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ بھی کراچی کے ممتاز عالم دین و صوفی بزرگ کی حیثیت سے معروف تھے۔ (۲) چنانچہ آپ کی دینی و روحانی تعلیم و تربیت و نشوونما انکی زیر نگرانی بھی ہوئی۔ (۳)

آپ نے اپنے والد ماجد کے وصال فرمانے کے بعد انکی جامع مسجد حنفیہ کی تمام تر ذمہ داری و فرائض سنبھال لئے۔ مسجد کی امامت و خطابت آپکا پیشہ نہیں تھا بلکہ آپ اپنے آباؤاجداد کے طرز اور مشن کے تحت دین اسلام کی خدمت کے طور پر امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ پیشے کے لحاظ سے آپ

marfat.com

تدریس کے مقدس پیشہ سے منسلک تھے اور ۱۹۴۴ء سے بحیثیت نائب مدرس اسلامیہ اسکول ریلوے کالونی سے وابستہ تھے۔ آپ نے کراچی کے مختلف سرکاری پرائمری اسکولوں میں تدریس کے فرائض انجام دیئے ۔ ۱۹۷۸ء میں آپ گورنمنٹ اسلامیہ اسکول میں صدر مدرس کے عہدے پر فائز ہوئے اور ۱۹۸۵ء میں اسی عہدے پر ریٹائر ہوئے۔ (۴)

بیعت :-

آپ اپنے ماموں و خسر صوفی بزرگ و عالم دین حضرت مولانا شاہ محمد غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کے حلقہ ء ارادت میں داخل ہونے کا واقعہ خود اسطرح بیان فرماتے ہیں :

> "ایک مرتبہ اس ناچیز بندہ نے خواب میں اپنے ماموں یعنی حضرت غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ کو دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں موؤب دو زانو بیٹھے ہوئے دیکھا آپ علیہ الرحمۃ نے مجھ کو دیکھ کر حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ فرمایا میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سبز رنگت کا دوشالہ اوڑھے ہوئے ہیں اور خاموشی چھائی ہوئی ہے۔ میری آنکھ کھلی تو مسجد سے اذان فجر کی آواز آئی۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد والدہ ماجدہ کی خدمت میں آیا اور اس خواب کی کیفیت بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ آج گیارہویں شریف کی مبارک شب ہے اپنے ماموں صاحب قبلہ کے ہاتھ پر بیعت کرو اور سلسلہ قادریہ میں داخل ہو کر فیض حاصل کرو۔" (۵)

دینی خدمات :-

چونکہ آپکو اپنے ماموں صاحب کی تربیت میسر تھی لہذا آپ نے دینی و

marfat.com

روحانی معمولات بھی انہی سے حاصل کئے چنانچہ آپکی ہر مجلس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا تھا۔ آپ نعت یا کلام کی ادائیگی میں حاضرین کو بھی ہمنوائی میں شامل فرماتے تھے۔

آپ نے ہندوستان کے اکابرین اولیاء اللہ مثلاً حضرت خواجہ معین الدین حسن، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی اور حضرت مخدوم صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے مزارات پر بھی حاضری دی اسی طرح سندھ کے معروف صوفی بزرگ اور پنجاب کے اکابر صوفیاء کی درگاہوں میں آپکو حاضری کا شرف حاصل رہا۔

آپکی تقاریر میں خاندانی نسبت اور ماحول کی بناء پر صوفیانہ رنگ نظر آتا تھا آپ اپنی تقاریر میں موقع کی مناسبت سے اولیائے کرام کی حکایات و واقعات بھی بیان فرماتے تھے۔

وصال :-

آپ کا وصال ۸، جون ۱۹۸۷ء کو کراچی میں ہوا۔ آپکی وصیت کے مطابق آپکی نماز جنازہ راقم الحروف نے پڑھائی۔ آپ کی تدفین اپنی آبائی مسجد جامع حنفیہ ریلوے کالونی کراچی کینٹ کے احاطہ میں ہوئی۔ (۶)

marfat.com

حواشی و کتابیات

(۱) جامع مسجد حنفیہ ریلوے کالونی کراچی کینٹ اسٹیشن کے عقب میں واقع ہے جسکی بنیاد ۱۳۴۵ھ میں رکھی گئی۔

(۲) حضرت مولانا غلام رسول القادری علیہ الرحمۃ سولجر بازار کراچی میں "قادری مسجد" کے بانی اور امام و خطیب و سلسلہ قادریہ کے روحانی پیشوا کی حیثیت سے مشہور و معروف رہے ہیں۔

(۳) نذر عقیدت ، مجلہ بتقریب چہلم حافظ عبدالحئی ، مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری ، کراچی ، قادری مسجد سولجر بازار ، ۱۹۸۷ء ، ص ۳۵

(۴) ایضاً ص ۷

(۵) محراب و منبر سہ ماہی، نقیب الاولیا نمبر، جنوری تا مارچ ۱۹۸۶ء ، مدیر صاحبزادہ فرید الدین قادری ، کراچی ، قادری مسجد سولجر بازار ، ص ۲۴

(۶) نذر عقیدت ، محولہ بالا ص ۲

marfat.com

علامہ مفتی تقدس علی خان

(۱۳۲۵ھ / م ۱۴۰۸ھ)

ولادت :-

حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان علیہ الرحمۃ رجب ۱۳۲۵ھ بمطابق اگست ۱۹۰۷ء بریلی شریف یوپی بھارت میں مولانا سردار ولی خان علیہ الرحمۃ کے گھر پیدا ہوئے۔ آپکے دادا کا نام مولانا ہادی علی خان اور پردادا کا نام مولانا رضا علی خان تھا۔ اس لحاظ سے اعلیحضرت احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ آپکے والد بزرگوار کے چچا زاد اور والدہ ماجدہ کی جانب سے آپکے نانا تھے۔ (۱) مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمۃ نے ابجد کے حساب سے تاریخی مادّہ نکال کر آپ کا نام تقدس علی خان رکھا۔ (۲)

تعلیم :-

آپ نے مدرسہ عالیہ رامپور اور دارالعلوم منظر اسلام بریلی میں تعلیم حاصل کی اور درس نظامیہ سے فارغ ہو کر سند حاصل کی۔ اس وقت آپ کے اساتذہ میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، مولانا حامد رضا خان، مولانا امجد علی اعظمی اور مولانا حسنین رضا جیسے جید علماء شامل تھے۔ اعلیحضرت احمد رضا خان سے آپ نے شرح جامی کا خطبہ پڑھا۔ (۳)

دینی خدمات :-

مولانا تقدس علی خان تعلیم سے فراغت حاصل کرنے کے بعد درالعلوم منظر اسلام بریلی میں مدرس ہوئے اور اسی دارالعلوم میں وہ نائب مہتمم اور مہتمم بھی رہے۔ علاوہ ازیں آپ جامعہ نظامیہ حیدر آباد دکن اور الہ آباد یونیورسٹی کے ممتحن

marfat.com

بھی رہے۔

۱۹۵۱ء میں آپ پاکستان تشریف لے آئے اور کراچی میں قیام فرمایا بعد ازاں ۱۳۷۲ھ / ۱۹۵۲ء میں آپ پیر جو گوٹھ (خیرپور سندھ) تشریف لے گئے جہاں ۱۹۵۲ء ہی میں دارلعلوم راشدیہ کا افتتاح ہوا اور آپ وہاں کے پہلے شیخ الحدیث مقرر ہوئے اور تاحیات اس منصب پر فائز رہے۔ (۴)

جامعہ راشدیہ کے قیام سے قبل آپ نے پیر جو گوٹھ خیرپور میں مقامی افراد کے تعاون سے مدرسہ قادریہ کے نام سے درس کا سلسلہ شروع کیا۔ جس میں شہر کے چھوٹے بڑے لوگ تعلیم حاصل کرنے لگے۔ (۵)

بیعت و خلافت :-

حضرت مولانا تقدس علی خان علیہ الرحمۃ سلسلہ قادریہ میں اعلیحضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے۔ آپ کو حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمۃ سے تصوف کے چاروں سلاسل روحانی میں اجازت حاصل تھی۔ (۶)

حضرت علامہ تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ نے قیام پاکستان کے سلسلہ میں مختلف تحریکوں مثلاً آل انڈیا سنی کانفرنس مراد آباد، تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۸ء میں کل پاکستان سنی کانفرنس (منعقدہ ملتان) کے افتتاحی اجلاس کی آپ نے صدارت کی۔ (۷)

آپ نے ملک کے بہت سے دینی و تعلیمی اداروں کی راہنمائی فرمائی خصوصاً ادارہ ء تحقیقات امام احمد رضا کراچی، مرکزی مجلس رضا لاہور اور رضا اکیڈمی لاہور سے آپ سرپرست اعلیٰ کی حیثیت سے وابستہ رہے۔ (۸)

۱۳۶۷ھ میں آپ نے بغداد شریف، کاظمیہ شریف، کربلائے معلیٰ و نجف اشرف میں حاضری دی اور ۱۳۶۸ھ میں آپ نے پہلی بار ہندوستان سے حج کی سعادت حاصل کی پاکستان سے ۱۳۸۸ھ میں دوسرا اور ۱۳۹۲ھ میں تیسرا حج ادا کیا۔ علاوہ ازیں ۱۳۹۵ھ سے آپ مسلسل ہر سال ماہ رمضان المبارک میں عمرہ و زیارت کی

marfat.com

سعادت حاصل کرتے رہے۔ (۹)

تلامذہ و خلفاء :-

حضرت علامہ تقدس علی خاں علیہ الرحمۃ کے تلامذہ پاک و ہند میں پھیلے ہوئے ہیں ان تلامذہ میں مولانا محمد خوشتر صدیقی (ڈربن جنوبی افریقہ) مفتی رجب علی (مفتی ریاست نان پارہ بھارت) مفتی اعجاز ولی خان (شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور) وغیرہ شامل ہیں۔ (۱۰) جبکہ ۱۴۰۸ھ بمطابق ۱۹۸۷ء کو آپنے مولانا سید ریاست علی قادری اور مولانا سید وجاہت رسول قادری کو خلافت مجازی سے سرفراز فرمایا۔ (۱۱)

وصال :-

حضرت علامہ تقدس علی خان علیہ الرحمۃ نے ۲۲، فروری ۱۹۸۸ء بمطابق ۳، رجب المرجب ۱۴۰۸ھ کو کراچی میں وصال فرمایا۔ آپکی نماز جنازہ جامع مسجد آرام باغ (کراچی) میں حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ نے پڑھائی۔ دوسرے دن ۲۳، فروری کو پیر جو گوٹھ میں دوبارہ نماز جنازہ ادا کی گئی جہاں حضرت علامہ مفتی محمد رحیم اسکندری نے امامت کی اور وہیں آپکو سپرد خاک کیا گیا۔ (۱۲)

حواشی و کتابیات

(۱) یادگار سلف، پروفیسر مجید اللہ قادری، ادارہ ء تحقیقات امام احمد رضا، ۱۹۹۱ء، ص ۳۶

(۲ - ۳ - ۴) ایضاً ص ۳۶ - ۱۴

(۵ - ۶ - ۷) ایضاً ص ۴۰ - ۱۵

(۸ - ۹ - ۱۰) ایضاً ص ۳۱ - ۴۱ - ۱۴

(۱۱ - ۱۲) ایضاً ص ۱۲ - ۱۶

marfat.com

علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری

(م ۱۴۱۰ھ)

پیدائش :-

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ ابن علامہ امجد علی اعظمی (صدر الشریعہ) علیہ الرحمۃ کی ولادت ۱۰، محرم الحرام ۱۳۳۶ھ میں ہوئی۔

تعلیم :-

آپ نے چار سال کی عمر میں قاعدہ شروع کیا۔ مولانا احسان علی مظفرپوری سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔ اپنے والد ماجد صدر الشریعہ سے حدیث شریف کا درس لیا۔

اساتذہ :-

آپ نے درس نظامی کی ابتدائی کتب مولانا مفتی امتیاز احمد امیٹھوی اور مولانا حکیم سید عبدالحئی سے پڑھیں۔ جبکہ فارسی عارف بدایونی سے پڑھی۔ آپ نے مصر کے عظیم ادارہ جامعہ الازہر سے بھی تعلیم حاصل کی۔

خدمات :-

آپ نے ۳۸ - ۱۹۳۷ء میں دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں ضلع علیگڑھ مین بحیثیت مدرس خدمات انجام دیں۔ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۴ء تک مدرسہ مظہر الاسلام میں مدرس رہے۔ علاوہ ازیں دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں نائب شیخ الحدیث کے فرائض بھی انجام دیئے۔

آپ نے کراچی میں اہلسنت و الجماعت کے عظیم دینی ادارے دارالعلوم

marfat.com

امجدیہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔

بیعت :-

حضرت علامہ مصطفیٰ الازہری علیہ الرحمۃ کو برصغیر پاک و ہند کے عظیم محدث و فقیہہ امام اہلسنت مجدد ملت اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ جبکہ اپنے والد ماجد علامہ امجد علی اعظمی، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان بریلوی اور قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین قادری رضی اللہ عنھم اجمعین سے آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔

تصانیف :-

آپ نے قرآن مجید کے پانچ پاروں کی تفسیر فرمائی ہے علاوہ ازیں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی آپ کی تحریر موجود ہے۔ (۱)

وصال :-

آپ کا وصال ۱۶ ربیع الاول ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو ہوا۔ آپ کا مزار دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی کے احاطہ میں واقع ہے۔

حواشی و کتابیات

(۱) تذکرہ علمائے اہلسنت ، محمود احمد قادری ، فیصل آباد ، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ، ۱۹۹۲ء ، ص ۱۶۰ - ۱۶۱

marfat.com

حضرت عزیز اللہ شاہ تاجی

(م ۱۴۱۰ھ)

پیدائش :-

حضرت بابا عزیز اللہ شاہ تاجی علیہ الرحمۃ ۴، اپریل ۱۹۱۷ء کو مدراس میں غوث خان صاحب کے ہاں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت :-

آپ کی تعلیم و تربیت آپکے والد ماجد کی زیر نگرانی ہوئی۔ آپ نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ظاہری علوم بھی حاصل کئے۔

بیعت :-

حضرت بابا عزیز اللہ شاہ تاجی علیہ الرحمۃ نے حضرت سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی جہاں سے آپ کی روحانی تربیت کا آغاز ہوا۔

آپ کو حضرت بابا محمد طاسین شاہ المعروف بابا ذہین شاہ تاجی سے بھی سلسلہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ اور تاجیہ میں خلافت حاصل تھی۔ علاوہ ازیں آپ کو سلسلہ ء وارثیہ کا احرام عطا ہوا تھا...

اگرچہ آپ کو تمام سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی مگر آپ پر قادری اور تاجی رنگ نمایاں تھا۔ حضرت بابا ذہین شاہ تاجی علیہ الرحمۃ نے آپکو خلیفہ ء ہفت اقلیم کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ آپ نے اپنے مرشد گرامی کی خواہش پر سلسلہ ء

marfat.com

عزیزیہ جاری فرمایا اور خانقاہ غوثیہ تاجیہ کی بنیاد رکھی جبکہ آپ کے وصال کے بعد خانقاہ عالیہ غوثیہ ، تاجیہ عزیزیہ کے نام سے موسوم کردیا گیا ہے۔

دینی خدمات :-

آپ حقوق اللہ و حقوق العباد کی ادائیگی کیلئے ہمہ وقت کوشاں رہے... آپ لوگوں کے دنیاوی مسائل حل کرنے کے ساتھ ساتھ انکی روحانی تربیت پر بھی توجہ فرماتے۔ لوگوں کو دروغ گوئی، غیبت اور دیگر معاشرتی برائیوں سے بچنے کی تلقین فرماتے۔ حاضرین محفل کو شریعت محمدی کی اطاعت کی تلقین فرماتے تھے۔ لقمہ ء حرام سے اجتناب کی تلقین فرماتے تھے۔ آپ عوام الناس میں دینی و روحانی تعلیم عام کرنا چاہتے تھے اس مقصد کیلئے آپ نے خانقاہ غوثیہ تاجیہ تعمیر کرائی اور اسکے تحت ادارہ ء دارالعارفین کی بنیاد رکھی جو ہنوز زیر تعمیر ہے۔ اس عمارت میں طلبہ کیلئے مدرسہ، مسجد اور اقامت گاہ تعمیر کی جائے گی۔ آپ خانقاہ شریف کے زیر اہتمام بزرگان دین کی نسبت سے ہفتہ وار ماہانہ اور سالانہ محافل کا انعقاد فرماتے تھے روحانی تعلیمات کو عام کرنے کی غرض سے آپ نے ایک کتاب ندائے حق بھی تحریر فرمائی جس میں عام انداز سے ہٹ کر روحانی تعلیمات کے مسائل کو حل کیا گیا ہے۔

وصال :-

آپ ۷۳ ، سال کی عمر میں ۱۸ ، مئی ۱۹۹۰ء کو کراچی میں انتقال فرماگئے۔ آپ کی تدفین خانقاہ عالیہ غوثیہ تاجیہ عزیزیہ میں عمل میں آئی۔ (۱)

حواشی و کتابیات

(۱) جنگ ، روزنامہ جمعہ ایڈیشن ، مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء ، مضمون بابا عزیز اللہ شاہ تاجی، تحریر معین الرحمن عزیزی، کراچی ، ص ۸

marfat.com

حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین الگیلانی

(م ۱۴۱۱ھ)

پیدائش :-

حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین الگیلانی علیہ الرحمۃ کی ولادت ۱۸ ، ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۶ ، جون ۱۹۳۲ء کو بغداد میں ہوئی۔ (۱)

حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی القادری علیہ الرحمۃ سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اٹھارویں پشت مبارک سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہ کی انتیسویں پشت مبارک سے سیدنا محمود حسام الدین القادری الگیلانی علیہ الرحمۃ (م ۱۳۵۵ھ) کے فرزند ارجمند ہیں۔ (۲)

آپکی دینی تعلیم مسجد سید سلطان علی میں مکمل ہوئی یہ مسجد بغداد شریف میں شاہراہ الرشید پر دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں ملا سید اسد آفندی ، مفتی قاسم القیسی، اور سید خلیل الراوی رحمۃ اللہ علیہم جیسی صاحب علم شخصیات شامل ہیں۔ مدرسہ دربار غوثیہ میں آپ نے مفتی دولت العراقیہ سے بھی علم حاصل کیا۔ (۳) "تذکرہ قادریہ" میں آپکا شجرہ طریقت اپنے والد محترم حضرت سیدنا محمود حسام الدین علیہ الرحمۃ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ (۴)

آپ ۱۹۵۶ء میں پاکستان تشریف لائے اور لاہور میں حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر چالیس دن چلہ کیا۔ (۵)

آپ آل نقیب الاشراف تھے حضرت سید شیخ عبدالقادر الگیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد ہونے کے ناطے آپ کی شخصیت ہر خاص و عام میں یکساں مقبول تھی۔ آپکے مریدین پاکستان کے علاوہ بیرون ممالک میں بھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

marfat.com

آپ کی دینی خدمات کے اعتراف میں ہاشم علی القادری تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت طاہر علاؤالدین الگیلانی، مسلمانوں کے حالات بہتر بنانے کے خواہشمند اور ہمہ تن تبلیغ دین میں مصروف رہنے والی شخصیت کا نام ہے ... آپ شریعت کے احکام کی سختی سے پابندی کرتے اور سلام کرنے میں پہل کرتے۔ تبلیغ دین کیلئے آپ نے بہت سے ممالک کا سفر کیا ... آپ انتہائی عالم و فاضل شخصیت تھے۔ دینی علوم کے ساتھ ساتھ آپ کو دنیوی علوم پر بھی دسترس حاصل تھی"۔ (٦)

حضرت پیر طاہر علاؤالدین قادری الگیلانی علیہ الرحمۃ نے نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ممالک بھی دین اسلام کی تبلیغ و نشرواشاعت کی خاطر متعدد سفر کئے. جہاں بے شمار مرد و خواتین آپ کی تبلیغ و دعوت پر سلسلہ قادریہ میں آپکے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کرچکے ہیں آپ عربی کے علاوہ اردو اور انگریزی میں بھی خطاب فرماتے تھے۔

آپ نے اپنے مریدوں اور معتقدوں کو یہ ہدایت فرمائی کہ ہر موضع اور قصبہ، شہر قریہ. جہاں بھی خاندان قادریہ کے معتقد موجود ہوں خواہ تھوڑے یا بہت وہ متفقہ طور پر ایک سوسائٹی یا مجلس قادریہ ضرور ہی قائم کریں اور اس میں تمام ضروری عہدہ دار مثلاً صدر و نائب صدر، سیکریٹری، پراپیگینڈہ سیکریٹری، خزانچی حسب ضرورت دیگر عہدیداران و ممبران کا تقرر عمل میں لائیں اور مسجد یا دربار میں مقررہ دنوں میں جمع ہوکر رشد و ہدایت سے عوام الناس کو مستفیض کریں مرید یا معتقد جس میں طاقت ہو وہ حضور غوث پاک قدس سرہ انور کے نام پر ہر ماہ گیارہویں دلوائیں اور اس فنڈ میں سے. جہاں. جہاں جائز ضرورت ہو تبلیغ و اشاعت کے لئے خرچ کریں اور زیادہ سے زیادہ ممبر و مرید بنانے کی کوشش کریں جو تکلیف یا ضرورت ایسی منظم سوسائٹی کو لاحق ہو وہ صدر کی وساطت سے حضور سید پیر طاہر علاؤالدین الگیلانی کی خدمت میں مطلع کریں تو آپ اس کیلئے مناسب تجویز فرماکر

marfat.com

دعا یا تعویذ سے مدد فرمائیں گے۔ (۷)

آپ نے انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے بھی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اپنے پاس آنے والے غریب، مفلس و محتاج افراد کی آپ فراخدلانہ امداد فرماتے تھے۔

آپ نے سری لنکا میں بہت بڑا یتیم خانہ بنایا جو آج بھی مسلمانوں کی خدمت کررہا ہے۔ (۸)

آپ کے حالات میں "تذکرہ قادریہ" میں تحریر ہے۔

"آپ کے خلق عظیم میں خاص تاثر ہے کہ ہر ملاقاتی یہی خیال کرتا ہے کہ آپ کی توجہات اور مہربانیاں اسکے ساتھ بیش از بیش ہیں۔ اسکے علاوہ باطنی طور پر وہ اپنے اندر ایک حلاوت قلبی محسوس کرتا ہے باایں وجہ اسکی طبعیت کا رجحان خودبخود ایک دو ملاقاتوں میں ہی مختصر قیل و قال کے بعد خدا تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔ اور محبت الہی جوش مارنے لگتی ہے جبکہ وہ حضور کا مرید ہوکر نماز اور وظائف قادریہ کی طرف رجوع کرجاتا ہے...

متقی، پرہیزگار، عبادت گزار، شب بیدار شریعت محمدیہ کے سخت پابند ہیں۔ راستی پسند ہیں صدق مقال و اکل حلال کی پرزور تلقین فرماتے ہیں۔ آپ کے طرز عمل پر کسی معترض کو اعتراض کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ آپ کی تعلیم کا لب لباب معرفت خداوندی و اتباع شرع محمدی ہے اور عشق ذات الہی اور محبت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و جدامجد حضور پاک قدس سرہ العزیز پیدا کرتا ہے... سجدہ تعظیم وغیرہ بدعات کو کفر سمجھتے ہیں اور ایسا فعل کرنے والے کو زندیق کے لفظ سے پکارتے ہیں۔ ایفائے عہد کا خاص خیال

marfat.com

رکھتے ہیں۔ آپ مجدد طریقتہ القادریتہ العظمی ہیں کیونکہ اپنے
جدامجد حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ
عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے قدم بقدم تبلیغ و اشاعت
اسلام کی طرف حد سے زیادہ توجہ فرمارہے ہیں .....
کئی ایک کتابیں مثلاً شجرہ ہائے قادریہ محبوب سبحانی، تحفتہ
الطاہریہ فی الاوراد القادریہ، A LIFE SKETCH وغیرہ
شائع کرا کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم فرمائی ہیں"۔ (۹)

آپ کراچی کے علاوہ کوئٹہ بلوچستان میں دربار غوثیہ میں قیام فرما ہوتے تھے جہاں طالبان حق آپکی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے تھے۔

سال کے چند مہینے آپ خصوصیت سے شہر کراچی میں گزارتے تھے۔جہاں آپ کی قیام گاہ پر روزانہ بڑی تعداد میں آپکے مریدین و معتقدین حاضر ہو کر آپکی رشد و ہدایت سے فیضیاب ہوتے تھے۔ عیدالاضحیٰ پر کراچی میں قیام کے دوران اپنے روحانی و قلبی لگاؤ کی بنا پر آپ نماز عید ہمیشہ قادری مسجد خانقاہ قادریہ علمیہ سولجر بازار میں حضرت مولانا صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی علیہ الرحمۃ کی اقتداء میں ادا فرماتے تھے۔ آپ کراچی میں اپنی غیر موجودگی کے دوران اپنے مریدین کو قادری مسجد میں ہونے والی محافل میں حاضری کی تاکید بھی فرماتے تھے۔

وصال :-

آپ کا وصال ۲۳ ، ذی قعدہ مطابق ۷ ، جون ۱۹۹۱ء بروز جمعہ صبح چھ بجے جرمنی میں ہوا۔ آپ کی نماز جنازہ کراچی کے نشتر پارک اور لاہور میں ادا کی گئی بغدادی ٹاؤن لاہور میں آپکی تدفین عمل میں آئی۔ (۱۰)

marfat.com

حواشی و کتابیات

(۱ - ۲ - ۳) مضمون حضرت طاہر علاؤالدین الگیلانی ،ہاشم علی القادری روزنامہ جنگ کراچی مورخہ یکم ستمبر ۱۹۹۵ء ص ۸

(۴) تذکرہ قادریہ ، حضرت طاہر علاؤالدین الگیلانی ، لاہور ، استقلال پریس ص ۲۲

(۵ - ۶) مضمون حضرت طاہر علاؤالدین الگیلانی ، محولہ بالا ، ص ۸

(۷) تذکرہ قادریہ ، محولہ بالا ، ص ۴۷

(۸) مضمون حضرت طاہر علاؤالدین الگیلانی ، محولہ بالا ، ص ۸

(۹) تذکرہ قادریہ ، محولہ بالا ص ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴

(۱۰) مضمون حضرت طاہر علاؤالدین الگیلانی ، محولہ بالا ، ص ۸

marfat.com

حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری رضوی

(م ۱۴۱۳ھ)

پیدائش :-

حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری رضوی یکم جنوری ۱۹۱۵ء بمطابق ۱۴ ، صفر المظفر ۱۳۳۳ھ کو موضع کھمریہ گاؤں یا پیلی بھیت (ہندوستان) میں حافظ قرآن حمید الدین کے گھر پیدا ہوئے۔

تعلیم :-

آپ کے آباؤ اجداد زمیندار تھے اور مغلوں کے دور میں پنجاب سے ہندوستان گئے تھے۔ آپ کے خاندان میں تمام لوگ صوم و صلوۃ کے پابند اور زیادہ تر حافظ قرآن تھے آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم گاؤں کے پرائمری اسکول سے حاصل کی۔جہاں چار جماعت تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کے والد نے آپکی خواہش پر آپ کو اپنے بھائیوں کے ساتھ بریلی شریف کے ہائی اسکول میں داخل کرادیا۔جہاں سے آپ نے بقیہ تعلیم حاصل کی۔ (۱)

چونکہ مولانا مفتی وقار الدین قادری کو بچپن سے دینی تعلیم کے حصول کا شوق دامنگیر تھا لہذا آپ کے والد نے پیلی بھیت کے ایک مدرسہ "آستانہ شیریہ" میں داخل کرادیا جو کہ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب تھا بقول مفتی صاحب حضرت شیر میاں صاحب بہت کامل ولی گزرے ہیں۔ حضرت مفتی وقار الدین نے مدرسہ آستانہ شیریہ میں مولانا حبیب الرحمن شاگرد مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ ، اور مولانا عبدالحق صاحب سے مشکوۃ جلالین شریف وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ (۲)

marfat.com

بعدازاں مولانا حبیب الرحمن نے آپکو بریلی شریف کے مدرسہ "منظر الاسلام" میں داخل کرادیا. جہاں آپ کو صدر مدرس حضرت مولانا امجد علی صاحب اور مولانا سردار احمد صاحب اور مولانا احسان الہی و مولانا تقدس میاں جیسے اساتذہ کی راہنمائی حاصل ہوئی۔

مدرسہ منظر الاسلام کے علاوہ آپنے دادوں ضلع علیگڑھ میں تمام فنون کی کتابیں اور حدیث شریف کی تعلیم مکمل کی اس مدرسہ کا نام مدرسہ سعیدیہ تھا۔ (۳)

حضرت مولانا مفتی وقار الدین قادری رضوی صاحب علیہ الرحمۃ نے دس سال بریلی میں تدریس کے فرائض انجام دیئے ۔ سب سے پہلے ھدایہ اور مشکوۃ وغیرہ بڑی کتابیں پڑھائیں مفتی اعظم ہند (۴) نے آپکو نائب صدر مدرس کی جو سند دی اسکے الفاظ یہ ہیں۔

"جعلتہ نائباً صدرالمدرسین وھو حقیق لصدارۃ"

یعنی میں نے انہیں صدر مدرس کا نائب بنایا ہے لیکن یہ حقیقت میں صدر مدرس کے عہدہ کے لائق ہیں"۔ (۵)

حضرت مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ کے شاگرد بنگال، کشمیر و سرحد تک پھیلے ہوئے ہیں۔ (۶)

حضرت مولانا مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ ۱۹۱۸ء میں حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے (۷) لیکن بقول حضرت مفتی صاحب کہ :

marfat.com

"مجھے حجۃ الاسلام سے خلافت نہیں ملی صرف مفتی اعظم کی خلافت ہے"۔ (۸)

مفتی اعظم ہند کی طرف سے حاصل ہونے والی خلافت کے بارے میں آپ خود فرماتے ہیں کہ :

"بنگال جانے کے بعد دی تھی اور اپنے قلم سے لکھ کر دی تھی مارواڑ میں کہیں آئے ہوئے تھے یہاں سے کوئی میمن جارہے تھے انکے ہاتھ بھیج دی تھی غالباً یہ ۱۹۵۶ء یا ۱۹۵۷ء کی بات ہے اسوقت میری عمر تقریباً چالیس سال تھی۔" (۹)

مولانا وقار الدین قادری خالص دینی وضع کی شخصیت کے حامل تھے آپ نے سیاست میں حصہ نہیں لیا البتہ تحریک پاکستان میں دیگر علمائے کرام کا ساتھ دیتے رہے اس بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا...

"میں شروع ہی سے سیاسی جلسوں میں نہیں جایا کرتا تھا مگر جب پاکستان کی تحریک شروع ہوئی تو ہندوستان میں جو چھیالیس کا الیکشن ہوا تھا اس میں میرے ماموں (والدہ کے خالہ زاد بھائی) ان کو ضلع بریلی سے ٹکٹ ملا تھا انہوں نے کہا کہ بریلی میں مذہبیت زیادہ ہے اسلئے آپ وہاں جائیں اس لئے میں ان جلسوں میں گیا تھا اس کے علاوہ میں نے سیاست میں حصہ نہیں لیا پاکستان بنانے کے معاملہ میں میں بالکل متفق تھا بلکہ بریلی میں جب اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کے عرس کے موقع پر سب علمائے کرام موجود تھے اس میں میرے والد قبلہ بھی تھے اور حضرت مولانا امجد علی صاحب اور مفتی اعظم سب ہی تھے حضرت علامہ ازہری بھی غالباً موجود

marfat.com

تھے اس موقع پر ایک قرار داد پاس کر رہے تھے اس قرار داد کے الفاظ اب میں بھول گیا ہوں کہ کیا تھے لیکن اتنا مجھے یاد ہے کہ اس قرار داد میں پاکستان کے الفاظ نہیں لانا چاہتے تھے اس وقت میں نے کھڑے ہو کر اس قرار داد میں ترمیم کی تھی میں نے کہا کہ ہمارے سب بڑے بڑے علمائے کرام جمع ہیں میں نے کہا کہ جب تائید کرنا ہے تو پھر صاف صاف تائید کیوں نہیں کرتے ایسی تائید کیوں کریں جس سے لوگوں کو غلط فہمی ہو اور فائدہ بھی حاصل نہ ہو تو جو ترمیم میں نے کرائی وہ شائع کی گئی" (۱۰)

مولانا مفتی وقار الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات میں سنّیت کے پلیٹ فارم سے غیر مقلدوں سے کئی بار مناظرہ فرمایا چنانچہ ۱۹۴۲ء یا ۱۹۴۳ء بریلی ضلع میں حضرت مفتی اعظم ہند کی ہدایت پر آپ نے ایک غیر مقلد سے مناظرہ کیا جو کہ تین باتوں پر تھا (۱) فاتحہ ، (۲) حیات انبیاء ، (۳) علم غیب ۔ مناظرے کے چوتھے دن غیر مقلد آپ کے مقابلہ پر نہ آیا اور حضرت مفتی اعظم ہند نے منظر الاسلام میں ایک اجتماع بلا کر آپکو جبہ و دستار دی اور اپنے ہاتھوں سے دستار بندی فرمائی۔ (۱۱)

حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ تقاریر کے عوض نذرانہ وصول کرنے کو جائز سمجھتے تھے تاہم آپ نے کبھی اپنے منہ سے کسی سے کوئی چیز نہ مانگی نہ امامت کی اور نہ تقریر کی ، فرماتے تھے اللہ رازق ہے دیتا رہے گا۔ (۱۲)

حضرت مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ نے ۱۹۷۱ء میں دار العلوم امجدیہ کراچی میں پاکستان آنے کے بعد علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری اور مفتی ظفر نعمانی کے

marfat.com

اصرار پر بطور مدرس شمولیت اختیار کی اور دارالعلوم والوں سے وعدہ کرلیا کہ اگر ملازمت کریں گے تو صرف امجدیہ ہی میں کریں گے کسی اور مدرسہ میں نہیں جائیں گے۔ (۱۳)

مفتی صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ (۱۴)

اس طرح آپ کے پاس جو استفتاء آتے رہے آپ نے ان پر جو فتاوی جاری کئے ان فتوؤں میں صرف دارالعلوم امجدیہ ہی سے ہزار کی تعداد میں فتاوی جاری ہوئے اور یہاں کے علاوہ آپ نے نارائن گنج بنگال میں بھی فتوی نویسی کے فرائض انجام دیئے۔ (۱۵)

خلافت :-

مفتی وقار الدین قادری رضوی علیہ الرحمۃ نے اپنے سلسلہ کی خلافت کسی کو سپرد نہیں کی اس بارے میں ایک سوال کے جواب میں آپ فرماتے ہیں۔

"سچی بات یہ ہے کہ میں پیری مریدی کی رغبت ہی نہیں رکھتا ہوں جو مجبور کرتا ہے اسکو مرید کرلیتا ہوں" (۱۶)

تصنیفات :-

حضرت علامہ مفتی صاحب کی کوئی تصنیف انکی لکھی ہوئی موجود نہیں تاہم "ارکان اسلام" کے نام سے آپ نے مضمون شروع کیا تھا جس میں طہارت وغیرہ سے متعلق مسائل تحریر تھے اور مذکورہ کتاب ۱۹۵۸ء میں بنگلہ دیش میں شائع ہوئی تھی۔ (۱۷)

وصال :-

آپکا وصال ۲۰ ربیع الاول ۱۴۱۳ھ بمطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو ہوا۔ دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی کے احاطہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

marfat.com

حواشی وکتابیات

(۱) حیات وقار الملت (بیان فرمودہ)، مرتبہ مولانا عبدالعلیم، کراچی، بزم وقار الدین،

۱۹۹۳ء، ص ۳-۴-۵

(۲-۳) ایضاً ص ۶-۷-۸-۹-۱۰

(۴) حضرت مولانا مفتی مصطفی رضا خان بریلوی

(۵) حیات وقار الملت، محولہ بالا ص ۳

(۶-۷) ایضاً ص ۳

(۸-۹) ایضاً ص ۲۴-۳۱

(۱۰-۱۱) ایضاً ص ۳۲-۲۶ تا ۳۱

(۱۲-۱۳) ایضاً ص ۹۸-۱۱۸-۱۳۴

(۱۴-۱۵) ایضاً ص ۱۲۴-۱۱۹

(۱۶-۱۷) ایضاً ص ۱۱۹-۱۹۹

marfat.com

مفتی سید شجاعت علی قادری

(م ۱۴۱۳ھ)

پیدائش :-

حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ ابن علامہ مفتی سید مسعود علی قادری یکم جنوری ۱۹۴۱ء کو بدایوں یوپی ہند میں پیدا ہوئے۔

تعلیم :-

آپ نے ابتدائی تعلیم مدرسہ ء عربیہ حافظیہ سعیدیہ دادو ضلع علیگڑھ میں حاصل کی ناظرہ قرآن مجید حافظ غلام ربانی سے پڑھا اور صرف و نحو کی ابتدائی کتب حضرت علامہ عبدالاحد سیتا پوری سے پڑھیں۔ آپ نے ۱۹۷۱ء میں جامعہ کراچی سے ایم اے اسلامیات کا امتحان پاس کیا جبکہ ۱۹۷۴ء میں ایم اے عربی کی سند بھی جامعہ کراچی ہی سے حاصل کی۔ آپ نے ریاض یونیورسٹی سے جدید عربی کی تدریس میں ڈپلومہ لیا۔ اس کورس کی تکمیل کیلئے آپ نے ریاض میں کئی ماہ قیام کیا۔

آپ کو جامعہ کراچی سے عربی زبان میں ایک تحقیقی مقالہ پر ڈاکٹریٹ کی سند بھی دی گئی۔ (۱)

۱۹۵۱ء میں آپ ملتان تشریف لے آئے اور یہاں مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم میں تعلیم حاصل کی جہاں آپ نے پہلے درجہ سے دورہ ء حدیث شریف تک کی تمام کتابیں پڑھیں۔ (۲)

marfat.com

اساتذہ :-

حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ نے جن اساتذہ سے تحصیل علم کی انکے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱. (غزالیء دوراں) حضرت علامہ سید سعید احمد کاظمی۔

۲. علامہ مفتی سید مسعود علی قادری۔

۳. علامہ مفتی محمد امید علی خاں۔

۴. علامہ مفتی محمد عبدالحفیظ حقانی۔

۵. علامہ ولی النبی۔

۶. علامہ جان عالم مردانی۔

۷. علامہ عبدالکریم ملتانی۔

۸. علامہ غلام رسول ملتانی۔

۹. علامہ محمد جعفر ملتانی۔

آپ نے ۲۲، شوال ۱۳۸۰ھ میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ انوارالعلوم ملتان سے سند فراغت حاصل کی۔

دینی خدمات :-

حضرت مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ ۱۹۵۹ء میں کراچی تشریف لے آئے۔جہاں بحیثیت مدرس مدرسہء مظہر العلوم جامع مسجد آرام باغ میں آپ نے تدریس کا آغاز کیا۔ چند ماہ بعد علمائے اہلسنت کے اصرار پر آپ دارالعلوم امجدیہ میں مفتی اور صدر مدرس کے عہدے پر خدمات انجام دینے لگے آپ نے ۱۹۵۹ء سے ۱۹۷۵ء تک مسلسل ۱۶ سال دارالعلوم امجدیہ میں افتاء اور تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ نے ۱۹۷۵ء میں دارالعلوم نعیمیہ

marfat.com

(دستگیر کالونی فیڈرل بی ایریا کراچی) کے نام سے ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ حضرت علامہ سید سعید احمد شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ نے مدرسہ کا سنگ بنیاد رکھا اور مفتی شجاعت علی قادری اسکے مینجنگ ٹرسٹی اور شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔ (۳)

علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ نے جولائی ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۷ء تک فیڈرل شریعت کورٹ اسلام آباد میں بحیثیت سینئر جج کے فرائض بھی انجام دیئے بحیثیت شرعی عدالت کے جج کے آپکے فیصلے پی ایل ڈی میں شائع ہو چکے ہیں۔

آپ نے حکومت پاکستان کی جانب سے ایک جج کی حیثیت سے متعدد ممالک کے دورے کئے اور اسلامی ممالک کے علماء اور جج صاحبان سے ملاقات کیں۔

قرآن و حدیث اور فقہ اسلامی کے بارے میں آپ کے گہرے مطالعہ اور اس سلسلے میں آپ کی وسیع خدمات کے پیش نظر آپ کو اسلامی نظریاتی کونسل کا ممبر بھی مقرر کیا گیا چنانچہ آپ تاحیات کونسل کے ممبر رہے۔ حکومت پاکستان کی جانب سے پورے نظام تعلیم کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کیلئے ایک کمیشن قائم کیا گیا جسکے ممبران میں آپ کا نام سرفہرست تھا... وزارت مذہبی امور کی جانب سے اسلامی فلاحی مملکت کے قیام سے متعلق ایک کمیٹی قائم کی گئی جسکے ایک رکن کی حیثیت سے آپ نے بھی خدمات انجام دیں۔

marfat.com

آپ نے تبلیغی مقاصد سے حرمین شریفین کے علاوہ مصر، شام، عراق اور متحدہ عرب امارات کے دورے کئے جہاں آپ نے لوگوں سے خطاب فرمایا۔ متحدہ عرب امارات میں ریڈیو سے آپ کی تقاریر بھی نشر ہوئیں۔ آپ نے تبلیغ کے سلسلے میں یورپی ممالک کا بھی دورہ کیا۔ (۵)

تصانیف :-

علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمۃ کو تحریر و تقریر پر یکساں عبور حاصل تھا آپ نے متعدد کتابیں تصنیف کرنے کے علاوہ بہت سی اہم کتب کی شرحیں بھی لکھیں اور متعدد کتابوں کے عربی سے اردو اور اردو سے عربی ترجمے کئے۔

آپ نے دارالعلوم امجدیہ میں تدریس کے دوران طلبہ کی سہولت کی خاطر "انشاء العربیہ" کے نام سے چار حصوں پر مشتمل کتاب تحریر فرمائی جو تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے نصاب میں شامل ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے شرعی عدالت میں بحیثیت جج خدمات کی ادائیگی کے دوران "عدالت اسلامیہ" کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی جس میں قرآن و سنت اور آثار صحابہ کی روشنی میں عدالت اور اس میں عدل و انصاف کی اہمیت کو واضح کیا۔ آپ کی دیگر کتابوں کے نام درج ذیل ہیں :

۱۔ ترجمہ تفسیر مظہری۔ عربی سے اردو۔ ۲۔ ترجمہ مواہب لدنیہ۔ عربی سے اردو۔ ۳۔ شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور۔ عربی سے اردو۔ ۴۔ الخیرات الحسان عربی سے اردو۔ ۵۔ شرح عقائد کی عربی شرح۔ ۶۔ ثمرات الکون۔ مقصود کائنات کا عربی ترجمہ۔ ۷۔ کتاب الوصیت۔ ۸۔ سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔ ۹۔ فقہ اہلسنت۔ ۱۰۔ مجدد الامہ سوانح اعلٰحضرت محدث بریلوی (مکمل عربی) ۱۱۔ کتاب المیراث۔ ۱۲۔ من ھو احمد رضا۔ ۱۳۔ رجب کے کونڈے۔ ۱۴۔ سو شرم کیا ہے۔ ۱۵۔ تین طلاقوں کا مسئلہ۔ ۱۶۔ حق الفلاح۔ وغیرہ

marfat.com

مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ آپ امام اہلسنت مجدد ملت حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۲۱ء) کے فتاوی رضویہ کا عربی میں ترجمہ بھی فرمارہے تھے۔ (۶)

وصال :-

آپ ۲۴ ، جنوری ۱۹۹۳ء کو وزارت بہبود آبادی کے ایک وفد کے ساتھ انڈونیشیا کے مطالعاتی دورے پر روانہ ہوئے۔ اسی دوران ۴ ، شعبان مطابق ۲۹ ، جنوری ۱۹۹۳ء بروز جمعرات کو آپ کا انڈونیشیا میں انتقال ہوگیا۔
آپ کی تدفین دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں عمل میں آئی۔ (۷)
نماز جنازہ کی امامت آپ کے بڑے بھائی حضرت علامہ سید سعادت علی قادری نے فرمائی۔ (۸)

حواشی وکتابیات

(۱) الاشرف ، ماہنامہ ، شجاعت علی قادری نمبر ، مدیر عارف دہلوی ، کراچی ، اپریل مئی ۱۹۹۳ء ص ۲۵ - ۲۶ - ۲۷ - ۲۸

(۲) آپ کے والد حضرت مفتی سید مسعود علی قادری بھی ایک عرصہ تک مدرسہ انوارالعلوم کے نائب مہتمم رہے ہیں۔

(۳ - ۴) الاشرف ، محولہ بالا ، ص ۲۷ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۱

(۵ - ۶) ایضاً ص ۲۴ - ۲۵ - ۲۸ - ۲۹ - ۳۳

(۷ - ۸) ایضاً ص ۱۸ - ۲۹ - ۳۱

marfat.com

کتابیات

(۱) ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر۔ اقبال اور مسلک تصوف، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۷۷ء

(۲) ابن عربی، شیخ، اکبر محی الدین۔ فتوحات مکیہ / ترجمہ: علامہ صائم چشتی، فیصل آباد، علی برادران تاجران کتب، ۱۴۱۲ھ، جلد سوم،

(۳) ابن عطاء اللہ اسکندری، شیخ۔ اکمال الشیم / ترجمہ: مولانا خلیل احمد سہارن پوری، لاہور، ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۲ء

(۴) ابن قیم، حافظ۔ الوابل الصیب من الکلم الطیب / ترجمہ، لاہور، بستان ادب،

(۵) ابوالحسین، شاہ، احمد نوری۔ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف / ترجمہ: ڈاکٹر سید محمد امین، کراچی، برکاتی پبلشرز،

(۶) ابوبکر بن ابو اسحاق۔ التعرف لمذہب اهل التصوف / ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن،

(۷) ابوالحسن علی ندوی، مولانا، سید۔ تاریخ دعوت و عزیمت، کراچی، مجلس نشریات اسلام، حصہ اول،

(۸) ابو نصر سراج، شیخ۔ کتاب اللمع فی التصوف / ترجمہ: سید اسرار بخاری، لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۴

(۹) احمد علی بجگوری۔ حجتہ القاطعہ یعنی دلائل السلوک، کراچی، مطبوعہ المکتبہ الحبیب،

(۱۰) احمد اختر۔ تذکرہ الفقراء، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان،

(۱۱) اردو دائرہ معارف اسلامیہ۔ لاہور، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۷۸ء، جلد ۱ - ۱۶، ۴، ۷، ۲۲

(۱۲) اشرف علی تھانوی، مولانا۔ التکشف عن مہمات التصوف، لاہور، علی کامران پبلشرز، ۱۹۸۶ء

marfat.com

(۱۳) اشرف علی تھانوی، مولانا۔ امداد المشتاق، کراچی، مکتبہ تھانوی،
(۱۴) اشرف علی تھانوی، مولانا۔ بیان القرآن، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، جلد دوم،
(۱۵) اشرف علی تھانوی، مولانا۔ شریعت اور طریقت، کراچی، مکتبہ تھانوی،
(۱۶) اعجاز الحق قدوسی۔ تذکرہ صوفیائے سندھ، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۵۹ء
(۱۷) اکرام، شیخ محمد۔ رود کوثر، ادارہ ثقافت اسلامیہ،
(۱۸) امیر محمد شاہ گیلانی، سید۔ معارف غوث اعظم، لاہور، قادریہ بکس، ۱۹۸۵ء
(۱۹) امداد اللہ مہاجر مکی۔ کلیات امدادیہ، کراچی، دارالاشاعت،
(۲۰) اکرام، محمد قدوسی، شیخ۔ اقتباس الانوار / ترجمہ: واحد بخش سیال، بزم اتحاد المسلمین،
(۲۱) اکرام، شیخ محمد۔ آب کوثر، لاہو، ادارہ ء ثقافت اسلامیہ،
(۲۲) ارشاد احمد حلیمی۔ حیات علیم رضا، ساہیوال، انجمن حزب الفرید، ۱۹۸۰ء
(۲۳) بریلوی، اعلحضرت احمد رضا خان۔ کنز الایمان، لاہور، ضیاء القرآن پبلی کیشنز،
(۲۴) بریلوی، اعلحضرت احمد رضا خان۔ ملفوظات، لاہور، فرید بک اسٹال، جلد دوم،
(۲۵) بریلوی، اعلحضرت احمد رضا خان۔ العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ، کراچی، المجدد احمد رضا اکیڈمی،
(۲۶) بشیر، صاحبزادہ، محقی القادری علمی۔ نذر حسینی، کراچی، رنگین پریس،
(۲۷) بشیر، صاحبزادہ، محقی القادری علمی۔ عرفان اقبال اور افادات نیازی، لاہور، کتاب منزل کشمیری بازار، ۱۹۴۸ء
(۲۸) بشیر، صاحبزادہ، محقی القادری علمی۔ اقبال کا نظریہ ء تصوف، لاہور، شیخ غلام اینڈ سنز، ۱۹۳۸ء
(۲۹) بشیر، صاحبزادہ، محقی القادری علمی۔ ارمغان اہل دل، کراچی، کامل پریس، ۱۹۴۹ء
(۳۰) بشیر، صاحبزادہ، محقی القادری علمی۔ فیضان غوث الاعظم، کراچی، باب الاسلام پریس،
(۳۱) بشیر، صاحبزادہ، محقی القادری علمی۔ نوائے عارفانہ، ادارہ تصنیف و تالیف جامع

marfat.com

قادریہ، باب الاسلام پریس، ۱۹۵۶ء

(۳۲) پیر محمد کرم شاہ الازہری۔ مقالات، لاہور، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، ۱۹۹۰ء جلد اول،

(۳۳) تبسم چودھری۔ تذکرہ پیران پگارہ، حیدر آباد، انڈس پرنٹرز،

(۳۴) خان، اللہ یار، مولانا۔ دلائل السلوک، جہلم، ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان، ۱۹۸۴ء

(۳۵) خالد، کریم بخش ۔ آثار و افکار، کراچی، ۱۹۸۹ء

(۳۶) خواجہ محمد امین نقشبندی۔ سرچشمۂ رحمت، لاہور، مطبع محمدی، ۱۳۱۴ھ،

(۳۷) خورشید احمد گیلانی، سید۔ روح تصوف، لاہور، عالمین پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء

(۳۸) خان محمد فیاض ۔ پیران پیر، الہور، مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ، ۱۹۸۰ء

(۳۹) خیر الدین شاہ ابوالمعالی۔ تحفہ قادریہ / ترجمہ : ملک فضل الدین نقشبندی، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان،

(۴۰) خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ جوامع الکلم، ملفوظات / ترجمہ : پروفیسر معین الدین دردائی، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۸۰ء

(۴۱) خواجہ محمد ہاشم کشمی۔ نسمات القدس / ترجمہ : محبوب حسن واسطی، سیالکوٹ، مکتبہ نعمانیہ،

(۴۲) خواجہ نظام الدین اولیاء۔ فوائدالفواد / ترجمہ : خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی، دہلی، اردو اکادمی، ۱۹۹۰ء

(۴۳) داراشکوہ، شہزادہ محمد۔ سفینۃ الاولیاء / ترجمہ : مولانا محمد وارث کامل، لاہور، مدنی کتب خانہ،

(۴۴) داراشکوہ، شہزادہ محمد۔ سکینۃ الاولیاء / ترجمہ : محمد اکرم رہبر، لاہور، مکتبہ عالیہ ایبک روڈ،

(۴۵) راج شاہ، قادر، حضرت۔ ملت راج شاہی (ملفوظات)، مرتبہ : معین قادری، دہلی، مہتاب پریس،

(۴۶) روبینہ ترین، ڈاکٹر۔ ملتان کی ادبی و تہذیبی زندگی میں صوفیائے کرام کا حصہ،

marfat.com

لاہور، شرکت پرنٹنگ پریس،
(۴۷) رحمانی، محمد ظہیر الحسن، صوفی، سید۔ ربیع المجالس تذکرہ محبوب رحمانی، کراچی، اسکائی لائن پریس، ۱۹۹۵ء
(۴۸) رفاعی، سید احمد کبیر۔ البرہان الموید / ترجمہ: مولانا ظفر احمد عثمانی، کراچی، مکتبہ تھانوی،
(۴۹) رمضان علی قادری، حکیم۔ عرفان منزل، (مصلح الدین نمبر)، کراچی، دارالکتب حنفیہ کھارادر، ۱۴۰۵ھ،
(۵۰) رئیس احمد جعفری۔ انوار الاولیاء، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۸۵ء، حصہ دوم، طبع دوم،
(۵۱) رشد احمد لاشاری۔ کلیات گدا، حیدر آباد، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۵۷ء
(۵۲) سید محمد فاروق القادری۔ جام عرفان، لاہور، فرید بک اسٹال،
(۵۳) سید محمد بن نصیر الدین جعفر المکی۔ بحر المعانی، مراد آباد، مطبع احتشامیہ، ۱۳۰۷ھ،
(۵۴) سعید احمد بلگرامی۔ بستان معرفت، لکھنؤ، مفید عام پریس، ۱۹۱۷ء
(۵۵) سلطان الطاف علی۔ ابیات باہو، لاہور، الفاروق بک فاؤنڈیشن،
(۵۶) سلطان حامد۔ مناقب سلطان، ترجمہ، لاہور، حسن اسٹیم پریس،
(۵۷) شاہ ولی اللہ، دہلوی۔ ہمعات / ترجمہ: مولانا عبداللہ شاہ، لاہور، ادارہ اسلامیات، ۱۹۸۸ء
(۵۸) شاہ محمد ذوقی۔ سر دلبراں، کراچی، محفل ذوقیہ، ڈون ہاؤس للی روڈ،
(۵۹) شرف الدین احمد یحییٰ منیری۔ مکتوبات دو صدی / ترجمہ: سید محمد نعیم ندوی، اردو، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی،
(۶۰) شرف الدین احمد یحییٰ منیری۔ مکتوبات صدی / ترجمہ: سید محمد نعیم ندوی، کراچی، سعید اینڈ کمپنی،
(۶۱) شاہ محمد حسن صابری۔ تواریخ آئینہ تصوف، مکتبہ صابریہ، ۱۹۷۱ء

marfat.com

(۶۲) جلال الدین سیوطی۔ تاریخ الخلفاء / ترجمہ : شمس بریلوی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی،
(۶۳) شہاب الدین عمر سہروردی۔ عوارف المعارف / ترجمہ : رشید احمد ارشد، شیخ غلام علی اینڈ سنز،
(۶۴) شاہ سید محمد ذوقی۔ شمامتہ العنبر، کراچی، محفل ذوقیہ نارتھ کراچی، ۱۹۹۰ء،
(۶۵) شاہ ولی اللہ۔ القول الجمیل / ترجمہ : پروفیسر محمد سرور، لاہور، سندھ ساگر اکیڈمی،
(۶۶) شاہ ولی اللہ دہلوی۔ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، / ترجمہ : کراچی، عباسی کتب خانہ،
(۶۷) شاہ ڈاکٹر سید دلاور علی۔ القصیدۃ الغوثیہ، لاہور، آرمی پریس، ۱۹۵۴ء،
(۶۸) شاہدہ بیگم۔ سندھ میں اردو، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۰ء،
(۶۹) صابر براری۔ تاریخ رفتگاں، کراچی، ادارہ فکر نو،
(۷۰) صادق محمد قصوری۔ اکابر تحریک پاکستان، لاہور، نوری بک ڈپو، جلد دوم،
(۷۱) عبدالرشید، ڈاکٹر۔ اولیائے مانکی شریف اور تحریک پاکستان، کراچی، اولیاء اکیڈمی پاکستان،
(۷۲) عبدالحق، ڈاکٹر، مولوی۔ اردو کی ابتدائی نشوونما میں صوفیائے کرام کا کام، کراچی، انجمن ترقی اردو پاکستان،
(۷۳) عبداللہ یافعی یمنی۔ روض الریاحین / ترجمہ : مولانا جعفر نگینوی، کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۹۶۷ء،
(۷۴) عبدالعلیم، مولانا۔ حیات وقار الملت (بیان فرمودہ)، کراچی، بزم وقار الدین، ۱۹۹۳ء،
(۷۵) عبدالعلیم، مولانا۔ وقار المواعظ، کراچی، بزم وقار الدین، ۱۹۹۳ء، جلد اول،
(۷۶) عبدالمالک، علامہ، محمد۔ شرح قصیدہ غوثیہ، لاہور، نوری بک ڈپو، ۱۳۹۵ھ، بار دوم،

marfat.com

(۷۷) عرشی، مولانا محمد نذیر۔ مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم، لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۹۳ء، جلد اول،
(۷۸) عبدالمجتبیٰ رضوی۔ تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ، لاہور، کشمیر انٹرنیشنل پبلشرز،
(۷۹) عبداللہ نعیمی مفتی۔ فتاوی مجددیہ نعیمیہ، دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ، ۱۴۱۱ھ، حصہ اول،
(۸۰) عبدالرب دہلوی۔ فردوس آسیہ، کراچی، مکتبہ تھانوی،
(۸۱) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ وشن گنج، کراچی، مطبع ہوت کراچی بندر، ۱۹۰۵ء، حصہ اول،
(۸۲) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ ذخیرہ ء ہدایت و خزینہ ء فراست، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۳۵ء، بار اول، ۱۹۸۹ء بار دوم،
(۸۳) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ مثنوی عالم فیض، کراچی، دبدبہ حیدری پریس، دہلی مہتاب پریس، جلد اول،
(۸۴) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ پستک برھم گیان اپدیش، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۳۵۳ھ، بار اول، ۱۴۰۷ھ بار دوم
(۸۵) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ ہدایت توحید حق، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۳۱ء،
(۸۶) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ ہدایت عام، کراچی، مطبع ہوت کراچی بندر، ۱۹۰۵ء،
(۸۷) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ ہدایت خودشناسی، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۳۵۴ھ،
(۸۸) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ سوانح سائیں عبدالغنی (قلمی)،
(۸۹) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ قصائد دعائے میت، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۳۱ء، بار اول، ۱۹۸۸ء بار دوم،
(۹۰) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ فیضان غنی، کراچی، قادری پبلی کیشنز سولجر

marfat.com

بازار، ۱۹۹۱ء، حصہ دوم،
(۹۱) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ عرفان غنی، کراچی، ادارہ محراب و منبر قادری مسجد، ۱۹۸۷ء،
(۹۲) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ اضراب الصلوٰة والسلام، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۳۳۴ھ،
(۹۳) عبدالغنی، صوفی سائیں القادری۔ دعائے غنی، / مرتبہ : صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری پبلیکیشنز، ۱۹۹۷ء،
(۹۴) عبدالغنی، پروفیسر۔ قرآنی تصوف اور اقبال، لاہور، فیروز سنز، ۱۹۶۱ء،
(۹۵) عبدالرشید قادری، سائیں۔ مختصر سوانح حضرت محمد بشیر (قلمی)، کراچی،
(۹۶) عبدالرشید قادری، سائیں۔ سوانح سائیں عبدالغنی (قلمی)، کراچی، عثمان آباد،
(۹۷) عبدالرشید قادری، سائیں۔ ملفوظات سائیں غنی، کراچی، ۱۹۶۶ء،
(۹۸) عبدالرشید قادری، سائیں۔ گلدستہ فیضان غنی، کراچی، کامل پریس، ۱۳۸۴ھ،
(۹۹) علی ہجویری۔ کشف المحجوب / ترجمہ میاں طفیل محمد، لاہور، اسلامک پبلیکیشنز،
(۱۰۰) علاؤ الدین، پیر سید طاہر الگیلانی۔ تذکرہ قادریہ، لاہور، مطبوعہ استقلال پریس،
(۱۰۱) عبدالقادر جیلانی، حضرت شیخ۔ الفتح الربانی / ترجمہ : مولانا عاشق الٰہی میرٹھی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۹۶۵ء،
(۱۰۲) عبدالحق محدث دہلوی۔ زبدۃ الاثار / ترجمہ : پیر زادہ اقبال احمد فاروقی، لاہور، مکتبہ نبویہ، ۱۹۸۸ء،
(۱۰۳) عبدالقادر عیسیٰ شیخ۔ تصوف کے حقائق / ترجمہ : محمد یوسف بندیالوی، مکتبہ رضویہ، ۱۹۹۳ء،
(۱۰۴) عبدالحق محدث دہلوی، شیخ۔ اخبار الاخیار فی اسرار الابرار، دہلی، مطبع مجتبائی، ۱۳۳۲ھ،
(۱۰۵) عبدالقادر گیلانی، شیخ۔ غنیۃ الطالبین / ترجمہ : شمس بریلوی، کراچی، مدینہ

marfat.com

پبلشنگ کمپنی،
(۱۰۶) عبدالماجد دریا آبادی۔ تصوف اسلام، لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۰ء،
(۱۰۷) عبدالحکیم شرف قادری۔ تذکرہ اکابر اہلسنت، لاہور، مکتبہ قادریہ،
(۱۰۸) علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی۔ تفسیر مظہری، کراچی، دارالاشاعت، ۱۴۱۱ھ،
(۱۰۹) عبدالرسول شاہ بخاری و قادری سید۔ جواہر عرفانی، کراچی، کامل پریس،
(۱۱۰) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ قادری نامہ، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، حصہ اول، بار اول ۱۹۶۲ء، بار دوم جنوری ۱۹۸۷ء،
(۱۱۱) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ قادری نامہ، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، حصہ دوم، بار اول ۱۹۶۲ء، بار دوم دسمبر ۱۹۸۷ء،
(۱۱۲) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ قادری نامہ (قلمی)، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، حصہ سوم،
(۱۱۳) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ ارشادات علمی، ا مرتبہ: صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری پبلیکیشنز، ۱۹۹۷ء،
(۱۱۴) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ بیاض علمی، کراچی، قادری پبلیکیشنز، ۱۹۸۹ء حصہ اول،
(۱۱۵) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ بیاض علمی، کراچی، قادری پبلیکیشنز، ۱۹۹۱ء، حصہ دوم
(۱۱۶) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ بیاض علمی (قلمی)، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۷۵ء،
(۱۱۷) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ بیاض علمی (قلمی)، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۷۸ء،
(۱۱۸) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ تذکرہ محرم، کراچی، ایجوکیشنل پریس
(۱۱۹) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ تذکرہ علمیہ قادریہ، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۷۸ء،

marfat.com

(۱۲۰) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ تذکرہ حسینی، کراچی، شیخ غلام اینڈ سنز، ۱۹۴۶ء بار اول، ۱۹۸۷ء بار سوم،
(۱۲۱) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ گیارہویں نامہ، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار،
(۱۲۲) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ تذکرہ بزرگان ذیشان، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۳۷۰ھ،
(۱۲۳) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ تحفہ علمی، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۳۹۸ھ،
(۱۲۴) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ سترھویں نامہ، کراچی، ارجنٹ پبلسٹی پریس،
(۱۲۵) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ روئداد جمعیت عالیہ سنّیہ، کراچی، عباسی لیتھو آرٹ پریس، ۱۹۴۶ء،
(۱۲۶) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ خطبات علمی (منظوم)، کراچی، قادری پبلیکیشنز، ۱۹۹۶ء،
(۱۲۷) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ میلاد نامہ محمدی، کراچی،
(۱۲۸) علمی، صاحبزادہ محمد علم الدین القادری۔ شجرہ ٔ علمیہ قادریہ، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۸۵ء،
(۱۲۹) غلام احمد نظامی۔ محفل میلاد شریف، کراچی، عباسی کتب خانہ، ۱۹۳۶ء،
(۱۳۰) غلام رسول القادری، مولانا۔ مجموعہ ٔ کلام مع ذکر اللہ اللہ نور، کراچی، کامل پریس،
(۱۳۱) غلام رسول القادری، مولانا۔ چمنستان حسینی کے چند پھول، کراچی، ایجوکیشنل پریس،
(۱۳۲) غلام رسول القادری، مولانا۔ گلدستہ ٔ عید میلاد النبیؐ، کراچی، ارجنٹ پرنٹنگ پریس،

marfat.com

(۱۳۳) غلام رسول القادری، مولانا۔ گلدستہء تسلیمات، کراچی، آستانہ غوثیہ قادری مسجد سولجر بازار، ۱۳۸۹ھ،

(۱۳۴) غلام رسول القادری، مولانا۔ فیض علمی (سوانح مولانا قاری علم الدین القادری)، ساڈھورہ، بلالی اسٹیم پریس، ۱۳۳۳ھ،

(۱۳۵) غلام رسول القادری، مولانا۔ کلیات قادری، / مرتبہ : صاحبزادہ فریدالدین قادری، کراچی، قادری پبلی کیشنز، ۱۹۸۵ء،

(۱۳۶) غلام رسول القادری، مولانا۔ مجموعہء فسانہ قوم، کراچی، کامل پریس،

(۱۳۷) غلام رسول القادری، مولانا۔ ملفوظات، / مرتبہ صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری مسجد، غوثیہ پرنٹنگ پریس، ۱۹۸۴ء،

(۱۳۸) غلام رسول القادری، مولانا۔ دعائے مرشدی، / مرتبہ : صاحبزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء،

(۱۳۹) غلام رسول القادری، مولانا۔ قواعد و ضوابط جمعیت الاحناف، کراچی، دبدبہ حیدری پریس، ۱۹۱۳ھ،

(۱۴۰) غلام سرور لاہوری۔ خزینۃ الاصفیاء / ترجمہ : پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، لاہور،

(۱۴۱) غلام مصطفی بخاری عقیل، سید۔ شاہ جیلاں بے مثال مبلغ اسلام، لاہور، ادارہ تعلیمات مجددیہ،

(۱۴۲) غلام محمد احمد شیخ۔ صبغۃ اللہ، جالندھر، مطبوعہ ھانڈہ الیکٹرک،

(۱۴۳) غزالی، امام محمد۔ المنقذ من الضلال / ترجمہ : مولانا محمد حنیف ندوی، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۵۹ء،

(۱۴۴) غلام احمد پرویز۔ تصوف کی حقیقت، لاہور، طلوع اسلام ٹرسٹ، ۱۹۸۱ء،

(۱۴۵) غلام فرید حافظ۔ احوال العارفین، نذیر سنز پبلشرز، ۱۹۷۹ء،

(۱۴۶) فیض احمد فیض ۔ مہر منیر، گولڑہ شریف، جامعہ غوثیہ،

(۱۴۷) فضل رحمن۔ ارشاد رحمانی، کانپور، مطبع مجتبائی، ۱۳۰۶ھ،

(۱۴۸) فیروز الدین، مولوی۔ فیروز اللغات، لاہور، فیروز سنز،

marfat.com

(۱۴۹) فرحت ملتانی۔ اولیائے ملتان، ملتان، مکتبہ تنویر ادب،

(۱۵۰) فرید الدین قادری، صاحبزادہ۔ یادگار علمی، کراچی، ۱۴۰۷ھ،

(۱۵۱) فرید الدین قادری، صاحبزادہ۔ نذر عقیدت چہلم حافظ عبدالحئی قادری، قادری مسجد سولجر بازار، ۱۹۸۷ء،

(۱۵۲) فریدالدین قادری، صاحبزادہ۔ مکتوبات علمی، مرتبہ: کراچی، قادری پبلیکیشنز، ۱۹۹۰ء

(۱۵۳) کفایت علی قادری، صوفی۔ انوار پنج گنج، کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۳۶۹ھ،

(۱۵۴) کلیم اللہ، جہاں آبادی، شاہ۔ کشکول کلیمی، ترجمہ، دہلی، مطبع مجتبائی،

(۱۵۵) قشیری عبدالکریم، بن ہوازن۔ الرسالہ القشیریہ فی علم التصوف، مصر، دارالتالیف، ۱۳۶۴ھ،

(۱۵۶) قشیری عبدالکریم، بن ہوازن۔ رسالہ قشیریہ / ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۸۴ء،

(۱۵۷) گل حسن شاہ قلندر قادری۔ تذکرہ غوثیہ، لاہور، شیخ غلام حسین اینڈ سنز،

(۱۵۸) گل حسن شاہ قلندر قادری۔ تعلیم غوثیہ، طبع شدہ ۱۳۰۵ھ،

(۱۵۹) لطیف اللہ، پروفیسر۔ تصوف اور سریت، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ،

(۱۶۰) مرغوب، سید محسن گیلانی، ڈاکٹر۔ مرغوب العاشقین، فیصل آباد، ۱۴۰۰ھ،

(۱۶۱) مجدد الف ثانی، امام ربانی۔ مکتوبات امام ربانی / ترجمہ: مولانا محمد سعید احمد نقشبندی، کراچی، مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۹۷۰ء، حصہ دوم،

(۱۶۲) مجید اللہ قادری، ڈاکٹر۔ یادگار سلف، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، ۱۹۹۱ء،

(۱۶۳) مجید اللہ قادری، ڈاکٹر۔ امام احمد رضا اور علمائے سندھ، المختار پبلیکیشنز کراچی، ۱۹۹۵ء

(۱۶۴) مرزا محمد اختر دہلوی۔ تذکرہ اولیائے ہندو پاکستان، لاہور، ملک سراج الدین اینڈ سنز، جلد سوم،

(۱۶۵) محمود احمد قادری۔ تذکرہ علمائے اہلسنت، فیصل آباد، سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ، ۱۹۹۲ء،

marfat.com

(۱۶۶) محمد بن یحیی التادفی۔ قلائد الجواہر فی مناقب شیخ عبدالقادر گیلانی / ترجمہ: مولوی عبدالستار، لاہور، اللہ والے کی قومی دکان،

(۱۶۷) محی الدین کاکوروی لکھنوی۔ اسرار المعرفت، دہلی، سید المطبع، ۱۲۸۳ھ،

(۱۶۸) معین الدین دردائی، محمد، پروفیسر۔ مجلس صوفیہ، کراچی، نفیس اکیڈمی،

(۱۶۹) مغفور القادری، سید۔ عبادالرحمان، گڑھی اختیار خاں، دربار عالیہ شاہ آباد

(۱۷۰) محمد حسین للّٰہی۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی اور انکے خلفا، لاہور، مطبوعہ اسلامک بک فاؤنڈیشن

(۱۷۱) محمد دین کلیم قادری۔ تذکرہ مشائخ قادریہ، لاہور، مکتبہ نبویہ

(۱۷۲) معین عبدالمجید سندھی، ڈاکٹر۔ پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، لاہور، سنگ میل پبلیکیشنز، ۱۹۹۴ء

(۱۷۳) میاں عبدالصمد مسلم۔ اسلام میں تصوف نہیں، لاہور، چشتیہ پریس، ۱۹۷۵ء

(۱۷۴) میاں محمد بخش۔ ہدایت المسلمین، آزاد کشمیر، (مظفر آباد) نظامت اوقاف، ۱۹۸۰ء

(۱۷۵) میاں قادری، سید، محمد۔ اصح التواریخ، کراچی، برکاتی پبلشرز، ۱۹۸۸ء

(۱۷۶) میمن عبدالمجید سندھی۔ نگارشات سندھ، لاڑکانہ، سندھی ادبی اکیڈمی، ۱۹۹۲ء

(۱۷۷) میر ولی الدین۔ قرآن و تصوف، حیدر آباد (دکن)، مطبوعہ انتظامی، ۱۹۴۵ء

(۱۷۸) میر عبدالواحد بلگرامی۔ سبع سنابل / ترجمہ: مفتی محمد خلیل خاں برکاتی، لاہور، حامد اینڈ کمپنی

(۱۷۹) میر ولی الدین، ڈاکٹر۔ خواجہ بندہ نواز کا تصوف اور سلوک، دہلی، مطبوعہ ندوۃ المصنفین

(۱۸۰) میر ولی الدین، ڈاکٹر۔ مدارج السلوک، کرچی، مطبوعہ مشہور آفسٹ پریس

(۱۸۱) مودودی ابو الاعلی، مولانا۔ تصوف اور تعمیر سیرت، اسلامک پبلیکیشنز لیمٹڈ

(۱۸۲) نبی بخش خاں بلوچ، ڈاکٹر۔ سندھ میں اردو شاعری، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۸ء

(۱۸۳) وفا راشدی، ڈاکٹر۔ مہران نقش، کراچی، مکتبہء اشاعت اردو، ۱۹۸۶ء

(۱۸۴) وفا راشدی، ڈاکٹر۔ اردو کی ترقی میں اولیائے سندھ کا حصہ، لاہور، مغربی

marfat.com

پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۴ء
(۱۸۵) یعقوب چرخی، مولانا۔ ابدالیہ / ترجمہ : محمد نذیر رانجھا نوشاہی، لاہور، اسلامک بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۸ء
(۱۸۶) نثار احمد خان۔ آئینہ ء سلوک، کراچی، ادارہ القرآن و العلوم الاسلامیہ، ۱۹۹۴ء
(۱۸۷) نسیم احمد۔ تذکرہ خواجہ باقی باللہ اور صاحبزادگان و خلفاء، لکھنو، الفرقان بکڈپو
(۱۸۸) نصیر الدین ہاشمی قادری، سید۔ مظہر جمال مصطفائی، لاہور، مکتبہ رضوان
(۱۸۹) نصیر الدین الگیلانی، سید۔ نام و نسب، گولڑہ شریف، گیلانی پبلیشرز، ۱۹۸۹ء
(۱۹۰) نثار احمد فاروقی، پروفیسر۔ نقد ملفوظات، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۸۹ء
(۱۹۱) نظامی، خواجہ حسن۔ تسکین احساس، دہلی، محبوب المطابع برقی پریس، ۱۳۴۳ھ
(۱۹۲) نظامی، خواجہ حسن۔ محفل نامہ گیارہویں شریف، دہلی، مشائخ بک ڈپو، ۱۹۳۶ء
(۱۹۳) نظامی، خلیق احمد۔ تاریخ مشائخ چشت، کراچی، مکتبہ ء عارفین
(۱۹۴) نعیمی، محمد اقبال، مولانا۔ تذکرہ اولیائے سندھ، کراچی، شارق پبلیکیشنز، ۱۹۸۷ء
(۱۹۵) وفائی، مولانا دین محمد۔ تذکرہ مشاہیر سندھ، حیدر آباد، سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۷۵ء، جلد اول، دوم، سوم
(۱۹۶) واحد بخش سیال، مولانا۔ مقابیس المجالس، لاہور، بزم اتحاد المسلمین
(۱۹۷) واحد بخش سیال، مولانا۔ روحانیت اسلام، لاہور، بزم اتحاد المسلمین
(۱۹۸) واحد بخش سیال، مولانا۔ مشاہدہ ء حق، لاہور، بزم اتحاد المسلمین، ۱۴۱۲ھ
(۱۹۹) واحد بخش سیال، مولانا۔ تربیت العشاق، ملفوظات شاہ محمد ذوقی، کراچی، محفل ذوقیہ، ۱۹۸۵ء
(۲۰۰) ہزاروی، محمد صدیق، مولانا۔ تعارف علماء اہلسنت، لاہور، مکتبہ قادریہ، ۱۹۷۹ء
(۲۰۱) یاسین، محمد۔ ملفوظات شہیدی، کراچی، عمادی پریس، ۱۹۹۳ء
(۲۰۲) یوسف نبہانی۔ جامع کرامات اولیاء / ترجمہ : پروفیسر سید محمد ذاکر شاہ چشتی، لاہور، مکتبہ حامدیہ، ۱۹۸۲ء، جلد اول

marfat.com

اخبارات و جرائد

(۲۰۳) آستانہ، صاجزادہ محمد مستحسن فاروقی، دہلی، اکتوبر ۱۹۵۴ء

(۲۰۴) آستانہ، صاجزادہ محمد مستحسن فاروقی، دہلی، اپریل ۱۹۵۴ء

(۲۰۵) الاشرف ماہنامہ، شجاعت علی قادری نمبر، مدیر عارف دہلوی، کراچی، اپریل مئی ۱۹۹۳ء

(۲۰۶) جنگ، روزنامہ جمعہ ایڈیشن مورخہ یکم ستمبر ۱۹۹۵ء، مضمون حضرت طاہر علاؤالدین الگیلانی، تحریر ہاشم علی القادری

(۲۰۷) جنگ، روزنامہ جمعہ ایڈیشن مورخہ ۲۶ جنوری ۱۹۹۶ء، مضمون سید ظہور الحسنین شاہ، تحریر مظہر یوسف زئی

(۲۰۸) جنگ، روزنامہ جمعہ ایڈیشن مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۹۶ء، مضمون بابا عزیز اللہ شاہ تاجی، تحریر معین الرحمن عزیزی

(۲۰۹) سیارہ ڈائجسٹ، جلد اول ماہنامہ، اولیائے کرام نمبر، لاہور، ریواز گارڈن، اپریل ۱۹۸۶ء

(۲۱۰) ضیائے حرم، ماہنامہ، ماہ جمادی الاول، لاہور، ۱۴۰۶ھ جنوری ۱۹۸۶ء

(۲۱۱) عین القادر، شفیق بریلوی، کراچی، المرکز القادری، شمارہ ۱۰ جنوری ۱۹۸۳ء

(۲۱۲) قومی ڈائجسٹ، ماہنامہ، پیران پیر نمبر، لاہور، ۵۰ لوئر مال روڈ، ۱۹۹۴ء

(۲۱۳) محراب و منبر، سہ ماہی، نقیب الاولیاء نمبر، جنوری تا مارچ ۱۹۸۶ء، مدیر صاجزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار

(۲۱۴) محراب و منبر، سہ ماہی، مضمون عقائد اہلسنت والجماعت کا تاریخی جائزہ، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۳ء، مدیر صاجزادہ فرید الدین قادری، کراچی، قادری مسجد سولجر بازار

marfat.com